مجدّدِ زمان

بجواب

"دو نبی"

www.aaiil.org

مُرتضےٰ خان حسن
بی۔اے

حسب فرمائش ڈاکٹر این اکبر خان صاحب آف رنگون (برما)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

پیش لفظ .. .. ص ۱ تا ۲۳

کتاب "دو نبی" کا تعارف ۱
مصنف کتاب کی سابق مخالفین کی کاسہ لیسی ۲
قرآن کو پس پشت ڈال دیا ۳
احمدیوں کا تمسک بالقرآن ۵
حضرت مرزا صاحب "فتح نصیب جرنیل" ۶
طابع و ناشر کا مبلغ علم ۷
مصنف کا طرز تحریر صدر جمعیتہ العلماء کی نظر میں ۸
عیسائیوں اور آریوں کے طریق بحث کا تتبع ۱۰
اوچھے ہتھیار ۱۰
احمدیت کی بنیاد وفات مسیح کی مضبوط چٹان پر ۱۱
وفات مسیح پر بحث کرنے سے گریز ۱۳
ظلی و بروزی نبوت پر بحث کرنے کی وجہ ۱۴
حق کا رعب ۱۶

صفحہ

۱۹۵۳ء کے فتنۂ عظیم میں اصولی بحث سے گریز اور جھوٹے اعتراضات پر انحصار ۱۶
وفاتِ مسیحؑ کے اہم نتائج ۱۶
حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں احادیث کا انکار ۲۱
علمی اور اصولی بحث کرو ۲۲
حرفِ آخر ۲۲

صدر جمعیۃ العلماء کے پیش لفظ پر ایک نظر - ۲۴ تا ۳۴

بغض و حسد کی انتہاء ۲۴
خلفائے ثلاثہ پر مطاعن ۲۶
حضرت مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت ۲۶
مولوی محمد حسین بٹالوی کی شہادت ۲۷
مردِ کامل ۲۹
براہین جیسی کتاب لکھنے ۳۰
حضرت احمدی پر مطاعن کیوں؟ ۳۰
علامہ اقبال کے استاد کی شہادت ۳۱
حضرت مرزا صاحب روحانی آدمیوں کی مسندِ اعلےٰ پر ۳۲
مولوی ظفر علی خان کے والد ماجد کی شہادت ۳۳
رجحان یا حقیقت یا تین ۳۴

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرتِ طیّبہ اور اخلاقِ فاضلہ ۔۔ ۳۵

حضرت سیّد المعصومین پر مخالفین کے اعتراضات ۔ ۔ ۳۵
حضرت مرزا صاحب کی پاکبازی اور عشقِ الٰہی ۔ ۔۔ ۔۔ ۳۶
دشمنانِ اسلام کی شہادت آپ کی پارسائی کے متعلق ۔ ۔ ۔۔ ۳۷
مخالفین آپ کے کیرکٹر پر حرف نہ رکھ سکے ۔ ۔۔ ۔۔ ۳۸
ہزاروں ملنے والوں پر آپ کی پاکبازی کا اثر ۔ ۔۔ ۔۔ ۳۸
لوگوں کو اپنے پاس آکر ٹھہرنے کی دعوت آپ کی پاکبازی پر شاہد ہے ۔ ۔ ۳۹
فاضل اور غیور علماء کی نظرِ تنقید کا نتیجہ ۔ ۔۔ ۔ ۴۰
آپ کے اخلاقِ فاضلہ لوگوں کی کشش کا موجب تھے ۔ ۔ ۴۰
علماء و فضلاء کی ایک جماعت آپ کے قدموں میں ۔۔ ۔۔ ۴۱
اہل و عیال سے حسنِ سلوک ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴۲
محبت شرافت اور رحم و کرم کا مجسمہ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴۴
انتقام سے گریز ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴۵
حضرت مسیح موعودؑ کی دستِ تکلیمی ۔ ۔۔ ۔۔ ۴۶
آپ کا کمالِ صبر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴۷
یہ ہے مرزا غلام احمدؑ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴۸
دوستوں سے حسنِ سلوک ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۵۰

حاجتمندوں کی حاجت روائی ۵۱
دوستوں کی خدمت اور ان کے لئے تحائف ۵۲
دوستوں کے لئے درد ۵۲
مہمان نوازی ۵۳
غریبوں کے ساتھ ہمدردی ۵۴
بیماروں کی عیادت ۵۴
چشم پوشی اور درگذر ۵۵
غضِ بصر ۵۵
کیا یہ آدمی شریف تھیں ؟ ۵۶
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو ۵۷
حضرت مرزا صاحب کا بلند مقام ۵۷

انگریز کی سیاسی اغراض اور حضرت مرزا صاحب .. .. ص ۵۹ تا ۸۹

ایک بے بنیاد اختراع ۵۹
قرار داد کہاں ہے ؟ ۶۰
ثبوت پیش کریں ۶۲
من گھڑت ڈھکوسلہ ۶۳
نصاریٰ سے حضرت مرزا صاحب کی جنگ ۶۳
حضرت مرزا صاحب نے نصاریٰ کے خلاف قوم کو بیدار کیا ۶۴

دعویٰ مسیحیت اور عیسائی مذہب پر کلہاڑا ۶۵
عیسائیوں کی طرف سے دشمنی اور فساد کا ظہور ۶۷
آتھم صاحب کی صریح کذب بیانی ۶۹
حضرت نبی کریم صلعم کے خلاف پراپیگنڈا ۶۹
حضرت مرزا صاحب کے خلاف مولوی صاحبان کی ضد ۷۰
شجرِ احمدیت کے پھل ۷۱
عیسائیت کے خلاف احمدیت کا زبردست قلمی وار ۷۲
مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ حریت مٹانے کا الزام ۷۳
انگریزوں کی نظرِ انتخاب اور حضرت مرزا صاحب ۷۴
انگریزوں کا پروردہ کس بنا پر؟ ۷۵
انگریزوں کی مدح سرائی کا الزام ۷۶
سکھوں کا پرفتن زمانہ ۷۸
انگریزوں کا عہد امن و آزادی ۷۹
مولانا حالی انگریزی عہد کے امن و امان کی تعریف میں ۷۹
حضرت مرزا صاحب نے قرآن اور نبی کریم صلعم کی اتباع میں انگریزی عہد کی تعریف کی ۸۰
رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد کا اقتباس ۸۱
انگریزوں کے عہد میں تبلیغ اسلام کی آزادی ۸۲
خوشامد کا الزام ۸۴

مسیح کی ہمسری کے دعوے میں خوشامد کے الزام کی تردید .. - ۸۵
کیا دعویٰ مہدویت خوشامد کا نتیجہ ہے ؟ ۸۶
جری اور بہادر انسان جس نے سارے یورپ کو چیلنج دیا .. - ۸۷
احسان کی قدر کرنا خوشامد نہیں .. .. - .. ۸۸
متضاد باتیں - .. .. - .. ۸۹

مسئلہ جہاد اور حضرت مرزا صاحب .. - صفحہ ۹۰ تا ۱۱۳

حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ کہ کوئی قرآنی حکم منسوخ نہیں .. - ۹۰
مخالف علماء کا عقیدہ نسخ قرآن .. .. - .. ۹۲
حضرت مرزا صاحب پر احکام قرآنی کی منسوخی کا الزام کذب وافتراء ہے .. - .. .. - - ۹۳
کذب بیانی کے مرتکب کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ .. - ۹۳
مسئلہ جہاد کے متعلق غلط فہمی ۹۴
دین میں جبر واکراہ جائز نہیں .. .. .. - .. ۹۴
تلوار بہر اسے حفاظت قرآن ۹۵
جہاد بالسیف پر حد بندیاں .. .. - - ۹۶
جہاد بالسیف کے حالات اور شرائط موجود نہیں .. - .. ۹۷
مذہبی آزادی میں جہاد بالسیف جائز نہیں - .. - .. ۹۸
مماثلت مسیح مانع جہاد ہے .. - - .. - ۹۹

جہاد بالسیف کب ثابت ہوتا ہے ۱۰۰

حامیانِ جہاد نے کیوں جہاد نہ کیا ۱۰۱

حضرت مرزا صاحب کا جہاد بالقرآن ۱۰۴

جماعت احمدیہ کا جہاد ۱۰۴

جہاد کرنے والی کوئی جماعت دکھاؤ ۱۰۴

تم سے جہاد بالقرآن بھی نہ ہوا ۱۰۵

انگریزوں کی قصیدہ خوانی میں لیڈرانِ قوم کا حصّہ ۱۰۵

مولانا ظفر علی خان کی مدح سرائی، علامہ اقبال کا قصیدہ ۱۰۶

انگریز پرست کون ثابت ہوا؟ ۱۰۷

مولوی محمد حسین بٹالوی کی انگریز پرستی ۱۰۸

حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ ۱۱۰

الزام کی صفائی خوشامد نہیں ۱۱۰

مسلمان لیڈروں کا درجہ حضرت مرزا صاحب کی نظر میں ۱۱۱

سلطان القلم کا جہاد ۱۱۲

حدیث اور فقہ کے انکار کا بے بُنیاد الزام - ص ۱۱۴ تا ۱۴۸

حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی بناء حدیث ہے ۱۱۵

حضرت مرزا صاحب کی نظر میں حدیث کی اہمیت ۱۱۶

جماعت احمدیہ کا لٹریچر حدیث کی تائید میں ۱۱۹

ایک اور افتراء ۱۲۱
ہم مفسرین کی عزت کرتے ہیں ۱۲۲
فقہ پر طعن کا بہتان ۱۲۲
فقہ کے متعلق ہمارا مسلک ۱۲۳
بسوز بچشم عداوت ۱۲۴
احمدی لٹریچر سے مسلمانوں میں احساس شرف و عزت ۱۲۵
احمدی لٹریچر کے متعلق فضلائے اسلام کی رائے ۱۲۶
کیا تبلیغ اسلام کرنا ایمان پر ڈاکہ ڈالنا ہے ۱۲۹
تبلیغ اسلام کی اہمیت ۱۲۹
راستباز مان کر نبی ماننا ضروری نہیں ۱۳۰
ختم نبوت کے بعد ایک پرانے نبی کی انتظار ۱۳۲
انکارِ حدیث کے الزام کا اعادہ ۱۳۲
توہین صحابہؓ کا الزام ۱۳۳
جھوٹا مدعی نبوت —— اور کامیاب ؟ ۱۳۴
حضرت مرزا صاحب —— کامیاب انسان ۱۳۶
احمدیت کی روشنی تمام دنیا میں ۱۳۷

جھوٹے مدعیانِ نبوت کی سیاسی سرگرمیاں ص ۱۳۹ تا

بہدم صاحب کے جھوٹے نبی ۱۳۹

مُدعیانِ نبوت کی سیاسی سرگرمیاں ۱۴۰
مرزا صاحب سے مماثلت کس بات میں؟ ۱۴۱
کیا خدمت کرنیوالے کذاب ہوتے ہیں؟ ۱۴۲
حضرت مرزا صاحب کی مماثلت مسیح ناصری سے ۱۴۳
غلط معیار صداقت ۱۴۸
قرآن کریم کا پیش کردہ معیار صداقت ۱۴۹
حضرت مرزا صاحب کی کامیاب زندگی ۱۵۰
کامیاب مدعیان کی ناکامی ۱۵۱
حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا بیّن ثبوت ۱۵۲
کیا اُمت میں کوئی صادق مُدعی نہیں ہوا؟ ۱۵۳
اولیائے امت کا نام کیوں نہیں لیتے؟ ۱۵۴
حضرت مرزا صاحب نے اولیائے امت کے حالات پر کیا لکھا ۱۵۵
احادیث میں اولیاء و مامورین کے پیدا ہونے کی بشارت ۱۵۵
حضرت مرزا صاحب مثیل انبیاء ہیں ۱۵۸
فتنِ زمانہ اور اسلام ۱۵۸
کیا یہ فتن کسی مصلح کے داعی ہیں یا کذاب و دجّال کے؟ ۱۶۱
چودھویں صدی کے متعلق بزرگانِ اُمت کی توقعات ۱۶۲
پیشگوئیوں کے مطابق مہدی و مسیح آیا نہ کہ کذاب و دجّال۔ ۱۶۴
یاجوج و ماجوج آگئے۔ مسیح کہاں ہے؟ ۱۶۵

مہدی کا نشانِ کسوف و خسوف پورا ہو چکا مگر مہدی آیا؟ ۔۔ ۱۶۵

مسیح کی آمد کا مقصد غلبۂ اسلام ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۶۷

نظام معتزلی سے مماثلت کا اقرار ۔۔ ۔۔ ص ۱۷۱ تا ۱۷۵

حضرت مرزا صاحب کے عقائد و اعمال ۔۔ ۔۔ ص ۱۷۶ تا ۱۸۳

واقعات کی گواہی ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۷۶

حضرت مرزا صاحب کا اپنا بیان ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۷۷

حضرت مرزا صاحب کا انجام ۔۔ ۔۔ ۔۔ ص ۱۸۴ تا ۱۹۹

ہمدم صاحب کی جھوٹی نقلیاں ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۸۴

کیا مرزائیوں کی ترقی علامت کامیابی ہے؟ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۸۵

"مرزائیوں" کا قدم ترقی کی طرف ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۸۷

"مرزائی" لٹریچر کا تار و پود ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۸۸

کیا حضرت مرزا صاحب ناکام ہیں؟ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۹۱

کیا اسہال سے مرنا ناکامی ہے؟ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۹۲

حضرت مرزا صاحب کی بےنفسی ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۹۳

شہادت کی موت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۹۴

قبر مسیح کا معاملہ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۹۵

ہمدم صاحب کی کذب بیانی ۱۹۷

حضرت مسیح موعودؑ پر دعویٰ نبوت کا الزام ۔ ص ۲۰۰ تا

بلا تحقیق الزام ۲۰۰

جماعت احمدیہ لاہور یہ نہیں مانتی ۲۰۱

بے ضرورت تقابل ۲۰۲

کسی کا نبی ماننا دعوئے نبوت کا ثبوت نہیں ۲۰۳

دعوئے نبوت کا ثبوت دو ۲۰۳

ایک جامع حوالہ (دعویٰ نبوت کی تردید میں) ۲۰۴

کچھ اہم نکات ۲۰۷

کذاب کون ہے؟ ۲۱۲

جماعت احمدیہ لاہور کی عملی زندگی .. .. .. ص ۲۱۳ تا ۲۱۷

ہم شریعت اسلامی کے پابند ہیں ۲۱۳

ہماری شریعت قرآن مجید ہے ۲۱۵

ہم حدیث اور فقہ کو مانتے ہیں ۲۱۶

انکار دعویٰ کے متعلق حضرت مرزا صاحب کے بیانات ۔ ص ۲۱۸ تا

مجھے کوئی دعویٰ نبوت نہیں۔ کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا ۲۱۸

اولیاء کو رنگِ انبیاء دیا جاتا ہے لیکن وہ نبی نبی نہیں ہوتے ۲۱۹

صرف اسلام ہی سچا مذہب ہے اور قرآن واجب العمل کتاب ہے ۲۲۰

میں اہلِ سنت کے عقیدہ کے مطابق اسلامی عقائد کا قائل ہوں ... ۲۲۱

مدعی نبوت پر لعنت. صرف محدثیت کا دعویٰ ۲۲۳

سب سے آخر میں محمد مصطفےٰ صلعم کو پیدا کیا ۲۲۴

آخری نبی. نبی اسمٰعیل ہیں ۲۲۵

ہمارے نبی صلعم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا ۲۲۵

مجازی طور پر نبی کا نام دیا گیا نہ کہ حقیقی طور پر ۲۲۵

جس طرح خدا وحدہٗ لاشریک ہے اسی طرح ہمارے رسول آخری نبی ہیں اور ان کا کوئی شریک نہیں ۲۲۶

ان صریح بیانات کے ہوتے ہوئے نبوت کا الزام خلاف دیانت ہے ۲۲۷

الہامات میں لفظ نبی مجازاً استعمال ہوا ہے ۲۲۸

کذاب اور دجال کے خطاب کا مستحق کون ہے ۲۲۹

۱۹۰۱ء میں دعوئے نبوت کا الزام

حضرت مرزا صاحب نے بیعت نبوت نہیں لی نہ نیا کلمہ پڑھایا ۲۳۰

ظلّی بروزی، مجازی، جزوی، غیر حقیقی اور غیر تشریعی نبوت ۔ ۔ ۲۳۳

حضرت مرزا صاحب کا ارشاد کہ نبوت منقطع ہو گئی اور صرف مکالمہ الٰہیہ باقی ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔ ۔۔ ۔ ۲۳۴

اُمت میں مثیلِ انبیاء اور محدثین ہوتے رہے ہیں جو ظلّی و بروزی نبوت کے خطابات کے اہل ہیں ۔۔ ۔ ۔۔ ۔ ۲۳۵

ظلّی بروزی نبوت کی اصطلاحات کیوں قائم کی گئیں ۔ ۔ ۔ ۲۳۵

آنحضرت صلعم زندہ جاوید نبی ہیں کیونکہ آپ کی اتباع سے شرفِ مکالمہ الٰہیہ حاصل ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔۔ ۔ ۲۳۶

آنحضرت صلعم کے متبعین کو رنگ انبیاء دیا جاتا ہے ۔ ۔ ۲۳۷

صداقت خطبے ۔ اسلام اور آنحضرت کی اتباع سے خدا ملتا ہے ۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔ ۔۔ ۔ ۲۳۷

مَیں نے آنحضرت کی اتباع سے خدا کو پایا (حضرت مرزا صاحب) ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔ ۔۔ ۔ ۲۳۸

ظلّی و بروزی وغیرہ الفاظ دعوئے نبوت کے مترادف ہیں ... ۔ ۲۳۹

ظلّی و بروزی نبوت مخالف علماء کی نظر میں ۔ ۔۔ ۔۔ ۲۳۹

کیا ظلّی و بروزی نبوت کا دعویٰ مداہنت یا منافقت ہے ۔ ۔ ۔ ۲۴۰

جزوی اور مجازی نبوت ۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۲۴۱

ظلّی بروزی نبوت اور لا نبی بعدی میں نفیٔ جنس ۔ ۔ ۔۔ ۲۴۱

ظلّی و بروزی نبوت سے محدثیت؛ ولایت مراد ہے ۔۔ ۔۔ ۲۴۲

وحی نبوت بند - وحی ولایت جاری ہے ۲۴۳

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ وحی ولایت ۲۴۳

اقرار بیعت میں نبوت کا ذکر نہیں ۲۴۴

تکمیل شریعت کے بعد وحی رسالت کی ضرورت نہیں ... ۲۴۵

ولایت و محدثیت یا مکالمہ مخاطبہ الہیہ ۲۴۶

ظل کی تشریح ۲۴۹

بروز کی تشریح ۲۵۰

مجاز اور استعارہ کا استعمال حقیقت کے منافی ہے ص ۲۵۵ تا ۲۶۵

مجازی نبوت محدثیت ہے ۲۵۹

جزوی اور غیر تشریعی نبوت اور امتی نبی بمعنی محدث ص ۲۶۶ تا ۲۷۸

خلاصہ کلام ۲۶۹

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ محدثیت تھا نہ کہ نبوت کا ص ۲۷۹ تا ۲۹۷

ظلی بروزی نبوت مماثلت انبیاء کو ظاہر کرتی ہے ۲۷۹

مسیح موعود کے لئے لفظ نبی بطور مجاز آیا ہے ۲۷۹

نبی کی تعریف حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں ۲۸۱

نبی کی تعریف حضرت مرزا صاحب نے اپنے دل سے پیدا نہیں کی ۲۸۵

محدثیت کا دعوے ۲۸۶
محدثیت کا منفی پہلو ۲۹۵
محدثیت کے خصائص یا مثبت پہلو ۲۹۶
حضرت مرزا میں محدثیت کے خصائص تھے نہ کہ نبوت کے ۲۹۷

حدیث لا نبی بعدی اور شیخ الجامعہ کا عجیب استدلال ص ۲۹۸ / ۳۱۸

لا نبی بعدی میں جدید اور قدیم کا فرق نہیں ہو سکتا ۲۹۸
مسیح فوت ہو چکا اس لئے دوبارہ نہیں آ سکتا ۳۰۱
حضرت ختم الرسل سے بغاوت کا مجرم کون ہے؟ ۳۰۱
حدیث میں امت میں مسیح یا مہدی کے آنے کا ذکر ۳۰۳
لا نبی بعدی کی تشریح حضرت مرزا صاحب سے ۳۰۴
حدیث میں استثناء کوئی نہیں ۳۰۸
پرانے نبی کے آنے کے عقیدہ میں ختم نبوت کا انکار ہے ۳۰۹
حضرت عیسیٰ کے آنے کا عقیدہ عقلاً نقلاً صحیح نہیں ۳۱۱
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا انہیں الوہیت کے تخت پر بٹھانا ہے ۳۱۲
خیر الامم کی اصلاح کے لئے باہر کے رسول کی حاجت نہیں ۳۱۲

امت کی اصلاح کے لئے خلفاء کے آنیکا وعدہ - - .. ۳۱۳
ایک عیسیٰ نفس خلیفہ کا آنا موجب خوشی ہے .. - .. ۳۱۵
شیخ الجامعہ ختم نبوت مانتے ہوئے ایک مستقل نبی کے منتظر ہیں .. .. - - ۳۱۶
صحیح عقیدہ کس کا ہے؟ ۳۱۶
کلمہ گوؤں کو کافر کہنا کہاں کا انصاف ہے؟ ۳۱۷

اولیائے امت اور مسئلہ نبوت - - .. - ص ۳۱۹/۳۳۸

مولانا روم کا ارشاد کہ مرشد کامل نبی وقت ہے - - .. ۳۱۹
ختم نبوت کا انکار کرو یا مولانا روم پر فتوے لگا دو - ۳۲۱
تیسری صورت - لفظ نبی کی تعریف کی جائے .. - ۳۲۱
کیا امتی نبی دجال ہوتا ہے؟ ۳۲۲
کیا یہ آنحضرت صلعم کی نبوت پر ڈاکہ ہے؟ - .. - ۳۲۴
صاحب بحر العلوم کے نزدیک امت میں نبی ہونیکے معنے - .. ۳۲۵
کیا نبوت عامہ اور نبوت مطلقہ کا اجرا جائز ہے یا نہیں؟ - - ۳۲۷
نبوت غیر تشریعی بمعنی محدثیت صالحین امت میں - ۳۲۸
شیخ اکبر اور امام شعرانی کا مذہب - .. - .. ۳۲۹
شیخ اکبر کا ایک اور حوالہ .. .. .. - ۳۳۲
شیخ الجامعہ کا اعتراض کہ غیر تشریعی نبوت کا مدعی دجال ہے - .. ۳۳۳

اولیائے کرام۔ اُمتی اور نبی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۳۴
ان اولیاء اللہ کو کیا کہا جائے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۳۵
ہم مسلمان ہیں ۔مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۳۶
مجازاً نبی کہلانا موجب کفر نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۳۷

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں لفظ نبی اور رسول کا استعمال

از صفحہ ۳۳۹ تا صفحہ ۳۴۴

مستقل صاحب شریعت نبوّت کا کوئی ثبوت نہیں ۔ ۔ ۳۳۹
ایک ہی لفظ کے مختلف معنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۴۱
نبی کا لفظ مجازی یعنے محدثیت کے معنوں میں ۔ ۔ ۳۴۲
الفاظ کے مجازی استعمال میں مسیح ناصری سے مماثلت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۴۴

مکالمہ الٰہیہ اور محدثیت کا وجود اُمّت میں

از صفحہ ۳۴۵ تا صفحہ ۳۵۷

محدث سے کثرت مکالمہ مخاطبہ ۔حضرت مجدّد الف ثانی کا بیان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۴۵

کامل تابعین رنگ نبوّت سے رنگین ہوکر ظلی نبوّت حاصل کرتے ہیں (مجدد الف ثانی ولایت ظلِ نبوّت ہے (شرح فتوح الغیب) ۳۴۷

مزکّیؔ و مصفٰیؔ لوگ رسالت کے ظل ہیں۔ (شاہ اسمٰعیل شہید) ۳۴۸

منصب امامت ظلِ نبوّت ہے (شاہ اسمٰعیل شہید) ۳۴۹

محدّث اور نبی میں صرف قوّت اور فعل کا فرق ہوتا ہے (حضرت مسیح موعودؑ) ۳۵۰

حضرت مرزا صاحب کا کلام آئمہ کے بیانات کے مطابق ہے ۳۵۱

کاملینِ اُمت پر انبیاء کے ناموں کا اطلاق ۳۵۴

مجدد و محدّث کی شان مولٰنا ابوالکلام آزاد کی نظر میں ۳۵۶

حضرت مسیح موعودؑ کی حالتِ مریمی اور حالتِ عیسوی

از صفحہ ۳۵۸ تا صفحہ ۳۷۱

مولویوں کا خشک علم اور کورئ باطن ۳۵۹

حالتِ مریمی اور حالتِ عیسوی ۳۶۰

رُوحانی کیفیات ۳۶۳

شیخ الجامعہ کی تحریف ۳۶۴
مولانا روم کا تائیدی کلام ۳۶۶
اس زمانہ کا عظیم الشان روحانی انسان ۳۶۹
قرآن پر اور مولانا روم پر اعتراض کرو ۳۷۰
حالتِ مریمی سے حالتِ عیسوی میں انتقال کی مزید وضاحت ۳۷۰
شمس تبریز کا کلام ۳۷۱

کیا انبیاء کی طرح قطعی اور یقینی وحی کا دعوےٰ تمام انبیاء پر فضیلت کے مترادف ہے؟

از صفحہ ۳۷۴ تا صفحہ ۳۹۲

حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار کے غلط معنے ۳۷۴
انبیائے کرام کی عظمت حضرت مرزا صاحب کی نظر میں ۳۷۶
کیا غیر نبی کا الہام انبیاء کی طرح قطعی اور یقینی نہیں ہو سکتا؟ ۳۷۷
قطعی اور یقینی الہام کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی وضاحت ۳۷۸
صالحین امت کی انبیاء سے مماثلت ۳۸۲

محدّث اور انبیاء کی وحی ایک ہی سرچشمہ سے ... ۳۸۳
شاہ اسمٰعیل شہید کے نزدیک محدّث کا مرتبہ ... ۳۸۳
راستبازوں اور صالحین کا اکرام انبیاء کی طرح ... ۳۸۴
اپنی وحی پر حق الیقین اور عرفان نہ رکھنے والا دوسروں کو ہدایت کس طرح دے سکتا ہے ... ۳۸۵
اولیاء اللہ کا عرفان ... ۳۸۶
بایزید بسطامی انبیاء کے مقام پر ... ۳۸۸
بایزید کے فضائل ... ۳۸۹
حضرت مجدد الف ثانی کی شان ... ۳۸۹
حضرت مرزا صاحب کو محض محدثیت کا دعوٰے ہے ... ۳۹۰
حضرت مرزا صاحب کی وحی یقینی ہے لیکن قرآن کے برابر نہیں ... ۳۹۰
قرآن کی شان اور عظمت حضرت مرزا صاحب کی نظر میں ... ۳۹۱

حضرت مسیح موعودؑ پر حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان کے خاندان کی توہین کا الزام

از صفحہ ۳۹۳ تا صفحہ ۴۰۶

یہ الزام غلط فہمی یا عداوت کا نتیجہ ہے ... ۳۹۳
مثیل مسیح، مسیح کو گالیاں نہیں دے سکتا ... ۳۹۳

الزام سے پہلے تحقیق اور عقل سے کام لو ۳۹۴
رسولِ کریمؐ کی توہین کے جواب میں مسیح کا نقشہ انجیل سے پیش کیا گیا ۳۹۵
حضرت مسیح کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا اپنا عقیدہ ... ۳۹۶
الزامی جواب دینے میں حضرت مرزا صاحب اکیلے نہیں، مولانا رحمت اللہ کی کا عیسائیوں کو جواب ... ۳۹۹
مولانا آل حسن کا جواب عیسائیوں کو ۴۰۳
انبیاء علیہم السلام کی توہین تفاسیر میں ۴۰۴
حضرت مرزا صاحب نے انبیاء کو معصوم ثابت کیا ۴۰۵

ر کا فتوے ——— از صفحہ ۴۰۷ تا صفحہ ۴۳۲

ایک جیّد مفتی کا فتوئ کفر ۴۰۷
فتووں کے باوجود جماعت احمدیہ کی ترقی ۴۰۷
مسلمان کی تعریف کے متعلق نئی ریسرچ ۴۰۸
کافر بنانے والے خود ہی کافر بن گئے ۴۰۹
سب فرقوں کا ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ ۴۱۰
فتوئ کفر نہیں بازیچۂ اطفال ۴۱۰
علماء کی حالت پر مولانا حالی کا مرثیہ ۴۱۱

مولویوں کا ناکام حربہ ۴۱۴
دینِ ملانی سبیل اللہ فساد ۴۱۴
مولانا شبلیؒ کا نوحہ ۴۱۵
احادیث میں علمائے سوء کا نقشہ ۴۱۶
علماء یہود کے نقشِ قدم پر ۴۱۷
بزرگانِ اُمت کی تکفیر ۴۲۶
سرسید پر کفر کا فتوے ۴۲۶
علمائے دیوبند کے خلاف بریلویوں کا فتوے ۴۲۷
مرزا صاحب اسی گروہ صادقین کے فرد تھے ۴۳۰

احمدیوں پر فتوئے کفر اور اس کی حقیقت

از صفحہ ۴۳۲ تا صفحہ ۴۵۸

کُفر کی پہلی صورت ۴۳۲
کُفر کی دوسری صورت ۴۳۳
کلمۂ شہادت میں احکام دین کا اقرار ۴۳۶
ہم آنحضرت صلعم کے بعد کسی نئے یا پُرانے نبی کے آنے کے قائل نہیں ۔ ۴۳۷
مفتی صاحب کا اعتقاد کہ پُرانا نبی آسکتا ہے ۴۳۸

ختم نبوت کا منکر کون؟ ۔۔ ۴۳۸
منسوخی جہاد کا الزام ۔۔ ۴۳۹
توہین انبیاء کا الزام ۔۔ ۴۴۰
حضرت عیسیٰ کو گالیاں دینے کا الزام ۔۔ ۴۴۲
کفر کی تیسری صورت ۔۔ ۴۴۲
کفر کی تیسری صورت مفتی صاحب پر عائد ہوتی ہے ۔۔ ۴۴۵
قرآنی ارشاد کی بناء پر احمدی کافر نہیں ۔۔ ۴۴۹
جرأت سے کام لیکر خدا کا حکم مانیں ۔۔ ۴۵۰
قرآن اور حدیث کو حکم بناؤ ۔۔ ۴۵۰
مسلمان کی تعریف از روئے قرآن ۔۔ ۴۵۱
احمدی کے اوصاف ۔۔ ۴۵۳
حضرت نبی کریم صلعم کا فتوے ۔۔ ۴۵۶
احمدی اس فتوے کے مصداق ہیں ۔۔ ۴۵۶

مارِ آستین کون ہے؟ ہمارے اور مخالفین کے عقائد میں تقابل

از صفحہ ۴۵۹ تا صفحہ ۴۸۵

شیخ الجامعہ کی غلط بیانی ۔۔ ۴۵۹

قرآن میں ناسخ و منسوخ کا عقیدہ رکھنے والے ۴۶۳
ہمارے عقائد ۴۶۵
اسلام کے لئے بازاتین کون ہے؟ ۴۶۵
حضرت عیسٰی کی والدہ کے سوائے سب انبیاء کے گنہگار ہونے کا عقیدہ ۴۶۸
تمام انبیاء معصوم ـــ ہمارا عقیدہ ۴۶۸
حیاتِ مسیح ـــ ایک خلافِ اسلام عقیدہ ۴۶۹
نزولِ مسیح کا غلط عقیدہ ۴۷۲
وفاتِ مسیح قرآن مجید سے ۴۷۴
حضرت عیسٰیؑ کے خالق طیر ہونے کا غلط عقیدہ ۴۷۷
حضرت عیسٰی کی طرف احیائے موتٰی کے عقیدہ کا غلط انتساب ۴۸۰
کیا ان عقائد کے ساتھ نصاریٰ میں تبلیغ اسلام کی جا سکتی ہے ۴۸۰
حضرت عیسٰی کے مردے زندہ کرنے کا مطلب ۴۸۱
حضرت مرزا صاحب کے احسانات ۴۸۳

حضرت مسیح موعود پر الوہیت اور ابنیت کا مدعی ہونے کا ناپاک الزام

از صفحہ ۴۸۶ تا صفحہ ۵۱۸

دعوئے الوہیت و ابنیت کا افتراء ۴۸۶

کیا ابنیت مسیح کی تردید کرنے والا خود اس کا مدعی ہوسکتا ہے ۴۸۷

غلام کی نسبت آقا سے ۴۸۸

الزام کو مرزا صاحب کی کتابوں سے ثابت کرو ۴۸۹

توحید الٰہی کا عشق و ولولہ ۴۹۰

"زندہ خدا" کی اصطلاح حضرت مرزا صاحب نے قائم کی ۴۹۰

کشتی نوح کا ایک فقرہ ۴۹۱

مخبوط الحواس کون ہے؟ ۴۹۱

توحید الٰہی کو دوبارہ قائم کرنے والا شخص ۴۹۲

عیسائیوں سے بحث و مناظرہ ۴۹۳

حضرت مرزا صاحب کے پیدا کردہ ایمان کے ثمرات ۴۹۵

حضرت مسیح اور آنحضرت صلعم کے متعلق مفتریات ۴۹۵

حضرت مرزا صاحب کا ایک کشف اور شیخ الجامعہ کی مخش گوئی	۴۹۶
سابق مکذبین کی پیروی	۴۹۸
خواب کا بیان دعوے نہیں ہو سکتا	۴۹۸
حضرت یوسفؑ کا خواب	۴۹۹
خدا بننے کے خواب کی تعبیر	۵۰۰
خواب تعبیر طلب ہوتی ہے	۵۰۱
حضرت مرزا صاحب کی بیان کردہ تعبیر	۵۰۲
منصور کا نعرۂ انا الحق	۵۰۶
حضرت مرزا صاحب نے ایسا نعرہ نہیں لگایا	۵۰۷
بایزید بسطامی کا نعرہ	۵۰۸
مجدد الف ثانی کا کلام	۵۰۸
حضرت پیرانِ پیر کا ایک شعر	۵۰۹
حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا دعوے انا الحق	۵۰۹
ان بزرگوں کو کیا کہیں؟	۵۱۰
کن فیکون کے اختیارات کا الزام	۵۱۲
اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ وَلَدِی کا الہام	۵۱۲
قرآن میں ابن اللہ کا مجازی استعمال	۵۱۳

صوفیا میں خدا کا بیٹا ہونے کا دعوے ۵۱۶
ان لوگوں پر کیا فتوے ہے ۵۱۷

حضرت مسیح موعود پر دیوانہ ہونے کا الزام۔

از صفحہ ۵۱۹ تا صفحہ ۵۳۲

دیوانوں کا فرزانوں پر الزام دیوانگی ۵۱۹
حضرت نبی کریم صلعم پر دیوانگی کا الزام ۵۲۰
حضرت نبی کریم کا پیدا کردہ انقلاب ۵۲۰
حضرت مرزا صاحب پر دیوانگی کا الزام ۵۲۱
دیوانہ کون اور دانا کون ؟ ۵۲۲
قادیان کا دیوانہ دعوت الی اللہ کا پیغام دیتا ہے ۵۲۳
قادیان کا دیوانہ خدا کا مشاہدہ اور تجربہ کراتا ہے ۵۲۷
ہستی باری تعالیٰ پر کامل یقین ۵۳۰
کیا یہ دیوانوں کے کام ہیں ۵۳۱

آنحضرت صلعم سے تقابل قائم کرنے میں شیخ الجامعہ کی بے راہ روی اور بے انصافی۔ از صفحہ ۵۳۳ تا صفحہ ۵۶۱

حضرت نبی کریم کی شان حضرت مرزا صاحب کی نظر میں ۵۳۴

تقابل کا کوئی دعوے نہیں ۵۲۶
حضرت مرزا صاحب کا صرف مجدد ہونے کا دعوے ہے ۵۲۷
شیخ الجامعہ کا تحکم ۵۳۸
شیخ الجامعہ کو حضرت مرزا صاحب کے حالات لکھنے کا حق حاصل نہیں ۵۳۹
حضرت مرزا صاحب رسول کریم صلعم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آئے تھے ۵۴۱
مدعی الہام کی صداقت کا معیار اور حضرت مرزا صاحب ۵۴۲
جھوٹے مدعیان الہام کے متعلق غلط روایات ۵۴۴
حضرت مرزا صاحب کی مخالفت اور قتل کے منصوبے ۵۴۵
عیسائیوں کی منظم سازش اور اس کی ناکامی ۵۴۷
اللہ تعالےٰ کی طرف سے سلامتی کا وعدہ اور محمد رسول اللہ صلعم کی طرف سے مسیح موعود کو سلام ۵۵۵
کشوف میں حضرت نبی کریم صلعم کی زیارت ۵۵۶

حضرت مسیح موعودؑ کی حیاتِ طیبہ پر شیخ الجامعہ کی قلمکاری

قلم در کفِ دشمن ۵۶۲
مکروہ اور گھنونی تصویر ۵۶۳
حضرت مرزا صاحب نے تاریخ عالم میں نیا باب کھولا ۵۶۴
معاصرین کا اعترافِ حق ۵۶۵
وقائع نگاری میں حق پوشی ۵۶۶
حضرت مرزا صاحب کی زندگی پر مولانا عمادی کا تبصرہ ۵۶۷
قادیان کے متعلق شیخ الجامعہ کی انوکھی تحقیق ۵۷۴
قادیان کی صحیح تحقیق ۵۷۶
حضرت مرزا صاحب کا علم لدنی ۵۸۰
اعلیٰ عربی تصانیف سے مرزا صاحب کا مقابلہ کرو ۵۸۱
اُمّی ہونے کے باوجود فصیح و بلیغ عربی تصانیف ۵۸۱
حضرت کے شاگردوں کی بے نظیر علمی خدمات ۵۸۲
تلاشِ روزگار کا غلط الزام ۵۸۲
خوشنودی والدین کے لئے ملازمت کا سلسلہ ۵۸۲

نصارٰی کی ملازمت اور مختاری میں فیل ہونا تقدس کے منافی نہیں ۵۸۶
حضرت مرزا صاحب کو دولت یا دنیا کی محبت نہ تھی ۵۸۸
دشمنانِ دین کے مقابلہ میں مدافعت اسلام ۵۹۰
مولانا عمادی کی شہادت ۵۹۱
براہین احمدیہ کا اثر ۵۹۳
دولت کی ریل پیل کا ثبوت کیا ہے؟ ۵۹۵
اسلام کے لئے جائداد وقف کردی ۵۹۶
مرزا صاحب صحابہ کرام کا نفس رکھتے تھے ۵۹۶
مثیل مسیح کا دعوٰے کس لئے کیا؟ ۵۹۷
پاک اور بے غرض انسان ۵۹۹
کیرکٹر پر ایک دھبہ بھی نہیں ۵۹۹

مصنّف دونبی کی ناجائز عیب شماری

از صفحہ ۶۰۱ تا صفحہ ۶۰۳

جماعت احمدیہ لاہور کی عیب شماری ۶۰۱
مولانا محمد علی اور خواجہ کمال الدین کی خدمات اسلام ۶۰۱

حضرت مرزا صاحب کے متعلق مولانا محمد علی صاحب کا عقیدہ ... ۶۰۳

الیاس برنی کی مزخرفات ... ۶۰۶

حضرت مرزا صاحب کے امراض ... ۶۰۹

حضرت نبی کریم صلعم کی حضرت مرزا صاحب پر شفقت ... ۶۱۱

دو زرد چادریں ... ۶۱۲

مصنف ڈوئی کی بیماری ... ۶۱۳

پیش لفظ

رنگون (برما) کے مولانا بشیر احمد صاحب مظاہری نائب صدر جمعیۃ العلما برما، شیخ الحدیث مدرسہ دارالعلوم تامسے کی ایک تصنیف موسومہ "دو نبی" یعنی نبی صادق اور نبی کاذب" حال ہی میں مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جو میرے محترم دوست جناب ڈاکٹر اکبر خان آف برما نے مجھے رنگون سے بھیجی ہے۔ یہ کتاب مولانا صاحب موصوف نے حجۃ اللہ علی الارض سلطان الاولیا حضرت حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تردید میں شائع کی ہے اور چھوٹے سائز کے ۱۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر جس میں سخت کلامی اور بد زبانی سے کام لیا گیا ہے ...... تہذیب و شرافت کی پیشانی عرق انفعال سے تر ہو جاتی ہے۔

مولانا صاحب کے علمی تبحر اور عہدہ ہائے جلیلہ کے پیش نظر توقع تو یہ تھی کہ یہ کتاب ایک عالمانہ اور محققانہ تنقید کی حامل ہوگی اور اس میں احمدیت پر اصولی اور علمی رنگ میں بحث کی گئی ہوگی، مگر کتاب پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ ع تو غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مولانا موصوف اور ان کے ہمنوا تو غالباً اس کتاب کی تصنیف پر بہت کچھ فخر و مباہات محسوس کرتے ہوں گے اور اسے احمدیت کے خلاف ایک بہت بڑا شاہکار سمجھتے ہوں گے، مگر ہم اس حقیقت کے اظہار سے نہیں رک سکتے کہ یہ کتاب اہلِ فکر و نظر کے نزدیک مولانا صاحب کے علم و فضل اور ان کے علوِ مرتبت پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ اے کاش وہ ایسی کتاب نہ لکھتے اور نہ ان کے علم و فضل کا پردہ چاک ہوتا۔

سابق مخالفین کی کاسہ لیسی

یہ تصنیف اسی قبیل کی اُن کتب سے کچھ جداگانہ حیثیت نہیں رکھتی جو اس سے قبل بعض کوتاہ فہم مخالفین کی طرف سے معرضِ تحریر میں آچکی ہیں، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ یہ کتاب اُنہی کتب سابقہ کی ہی کاسہ لیسی ہے۔ فاضل مصنف کے علم و فضل کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ خود براہِ راست کتبِ سلسلہ کا مطالعہ فرماتے اور ان کو سامنے رکھ کر اصولی اور علمی رنگ میں ان پر نظرِ تنقید ڈالتے نہ یہ کہ جو کچھ پہلے مصنفین نے جوشِ مخالفت میں اناپ شناپ لکھ دیا تھا اس کی نقل کر دیتے۔ اگر اسی کا نام تصنیف ہے تو پھر ہر جاہل مصنف کہلا سکتا ہے اس میں مولانا کی خصوصیت ہی کیا ہوئی۔

یہ امر بدیہی ہے کہ مولانا نے خود کتبِ سلسلہ کے مطالعہ کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی متاعِ غیر سے ہی اپنی دوکان کی زینت بڑھانی چاہی ہے جیسا کہ مولانا نے خود شروع کتاب میں ظاہر فرمایا ہے۔ مولانا کہیں تو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے دریوزہ گری کر رہے ہیں اور کہیں مولوی

ابراھیم صاحب سیالکوٹی سے۔ کبھی مولانا انور شاہ صاحب کی دہلیز پر ناصیہ فرسائی کرتے نظر آتے ہیں، اور کبھی الیاس برنی کی چوکھٹ پر سربسجود ہیں، اور پھر آپ بھولے پن سے ارشاد فرماتے ہیں کہ کچھ بھی ہو ہم نے قندیل سخن کو منڈھ ہی دیا۔ جی ہاں اس میں شک نہیں آپ نے قندیلِ سخن کو منڈھ تو دیا ہے مگر بے ادبی معاف ؎

ڈھانچ میں تو ہیں اگلے برس کی تیلیاں

مولانا صاحب مکرم! بہادر لوگ متاعِ غیر پر ہاتھ نہیں ڈالا کرتے اور شیر دوسروں کا مارا ہوا شکار نہیں کھایا کرتا۔ ایک عالم ایک فاضل جسے اپنے علم و فضل پر اعتماد ہو وہ خود مسائل کی تحقیق کرتا ہے وہ خود تفحص اور تفقہ سے کام لیتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ دوسرے لوگ غلطی کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ خواہ کوئی کتنا بڑا ہی عالم ہو، اس کو ٹھوکر لگ سکتی ہے۔ اور اس کا اجتہاد غلط ہو سکتا ہے۔ اس لئے علمائے کرام جو راسخون فی العلم کے مصداق ہوتے ہیں وہ دوسروں کی ہاں میں ہاں نہیں ملا دیا کرتے اور دوسروں کے فیصلہ کو منزہ عن الخطا نہیں سمجھ لیا کرتے کہ اُن کی ہر تحریر کا وحی من السماء سمجھ کر بغیر غور و تفکر کے انکی تقلید کرنے لگ جائیں۔ اہل تحقیق و عقل کی یہ شان نہیں کہ جو رطب و یابس سُنا اس کو لے بھاگے اور مشتہر کرنا شروع کر دیا کفٰی بالمرء کذبًا ان یحدث بکل ما سمع کی تہدید سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ ففکر یا اخی ولاتکن من الغافلین۔

قرآن کو پسِ پُشت ڈال دیا | اسی ضمن میں ایک اور بات بھی قابلِ غور ہے اور

دہ یہ ہے جیسا کہ مولانا نے خود ابتدائے کتاب میں تحریر فرمایا ہے اس کتاب کی تصنیف میں جو کتب ان کی زیرِ نظر رہی ہیں ان میں مخالفین سلسلہ کی کتب کے علاوہ صحاح ستہ کا نام تو ضرور آیا ہے مگر قرآن مجید کا نام نہیں آیا۔ حالانکہ تنازعہ کی صورت میں سب سے پہلے جس کتاب سے تمسک کرنے اور فیصلہ چاہنے کا حکم ہے وہ قرآن مجید ہی ہے۔ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول اللہ تعالیٰ کا واضح حکم ہے۔ اس ارشاد خداوندی کے مطابق سب سے پہلے قرآن مجید کو ہی حکم اور قاضی ٹھہرانا چاہیئے تھا مگر صد حیف آپ نے اس کو پسِ پشت ڈال دیا یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا یہاں ہی صادق آتا ہے۔ یہ تو امید نہیں کہ آپ کو قرآن مجید کے اس حکم کا علم نہ ہو علم تو ضرور ہوگا مگر کوئی وجہ ہے کہ آپ اس سے روگردانی فرما رہے ہیں اور وہ وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ آپ کے عاوی کو قرآن مجید کی تائید حاصل نہیں۔

اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ اہلِ علم کے نزدیک اس کتاب کی کیا حیثیت اور کیا وقعت ہو سکتی ہے جس کے دعاوی کو قرآن پاک کی تائید حاصل نہیں، یہ امر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اگر آپ کو قرآن مجید کی تائید حاصل ہوتی تو آپ یقیناً قرآن مجید کو سامنے رکھتے اور حلِ مسائل کے لئے اسی پاک کتاب سے استدلال کرتے اور سب سے پہلے اسی کو حکم اور قاضی ٹھہراتے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا اور . نہ آپ ایسا کر سکتے تھے کیونکہ اس پر آپ کی عمارت ٹھہر نہیں سکتی۔ اور آپ مانیں یا نہ مانیں یہ یقینی فتح ہے احمدیت کی کہ اس کے مخالفین

کو اپنے دعاوی میں قرآن حکیم کی تائید حاصل نہیں بلکہ محض اِدھر اُدھر کی گپ شپ
سے اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا! کیا یہ خدا کا حکم نہیں ہے کہ تنازع
کی صورت میں سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کرو۔ سنت اس کے
بعد ہی آتی ہے سب سے پہلے جس چیز کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے وہ
کتاب اللہ ہی ہے ولا غیر۔ آپ نے مخالفین کی کتابیں تو ضرور پڑھیں ہاں
آپ نے صحاح ستہ کا مطالعہ بھی فرمایا۔ مگر جو چیز سب سے مقدم تھی اور
جو سب سے پہلے آپ کو پڑھنی چاہیئے تھی۔ اسی کو آپ نے چھوڑ دیا۔
اور خدا کے صریح حکم کو بالائے طاق رکھدیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون
جب آپ ایسا عالم فاضل جو ایک وقت جمعیۃ العلماء کا نائب صدر بھی ہے اور
دارالعلوم ندوے کا شیخ الجامعہ بھی قرآن مجید سے احمدیوں کی تردید کرنے کی
جرأت نہیں کر سکتا تو دوسروں کا کیا حال؟

احمدیوں کا تمسک بالقرآن

مولانا صاحب! کیا یہ شرف احمدیوں کو ہی حاصل ہے کہ وہ ہر تنازع اور ہر بحث کے وقت
قرآن مجید کو ہی مقدم رکھتے ہیں اور ہر امر کا اس سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ حضرت
حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب کبھی مخالفین سے مقابلہ
پیش آیا آپ نے قرآن مجید کو ہی مقدم رکھا اور اسی پاک کتاب سے ہر مسئلہ
کا استدلال کیا۔ چنانچہ جب عیسائیوں سے آپ نے مناظرہ کیا آپ نے اسی اصول
کی خوب ہی پابندی کی اور فریق ثانی سے بھی یہی مطالبہ کیا کہ وہ ہر دعوے اور دلیل
اس کتاب سے پیش کرے جس کو وہ آسمانی کتاب مانتا ہے۔ یہ ایک ایسا اصول

تھا جس کی بناء پر عیسائیت نے اسلام کے سامنے فوراً ہتھیار ڈال دیئے۔ کیونکہ قرآن حکیم تو توحید باری تعالیٰ کے دلائل سے بھرا پڑا ہے۔ لیکن انجیل الوہیت مسیح کے دعوے اور دلائل سے قطعاً ساکت و صامت ہے۔ اسی طرح آریوں کے مقابلہ میں آپ نے یہی اُصول رکھا اور ان کو جیت لیا۔

حضرت مرزا صاحب فتح نصیب جرنیل

پھر جلسۂ اعظم مذاہب میں بھی آپ نے اسی اُصول کو سامنے رکھا اور تمام مذاہب سے اسی کا مطالبہ کیا۔ اُن بڑے بڑے اہم اور دقیق مسائل پر جو جلسۂ اعظم مذاہب میں زیر بحث تھے حضور نے سارا استدلال قرآن مجید سے کیا۔ جو دعوے کیا قرآن سے کیا اور جو دلیل دی قرآن مجید سے دی۔ اور ادھر کی کوئی بات درمیان میں نہ لائے۔ اور قرآن مجید کے ذریعہ ہی اسلام کو سارے مذاہب عالم پر غالب کر کے دکھا دیا اور دوست دشمن سب نے اس غلبہ کا اعتراف کیا۔ والفضل ما شهدت به الاعداء یہی وجہ ہے کہ حضور بجا طور پر حجۃ اللہ علی الارض کے لقب کے مستحق قرار پائے اور "اسلام کے فتح نصیب جرنیل" کے معزز خطاب سے نوازے گئے۔ غرض حضور ہر معرکہ ہر مناظرہ اور ہر مباحثہ کے موقعہ پر قرآن مجید کو ہی سامنے رکھتے رہے۔ آپ نے ہر مسئلہ کا اسی سے فیصلہ چاہا اور اسی کو حکم اور قاضی ٹھہرایا یہ تھا صحیح اُصول اور یہ تھا علمِ قرآن جو خدا نے حضور کو دیا تھا۔

جس شخص کو آپ "دجال دجال" کہہ کر اپنی عاقبت خراب کرتے اور خلقِ خدا کو گمراہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں اس کا تو یہ عالم کہ وہ ہر موقعہ پر قرآن مجید

کو سامنے رکھنا اور تمام تنازعات کا اسی پاک کتاب سے فیصلہ چاہنا ہے اور آپ حضرات کا باہمی تفاخر علم وفضل و باہمی ادعائے حق و صداقت یہ حال کہ قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگاتے اور اس کو پس پشت پھینک دیتے ہیں کہ گویا وہ معاذ اللہ کچھ چیز ہی نہیں ؏

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

غالباً ایسے ہی موقع کے لئے قرآن مجید میں نبذ فریقٌ من الذین اوتوا الکتٰب کتاب اللہ وراء ظھورھم وارد ہوا ہے

طابع وناشر کا مبلغ علم

اسی ضمن میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اس کتاب کی طباعت واشاعت ایک جید طالب علم نوجوان محمد حسین صاحب کے خلوص و ایثار کا نتیجہ ہے انہوں نے نیک نیتی سے اس کی طباعت واشاعت میں اخراجات کثیرہ برداشت کئے ہیں لیکن ان کو کیا معلوم کہ یہ کتاب ؏

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

کی مصداق ہے۔ کیونکہ جیسا کہ کتاب کے پیش لفظ لکھنے والے بزرگ مولانا ابراہیم صدر جمعیۃ العلماء نے اپنے مقالہ میں نوجوان موصوف کے متعلق خود ہی تحریر فرمایا ہے کہ وہ دینی علم اور مذہبی معلومات کے اعتبار سے زیادہ آگے نہیں اس بچارے کو جسے نہ دینی علم ہے اور نہ مذہبی معلومات کیا معلوم کہ جس کتاب پر وہ اس قدر روپیہ صرف کر رہے ہیں اسے علمی حلقوں میں پرکاہ کی بھی حیثیت حاصل نہیں اور وہ محض چند اکاذیب واباطیل کا مجموعہ ہے۔

جیسے کوئی اہلِ علم کچھ وقعت نہیں دے سکتا۔ اگر ان کو کچھ علم ہوتا تو شاید وہ اپنا روپیہ اس کتاب پر ضائع نہ کرتے بلکہ کسی اور کارِ خیر پر صرف کرتے۔

مصنف کا طرزِ تحریر صدر جمعیۃ العلماء کی نظر میں

پھر مصنف پر اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے انہیں گالیاں دینے میں تو مہارت حاصل ہے گویا ساری عمر اسی نیک کام میں صرف کی ہے۔ مگر نہ ان کو طرزِ تحریر کا علم ہے اور نہ طریقِ بحث سے واقفیت ہے یہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ خود جمعیۃ العلماء کے صدر محترم نے اپنے پیش لفظ میں ان کے متعلق فرمایا ہے کہ:

"اگرچہ کتاب زبان اور بیان کی خوبیوں سے پوری طرح آراستہ نہیں لکھنے کا طریق بھی بہت جدید نہیں......"

زبان کو تو چھوڑیئے اس سے ہمیں بحث نہیں کہ مصنف صاحب اعلیٰ اردو لکھتے ہیں یا ادنیٰ سوال تو ان کے "طرزِ بیان" اور "لکھنے کے طریق" کے متعلق ہے جو صدر جمعیۃ العلماء نے کھلے لفظوں میں تسلیم کر لیا ہے کہ ان کی کتاب کا بیان خوبیوں سے معرّا ہے اور ان کے طریقِ تحریر میں بھی کوئی جدت یا ندرت نہیں بلکہ وہی پرانا گھسا پٹا طرز ہے جسے اہلِ علم سینکڑوں بار ٹھکرا چکے ہیں ہم صاحب صدر کی تقریظ کی ذرا زیادہ وضاحت کر دیتے ہیں اور وہ یہ کہ تذبذب بیانی اور بے اصولا پن اس کتاب کی نمایاں خصوصیات ہیں اور جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کتب سابقہ کی ہی کاسہ لیسی ہے۔ جن کے جوابات ہم بیسیوں دفعہ دے چکے ہیں اور یہ ایسے اعتراضات

ہیں کہ اہلِ علم کے نزدیک بالکل لاطائل اور لایعنی ثابت ہو چکے ہیں مصنف صاحب کے علم و فضل اور میدانِ صحافت میں ان کی قابلیت اور اہلیت کی پردہ دری تو خود اُن کے افسرِ اعلےٰ جناب صدر جمعیت العلماء نے ہی کر دی۔ اب ہمارا کچھ مزید لکھنا تحصیلِ حاصل کا مصداق ہوگا تاہم اس قدر ہم پسند کرتے ہیں کہ جس صورت میں یہ کتاب "بیان کی خوبیوں سے بھی آراستہ نہیں" اور اس کا طرزِ تحریر بھی دقیانوسی ہے جسے ہم پیشوائی قدموں میں روند چکے ہیں تو پھر آپ کس بل بوتے پر اس کتاب کو احمدیوں کے خلاف شائع کر رہے ہیں۔

آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ احمدی جماعت ایک علمی جماعت ہے جن کے علم کلام نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا ہے اور لاکھوں انسان ان کے علم و فضل کا لوہا مانتے اور ان کی علمی تحقیقات کے سامنے بڑے بڑے محقق انگشت بدنداں ہیں اور مگر آپ کی تحریریں جواں طبقہ کا اس کے علم سے متاثر ہونا تو آپ کو بھی مسلم ہے لہذا ایسی ذی علم جماعت کے مقابلہ میں کوئی علمی اور اصولی چیز پیش کرنی چاہیئے تھی نہ کہ ادھر اُدھر کی گپ شپ۔

ہمارا دعوےٰ ہے کہ مصنف صاحب نے اصولی بحث کو چھوا تک نہیں اور وہ ایسا کیونکر کرتے وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر بحث کو اصولی رنگ دیا جاتا تو اُن کی خیر نہیں اُن کی خیر اسی میں ہے کہ چند ایک معترضات احمدیوں کے خلاف جمع کر دی جائیں تا کہ عوام کالانعام میں واہ واہ ہو جائے

عیسائیوں اور آریوں کے طریق بحث کا تتبع عیسائی حضرات کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ اسلام کے متعلق کبھی اصولی بحث کی طرف نہیں آتے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید کی عظیم الشان تعلیم کا ذکر نہیں کریں گے، وہ حضور صلعم کے اخلاق فاضلہ اور اس عظیم الشان انقلاب کا جو حضور کی ذات بابرکات سے دنیا میں ظہور پذیر ہوا کبھی ذکر نہیں کریں گے - انکی بحث کا سارا دارومدار کس بات پر ہے ؟ چند اعتراضات پر - جن کو اسلامی اصولوں اور اسلام کی اعلیٰ تعلیم سے دور کا بھی تعلق نہیں -

یہی حال آریہ صاحبان کا ہے - یہ دشمن اسلام فرقہ بھی کبھی اصولی بحث کی طرف نہیں آتا - ان کا کام کیا ہے یہی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ کی ازواج مطہرات پر حملے کرنا - قرآن پر تمسخر اور استہزاء اور پھبتیاں اڑانا کبھی اس عظیم الشان تعلیم کا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ذکر نہیں کرتے - توحید اور بنی نوع انسان کی عالمگیر اخوت جیسی عظیم الشان چیزیں ان کی نظر میں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں محض چند ایک مفتریات کو مشتہر کر کے اپنا اُلو سیدھا کرنا اور اپنی جھوٹی فتح کا ڈھول پیٹنا ان کا کام ہے - غرض کہ کیا عیسائی اور کیا آریہ دونوں جب کبھی اسلام پر بحث کرتے ہیں اصولی بحث کہاں کرتے - اصول کی طرف نہیں آتے بلکہ چند ایک لغویات کو جمع کر دیتے کا نام انہوں نے بحث رکھا ہوا ہے -

اوچھے ہتھیار اس ضمن میں افسوس کے ساتھ اس تلخ حقیقت کو بھی بیان

کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے مخالف عُلما کا بھی یہی وطیرہ ہے۔ وہ اصُولی بحث کی طرف رجوع نہیں کرتے بلکہ چند ایک مفتریات کو ہی بار بار دوہراتے رہنا اپنی مایۂ ناز دلیل سمجھتے ہیں اور اس سے ہی وہ بزعم خود احمدیت کے آہنی قلعہ کو سر کرنا چاہتے ہیں، مگر وہ یاد رکھیں ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

اے حضرت! ان مفتریات سے کچھ نہیں بنے گا۔ کوئی علمی دلیل پیش کیجئے، کوئی اُصولی بات بیان کیجئے، اگر آپ احمدیت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو ذرا سوچ سمجھ کر کیجئے ع

اور چھپانہ وار کرنا یہ سر قلعہ نہ ہوگا

ان حضرت کی مفتریات کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ کبھی کوئی کہدیتا ہے کہ مرزا صاحب کو مالیخولیا تھا۔ کوئی ان کو مجنون بتاتا ہے۔ اور کبھی کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ مخبوط الحواس تھے کبھی یہ بھی کوئی بدبخت مفتری کہہ اُٹھتا ہے کہ وہ فلاں عورت پر عاشق تھے اور کبھی کوئی یہ الزام لگاتا ہے کہ وہ افیون کھایا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ من الھذلیات یہ وہ اوچھے ہتھیار ہیں جو ہمیشہ مامورین و مرسل کے خلاف ان کے مخالفین استعمال کرتے رہے خود قرآن کریم شاہد ہے کہ

یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔

احمدیت ایک علمی تحریک ہے یہ صحیح علم پر مبنی ہے	احمدیت کی بنیاد وفات مسیح کی مضبوط چٹان پر

اور اس کی بنیادیں ایک مضبوط چٹان پر قائم ہیں۔ اس چٹان کو جب تک مضبوط دلائل سے توڑا نہ جائے دوسرا کوئی ہتھیار کسی کام نہیں آ سکتا اور وہ ہے وفاتِ مسیح کا مسئلہ جس کو قرآن مجید کی کھلی کھلی تائید حاصل ہے۔ اور جس کو قرآن نے نہایت واضح الفاظ میں کھول کر رکھ دیا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام الآن کما کان آسمانوں پر زندہ موجود ہیں تو پھر احمدیت خود بخود کالعدم ہو جاتی ہے اور اس کے باطل ہونے میں ذرا شک و شبہ نہیں رہتا یہی وجہ تھی کہ ابتداء میں جس قدر مباحثے ہوتے رہے وہ وفات حیات مسیح کے متعلق ہی ہوتے تھے اور یہی اصولی بحث کا تقاضا تھا۔ غرض محض اس بات کے ثابت کرنے سے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں، احمدیت کا تار و پود بکھر جاتا ہے اور اصولی طور پر احمدیت باطل ٹھہر جاتی ہے

مگر خدا جانے کیا ہے کہ مولوی صاحبان اس اصول کی طرف بہت کم توجہ نہیں فرماتے اور ادھر اُدھر کی گپ شپ سے اپنا کام سیدھا کرنا چاہتے ہیں، وہ خوب یاد رکھیں کہ اصول کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر کی گپ شپ سے کام نہیں چل سکتا

اصولی بحث سے گھبرانے کی وجہ مولوی صاحبان کی جان کیوں نکلتی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو قرآن مجید کی تائید حاصل نہیں وہ بار ہا تجربہ کر چکے ہیں اور ان کو یقین ہو چکا ہے کہ قرآن مجید ان کا ساتھ نہیں دیتا۔ دیکھئے حضرات! یہ بحث کا کس قدر آسان طریق ہے کچھ ضرورت نہیں کہ آپ اوراق پر اوراق سیاہ کرتے جائیں۔ آپ قرآن مجید سے حیاتِ مسیح ثابت کر دیں احمدیت

خود بخود جڑ سے اکھڑ جائے گی اور اس کی بیخکنی کے لئے آپ کو ذرا تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہ رہے گی مگر آپ اس اصول کی طرف نہیں آئیں گے ہرگز نہیں آئیں گے آپ کو خوب معلوم ہے کہ آپ باطل پر ہیں اور قرآن مجید آپ کے باطل ہونے کا شاہد ناطق ہے۔ اگر فی الواقعہ قرآن مجید آپ کے حق میں ہے اور آپ کو اس کی تائید حاصل ہے تو پھر آپ نے کیوں اس ضروری مسئلہ پر جس پر احمدیت کی بنیاد ہے قرآن مجید سے روشنی نہ ڈالی؟ اور کیوں اس مسئلہ پر آپ نے خامہ فرسائی کو غیر ضروری سمجھا؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

یہ تو دوسرے لفظوں میں آپ کا اعتراف شکست ہے اگر زبان سے نہیں تو کم از کم اپنے عمل سے آپ نے تسلیم کر لیا کہ آپ کا عقیدہ بابت مسیح کا غلط بلکہ اغلط ہے۔

وفات مسیح پر بحث کرنے سے گریز

آپ خوب جانتے ہیں کہ اس مسئلہ پر قلم اٹھانے سے آپ کو سوائے خفت اور شکست کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے خود اس کتاب میں نہایت کھلے لفظوں میں تسلیم کر لیا ہے کہ آپ اس مسئلہ میں احمدیوں کے مقابل میں کھڑے نہیں ہو سکتے اور اگر کھڑے ہونے کی جرأت کریں گے تو شکست فاش کھا جائیں گے۔ چنانچہ کتاب کے صفحہ ۱۰۶ پر فرماتے ہیں:-

"قادیانیوں سے بحث کرتے وقت وفات مسیح

ظلّی بروزی نبوّت وغیرہ مسائل سے ہرگز بحث مت
کیجئے ان سے بحث کرنا ہو تو صدق وکذب مرزا پر
بحث کیجئے، آپ ہمیشہ غالب رہیں گے"

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ آپ اپنے حواریوں کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ "مرزائیوں سے وفاتِ مسیح پر ہرگز بحث نہ کریں۔ کیوں صاحب؟ ذرا اس کی وجہ بھی بتا دی ہوتی۔ وفاتِ مسیح پر تو مرزائیت کی بنیاد کھڑی ہے اس پر آپ کیوں بحث سے گریز فرما رہے ہیں۔ محض اس لئے کہ آپ کو یقین ہے کہ آپ اس مسئلہ میں جھوٹے ہیں۔ اور احمدی سچے ہیں۔ اور اگر آپ احمدیوں سے اس مسئلہ پر بحث کریں گے تو شکست کھا جائیں گے اور آپ کے کاذب ہونے پر مہر ثبت ہو جائے گی؟ پھر آپ فرماتے ہیں کہ صدق کذب مرزا پر بحث کریں سبحان اللہ! ابھی صدق مرزا میں شک رہ گیا۔ جس صورت میں وفاتِ مسیح کو آپ نے مان لیا مرزا کا صدق تو خود بخود ہی ثابت ہو گیا اور اُن کے صادق ہونے پر تو خود بخود دلیل قائم ہو گئی۔ پھر اس کے کیا معنے کہ صدق وکذب مرزا پر بحث کریں۔ وفاتِ مسیح پر بحث نہ کریں۔

ظلّی وبروزی نبوّت پر بحث نہ کرنیکی وجہ

وفاتِ مسیح کے مسئلہ کے علاوہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ظلّی وبروزی نبوّت کے متعلق بھی قادیانیوں سے بحث نہ کریں کیوں صاحب ان مسائل پر بحث کرنے سے آپ کیوں گھبراتے ہیں؟ کچھ وجہ

توضرور ہے وہ وجہ آپ نے تو نہیں بتائی۔ لیجئے ہم آپ کو بتا دیتے ہیں کہ وہ وجہ کیا ہے، وہ وجہ یہ ہے کہ ظلی بروزی نبوّت کے مسئلہ پر بحث کرنے سے مخالفین پر جو حضرت مرزا صاحب پر دعویٰ نبوّت کا اتہام لگاتے ہیں اس کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے، اور مخالفین کا پول کھل جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب پر دعوئے نبوّت کا اتہام محض ایک افترا ہے۔ مخالفین نہیں چاہتے کہ اصل حقیقت دنیا کے سامنے آئے اور مرزا صاحب کے اصل دعاوی سے خلق خدا روشناس ہو۔ اگر لوگوں کو یہ بتایا گیا کہ مرزا صاحب کا دعوئے تو محض بروزی نبوّت کا ہے جو ولایت کبریٰ کا ہی دوسرا نام ہے تو پھر مولوی صاحبان کا ٹھکانا کہاں اور لوگوں پر اُن کا جادو کیونکر چل سکے گا۔ اور وہ لوگوں کو مرزا صاحب کے خلاف کیونکر بھڑکا سکیں گے، کیونکہ ظلّی بروزی کے الفاظ دعویٰ نبوّت کی ساری حقیقت کھول دیتے ہیں اور ایک اہل علم فوراً سمجھ لیتا ہے کہ یہ دعوئے نبوّت نہیں ہے ہاں نبوّت سے ایک قسم کی مشابہت ضرور ہے جو حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے منشاء کو واضح کر دیتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کتاب زیر نظر کے مصنّف صاحب کو خوف لاحق ہے کہ اگر ظلّی بروزی نبوّت کے مسائل پر بحث ہو گی تو مرزا صاحب کا دامن نبوّت تامہ کے الزام سے پاک ہو جائے گا اور یہ وہ بات ہے جو مخالفین نہیں چاہتے کیونکہ یہی تو ایک ڈھکوسلا ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو بھڑکاتے رہتے ہیں۔ اگر اس ڈھکوسلے کا پول کھل گیا تو

پھر علمائے کرام کی خیر کہاں ؛ اس لئے وہ اپنے حواریوں کو نصیحت فرما دیتے ہیں کہ دیکھنا ظلی بروزی نبوت کی بحث کے قریب نہ پھٹکنا اگر اس پر بحث کریں گے تو ہم جھوٹے ٹھہر جائیں گے اور ہماری دوکان کی لُٹیا ڈوب جائے گی۔

حق کا رُعب یہی جناب حق کا رُعب اور اس کو کہتے ہیں حق کا غلبہ اور یہ ہے صداقت کی فتح مبین آپ نے خود ہتھیار ڈال دیئے کہ احمدیوں کے ساتھ اصولی بحث میں آپ پورے نہیں اتر سکتے ہاں جو بالک پنتھوں کا طریق ہے چند معترضانہ باتوں کے بل بوتے پر آپ اپنی نام نہاد فتح کی بلند رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیئے ایسی بناء دیرپا نہیں ہوا کرتی۔ یہ ایک ریت کا تودہ ہے جو حق کی ہوا سے اُڑ جائے گا۔

وفات مسیح اور ختم نبوت کے اصولی مسائل کا رعب اس قدر مصنف صاحب کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے کہ بار بار آپ اپنے قارئین کرام کو تنبیہ فرما رہے ہیں کہ خبردار احمدیوں سے ان مسائل پر بحث نہ کرنا چنانچہ کتاب کے خاتمہ پر پھر آپ نے اس کی تاکید فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا کہ:-

"یہ لوگ ..... دھوکا دینے کے لئے بحث کے وقت ختم نبوت اور وفات مسیح جیسی بحثوں میں اُلجھا دیتے ہیں"۔ (صفحہ ۱۸۲)

۱۹۵۳ء کے فتنہ عظیم میں اصولی بحث سے گریز اور جھوٹے اعتراضات پر انحصار حقیقت یہ ہے

کہ ہمارے مخالفین اچھی طرح محسوس کر چکے ہیں اور ان کو یقین کامل ہو چکا ہے کہ علمی اور اصولی بحث میں وہ احمدیوں سے کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اس کی ایک اور واضح مثال ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں :-

تھوڑا عرصہ ہوا ہے مغربی پاکستان کے سابق صوبہ پنجاب میں احمدیوں کے خلاف ایک طوفان عظیم برپا کیا گیا اور جا بجا بڑے بڑے جلسے تحفظ ختم نبوت کے نام سے کئے گئے جن میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع ہوتے رہے بڑے بڑے علمائے وقت اور فقہائے زمان احمدیت کے خلاف دھواں دھار تقریریں کرتے رہے اور اس تحریک کو جس کو خدا نے اپنے ہاتھوں سے کھڑا کیا ہے تباہ و برباد کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے بڑے بڑے سخت الزامات عائد کئے بڑی بڑی تہمتیں لگائیں مگر ان تمام جلسوں میں اور ان تمام تقریروں میں کسی کو وفات مسیح کے مسئلہ پر لب کشائی کی جرأت نہ ہوئی حالانکہ یہی تو مسئلہ تھا جس پر احمدیت کی بنیاد قائم ہے۔ اور جس کو گرا دینے سے احمدیت کی بنیاد ہی اکھڑ جاتی ہے اور احمدیت کی ساری عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔ لیکن کیا مجال کہ اس مسئلہ پر علمائے کرام نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالا ہو۔ محض اوپر اوپر کی گپ شپ اور چند غلط اور جھوٹے الزامات تراشتے رہے ہی سارا وقت ضائع کرتے رہے اور جھوٹی تہمتیں لگا کر اپنا وقت پورا کرنا چاہا اصل مسئلہ یعنے وفات مسیح پر ایک لفظ بھی نہ بولے۔

کیا اب بھی مرزا صاحب کی کامیابی اور صداقت میں کچھ شک باقی رہ گیا ہے، یہی تو مسئلہ تھا جس پر مرزا صاحب کی صداقت کی عمارت کھڑی تھی، یہی تو وہ مسئلہ تھا جس کو آپ دنیا میں لے کر آئے تھے۔ اسی کو ہمارے علمائے کرام نے اپنے عمل سے سچا مان لیا، اور دنیا نے جاء الحق وزھق الباطل کا منظر بچشم خود دیکھ لیا۔ اگر وہ اس مسئلہ کو سچا نہیں مانتے تھے تو کیوں انہوں نے اس کے خلاف لب کشائی نہ کی اور کیوں اس کو باطل ثابت کرنے کی جرأت کی ہزاروں لیکچر دیئے اور مقررین حضرات نے بڑے بڑے سجادہ نشین اور علماء وفضلا نے خوب گلا پھاڑ کر داد فصاحت دیتے رہے مگر ان کو تو سانپ سونگھ گیا تھا کہ وفات مسیح پر ایک لفظ بھی نہ بولے۔ مرزا تو کامیاب ہو گیا کہ جو مسئلہ وہ لیکر آیا تھا اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے گئے، اور عملی طور پر اس کی صداقت کا لوہا مان لیا گیا۔ سچ ہے الحق یعلوولا یعلیٰ۔ حق غالب آتا ہے اور وہ مغلوب نہیں ہوتا ہے۔

حضرت حجۃ اللہ علی الارض سے خدائے پاک کا وعدہ تھا کہ وہ آپ کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کر دے گا اس کا ایک نقشہ تو ہمیں یہی نظر آگیا کہ وفات مسیح کے مسئلہ پر ہمارے علمائے کرام کے لبوں پر مہر سکوت لگ گئی اور انہوں نے محسوس کر لیا کہ وہ اس مسئلہ پر بحث کرنے سے عاجز ہیں۔ اور اگر عاجز نہیں تھے تو کیوں انہوں نے اس کے متعلق سکوت اختیار کیا اور کیوں "دونبی" کے مصنف نے خود بھی سکوت اختیار

کیا اور دوسروں کو بھی روکا کہ اس مسئلہ پر ہرگز بحث نہ کریں۔ دوسرے لفظوں میں احمدیت کے مقابلہ میں یہ حضرات میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اور اپنی ہزیمت کا گویا اپنے منہ سے اعتراف کر لیا۔ اس طرح سے حق غالب آگیا اور جو خدا کا وعدہ تھا وہ پورا ہوا اور ابھی اس سے بھی زیادہ شان سے پورا ہوگا۔ جوں جوں دنیا سے جہالت مٹتی جائے گی اور جوں جوں دنیا کو اصل حقیقت کا علم حاصل ہوتا جائے گا۔ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا آفتاب زیادہ سے زیادہ چمکتا جائے گا۔ آج جس طرح وفات مسیح کو لوگوں نے مان لیا ہے اور انہیں اس پر بولنے کی جرأت نہیں رہی اسی طرح حضرت کے دعوئے مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کے سامنے بھی لوگ سر تسلیم خم کر دیں گے اور خدا کا وہ کلام پوری آب و تاب سے پورا ہو کر رہے گا کہ :۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا
لیکن خدا اسکو قبول کرے گا اور بڑے زور
آور حملوں سے اس کی صداقت کو ظاہر کر دے گا"۔

وفات مسیحؑ کے اہم نتائج

یاد رکھنا چاہیئے ...... کہ وفات مسیح کا مسئلہ اپنے نتائج کے اعتبار سے کئی ایک اہم پہلو رکھتا ہے اس پر مسیح موعودؑ کے دعوے کا انحصار ہے اس سے ہی ختم نبوت کا مسئلہ وابستہ ہے اور اس پر ہی کسر صلیب اور اقوام مغرب میں اشاعت توحید و تبلیغ کا دارومدار ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اگر مسیح کی وفات واقع نہیں ہوئی اور وہ اب تک آسمانوں میں زندہ موجود ہیں تو مرزا صاحب کا دعوے مسیح موعود ہونے کا خود بخود باطل ہو جاتا ہے اور کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور اگر ان کی وفات واقع ہو چکی ہے تو لازماً مسیح موعود اسی امت میں آئے گا اور وہ مرزا صاحب ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ نے ہی اس راز کو بروئے الہام کھولا ہے اور آپ نے ہی قرآن و حدیث و شواہد تاریخیہ سے اس کے ثبوت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

وفاتِ مسیح اور ختمِ نبوت | وفاتِ مسیح ہی سے ختمِ نبوت قائم ہو سکتی ہے کیونکہ اگر حضرت مسیح ناصری زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو آخری نبی تو وہی ہوں گے نہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک پرانا کتابی نبی آ گیا تو ظاہر ہے کہ ختمِ نبوت باطل ہو گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بھی نعوذ باللہ غلط ثابت ہو گیا۔ اب ہمارے مخالفین کو مشکل یہ پیش آئی کہ اگر وہ صاف صریح لفظوں میں وفاتِ مسیح کا اقرار کریں تو مرزا سچا ثابت ہو جاتا ہے اور اگر انکار کریں تو ختمِ نبوت باطل ٹھہر جاتی ہے۔

دوگونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلےٰ و فرقتِ لیلےٰ

یہی وجہ ہے کہ کتاب "دونبی" کے مصنف بار بار اپنے قارئین کرام کو تاکید

کرلیے ہیں کہ دیکھنا مرزائیوں سے وفاتِ مسیح اور ختمِ نبوت کے مسائل پہ
بحث نہ لے بیٹھنا۔ گویا ان مسائل میں تم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ ہے
نتیجہ احمدیت سے انکار کا۔ اگر وفاتِ مسیح کا جو قرآن و حدیث سے روزِ
روشن کی طرح ثابت ہے اقرار کریں تو احمدیت کی صداقت پر مُہر ثبت ہو
جاتی ہے اور اگر انکار کریں تو ختمِ نبوت ہاتھ سے جاتی ہے۔ عجب اُلجھن
میں پھنس گئے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ کریں تو کیا کریں۔

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں احادیث کا انکار

بات یہ ہے کہ احمدیت
کے انکار نے ان حضرات کو عجیب و غریب مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہے
ایک فریق نے جب دیکھا کہ احادیث میں نصوصِ صریح لفظوں میں ابنِ
مریم کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ جو درحقیقت اسی امت کا
ایک امام ہے جیسا کہ حدیث اِمامُکم مِنکم سے ظاہر ہے۔ تو
انہوں نے احادیث سے ہی انکار کرنے میں اپنی خیر سمجھی اور سارے
علمِ حدیث کو ہی بیکار قرار دے دیا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبان مبارک سے جو علوم و حکم کا چشمہ جاری ہوا تھا، اس پر ہی خاک ڈالنی
شروع کر دی تاکہ سرے سے آمدِ مسیح کی پیشگوئی کا صفایا ہی کر دیا جائے۔
غرض احمدیت سے انکار کرنے والے کہاں سے کہاں پہنچے۔ سچ ہے
حق کے انکار سے انسان کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے اور وہ مختلف قسم
کی ضلالتوں اور گمراہیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہی حال ان منکرین احمدیت

کا ہوا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

علمی اور اصولی بحث کرو! کتاب "دو نبی" کے مصنف نے احادیث سے تو انکار نہیں کیا البتہ ایک دوسرا راستہ اختیار کیا اور وہ یہ کہ وفات مسیح پر بحث کرنے سے خود بھی گریز کیا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی نصیحت کی ہے کہ وہ ہرگز اس مسئلہ پر مرزائیوں سے بحث نہ کریں۔ لیکن اگر وہ علمی اور اصولی طور پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو وفات و حیات مسیح کا مسئلہ سب سے پہلے طے کرنا پڑے گا اس سے مفر نہیں۔ بہتر ہے کہ جمعیۃ العلماء کے صدر ان کے نائب صدر کوئی ایسی تصنیف کر کے علمی دنیا کے سامنے پیش کریں جس میں اصولی بحث کا رنگ ہو اور سب سے پہلے وفات مسیح کو جس پر احمدیت کا دارومدار ہے باطل کر کے دکھائیں، ورنہ اہلِ علم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ وہ محض ڈھکوسلے چلانا جانتے ہیں اور علم سے ان کو کوئی واسطہ نہیں۔ اور اگر ایک دوست کی فرمائش نہ ہوتی تو ہم اس لایعنی کتاب کی طرف جس میں سوائے سبّ و شتم کے کچھ نہیں ایک نظر بھی اُٹھا کر نہ دیکھتے۔ اور اسے پرکاہ جیسی بھی وقعت نہ دیتے۔

حرفِ آخر اس مقدمہ میں اس کتاب کے متعلق اسی قدر لکھنا کافی ہے اس کتاب میں امام معصوم علیہ السلام کو جو گالیاں دی گئی ہیں اور اس صادق انسان کو جو بار بار دجّال اور کذاب کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے اور دشنام دہی کو جو انتہا تک پہنچایا گیا ہے اس کو ہم خدا کے

حوالے کرتے ہیں اور خدا اور خدا کے رسُول اور اپنے امام کے حکم
کے مطابق صبر کرتے ہیں جو ہمیں نصیحت فرما گئے ہیں ؎

اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار
چُپ رہو تم دیکھکر اُن کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کردیں حالِ زار

آئندہ صفحات میں ہم ان اعتراضات پر نظر ڈالیں گے جو حضرت امام
کی ذاتِ اقدس اور آپ کے دعاوی پر کئے گئے ہیں -
وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

صدر جمعیۃ العلماء کے پیش لفظ پر ایک نظر

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کتاب "دو نبی" کا پیش لفظ صدر جمعیۃ العلماء برما نے لکھا ہے جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:-

"مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی ایک نبی کی زندگی تو کجا ایک عام انسان کی زندگی سے بھی فروتر زندگی تھی اور نبوت کے اوصاف تو بہت دور کی چیز رہی معمولی آدمیوں کی صف میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی بیٹھنے کے قابل نہیں اس لئے کہ جو شخص اخلاقی اور ظاہری اعتبار سے اس قدر فروتر ہو جس کی زندگی میں مسلسل فریب، مغالطہ اور کہیں کہیں جنون کی حد تک مضحکہ خیز حرکتیں بیان کی جاتی ہوں اسکو تو ایک اچھا انسان بھی قرار نہیں دے سکتے۔"

(صفحہ ۱۲)

بغض و حسد کی انتہا چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ افسوس صدر صاحب محترم بھی اپنے نائب سے بہتر ثابت نہ ہوئے اور کوئی ٹھوس بات پیش نہ کر سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است ..... سچ ہے مولوی صاحبان سے اخلاق و انصاف کی توقع رکھنا سراب سے پانی تلاش کرنے کے مترادف ہے

سدر صاحب حضرت مرزا صاحب کی طرف خواہ مخواہ نبوت کا دعوےٰ منسوب کرکے یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ انکو نبی تو ایک طرف ایک معمولی اچھا انسان بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ استغفر اللہ! کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔ اسی طرح اس کتاب میں حضرت کی ذات پر طرح طرح کے ناپاک حملے کئے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر ایک احمدی کا خون کھولنے لگ جاتا ہے ـــــ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہیں حضور کو مخبوط الحواس لکھا ہے اور کہیں مالیخولیا اور مراق زدہ اور رافیونی ظاہر کیا ہے اور کہیں حضور پر ناگفتنی اور گندے الزام لگائے ہیں اس لئے اس باب میں ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھنا پسند کرتے ہیں۔ سنئے جناب! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ ہرگز نہیں کیا یہ محض آپ جیسے حاسد مولویوں کا افترا ہے جس کی انہوں نے بارہا تردید کی ہے اس پر ہم انشاء اللہ آئندہ مفصل روشنی ڈالیں گے۔ یہاں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نبی نہ ہونے کے باوجود حضرت مرزا صاحب وہ بلند پایہ بزرگ ہیں کہ زمانہ اگر چراغ لیکر بھی ڈھونڈنے جائے تو موجودہ دنیا میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ وہ اپنی شرافت و نجابت علم و فضل اور اخلاق عالیہ کے لحاظ سے وحید العصر، فقید المثال اور یکتائے زمانہ ہیں۔ لیکن مخالف کی زبان کو کون روک سکتا ہے وہ جو چاہے سو کہے ؎

دبیکن قلم در کفِ دشمن است

مشہور مثل ہے۔ اور یہ ہم میں سے ہر ایک کا مشاہدہ ہے کہ کوئی کتنی ہی بڑی

شخصیت کیوں نہ ہو ایک حاسد کبھی اس کی عظمت کا قائل نہیں ہو گا۔ بلکہ اس کو بدنام اور بے عزت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حاسد سے خدا کی پناہ مانگی گئی ہے۔ ومن شر حاسد اذا حسد۔

خلفائے ثلاثہ پر مطاعن

حضرت ابو بکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بڑھ کر اس اُمت میں کون ہو سکتا ہے۔ مگر کس قدر افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اسلام کے ان درخشندہ ستاروں پر خاک دھول پھینکنا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان حضرات کی رفاقت۔ ان کی بے نظیر اور بے لوث خدمات ان کی قربانیاں اور جانفشانیاں دشمنوں کی نگاہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں البتہ چند ایک مطاعن جمع کر رکھے ہیں جنہیں مختلف رنگوں میں پیش کر دیا جاتا ہے اور بس۔

حضرت مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت

یہی حال احمدیت کے مخالفوں کا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی عظیم الشان خدمات۔ آپ نے اس خطرناک زمانہ میں اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچایا کبھی ذکر نہیں کریں گے۔ البتہ چند ایک ڈھکوسلے بنا رکھے ہیں جو اٹھتا ہے وہ ان ڈھکوسلوں کو آگے چلا دیتا ہے اور مصنف بن بیٹھتا ہے ؎

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

مکرم صدر صاحب! یہ آپ نے کس کے متعلق لکھدیا کہ ان کو تو معمولی آدمیوں کی صف میں بھی نہیں بٹھایا جا سکتا، کیا اس شخص کو ... جو اپنے زمانے میں شرافت و نجابت کے بلند سے بلند مقام پر فائز تھا۔ جو اقلیم ولایت کا بادشاہ اور کشور رُوحانیت کا تاجدار تھا جس کے رُوحانی تاثرات سے ایک دنیا فیض یاب ہو رہی ہے جو زمرۂ انصار اسلام کا ایک ایسا فرد ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی شہادت اور یہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ آپ کے پیشرو بزرگ ایسا ہی کہہ گئے ہیں۔ چنانچہ اس وقت کے مسلمانوں کے مسلمہ لیڈر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت کی شہرۂ آفاق کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے زیب رقم فرماتے ہیں:۔

> "یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے کہ جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ .... اور اس کا مؤلف بھی مالی و جانی و لسانی و قلمی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے کہ جس کی نظیر مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفینِ اسلام

خصوصاً آریہ ویدھو سماج سے اس قدر زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور وہ چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بیڑہ بھی اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوے کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ اور مشاہدہ کرلے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷)

آپ اس عبارت کو پڑھئے اور بار بار پڑھئے۔ یہ عبارت ہمارے کسی حاشیہ آرائی کی محتاج نہیں۔ اپنی تفسیر آپ ہے اس کا ایک ایک لفظ حضرت کی بلند شخصیت کا اعلان کر رہا ہے لکھنے والے نے حضور کی تصنیف کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور خود مصنف کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اپنی خدمات میں بے مثل اور آپ کو ملہم من اللہ مانتے ہوئے آپ کے وجود کو الہام میں شک لانے والوں کے لئے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ یہ کس قدر بلند مقام ہے جو حضور کے لئے تجویز کیا گیا ہے اگر رنگون کا صدر جمعیۃ اس کے خلاف کہے تو اسکا افسوس نہیں کیونکہ وہ ناواقف ہے اور تحقیق کا مادہ خدا نے اسکو عطا نہیں فرمایا۔

مردِ کامل مردِ کامل کی تعریف کیا ہے حکماء کا قول ہے کہ کامل انسان وہ ہے جس کے دماغی اور قلبی قوسے پایۂ کمال کو پہنچے ہوئے ہوں یعنے اس کا دماغ علم و حکمت سے معمور اور اس کا قلب نورِ روحانیت سے منوّر ہو، اُمتِ محمدیّہ میں ایسے اصحاب بہت سے گذرے ہیں جو ان دونوں صفات سے متصف تھے اور اُن میں سے ہی ایک ممتاز فرد حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ آپ کی دماغی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ براہین احمدیہ جیسی کتاب آپ کے دماغ سے نکلی جس کی بقول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی "اسلام میں آج تک نظیر نہیں ملتی" اور آپ کی قلبی کیفیت کا یہ عالم ہے کہ آپ خدا کے الہام و کلام سے مشرف تھے جو روحانیت کا آخری مقام ہے۔ یہ واقعات حضرت مرزا صاحبؑ کو ایک کامل انسان ثابت کر رہے ہیں اور آپ حضرات ان کو پایۂ شرافت سے بھی نیچے گرا رہے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ آپ کو مخبوط الحواس اور مجنون ظاہر کر رہے ہیں، کیا یہ سچ نہیں کہ ایسے کامل انسان کو مخبوط الحواس یا مجنون قرار دینے والا خود ہی ہوش و حواس سے بیگانہ اور عقل و خرد سے خالی ہے۔ اگر مخبوط الحواس اور مجنون ایسی بےنظیر کتابیں تائید اسلام میں لکھ سکتے ہیں تو دو چار ایسے اور مخبوط الحواس اور مجنون امت میں پیدا ہو جائیں تو کیا اچھا ہو۔ براہین احمدیہ جیسی بےنظیر کتابیں اگر دو چار اور نکل آئیں تو دنیا میں اسلام کی دھاک بیٹھ جائے اور کفر کو منہ چھپانے کو جگہ نہ ملے۔

براہین جیسی کتاب لکھئے

مکرم صدر صاحب! آپ بھی خدا کے فضل سے بہت بڑے عالم فاضل بہت بڑی جمعیت کے صدر ہیں اور شیخ الجامعہ جیسی ہستیاں آپ کے رفقاء میں سے ہیں۔ پھر آپ مخبوط الحواس بھی نہیں اور غالباً افیون بھی نہیں کھاتے اور نہ آپ کو مالیخولیا اور مراق ہے پس آپ بھی کوئی ایسی تصنیف کر کے دکھائیں جو ان خوبیوں سے متصف ہو جن کا ذکر مولوی محمد حسین نے اپنے ریویو میں کیا ہے۔ جب ایک مخبوط الحواس اور مجنون براہین جیسی کتاب جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی لکھ سکتا ہے تو آپ بدرجۂ اولیٰ اس سے اعلےٰ کتاب لکھ سکتے ہیں ہمت کیجئے اور ذرا اپنے قلم کے جوہر دکھائیے۔

صرف احمدی ہدفِ مطاعن کیوں؟

آپ کو تو لے دے کے احمدیوں اور ان کے معصوم امام کو ہدفِ مطاعن بنانا اور گالیاں دینا آتا ہے گویا دنیا میں ایک ہی باطل گروہ ہے اور باقی تمام فرقے جادۂ صدق و صواب پر گامزن ہیں حالانکہ اس اُمت میں ایسے بھی موجود ہیں جو صحابہ کرام جیسی پاک ہستیوں کو منافق اور غاصب قرار دیتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو احادیث نبوی کو کذب و افترا کا انبار سمجھتے ہیں مگر آپ ان کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ آپ کا غیظ و غضب صرف احمدیوں کے لئے مخصوص ہے ؎

دنیا میں گنہگار تو ہیں اور بھی لیکن ٭ تعزیر کے لے دے کے سزاوار ہمیں ہیں

علامہ اقبال کے اُستاد کی شہادت مولوی محمد حسین بٹالوی کی شہادت تو آپ سُن چکے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق اُن کے خیالات آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اب ایک اور بہت بڑے شخص کی شہادت بھی سُن لیجئے۔ اور وہ ہیں علامہ اقبال مرحوم کے مائیہ ناز استاد شمس العلماء مولانا سیّد میر حسن صاحب مرحوم و مغفور۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کو اُن کے قیام سیالکوٹ کے دِنوں میں خوب نزدیک سے دیکھا، جو رائے انہوں نے حضرت موصوف کے متعلق دی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے، فرماتے ہیں :۔

> "آپ (یعنی حضرت مرزا صاحبؑ) عزلت پسند اور پارسا اور فضول اور لغو سے مجتنب اور محترز تھے"

پھر فرماتے ہیں :۔

> "کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے تھے۔ اُٹھ کر کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی"

اَب کیا فرماتے ہیں علماء کرام؟ کیا وہ شخص جو عزلت پسند، درویش گوشہ گیر ہو یعنی جس کو انقطاع الی اللہ حاصل ہو، اور جو ہر فضول اور لغو سے

اجتناب اور احتراز کرتا ہو والذین ھم عن اللغو معرضون
کیا اسی کے متعلق آپ فرما رہے ہیں کہ اس میں تو معمولی شرافت بھی نہیں
پائی جاتی تھی، کیا اسی کے متعلق آپ حضرت فرما سکتے ہیں کہ وہ مخبوط الحواس
تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر یہ شخص شریف نہیں کہلا
سکتا اور اگر یہ شخص باہوش نہیں ہو سکتا تو پھر دنیا میں آپ کو کوئی بھی
صاحب ہوش و فہم نہیں ملے گا۔ پھر شاہ صاحب مرحوم حضور کے متعلق فرماتے
ہیں کہ فرض نمازیں ادا کرنے کے بعد آپ کا سارا وقت تلاوت قرآن مجید
میں گذرتا تھا اور اٹھتے بیٹھتے ٹہلتے آپ قرآن مجید پڑھتے تھے۔ قرآن
پڑھتے جاتے اور زار زار روتے جاتے تھے اور پھر لکھا ہے کہ اس
قدر خشوع و خضوع سے قرآن پڑھتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت میر صاحب ڈھائی آدمیوں کی مسند اعلیٰ پر | کیوں صدر صاحب کیا یہ وہی شخص ہے،

جس کے متعلق آپ نے نہایت جرأت سے یہ لکھ دیا کہ وہ تو معمولی آدمیوں
کی صف میں بیٹھنا تو درکنار یہ ڈھائی آدمیوں کی مسند اعلیٰ پر بیٹھنے والا
انسان تھا۔ قرآن مجید پڑھنے والا اور زار زار رونے والا، اور ایسے
خضوع و خشوع سے پڑھنے والا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی یہ شخص آپ کے
نزدیک معمولی شرافت سے بھی خالی ہے تو بتایئے تقویٰ کس کو
کہتے ہیں خشیۃ اللہ کس کا نام ہے۔ تورع کس کو کہتے ہیں عشق الٰہی اور انقطاع
الی اللہ کے کیا معنے ہیں۔ مولانا میر حسن کا ایک ایک لفظ حضرت حجۃ اللہ

علی الارض کے کمال رُوحانیت، آپ کے عشقِ قرآن، آپ کے تبتّل الی اللہ بلکہ فنا فی اللہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے فتدبّر یا اخی! مولانا میر حسن لکھا ہے کہ حضرت کے خشوع خضوع کی نظیر نہیں ملتی۔ اگر ایک طرف مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھا ہے کہ آپ کی خدماتِ اسلامی کی نظیر نہیں ملتی تو دوسری طرف مولانا میر حسن نے بھی لکھا کہ آپ کے خشوع خضوع کی نظیر نہیں ملتی۔ ایسے ہوتے ہیں کامل انسان۔ ایسے کامل انسان کے متعلق آپ نے لکھ مارا کہ اس میں تو عام انسانوں والی شرافت بھی نہیں پائی جاتی تھی۔ کیا آپ کی اپنی عقل تو نہیں ماری گئی؟

مولوی ظفر علی خاں کے والد ماجد کی شہادت

پھر ایک دیدہ چشمدید شہادت بھی ملاحظہ فرما لیجئے اور یہ مولوی ظفر علی خاں کے والد بزرگوار (مولانا سراج الدین خاں صاحب مرحوم بانی اخبار "زمیندار") کی شہادت ہے۔ حضرت کے انتقال پر آپ نے اپنے اخبار میں لکھا:-

"ہم چشمدید شہادت سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے کاروبار عدالت کے بعد تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔"

اس عبارت کو بھی دیکھ لیجئے لکھا ہے کہ جوانی میں بھی آپ نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے اور ع۔ در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است۔

مشہور مصرع ہے، غرض تمام وہ لوگ جنہوں نے حضور کو بچشم خود دیکھا آپ کی صالحیت، آپ کے اتقا آپ کے انقطاع الی اللہ اور دنیا سے بے تعلقی کی شہادت دے رہے ہیں۔ مگر آپ حضرات ان کو معمولی آدمیوں سے بھی گرا ہوا سمجھتے ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ دونوں میں کون سچا ہے، آپ یا آپ کے بزرگ؟ اگر آپ کے بزرگ سچے ہیں اور یقیناً وہ سچے ہیں تو پھر آپ کی پوزیشن کیا رہ جاتی ہے؟

رجماً بالغیب باتیں

ظاہر ہے کہ جو کچھ ان بزرگوں نے لکھا ہے، وہ انہوں نے چشمدید واقعات کی بناء پر لکھا ہے اور آپ حضرات آج ساٹھ ستر سال کے بعد رجماً بالغیب یا درہوا باتیں کہہ رہے ہیں جن کی نہ کوئی قابلِ اعتماد بنیاد ہے اور نہ کوئی معقول سند یا ثبوت لہٰذا یہ باتیں ہرگز قابلِ قبول نہیں اور یاد رکھئے کہ ایک محقق کے نزدیک آپ کی باتیں کچھ وقعت نہیں رکھیں گی۔ ایک محقق چشمدید حالات کو وقعت دے گا۔ اور انہی حالات کو صحیح سمجھے گا جو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ ظاہر ہے کہ یہ حضرات جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کے بلند مقامِ روحانیت کو تسلیم کیا ہے مرزا صاحب کے مرید نہیں تھے مگر انہوں نے حق کا اظہار قرینِ انصاف سمجھا اور سچی شہادت ادا کی۔ ایک محقق ایک صحیح مؤرخ جب دیکھے گا کہ یہ لوگ باوجود مرزا صاحب کے مرید نہ ہونے کے چشمدید شہادت دے رہے ہیں وہ انکی شہادت کو سچا اور صحیح ماننے پر مجبور ہوگا۔ اور صدر صاحب اور نائب صدر صاحب کی باتوں کو مردود قرار دے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرتِ طیّبہ اور اخلاقِ فاضلہ

حضرت سید المعصومین پر مخالفین کے اعتراضات

صاحبانِ عقل جانتے ہیں کہ کسی بات کے ماننے کا کوئی قرینہ ہوتا ہے۔ دشمنِ اسلام خصوصاً عیسائی اور آریہ حضرات سید المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد نکاحوں پر بیہودہ سرائی کرتے اور نقل کفر کفر نہ باشد حضور صلعم کو بندۂ نفس قرار دیتے ہیں مگر یہ نادان یہ نہیں سوچتے کہ ایسے معاشرے میں رہتے ہوئے جو ہر قسم کی معصیت میں ڈوبا ہوا تھا اور بدکاری کے عیب کو عیب ہی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ایک شخص زندگی کے پچیس سال تجرد میں گذار دیتا ہے، اور اس کا دامن ہر عیب اور ہر نقص سے پاک و صاف رہتا ہے اور جب پچیس سال کی عمر میں شادی کرتا ہے تو کسی نوجوان باکرہ سے نہیں کرتا بلکہ ایک چالیس سالہ بیوہ سے کیا ایسے شخص کے متعلق قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ بڑھاپے میں سفلی جذبات کا تابع ہو گیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اگر آپ نعوذ باللہ سفلی جذبات کے تابع ہوتے تو جوانی میں ہوتے مگر آپ کی جوانی تو نہایت پاک و صاف، نہایت بے عیب اور بے نقص ہی نہیں بلکہ سراسر نیکی اور پارسائی کی تھی تو پھر جو کچھ مخالفین معاندین حضورؐ کے متعلق کہتے ہیں وہ محض افتراء اور جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی پاکبازی اور عشق الٰہی

یہی حال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام کا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ کو فلاں عورت سے عشق تھا، نعوذ باللہ من ذالک۔ ایسا اتہام لگانے والے حضرات اتنا نہیں سوچتے کہ اس بات کے ماننے کا کوئی قرینہ بھی ہے یا نہیں؟ انسان کی اصل حالت جوانی میں کھل جاتی ہے اور اس زمانہ میں اس کے اخلاق کا کما حقہٗ پتہ چل جاتا ہے اب غور فرمائیں کہ جن دنوں میں حضور سیالکوٹ میں قیام فرماتے اس وقت آپ کا عین شباب کا عالم تھا۔ اُس وقت آپ برسرِ روزگار تھے۔ پھر گھر سے باہر ماں باپ سے دور بھی تھے۔ کوئی معترض ہونیوالا بھی نہ تھا۔ کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ ہر طرح سے آزاد تھے، اگر آپ بندۂ نفس ہوتے تو رنگ رلیوں کے لئے سیالکوٹ کا زمانہ بہترین زمانہ تھا مگر یہ زمانہ تو آپ نے خدا کے عشق میں دور کر گذار دیا، پھر کیونکر توقع ہوسکتی ہے کہ ایامِ جوانی اور موقعہ گذر جانے کے بعد خدا کے عشق سے منہ موڑ کر کسی دوسرے عشق کی طرف آپ نے رجوع کر لیا ہو، محض افتراء اور جھوٹ ہے۔ ایسی بات کہنے والے کو خدا سے ڈرنا چاہیئے ؎

من آنچہ شرطِ بلاغ است باتو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

ہمارے حضرت کی زندگی کا ایک ایک واقعہ آپ کے کمال تدین اور تورّع پر دلالت کرتا ہے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کا مشغلہ کیا تھا۔ مسجد میں خدا کی عبادت یا قرآن مجید کی تلاوت۔ آپ کو خانۂ خدا سے اس قدر شغف تھا کہ آپ کے والد بزرگوار آپ کو مُلّا اور مسیتڑ کہا کرتے تھے۔ اور جب کوئی پوچھتا کہ غلام احمد کہاں ہے آپ جواب دیتے کہ غلام احمد کا کیا پوچھتے ہو وہ زندہ بھی مرا ہوا ہے۔ بس مسجد ہے اور وہ ہے۔

دشمنانِ اسلام کی شہادت آپکی پارسائی کے متعلق

قادیان میں آریہ جیسے دشمنان اسلام بھی رہتے تھے وہ ہمیشہ آپ کی نیکی اور پارسائی اور شرافت کی تعریف کرتے رہے۔ ان لوگوں کے درمیان آپ کا بچپن، اور جوانی دونوں زمانے گذرے۔ اگر انہوں نے آپ کا کوئی نقص دیکھا یا سنا ہوتا تو جب حضور نے مامور و ملہم ہونے کا دعوے کیا اور آریوں کے خلاف کتابیں لکھیں اور ان سے مناظرے کئے اور ان کے لیڈر لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی کی اور وہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک بھی ہو گیا تو اس وقت یہ لوگ چپکے نہیں بیٹھ سکتے تھے وہ تو آسمان سر پر اُٹھا لیتے اور حضور کے متعلق جو رطب و یابس اُن کے ہاتھ لگتا اس کا خوب ڈھنڈورا پیٹتے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ حضور کے کیرکٹر کے خلاف

ایک لفظ بھی زبان پر لا سکے، بلکہ ملا وائل اور شرم پت آریہ تو حضرت کے بعض چشمدید نشانات کے گواہ بھی تھے۔ ان کی کیا تاب کہ وہ حضور کے متعلق سوائے حضور کی نیکی اور پارسائی کے کوئی دوسرا لفظ زبان پر لائیں۔ گویا دشمن بھی شہادت دے رہا ہے کہ مرزا بلند اخلاق کا مالک ہے، اور اس کا دامن ہر عیب سے پاک ہے۔ الفضل ما شهدت به الاعداء۔

مخالفین آپ کے کیرکٹر پر حرف نہ رکھ سکے آپ پر بڑے بڑے سنگین مقدمات چلائے گئے، اور آپ کو عدالتوں میں بھی گھسیٹا گیا۔ عیسائیوں نے بھی آپ کے خلاف مقدمات دائر کئے اور مسلمانوں نے بھی۔ اور یہ سلسلہ مدت تک جاری رہا۔ موقعہ تھا کہ دشمن آپ کے پوست کندہ حالات کھول کر رکھ دیتے۔ اور آپ کی ہر کمزوری اور ہر نقص کو خوب نمک مرچ لگا کر لوگوں میں مشتہر کرتے اور آپ کو ذلیل و رسوا کرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے لیکن نہ کسی مسلمان کو جرأت ہوئی اور نہ کسی غیر مسلم کو کہ آپ کا کوئی نقص یا عیب بیان کر سکے۔

ہزاروں ملنے والوں پر آپکی پاکبازی کا اثر جب بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تو ہزاروں لاکھوں انسانوں کو آپ سے واسطہ پڑا اُن میں بلند طبقہ کے لوگ بکثرت تھے۔ وہ سب مدة العمر حضور کے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ کے مداح رہے

بلکہ بعض ایسے بھی تھے کہ قتل کرنے کے ارادے سے گئے لیکن جب حضور کے اخلاقِ عالیہ بچشم خود دیکھے تو دل وجان سے آپ کے گرویدہ ہو گئے اور ساری عمر دست بستہ غلام رہے۔ آپ کے اخلاق کے سامنے باغی و سرکش کا سر جھک جاتا تھا۔ بعض لوگ آپ کے اخلاق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے ہمیشہ کیلئے ترک وطن کر کے آپ کے پاس سکونت اختیار کر لی اور پھر وہاں سے اُس وقت اُٹھے جب موت نے انہیں اُٹھایا۔ یہ لوگ دیوار بدیوار آپ کے ساتھ رہائش رکھتے تھے انہوں نے کوئی امر ایسا نہ دیکھا جس پر اُنگلی اُٹھائی جاسکے بلکہ ہمیشہ آپ کے محاسن کے گیت گاتے رہے۔

لوگوں کو اپنے پاس آکر ٹھہرنے کی دعوت آپکی پاکبازی پر شاہد ہے

آپ خود لوگوں کو دعوت دیا کرتے تھے کہ میرے پاس آکر رہو اور میرے حالات بچشمِ خود دیکھو ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ تم کو کوئی نشان بھی دکھائے جس سے تمہارے سینے کھل جائیں اور میری صداقت تم پر منکشف و مبرہن ہو جائے۔ ایک بدبخت جھوٹے مفتری کو کب یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے پاس آنے اور ٹھہرنے کی دعوت دے وہ تو ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اُس کے پاس آئیں اور اس کا پول کھل جائے اور اس کے عیوب اُن پر کھل جائیں اور وہ اس سے متنفر ہو جائیں۔ یہ یہ ایک صادق انسان کا کام ہی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے پاس آنے

اور قیام کرنے کی دعوت دے وغیرہ۔

فاضل اور غیور علما کی نظرِ تنقید کا نتیجہ

مقام غور ہے کہ فاضل اور غیور علماء کا ایک گروہ آپ کے پاس سالہا سال تک بود و باش رکھتا رہا انہوں نے حضور کی ہر نقل و حرکت کا ملاحظہ کیا، آپ کے ہر قول کو جانچا اور آپ کے ہر فعل کو بنظرِ تنقید ملاحظہ کیا لیکن کوئی امر خلاف شریعت حقہ نہ پایا جس قدر زیادہ قریب سے انہوں نے حضور کو دیکھا اسی قدر زیادہ وہ آپکے اخلاق کے مداح اور آپ کے والہ و شیدا ہو گئے۔

آپکے اخلاقِ فاضلہ لوگوں کی کشش کا موجب تھے

حضور سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق باری تعالیٰ فرماتے ہیں لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولك یعنے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ تیز مزاج اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔ یہی حال آپ کے غلام کا تھا اگر حضرت مرزا غلام احمد نعوذ باللہ بد اخلاق ہوتے تو آپ کے پاس کون پھٹک سکتا تھا۔ لوگوں نے حضور کے قدموں میں زندگی بسر کرنے کو اپنی بڑی سعادت سمجھا۔ ذرا غور فرمائیں کہ ان لوگوں کے لئے کونسی چیز کشش کا موجب ہو سکتی تھی کیا کوئی جاہ داری تھی جس کے لئے وہ وہاں گئے یا کوئی خزانہ ملنے والا تھا ہرگز نہیں یہ محض اس مرد خدا کی روحانی کشش تھی جس کی وجہ

سے دشمن بھی غلام بن جاتے تھے۔ فخر یا اخی ثم فخر۔

علماء و فضلا کی ایک جماعت آپ کے قدموں میں

امام المفسرین حضرت مولانا نور الدین، جس نے دیار حبیب میں جا کر علوم و حکم کے اس چشمہ سے پانی پیا جو صحابہ کرام آنے والوں کے لئے چھوڑ گئے تھے اور جسے حضرت مولانا رحمت اللہ مکی جیسے بزرگ کی رفاقت اور سرتاج خاندانِ نقشبندیہ حضرت شاہ عبدالغنی علیہ الرحمۃ کی بیعت کا شرف حاصل تھا۔ صلالۃ الکرام حضرت مولانا عبدالکریم احسن المناظرین حضرت مولانا سید محمد احسن فاضل امروہہ جو کسی وقت نواب صدیق حسن خان بھوپال کے دست راست تھے زمانۂ حال کے اُردو اور انگریزی کے فاضل متبحر وحید العصر حضرت مولانا محمد علی صاحب جن کے قلم کے سامنے یورپ جھک گیا اور زبدۃ المبلغین حضرت خواجہ کمال الدین جو دیار مغرب میں توحید کے سب سے پہلے علمبردار تھے نخبۃ المقررین حضرت مولانا صدر الدین جس نے جرمنی میں مشن قائم کیا اور مسجد بنوائی اور سینکڑوں انگریزوں اور جرمنوں کو کلمۂ توحید پڑھایا وغیرہم من العلماء وہ لوگ تھے جو سالہا سال حضور کے قدموں میں قیام پذیر رہے۔ یہ کوئی معمولی ہستیاں نہ تھیں۔ بڑے عبقری اور نقاد لوگ تھے۔ اگر یہ حضرات حضرت مرزا صاحبؑ کی ذرا سی بات بھی خلاف شریعت دیکھ پاتے یا کوئی اخلاقی کمزوری ملاحظہ کرتے تو فوراً آپ کا ساتھ چھوڑ دیتے مگر انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ فی الحقیقت یہ شخص

ایک آسمانی انسان ہے۔ اور اس کے قدموں میں رہنا عین سعادت اور نیک بختی ہے۔ وہ اخلاق کا مجسمہ اور شرافت کا پتلا ہے۔ وہ قال اللہ و قال الرسول پر جان و دل سے فدا اور کتاب و سنت پر سختی سے عمل پیرا ہے۔ غرض کسی پہلو سے حضرت مرزا کو جانچ کر دیکھ لو انہی بے مثل و بے نظیر ثابت ہوں گے۔

اہل و عیال سے حُسنِ سلوک

اب ایک اور پہلو سے ہم حضرت مرزا صاحبؑ کے اخلاق پر نظرِ تنقید ڈالتے ہیں۔ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:—

خیرکم خیرکم لاھلہٖ۔ یعنے تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل سے نیک سلوک کرتا ہے۔ آؤ اس پہلو سے مرزا صاحبؑ کو جانچیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے اہل بیت سے حسن سلوک کا بہترین نمونہ تھے آپ اپنی بیوی کی عزت کرتے تھے۔ اور بیوی آپ کی فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کرتی تھیں۔ وہ آپ کی صداقت پر ایمان رکھتی تھیں اور بیوی کا ایمان رکھنا تو آپ کے صادق ہونے کی ایک بڑی دلیل ہے۔ کبھی میاں بیوی میں کوئی جھگڑا فساد نہ ہوا۔ ساری عمر خوش اسلوبی سے گذری اور میاں اور بیوی دونوں خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ ایک شفیق اور شریف شوہر تھے۔ اور آپ کی بیوی ہمیشہ آپ کے حسن سلوک کی معترف اور آپ

کی نیکیوں کی ثنا خواں رہی، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ بیوی سے بڑھ کر خاوند کے اخلاق کا کوئی راز دار نہیں ہوتا۔ گھر سے باہر انسان تکلف اور تصنع سے بھی کام لے سکتا ہے مگر گھر کے اندر اس کے تمام جوہر کھل جاتے ہیں اور اصل اخلاق کا پتہ چل جاتا ہے، اگر بیوی شہادت دیدے کہ اس کا خاوند شریف ہے اور نیک ہے تو خاوند کے نیک و شریف ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا حضرت صاحب کی بیوی ساری عمر حضور کی نیکی، حضور کے اخلاق اور زہد و اتقاء کی شہادت دیتی رہی پھر حضور کے نیک و شریف ہونے میں کیا شک رہ گیا۔

محبت شرافت اور رحم وکرم کا مجسمہ

محبت و رافت، رحم و کرم آپ کی فطرت ثانیہ تھی، آپ دشمنوں سے نیک سلوک کرتے تھے۔ لیکھرام آریہ کے متعلق آپ نے خدا سے الہام پا کر اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی، وہ جب خنجر سے ہلاک ہوا تو حضرت نے فرمایا مجھے اس کی جوانی پر افسوس ہے پھر فرمایا کہ اگر میں پاس ہوتا تو اس کو بچانے کی کوشش کرتا اس کے زخم دھوتا اور اس کی مرہم پٹی کرتا، یہ اس رحم کا تقاضا تھا جو آپ کی فطرت میں مرکوز تھا بلکہ وہ سب کے لئے بھلائی چاہتے ہیں خواہ کوئی دشمن ہو۔ اگر کوئی بد باطن کمینہ شخص ہوتا تو وہ اپنے دشمن کی ہلاکت پر خوش ہوتا اور خوب مزے مزے سے لے لے کر اس کی ہلاکت کا ذکر کرتا

مگر ہمارے حضرت ان باتوں سے بالاتر تھے آپ خدا کے فضل سے بلند اخلاق کے مالک اور شریف النفس انسان تھے۔ اور یہ مخالف مولویوں کا محض خبث باطن ہے کہ حضور کے متعلق ایسے قبیح کلمات استعمال کرتے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ پایہ شرافت سے بھی گرے ہوئے تھے اور آپ کا شمار عام شریف لوگوں میں نہیں ہو سکتا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ سب مخالفین کی ہزلیات ہیں جن میں صداقت کا شائبہ بھی نہیں۔

دشمن کی رسوائی سے اجتناب

حضور کے خلاف عیسائی لوگوں نے مقدمہ دائر کر رکھا تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی عیسائیوں کی طرف سے گواہ بن کر آئے تھے عدالت کی نظروں میں انہیں تخفیف کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کے وکیل نے بغیر حضور کی اجازت کے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ:۔

"مولانا! یہ تو بتائیے آپ کے نانا کا نام کیا تھا؟"

مولوی صاحب کے لئے اس سوال کا جواب موت کے مترادف تھا سراپا شرافت حضرت مرزا صاحب فوراً کھڑے ہو گئے اور وکیل سے کہنے لگے کہ:۔

"میں نے آپ کو ایسے سوالات کی اجازت نہیں دی اور نہ میں پسند کرتا ہوں کہ ایسے

سوالات کئے جائیں۔"

صاحبانِ عقل و فکر کے لئے مقامِ غور ہے کہ یہ کوئی معمولی قسم کا مقدمہ نہ تھا۔ بڑا سنگین مقدمہ تھا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو وہ خوش ہوتا کہ فریق ثانی کو جس قدر عدالت کی نظروں میں ذلیل و رسوا کیا جائے کم ہے مگر آفرین ہے حضرت مرزا صاحب پر کہ دشمن کو بھی رسوا دیکھنا پسند نہ کیا۔ کیا اس سے بڑھکر کہیں شرافت کی مثال مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں لیکن ہمارے علمائے کرام کو دیکھئے کہ وہ کس ڈھٹائی سے کہدیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب تو معمولی شریف انسان بھی نہ تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ الموء یقیس علیٰ نفسہ۔

انتقام سے گریز مقدمہ میں بری ثابت ہونے کے بعد عدالت نے آپ کو اختیار دیا کہ آپ جھوٹا مقدمہ چلانے والوں پر نالش کردیں، اور ان کو سزا دلوائیں، مگر آپ نے پسند نہ فرمایا، اور ایسے خونخوار دشمنوں کو جنہوں نے حضور کی تباہی اور بربادی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بطیب خاطر معاف فرمادیا۔ اگر کوئی کمینہ بد باطن، شقی القلب ہوتا تو اسے انتقام کا بہت اچھا موقع حاصل تھا۔ مگر آپ نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے اور دشمن سے انتقام لینے کی بجائے اس کو بلا حیل و حجت معاف کردیا۔ ایسے ہی ہوتے ہیں مردانِ خدا کہ وہ اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا کرتے

یہ وہ پاک اسوہ ہے جو متمم اخلاق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں ملا ہے، فداہٗ امی وابی۔

شرافت نفس کی ایسی روشن اور درخشاں مثالوں کے باوجود یہ کہنا کہ مرزا صاحب ایک شریف انسان بھی نہ تھے کس قدر ظلم عظیم ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وسعتِ قلبی

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضور کے سخت مخالف تھے

یہی وہ صاحب تھے جنہوں نے بٹالہ سے لے کر بنارس تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف علماء اور سجادہ نشینوں سے فتاویٰ حاصل کئے، مخالفت اور عناد میں کوئی کمی نہ اٹھا رکھی اور حضور کی تباہی اور بربادی میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا، جب انہوں نے ایک دفعہ قادیان آنے کا ارادہ کسی دوست پر ظاہر کیا تو حضرت نے کمال محبت سے ———— مولوی صاحب کو لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کسی کام کے سلسلہ میں قادیان آنا چاہتے ہیں، اور کچھ دن یہاں قیام کرنا چاہتے ہیں۔ بسم اللہ آپ میرے ہاں آئیں میرے مہمان ہوں۔ آپ کے آرام و آسائش کی ہر طرح سے کوشش کی جاوے گی میرا اور آپ کا جو اختلاف قضاء و قدر سے واقع ہو گیا ہے اس کے متعلق کوئی ذکر نہیں آئے گا، آپ اس کا کچھ خیال نہ فرمائیں اور بلاتکلف تشریف لے آئیں میں ہر طرح خدمت کے لئے حاضر ہوں یہ آپ کا ایک ایسے شخص سے سلوک ہے جو آپ کی تخریب میں منفرد۔ اور

آپ کی عزت و آبرو کا دشمن تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے دشمن کے لئے بھی حضور اپنے دل میں بغض یا کینہ نہ رکھتے تھے۔ اور دشمنوں کے لئے بھی آپ کا سینہ فراخ اور قلب وسیع تھا۔ اتنے بڑے ظرف کا انسان دُنیا میں کہاں ملتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دُنیا کے لوگ اسے پہچان نہ سکیں، اور اپنی نااہلیت یا ناواقفیت کی وجہ سے اس کو ہدفِ ملامت قرار دیں۔

آپ کا کمالِ صبر لاہور کا ہی واقعہ ہے کہ ایک شقی القلب نے آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کو اس قدر گالیاں دیں کہ پاس بیٹھنے والے بھی توبہ توبہ کر اُٹھے۔ مگر آپ نہایت صبر و سکون سے اس کی مغلظات سنتے رہے۔ اور نہ جزو توبیخ کا ایک کلمہ بھی زبان سے نہ نکالا، اور جب وہ گالیاں دے دے کر تھک گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"بھئی کچھ اور بھی کہہ لو"

وہ شخص خود ہی اپنے کئے پر شرمندہ ہو گیا اور زار و قطار رونے لگ گیا حضرت کا صبر اسی وقت پھل لایا وہ شخص کہنے لگا کہ میں دراصل آپ کو آزما رہا تھا کہ کہاں تک آپ صبر کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ آپ فی الواقعہ بہت بڑے صابر ہیں ایک غیر مسلم بھی آپ کا یہ صبر دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ شخص واقعی مسیح کا ہم پلہ ہے۔ اس کا صبر ظاہر کرتا ہے کہ یہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو گا۔

آہ! ایک کافر نے تو اس راز کو پا لیا مگر ہمارے مولوی صاحبان ماشاء اللہ بسم اللہ کے گنبد میں ہی چکر کاٹ رہے ہیں ؎

چو کافر شناسا تر از مولوی ست

برین مولویت بباید گریست

یہ ہے مرزا غلام احمدؑ

غرض یہ ہے مرزا غلام احمدؑ جو اپنے جانی دشمن کی ہلاکت پر بھی افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں پاس ہوتا تو اس کے بچانے کی کوشش کرتا۔ میں اس کے زخم دھوتا، میں اس کی مرہم پٹی کرتا، انسانی رحم اسی کا نام ہے۔ یہ ہے مرزا غلام احمدؑ کہ جن لوگوں نے آپ پر خون کا مقدمہ بنایا، اور آپ کو پھانسی پر لٹکوانا چاہا اُن کو بھی معاف کر دیا، اور کہا کہ میرے لئے آسمانی عدالت ہی کافی ہے۔ یہ ہے مرزا غلام احمدؑ کہ جس نے اپنے دشمن کا بھی عدالت میں رسوا ہونا پسند نہ کیا اور اپنے وکیل کو ڈانٹ دیا کہ وہ کوئی ایسے سوال نہ کرے جس سے اُس کے مخالف کا استخفاف لازم آئے۔ برائی کے بدلے نیکی کرنا خاصانِ خدا ہی کا کام ہے۔ ایسے ہی مردانِ خدا کے متعلق شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا

دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ

یہ ہے **مرزا غلام احمدؑ** کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے اشد عدو کو اپنے گھر آنے اور قیام کرنے کی دعوت دی اور لکھا کہ

آپ اختلاف کا خیال نہ فرمائیں بلا تکلّف تشریف لے آئیں میں خدمت کے لئے حاضر ہوں، دشمن اور پھر اس کے لئے اس قدر سینہ فراخ۔ کمال اخلاق ہے۔

یہ ہے مرزا غلام احمد کہ ایک یاوہ گو روز در روز لگاتار گالیاں دیئے جاتا ہے، اور آپ خاموشی سے سنتے جاتے ہیں اُف بھی نہیں کرتے۔ ذرا چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے بلکہ فراخ حوصلگی سے فرماتے ہیں کہ بھئی کچھ اور کہنا ہو تو وہ بھی کہہ لو۔ ایسے ہی بزرگوں کے متعلق دانا کہہ گئے ہیں ؎

قضا خورند و ملامت برند و خوش باشند

کیا ایسے وسیع الظرف، ایسے عالی حوصلہ، ایسے بردبار، متحمل مزاج، اولوالعزم، صابر، دشمن سے اس قدر رافت اور نرمی سے سلوک کرنے والے رحیم و کریم انسان کے متعلق ہی جناب صدر جمعیتہ العلماء رنگون فرماتے ہیں کہ وہ تو معمولی انسانوں کی صحبت میں بھی بیٹھنے کے قابل نہیں ؎

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو!

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ شخص انسانوں میں بیٹھنے کے قابل نہیں تو دنیا میں کوئی بھی شریف انسان نہیں۔ شرافت تو معمولی بات ہے۔ یہ وہ اخلاقِ عالیہ ہیں جو انسان کو ولایت کبریٰ کے مقام پر فائز کرتے ہیں۔ فتفکر ثم فکر یا اخی! مرزا غلام احمد علیہ السلام کسی ایرے غیرے کے کہنے سے غیر شریف نہیں بن سکتا۔ چاند پر خاک ڈالنے

سے چاند چھپ نہیں سکتا۔ مرزا غلام احمد کی شرافت تو ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کے لاکھوں انسان شاہد ہیں۔ جنہوں نے اس کو بچشم خود دیکھا اور اس سے تعلق پیدا کیا، وہ شریفوں اور نجیبوں کا سردار ہے، شرافت کو اس کی ذات پر ناز ہے اور نجابت کو اس کی ذات پر بجا طور پر فخر ہے

نجابت خانہ زاد گوہرِ او
شرافت را بذاتش افتخار ہے

اگر کوئی آفتاب نصف النہار کا انکار کرے تو یہ آفتاب کا قصور نہیں، بلکہ خود دیکھنے والے کا قصور ہے کہ خدا نے اس کو بینائی نہیں دی ہے

تو از کورے خود محروم ورنہ
درخشندہ نورِ او خورشید وار ہے

دوستوں سے حُسنِ سلوک

یہ تو ہوا دشمنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا ایک مختصر سا خاکہ۔ اب ذرا دوستوں سے حسنِ سلوک کا ذکر بھی مختصر طور پر سُن لیجئے ہے

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حُسنِ تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

مختصراً یہ کہ دوستوں کے لئے دل میں بیحد درد تھا۔ بیحد محبت اور بیحد شفقت۔ ان کی تکلیف کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اور خدمتگار دل

کی طرح ان کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جاتے تھے۔ جب کسی دوست کو تنگی میں دیکھتے اس کے گھر جاتے۔ اس کو تسلی تشفی دیتے اور جو امداد ممکن ہو سکتی کرتے۔ بعض اوقات رومال میں روپے باندھ کر لے جاتے اور چھوڑ آتے۔ ایک دفعہ ایک دوست کو مکان بنوانے کی ضرورت پیش آئی، اس کو بغیر اس کی تحریک کے ۵۰۰/- روپے کی رقم دے دی۔ اسی طرح داد و دہش کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

حاجت مندوں کی حاجت روائی

دور دور سے لوگ آپ کی خدمت میں آتے۔ صرف مرید ہی نہیں بلکہ غیر لوگ بھی آ کر امداد کی درخواست کرتے۔ آپ سب کی بات سنتے اور سب سے حسب ضرورت سلوک کرتے۔ کسی کو پچاس، کسی کو ساٹھ، کسی کو پچیس روپے بطور امداد دیتے۔ اپنے مصارف کے لئے بعض اوقات قرضہ اٹھاتے حاجتمندوں کی حاجت روائی ضروری سمجھتے اور سائل کو کبھی رد نہ فرماتے، ایک دفعہ ایک سائل بغیر کچھ لئے چلا گیا۔ حضور نے اس کے پیچھے آدمی دوڑائے کہ اس کو تلاش کر کے لاؤ۔ چنانچہ وہ آیا اور حضور نے اس کو خیرات دی .... بعض اوقات نماز بعد میں پڑھتے اور سائل کا سوال پہلے پورا کرتے۔ سردی کے موسم میں ضرورتمند دوستوں کو بستر ے بنوا دیتے تھے

لحاف تو شک وغیرہ۔

دوستوں کی خدمت اور ان کیلئے تحائف

جب کوئی چیز آم وغیرہ تحفۃً آتی بہ نفس نفیس ہر ایک دوست کے گھر جاتے اور تقسیم کرتے۔ آم خادم کے سر پر اُٹھوا لیتے اور خود لوٹے میں دودھ لے لیتے اور فرماتے کہ آموں کے ساتھ دودھ پینا ضروری ہے۔ رات کا وقت ہے شدید سردی پڑ رہی ہے۔ خیال آ گیا کہ مولوی محمد احسن صاحب جس گھر میں قیام رکھتے ہیں وہ ٹھنڈا ہے اور مولوی صاحب بوڑھے آدمی ہیں، ان کو سردی لگتی ہوگی فوراً اُٹھتے ہیں اور کوئلے لے کر مولوی صاحب کی رہائش گاہ پر جا کر دے آتے اور فرماتے ہیں کہ مجھے خیال ہوا تھا کہ آپ کو سردی تکلیف دے رہی ہوگی اس لئے کوئلے لایا ہوں۔ اس قسم کی خدمت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

دوستوں کے لئے درد

دوستوں کے لئے آپ کے دل میں اس قدر درد تھا کہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے لئے راحت کہاں۔ کبھی کسی دوست کی بیماری کی خبر آجاتی ہے اور کبھی کسی کے مرنے کی۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"میرا مذہب یہ ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں

اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتا، ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر لے
تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے
دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہے اور وہ بازار میں
گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف
لومۃ لائم اُسے اُٹھا کر لے آئیں گے، عہد دوستی
بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ
چاہیئے، اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش
آوے اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اتارنا چاہیئے"۔

(منظور الٰہی ص ۱۹۷)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ اپنے دوستوں کو کس قدر عزیز رکھتے تھے
فی الحقیقت آپ کا قلب مبارک عزیز علیہ ما عنتم حریص
بالمومنین رؤف الرحیم کا آئینہ تھا۔

مہمان نوازی مہمان نوازی آپ کا ایک بہت بڑا وصف تھا آدھی
آدھی رات کو بھی اگر کوئی مہمان آجاتا۔ تو اسکی خدمت
کے لئے کمربستہ ہو جاتے۔ اور خدمتگاروں کی طرح خدمت کرتے۔
خود ہی اندر سے کھانا لے آتے اور بار بار اندر جا کر کبھی روٹی، کبھی
سالن کبھی کوئی اور چیز لاتے۔ مہمانوں کے ساتھ جو بچے آتے
اُن کے کھانے کے لئے الگ انتظام کرتے۔ علاوہ دو وقت کھانے
کے دوسرے وقتوں میں اُن کے لئے دودھ ڈبل روٹی کا انتظام

کرتے اور فرماتے کہ یہ بچے ہیں ان کو بار بار بھوک لگتی ہے۔ حافظ عظیم بخش مرحوم پٹیالوی نابینا تھے وہ کہا کرتے تھے کہ حضرت صاحب نوالے بناتے تھے اور میں کھاتا تھا آپ کی مہمان نوازی کے واقعات بیشمار اور طویل ہیں۔ تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ جو مہمان حضور کے پاس گیا وہ حضور کی مہمان نوازی کی تعریف ہی کرتا رہا۔

غریبوں کے ساتھ ہمدردی غریبوں کے لئے دل میں خاص درد تھا اُن سے بڑی شفقت و محبت کا اظہار فرماتے، ایک دفعہ گھر میں ایک دیہاتی عورت آئی وہ میلی کچیلی تھی اس نے پانی پیا۔ گھر میں کسی نے کہا کہ یہ پیالہ چھوڑ دو۔ اس میں وہ دیہاتی عورت پانی پی گئی ہے، حضور نے سن پایا۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ وہ پیالہ میرے لئے رہنے دو، اور اس میں مجھے پانی پلایا کرو، غریب کی حقارت آپ کو ہرگز پسند نہ تھی۔ بلکہ غریب کی طرف زیادہ رغبت فرماتے۔ اور زیادہ محبت کا اظہار فرماتے ہے

ننگ از فقیر اشعث و اغبر مدار زانکہ
در وقت مرگ اشعث و در گور اغبری

بیماروں کی عیادت بیماروں کی عیادت کرتے۔ اُن کے گھر جاتے اور تسلی تشفی کی باتیں کرتے۔ ضرورت ہوتی تو علاج کا انتظام کرتے۔ اور بڑی خوبی یہ کہ بیماروں کے لئے دردِ دل سے دعا کرتے۔ جب ایک شخص نے بیان کیا کہ ڈاکٹروں نے اس کے

لڑکے کو لاعلاج قرار دیا ہے۔ تو آپ اس ڈاکٹر سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ کیا خدائی اختیارات بھی آپ نے اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں۔ خدا سب باتوں پر قادر ہے۔ ہم دعا کریں گے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور خدا نے بچے کو شفا بخشی۔ اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں کہ بڑے بڑے خطرناک مریض آپ کی دعاؤں سے صحتیاب ہوئے۔ آپ راتوں کو اٹھ اٹھ کر بیماروں کے لئے دعائیں کیا کرتے۔ اور پوری توجہ اور عجز و الحاح سے دعائیں کرتے، خدا آپ کی دعاؤں کو سنتا اور بیماروں کو شفا بخشتا۔

چشم پوشی اور درگذر

چشم پوشی اور درگذر، آپ کی عادت تھی، ایک دفعہ کسی نے شکایت کی کہ تنور والا چپاتیں کم دیتا ہے اس کو سزا دینی چاہیئے فرمایا ایک روٹی کے لئے اس بیچارے کو دو بار دوزخ میں جانا پڑتا ہے۔ اس کے لئے کیا یہ سزا کچھ کم ہے؟

ایک دفعہ ایک عورت گھر سے چاول چراتی ہوئی پکڑی گئی۔ شور اٹھا۔ حضور نے سنا تو فرمایا۔ غریب کا فضیحتہ نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ کی صفت ستاری سے کام لو وہ عورت ضرورتمند ہے اس کو کچھ اور دے دو کہ اس کی حاجت پوری ہو جائے۔

غض بصر

غض بصر حضور کی فطرت میں تھا۔ کبھی ادھر ادھر آنکھیں پھاڑ کر نہ دیکھا کبھی نظر اوپر نہ اٹھائی، بعض لوگ تو یہ سمجھتے تھے کہ آپ کو نظر ہی نہیں آتا تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی واقع ہوتا کہ ایک

شخص پاس ہی بیٹھا ہے اور آپ کو معلوم ہی نہیں۔ آپ اس کو یاد فرماتے تو وہ بول اٹھتا کہ حضرت میں تو آپ کے پاس ہی بیٹھا ہوں۔ کیا کہیں نام نہاد ماہر قادیانیات" الیاس برنی جن کا ایک مضمون کتاب زیر بحث میں بھی چھپا ہے، اسی میں حضرت مرزا علیہ السلام کی غضِ بصر کو آنجناب کی افیون خوری کا نتیجہ ظاہر فرمایا ہے، سچ ہے ؏

ہر چہ گیرد علتی علت شود

اے خدا کے بندو! کبھی نیک ظن کرنا بھی سیکھو۔ ہر لحظہ اور ہر وقت بدگمانی کس قدر خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے خلاف ہے۔ خدا تمہیں ہدایت دے، اگر آپ احقاق حق چاہیں تو کچھ مشکل نہیں، تخلی بالطبع ہو کر استغفار پڑھیں اور بار بار پڑھیں، امید ہے کہ حق کا انکشاف ہو جائے ؏

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم

کیا یہ آدمی شریف نہیں؟

اب اے صاحبان عقل و ہوش غور کرو کہ وہ شخص جو دوستوں پر جان چھڑکا کرتا اور اُن کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہو، جو اس قدر سخی اور فیاض ہو کہ بیک وقت حاجتمندوں کو سینکڑوں روپے دیدے، جو غریبوں اور محتاجوں کا غمگسار اور غمخوار ہو اور ان کی امداد کو فرض اولین سمجھتا ہو جو اُن کے آرام و آسائش پر اپنے آرام کو قربان کر دیتا ہو، جو رشتہ داروں کی بغیر جتائے کے امداد کرتا ہو، جو بیماروں کی عیادت کرتا ان کے علاج

معالجے میں دن رات ایک کر دیتا، اور ان کی صحت کے لئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر عجز و الحاح سے دعائیں کرتا ہو، جو خطا کار سے درگذر، اور قصور وار سے چشم پوشی کرتا ہو، جو شرم و حیا کا پُتلا ہو، عصمت و پاکدامنی کا مجسمہ ہو، جس نے کبھی آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا ہو، غضِ بصر میں اپنی نظیر نہ رکھتا ہو، کیا وہ شریف انسان کہلانے کا مستحق نہیں؟ خدا جانے علمائے کرام کی لغت میں شریف کس کو کہتے ہیں اگر اوصاف بالا کا مالک شریف نہیں تو دنیا میں کوئی بھی شریف نہیں۔

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو

جمعیتہ العلماء کے صدر صاحب مکرم! آپ نے کس طرح فرما دیا کہ مرزا تو معمولی شریف انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ آپ نے مرزا کو خود دیکھا اور نہ اُن کے اخلاق کا کبھی مطالعہ کیا محض جہلا کی مفتریات کو سامنے رکھ کر آپ نے ایک بے سر و پا بات کہدی، کہ مرزا تو شریف انسان بھی ثابت نہیں ہوتا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ آپ خوش نہ ہوں کہ آپ نے خدا کے ایک برگزیدہ انسان کو گالیاں دے کر بہت بڑا ظلم کیا ہے آج جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں کل کو خدا کے سامنے اس کا جواب دینا ہوگا، اور اس وقت مشکل پڑے گی۔

حضرت مرزا صاحب کا بلند مقام

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کہ حضرت مرزا اخلاق کے

بلند مقام پر کھڑے ہیں۔ ہر وہ شخص جو انصاف سے کام لے گا وہ ہماری بات کی تصدیق و تائید کرے گا۔ مگر جو شخص انصاف سے کام نہ لے اس کو اختیار ہے جو چاہے کہے۔ خدا کا حکم تو یہ ہے کہ دشمن کے معاملہ میں بھی انصاف کرو اور عدل کو کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہ دو۔ لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ تقویٰ کا اقتضا کیا ہے؟ انصاف۔ افسوس کم لوگ ہیں جو تقوے سے کام لیتے ہیں۔ پھر ان سے انصاف کی توقع کیونکر کی جائے۔

حضرت مرزا صاحب ایک بہت بڑی جماعت کے امام ہیں جن کا رسوخ اور اثر تمام دنیا پر چھایا ہوا ہے۔ حضور ایک بہت بڑی شخصیت کے مالک ہیں اور لاکھوں انسان آپکو اپنا واجب الاحترام پیشوا مانتے ہیں آپ کے متعلق ذرا سوچ کر بات منہ سے نکالنی چاہیئے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ چاند پر تھوکا اپنے ہی منہ پر پڑتا ہے ؎

گر کنی تف سوئے روئے تو وکنی
ورزنی بر آئینہ بر خود زنی
ور ببینی روئے زشت آنہم توئی
ور ببینی عیسیٰ مریم توئی

انگریزوں کی سیاسی اغراض اور حضرت مرزا صاحب

ایک بے بنیاد اختراع

کتاب زیر نظر میں ایک دوسرے مولوی صاحب جناب غلام رحمن

ہمدم رنگینی نے عنوان بالا سے ایک مقالہ زیب قرطاس فرمایا ہے جس میں حضرت سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل شہید علیہم الرحمۃ کے جہاد کا ذکر کرنے کے بعد ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا ذکر کیا ہے اور پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ:۔

"انگریزوں نے مرزا کی شکل میں ایک نئی چال چلی یعنے انہوں نے اپنی سیاسی اغراض کے پیش نظر مرزا صاحب سے دعوے کروا دیا تاکہ وہ

"پیدا اور کثیر مسلمانوں کو ایسی شراب پلائے جو اُن کے اعصاب اور دل و دماغ کو اس قدر ماؤف کر دے کہ صدیوں انہیں کسی بات کا ہوش نہ رہے اسی سیاسی مقصد کے تحت مرزا صاحب کا انتخاب عمل میں آیا گیا۔"

(کتاب دو نبی صفحہ ۱۸)

پھر لکھا ہے کہ :-

"مرزائی .... اپنے اس قصرِ نبوت کا دروازہ
کھلا رکھنا چاہتے ہیں جس کی بنیاد انگریزوں کے
ہاتھوں رکھی گئی تھی۔"

جناب ہمدم تو بہت دُور کی کوڑی لائے فی الحقیقت یہ ایک بہت بڑا انکشاف ہے جو آنجناب نے کیا ہے ؎

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو

اگر یہ انکشاف کہ مرزا صاحب کے دعوے کی بنیاد انگریزوں کے ہاتھ سے رکھی گئی اور اپنی ذاتی سیاسی اغراض کے پیشِ نظر انگریزوں نے مرزا صاحب سے دعوے کروایا دلائل و براہین قویہ اور شواہد قطعیہ سے پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو یہ احمدیت کے خلاف ایک بہت بڑا حربہ ہوگا۔ لیکن اگر ثبوت کا خانہ خالی رہے تو لازماً ماننا پڑے گا کہ یہ جناب ہمدم کے اپنے ہی دماغ کی اختراع ہے۔ یا اُن حضرات کے دماغ کا فتور جو ہمدم صاحب سے پہلے اس فن میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، اور جن کا اُگلا ہوا نوالہ جناب ہمدم صاحب نگلنا چاہتے ہیں۔

قرارداد کہاں ہے؟ انگریزوں کا حضرت مرزا صاحب سے دعوے کروانا کوئی معمولی سی بات نہیں بہت بڑا اہم معاملہ ہے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ایک قوم کے

عروج اور دوسری اقوام کے زوال کا سوال اس کے ساتھ وابستہ بیان کیا جاتا ہے۔ اتنا بڑا معاملہ یونہی پھونک مارنے سے تو طے نہیں ہو گیا ہوگا۔ فریقین کی باہمی قرارداد سے ہی طے ہوا ہوگا۔ پھر یہ بھی دیکھ لینا چاہیئے کہ جس شخص سے اتنا بڑا دعوٰے کروایا گیا جس کی وجہ سے اس کو مطاعن و ملامت کا ہدف بننا پڑا اور اپنی جان جوکھوں میں ڈالنی پڑی اس کو کچھ انعام واکرام یا صلہ کا وعدہ بھی ضرور دیا گیا ہوگا ۔ کوئی زمین۔ کوئی جاگیر۔ کوئی مربعے۔ یا کم از کم کوئی خطاب ہی آخر اتنا بڑا سودا مفت تو نہیں ہو سکتا تھا کچھ نہ کچھ لالچ تو ضرور دیا گیا ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ اس قرارداد کے ساتھ کوئی اور شرائط بھی طے پائی ہوں جن کا علم جناب ہمدم صاحب کو ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن شرائط کو چھوڑیئے سوال تو اصل قرارداد کا ہے۔ کہ وہ کب اور کس کس کے درمیان طے پائی؟ ایک فریق تو خود حضرت مرزا صاحب ہوں گے، دوسرے فریق میں کون کونسے ذمہ دار انگریز تھے جن کے ساختہ پرداختہ کو حکومت انگلشیہ نے آخری اور قطعی سمجھ کر منظور کر لیا۔ پھر یہ اہم قرارداد ضابطہ تحریر میں بھی آئی ہوگی کیونکہ اپنی نوعیت اور نتائج کے اعتبار سے یہ بہت بڑی اہم قرارداد تھی۔ یہ ایک ایسی قرارداد تھی جس کی وجہ سے برصغیر ہندوستان کے کروڑوں مسلمان جو انگریزوں کے خلاف نشہ جہاد سے سرشار، کیل کانٹے سے لیس میدان غزا میں سر بکف کھڑے تھے دشمن پر دھاوا بولنے سے یک لخت رک گئے۔ ایک شخص نے

اپنی جادو بھری تحریروں سے ان کی جہاد کی روح کو کچل کر رکھ دیا، حضرت سید احمد بریلویؒ اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید علیہما الرحمۃ کے پیدا کردہ جذبۂ حریت کو پامال کر دیا اور "کٹر اور بیدار مسلمانوں" کو حکومت برطانیہ کی وفاداری کا ایسا نشہ پلا دیا کہ وہ آخر وقت تک ہوش میں نہ آسکے اور انگریز بلا کھٹکے دھڑلے سے حکومت کرتے رہے۔

ثبوت پیش کریں

غرض یہ قرارداد جو اس قدر اہم نتائج پر منتج ہونے والی تھی معرضِ تحریر میں ضرور آئی ہوگی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ جناب ہمدم صاحب کو اس تحریر کا ثبوت مل گیا ہے جس کے بل بوتے پر وہ "نادر انکشافات" دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ بسم اللہ ہمدم صاحب! براہ مہربانی آپ اس ثبوت کا اعلان فرمائیں اور دنیا پر احسان کریں اور جس قدر جلد ہو سکے اس نیک کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر جزائے دارین حاصل کریں۔ اور اگر آپ فرمائیں کہ ایسی کسی تحریر کا ثبوت آپ کے پاس نہیں ہے اور آپ کا خیال ہے کہ یہ قرارداد تحریر میں نہیں آئی تھی "بلکہ محض زبانی ہی طے ہوئی تھی" تو چلیئے اس کا ہی ثبوت کچھ تھوڑا بہت دے دیجئے۔ آخر کوئی سن کوئی تاریخ، کوئی مقام جہاں یہ قرارداد طے پائی ہو۔ اس ذمہ دار برطانوی آفیسر کا نام جس کی وساطت سے یہ معاملہ طے پایا ہو، کچھ تو اتہ پتہ بتائیں اور کچھ تو ثبوت بہم پہنچائیں ؎

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

من گھڑت ڈھکوسلہ لیکن نویب یاد رکھئے کہ نہ کوئی تحریری ثبوت آپ پیش کر سکتے ہیں، اور نہ غیر تحریری
یہ سب ڈھکو سلے ہیں جو یار لوگوں نے تیار رکھے ہیں۔ ان میں ذرّہ بھر صداقت نہیں۔ کسی نادان نے خدا سے نڈر ہو کر ایک ڈھکوسلہ گھڑ دیا ایک دوسرا کھڑا ہوا اس نے بھی اس کی نقل کر دی۔ تیسرا اُٹھا اس نے بھی نقل در نقل ہی میں اپنی کامیابی سمجھی، اور بعد میں آنے والے حضرات بھی مکھی پر مکھی مارتے چلے گئے۔ نہ کوئی تحقیق سے غرض اور نہ کسی تدقیق سے واسطہ، جو کچھ دوسروں سے سُنا اُسے پلّے باندھ لیا اور آگے چلا دیا۔ کیوں نہ ہو آخر ھذا ما وجدنا علیہ اباءنا کہنے والے بھی تو اسی دنیا میں گذرے ہیں لتتبعن سنن من قبلکم۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل صحیح فرمایا ہے جس کا منظر آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

نصاریٰ سے حضرت مرزا صاحب کی جنگ خدا کے بندو! کن توہمات میں پڑے
ہو۔ حضرت مرزا صاحب کی ساری عمر تو نصاریٰ کے ساتھ جنگ میں گذری۔ پھر یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ نصاریٰ سے آپ کی سازباز تھی۔ سنئے اور غور سے سنئے، حضرت مرزا صاحب علیہ السلام وہ شخص ہیں جنہوں نے دلائل و براہین نیّرہ سے نصاریٰ کے چھکّے چھڑا دیئے۔ اُن کے مذہب کی دھجیاں بکھیر دیں، اُن کے بڑے

بڑے بڑے زعما سے قلمی جنگ کی اُن کے بڑے بڑے بادشاہوں مثلاً ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند۔ قیصر جرمنی۔ زارِ روس کو نہایت واضح الفاظ میں پیغامِ اسلام دیا، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ کی اور اُن پر اتمام حجت کیا۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام وہ شخص ہیں کہ جب ہندوستان میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل ہو گیا اور صلیب کے پرستار جوق در جوق مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے اور ان کو دین حنیف سے مرتد کرنے کیلئے ہندوستان میں آگھسے اور قریہ بہ قریہ پھیل گئے، تو وہ اُن کے خلاف سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے وہ اُن سے لڑے تلوار سے نہیں بلکہ دلائل کی شمشیر خارا شگاف سے ایسی لڑے اور تابڑ توڑ حملے کئے کہ ان کو راہ فرار اختیار کئے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔ ونعم ما قال المسیح الموعود ؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

کیا ایسے شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اُس نے نصاریٰ سے ساز باز کر رکھی تھی؟ اُف لکم ایہا المفترون!

حضرت مرزا صاحب نے نصاریٰ کے خلاف قوم کو بیدار کیا۔

سنو! مرزا غلام احمد علیہ السلام سب سے پہلا شخص ہے جس نے اہل اسلام کو متنبہ کیا کہ عیسائی قوم ہی وہ دجال ہے جس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو بار بار ڈرایا

ہے کہ اس زمانہ میں فتنہ کی اصل جڑ یہی لوگ ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ؎

وکم من ظالم یبغی فساداً
و قسّیسین اصل الافتان

یعنے اس زمانہ میں ظالم تو بہت ہیں جو
فساد پھیلانے کے درپے ہیں مگر
فتنہ کی اصل جڑ پادری ہی ہیں۔

بالفاظ دیگر آپ اپنی قوم کو متنبہ فرما رہے ہیں کہ سیاسی اقتدار سے تو ہاتھ دھو بیٹھے ہو، اب اپنا دین تو اس قوم کے ہتھکنڈوں سے بچا لو، کیا ایسے شخص کے متعلق ہی کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ایسا نشہ پلانا چاہتا تھا کہ جس سے مسلمان صدیوں تک ہوش میں نہ آئیں اور وہ انگریزوں کی غلامی میں جکڑے رہیں وہ تو برعکس اس کے مسلمان قوم کو بیدار کر رہا ہے کہ دیکھو یہ نصاریٰ تمہارے دشمن ہیں یہ دجّال ہے اسکے مکر و فریب سے بچے رہو، بلکہ ان کا مقابلہ کرو اور انکے فتن کا سد باب کرو۔ العجب ثم العجب۔ جو شخص مسلمانوں کو عیسائیوں کے خلاف جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر رہا ہے اور ان کے فتن سے خبردار کر رہا ہے اسی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے عیسائیوں کے ساتھ اسلام کے خلاف گٹھ جوڑ کر رکھا تھا ؎

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بو العجبی است

دعویٰ مسیحیت اور عیسائی مذہب پر کلہاڑا | پھر سنئے! حضرت مرزا

صاحب کا دعوے مسیح موعود ہونے کا تھا، کسرِ صلیب اور قتلِ دجال آپ کا فرضِ منصبی تھا، جو آپ نے پورا کر دکھایا۔ قتلِ دجال سے مراد دجال کے دعاوی کی تردید اور تغلیط اور ان کا ابطال ہے۔ چنانچہ واقعات گواہی دے رہے ہیں کہ جو کام مرزا صاحب نے عیسائیت کی تردید میں کر دیا وہ اپنی نظیر نہیں رکھتا، مجملاً یہ کہ آپ نے عیسائیوں کے خدا کی موت ثابت کر دی اور کفارہ جس پر عیسائیت کی ساری عمارت کھڑی ہے اس کو خود ان کی کتب سے باطل قرار دیا جس کا جواب اب تک عیسائیت نہیں دے سکی تو کیا جس شخص نے عیسائیت کی اس قدر مخالفت کی اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ درپردہ عیسائیوں سے ملا ہوا تھا اور انہوں نے ہی اس سے دعوے کروایا تھا؟ کیا انگریزوں نے اس سے اس لئے دعوے کروایا تھا کہ وہ ان کے مذہب کا قلع قمع کر دے؟ کیا انگریزوں نے اس سے اس لئے دعوے کروایا تھا کہ وہ ان کے خداوند یسوع مسیح کی موت ثابت کرے اور ان کے مذہب کی جڑوں پر کلہاڑا رکھ دے؟ اسی کتاب "دونبی" میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب حضرت مسیح اور ان کے اعزا و اقربا کو گالیاں دیا کرتے تھے، قطع نظر اس بات کے کہ اس میں کہاں تک صداقت ہے میں پوچھتا ہوں کہ کیا انگریزوں نے مرزا صاحب سے اس لئے دعوے کروایا تھا کہ آپ ان کے خداوند یسوع مسیح کو گالیاں دیا کریں۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا بھی احمق ہوگا جو دوسروں سے خود اپنے خدا کو گالیاں دلوائے؟

یہ عجیب بات ہے کہ بقول جناب ہمدم انگریزوں نے مرزا صاحب سے دعویٰ تو کروایا، اسلام کے خلاف اسلام کو مٹانے کے لئے اور مرزا صاحب اُلٹے انہیں کے مذہب کو ملیا میٹ کرنے کے درپے ہو گئے۔ مولانا! یہ بات ہی غلط ہے اور قطعاً غلط ہے کہ انگریزوں نے مرزا صاحب سے دعوےٰ کروایا تھا اور نہ مرزا صاحب اور عیسائیوں کا آپس میں سمجھوتا تھا۔ ایسی بھول بھلیوں میں پڑنا یا لوگوں کو اُن میں ڈالنے کی کوشش کرنا اپنے احمق پن کا ثبوت دینا ہے۔

عیسائیوں کی طرف سے دشمنی اور فساد کا ظہور

اس سوال کا ایک دوسرے پہلو سے بھی جائزہ لیا جاتا ہے، یہ بدیہی بات ہے کہ نصاریٰ حضرت مرزا صاحب کے بہت بڑے بدخواہ اور دشمن تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہی حضرت مرزا صاحب پر قتل کا مقدمہ کھڑا کیا تھا اور اس طرح سے آپ کو پھانسی پر لٹکوانے یا کم از کم حبس دوام کی سزا دلوانے کی کوشش کی تھی یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت پر کوئی آنچ نہ آنے دی اور یا نار کونی برداً وسلاماً کے حکم الٰہی سے آپ بالکل بری ثابت ہوئے لیکن عیسائیوں نے اپنی طرف سے آپ کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے عدالت میں حلفیہ بیان دیا کہ مرزا قادیانی کا وجود عیسائیوں کے

لئے سخت خطرناک ہے۔ اب ذرا غور فرمائیں کہ اگر مفروضہ قرارداد کے مطابق آپ کے دعوے کا مقصد اسلام کی تخریب اور عیسائیت کو فروغ دینا ہوتا تو کیا عیسائی آپ کے دشمن ہو سکتے تھے؟ ہرگز نہیں وہ تو آپ کے قلبی دوست ہوتے۔ لیکن یہاں یہ عالم ہے کہ عیسائی آپ کے جانی دشمن ہیں اور آپ کی ہلاکت کے خواہاں اور دن رات آپ کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا، دور جانے کی ضرورت نہیں، کتاب زیر نظر میں ہی ایک گندی نظم عیسائیوں کی حضرت مرزا صاحب کے خلاف چھپی ہوئی موجود ہے جس میں نہایت متہتک اور توہین آمیز الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کو مخاطب کیا گیا ہے۔ کیا دوست دوستوں کے متعلق اسی قسم کی نظمیں اور تحریریں شائع کیا کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ان کی توہین اور ہتک روا رکھا کرتے اور ان سے دشمنی کا ثبوت دیا کرتے ہیں، ہرگز نہیں۔ غرض ایک طرف مرزا صاحب ہیں کہ وہ دن رات عیسائیوں کے خلاف مصروف جہاد ہیں اور دوسری طرف عیسائی ہیں کہ دن رات آپ کے خلاف پروپیگنڈا میں لگے ہوئے ہیں اور آپ کی ہلاکت کے منتظر، کیا یہ دوستانہ تعلقات کا نتیجہ ہے یا مخاصمانہ تعلقات کا، پھر تم نے کس طرح کہہ دیا کہ مرزا صاحب کی نصاریٰ سے سازباز تھی، اور انگریزوں نے ہی مرزا صاحب سے اسلام کے خلاف دعوے کروایا تھا؟

ہمدم صاحب کی صریح کذب بیانی

العرض مکرم ہمدم صاحب! جو انکشاف آپ دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں اس کی نہ کوئی سند ہے اور نہ ثبوت اور واقعات کی شہادت سراسر اس کے خلاف ہے، تو پھر کیا یہ آپ کا محض من گھڑت افسانہ نہیں؟ کیا یہ صریح غلط بیانی نہیں؟ مرزا صاحب علیہ السلام تو بقول آپ کے نبوت کا دعوے کر کے کذاب ٹھہر گئے لیکن اگر آپ صاحبوں میں سے کوئی کذب بیانی کا مرتکب ہو تو اس کو آپ کی لغت میں کیا کہتے ہیں؟ ذرا اس کی تشریح فرما دیجئے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے خلاف پراپیگنڈا

اس موقعہ پر مجھے ایک بات یاد آگئی۔ ایک دفعہ ہمارے مرحوم بھائی مولانا مصطفٰے خاں صاحب نے فرمایا کہ جب وہ خود ووکنگ (انگلستان) میں تھے دو انگریز وہاں شاہجہان مسجد دیکھنے کے لئے آئے انہیں مسجد دکھائی گئی اور ان سے متفرق باتیں بھی ہوئیں لیکن ہم نے دیکھا کہ وہ مسجد میں کبھی ایک کونے کیطرف جھانکتے اور کبھی دوسرے کونے کی طرف۔ بھائی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ان کی یہ حالت دیکھ کر ہم نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کی تلاش ہے؟ کہنے لگے کہ ہم وہ بُت دیکھنا چاہتے ہیں جسکی یہ پرستش یہاں کی جاتی ہے، یہ سُن کر ہمیں بے اختیار ہنسی آگئی، اور انہیں بتایا گیا کہ ہم لوگ بُت پرست نہیں ہیں، بلکہ خدائے واحد کے

پرستار ہیں، ہم سوائے خدا کے کسی کے آگے نہیں جھکتے، اور نہ کسی کی پرستش کرتے ہیں۔ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوا کہ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اسلام جیسے مذہب کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ یہ بُت پرستی کی تعلیم دیتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زمانہ وسطیٰ میں جو سخت تاریکی کا زمانہ تھا یورپ میں اسلام کے متعلق عجیب در عجیب نظریئے قائم کئے گئے۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھا کہ حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) بُت پرستی کی تعلیم دیا کرتے تھے نعوذ باللہ من ذالک حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ انسان ہیں جنھوں نے دنیا سے بُت پرستی کا قلع قمع کیا اور توحید کو قائم کیا لیکن لوگ ہیں کہ حضورؐ کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ آپؐ نعوذ باللہ بُت پرستی سکھاتے تھے۔

یہی حال ہم اپنے

حضرت مرزا صاحب کے خلاف مولوی صاحبان کی ضد

گھر پر دیکھ رہے ہیں، حضرت مرزا صاحب علیہ السلام تو ساری عمر اسلام کی حمایت میں نصاریٰ سے جنگ کرتے رہے اور انہیں دجال قرار دیا، ان کے فتن سے مسلمانوں کو ڈرایا اور انہیں بیدار کیا۔ لیکن ہمارے علمائے کرام کا فرمان ہے کہ آپ اسلام کے خلاف نصاریٰ سے ساز باز رکھتے تھے۔ یہ کس قدر غلط بیانی ہے جو ان علماء کی طرف کی جارہی ہے اور لطف یہ کہ باوجود سمجھانے کے سمجھتے نہیں۔۔ ستد

کرنا اپنی بات کی پچ کرنا یہ ہمارے مولوی صاحبان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ لیکن جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اور تقویٰ نے شعار ہے وہ کسی دشمن کے خلاف بھی ایسی بات سننے کے لئے طیار نہیں ہو گا جو خلاف واقعہ ہو۔ اور یہی خدا کا حکم ہے لایجرمنکم شنان قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی۔

شجر احمدیت کے پھل

کہتے ہیں درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اے کاش ہمارے نکتہ چین بزرگ حضرت مرزا صاحب کو ان کے پھلوں سے ہی پہچاننے کی کوشش کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو اُن پر حقیقت حال منکشف ہو جائیگی۔ جماعت قادیان ہو یا جماعت لاہور دونوں جماعتوں نے یورپ میں نصاریٰ کے خلاف محاذ قائم کر رکھے ہیں اور اُن کے مذہب کی دن رات تردید کرتے ہیں، یہ کس کی تعلیم ہے؟ یہ ان کو کس نے کہا کہ تم عیسائی ملکوں میں جاناا ور تثلیث پرستوں کو توحید کی تعلیم دینا اور انہیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا دین پہنچانا۔ یہ ان کو اُن کے امام کا حکم ہے جس کے متعلق آپ لوگ کہتے ہیں کہ وہ نصاریٰ کا ایجنٹ تھا۔ خدا کے فضل سے سینکڑوں نفوس جو تثلیث کے علمبردار تھے اب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے کھڑے ہیں اور کوئی مہینہ خالی نہیں جاتا کہ پانچ دس نفوس حلقہ بگوش اسلام نہ ہوتے ہوں اللھم زدفزد۔

کیا یہ اس شخص کا کارنامہ نہیں ہے جس کے متعلق ہمارے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ وہ نصاریٰ سے ساز باز رکھتا تھا؟

عیسائیت کے خلاف اسلام کا زبردست علمبردار

یاد رکھو! حضرت مرزا صاحب اسلام کے بڑے محسن ہیں، ان کے مسلمانوں پر بڑے احسانات ہیں۔ وہ اس زمانہ میں جبکہ ہمارا ملک ہاتھوں سے نکل چکا تھا اور ہمارا سیاسی اقتدار ختم ہو چکا تھا، عیسائی پادری اور بڑے بڑے انگریز مشنری ملک میں آدھمکے تھے اور ان کو یقین تھا کہ جس طرح انہوں نے ملک لے لیا ہے وہ یہاں کے باشندوں اور بالخصوص مسلمانوں کو بھی جو اس وقت سخت مفلوک الحال ہو رہے تھے اپنے مذہب میں لے آئیں گے ایسے نازک وقت میں حضرت مرزا صاحب اسلام کے ایک زبردست علمبردار بن کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنی قوم کو عیسائیت کے سیلاب سے بچا لیا یہ کتنا بڑا احسان ہے یہی وہ کام ہے جو اب تک ان کی جماعت کر رہی ہے۔ کیا ایسے شخص کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کے خلاف انگریزوں کے ساتھ ملا ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔

مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ حریت مٹانے کا الزام

حیرت ہے کہ کس سادگی سے کہدیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب سے انگریزوں نے دعوے کرایا

اور اُن کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے دل سے حریت کا جذبہ اور آزادی کی رُوح مٹا دی جائے اور انگریز نہایت اطمینان اور تسلی سے ملک کو لقمۂ تر بنائے رکھیں۔ اور کوئی ان کا مزاحم نہ ہو، اگر ایسا ہی تھا تو مقام غور ہے کہ مرزا صاحب تو زیادہ سے زیادہ اپنے مریدوں ہی کے دل سے آزادی اور حریت کا جذبہ مٹا سکتے تھے۔ دوسرے مسلمان جو کروڑوں کی تعداد میں ملک کے اندر موجود تھے ان پر تو مرزا صاحب کو کوئی اختیار حاصل نہ تھا۔ وہ تو ان کے دشمن تھے اور ان کی صحیح بات کو بھی غلط قرار دیتے تھے۔ تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے ذریعہ قوم کو ایسا نشہ پلایا گیا کہ ان کو صدیوں تک ہوش نہ رہا، اگر قوم کی قوم حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ایمان لے آئی ہوتی تو پھر تو کہا جا سکتا تھا کہ آپ کی تعلیم سے مسلمان قوم کے دلوں سے حریت کا جذبہ نکل گیا۔ مگر یہاں تو عالم ہی دوسرا ہے۔ سوائے چند ہزار کے کروڑوں مسلمان آپ سے الگ تھلگ پڑے رہے اور اب تک ان کے مخالف ہیں ان کو تو مرزا صاحب بہکا نہیں سکتے تھے تو پھر وہ کس طرح حریت کے جذبہ اور آزادی کی رُوح سے بیگانہ ہو گئے کیوں اُن پر جمود طاری رہا۔ اور ان کی حریت کی سپرٹ کیوں ماری گئی، خوب غور کر کے دیکھ لو مرزا صاحب اپنے مریدوں پر تو اثر انداز ہو سکتے تھے مگر کروڑوں مسلمانوں پر تو اُن کا کوئی اثر نہیں تھا تو پھر مسلمانوں کے جمود کو آپ کی طرف منسوب کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے بالبداہت

اس جمود کے اور ہی اسباب ہوں گے۔ بادی النظر میں مسلمانوں کو انگریزوں کے خلاف علم حریت اُٹھانے سے روکنے والے وہی حضرات ہو سکتے ہیں جن کی توقعات حکومت سے وابستہ تھیں جو کسی نہ کسی اعزاز یا خطاب کے خواہاں تھے اور جنہیں گورنمنٹ نے اپنی نوازشات سے سربلند کیا تھا۔

انگریزوں کی نظر انتخاب اور حضرت مرزا صاحب

علام صاحب نے کس بھولے بھالے انداز میں کہہ دیا کہ اپنے سیاسی مصالح کے حصول کیلئے انگریزوں کی نظر مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام پر پڑی۔ مقام غور ہے کہ مرزا صاحب علیہ السلام میں وہ کیا خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے انگریزوں کی نظر آپ پر پڑی۔ یہ بات تو خود آپ حضرات کے مسلمات کی رُو سے غلط قرار پاتی ہے۔ آپ لوگوں کی نظر میں حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کیا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) ایک مجنوط الحواس مالیخولیا زدہ۔ افیونی، جس کی آنکھیں بوجہ افیون پوری طرح کھل نہیں سکتیں، گویا ہمیشہ پینک میں رہتا ہے۔ ایک ایسا شخص جو امراض خبیثہ میں مبتلا تھا (نعوذ باللہ من ذالک) اور تعلیمی لحاظ سے اس قدر گیا گذرا کہ عربی فارسی کی ابتدائی درسی کتب بھی پوری طرح پڑھی نہیں تھیں۔ تو کیا انگریزوں کی نظر ایسے شخص پر پڑی جس کے دل و دماغ ہی درست نہیں۔ کیا انگریز ایسے ہی احمق تھے کہ انہوں نے اپنے اہم پولٹیکل یا سیاسی

مقاصد کے لئے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا جس کے ہوش و حواس ہی درست ہی نہ تھے، جو افیون کھاتا تھا اور دن رات پینک میں پڑا رہتا اور پینک کی وجہ سے اس کی آنکھیں بھی آدھی کھلی اور آدھی بند رہتی تھیں اور اس کی جسمانی صحت کی کیفیت یہ تھی۔ کہ "امراض خبیثہ" اس کو لاحق تھیں۔ ان امراض والا شخص تو بالبداہت نہ کوئی دین کا کام کر سکتا ہے اور نہ دنیا کا۔ پھر وہ بقول آپ کے بے علم بھی تھا چند ابتدائی کتب بھی پوری طرح نہیں پڑھی تھیں۔

ہمدم صاحب مکرم! برطانیہ کے مدبرین اور سیاستدان ہرگز ایسے لا یعقل نہیں ہو سکتے تھے کہ اُن کی نظرِ انتخاب ایسے شخص پر پڑتی جس میں کوئی قابلیت کا جوہر ہی نہیں تھا۔ چاہیئے تھا وہ کسی زیرک، باہوش، صاحب عقل و خرد، صاحب علم و فضل، تندرست ہیرے کے شخص کا انتخاب عمل میں لاتے۔ ان کے پاس سرسید تھے مولانا شبلی تھے، ڈپٹی نذیر احمد تھے، جو بہت بڑی ممتاز حیثیتوں کے مالک تھے اور انگریزوں کے دلی خیر خواہ اور ان کے خلاف جہاد کے سخت مخالف تھے۔ مرزا غلام احمد کے انتخاب کی تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ تو آپ لوگوں کے مسلمات ہی آپ کے نظریہ کو رد کر رہے ہیں۔ ہماری تردید کی ضرورت ہی نہیں۔

انگریزوں کا پروردہ کس بناء پر؟

علاوہ ازیں بعض دوسرے پہلو بھی ہیں جن کی رو سے آپ

کا نظریہ قطعاً مردود ثابت ہوتا ہے مگر بخوف طوالت سردست ہم ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور آپ کے بعض دوسرے اقوال پر نظر ڈالتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے:۔

"وہ مرزا جو انگریزوں کا پروردہ تھا اس کی حالت زندگی کیا تھی جس نے تمام عمر انگریزوں کی مدح سرائی میں اور جہاد بالسیف کو حرام قرار دینے میں گزار دی تھی"۔

ہمدم صاحب مکرم! مرزا کس طرح انگریزوں کا پروردہ تھا؟ کچھ تشریح تو فرما دی ہوتی۔ کیا انگریزوں نے حضرت مرزا صاحب کو کوئی جاگیر بخش رکھی تھی جس کی آمد انہیں ملتی تھی۔ یا کیا انگریزوں نے مرزا صاحب کا کوئی وظیفہ مقرر کر رکھا تھا جو ماہوار یا ششماہی یا سالانہ ان کو ملتا تھا۔ آخر پروردہ ہونے کا کیا مطلب ہے! اگر کوئی جاگیر بھی نہ تھی اور نہ کوئی وظیفہ یا عطیہ تھا اور نہ کوئی پنشن مقرر تھی تو مرزا صاحب انگریزوں کے پروردہ کیسے بن گئے اور آپ نے کس بناء پر ارشاد فرمایا کہ مرزا صاحب انگریزوں کے پروردہ تھے؟ خدا کے بندو! کچھ تو سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔ یونہی ایک بات کہدینا جس کا کچھ ثبوت ہی نہیں کہاں کی شرافت اور کہاں کی دیانتداری ہے۔

انگریزوں کی مدح سرائی کا الزام | پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب

نے ساری عمر انگریزوں کی مدح سرائی میں گذار دی۔ دیکھئے جناب
جہاں تک انگریزوں کے مذہب کا سوال ہے حضرت مرزا صاحب
نے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ
دیں ہاں مرزا صاحب ایک راستباز انسان تھے۔ اگر کسی کی کوئی
خوبی ہوتی تو اس کو بھی بیان کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے تھے اور
یہی اصول قرآن مجید کا ہے۔ شراب کے نقصانات بتائے تو ساتھ
ہی یہ بھی فرمایا کہ اس کے فائدے بھی ہیں اگرچہ وہ نسبتاً کم ہیں۔
پھر ایک طرف تو قرآن مجید نے نصاریٰ کے مذہب کی اسقدر
مذمت فرمائی کہ قریب ہے کہ آسمان اور زمین اس فتنہ سے
پھٹ جائیں کہ یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق بیٹا تجویز
کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف جب ان کے رہبانوں اور قسیسوں
کا ذکر آیا تو ان کی تعریف کی کہ یہ لوگ تکبّر نہیں کرتے۔ منکسرالمزاج
اور حلیم ہیں۔ غرض قرآن کریم کا اصول ہے کہ کسی بری چیز میں
بھی جو خوبی ہو اس کو بیان کر دیتا ہے۔ اسی اصول کے تتبع میں حضرت
مرزا صاحب نے جو خوبی بلحاظ نظام حکومت انگریزوں میں دیکھی اس کی
قدر کی اور اس کو سراہا اور مسلمانوں کو اس حکومت کی اطاعت
کی تلقین کی، جیسے سرسیّد اور علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خان اور کئی
دوسرے مسلمانوں نے حکومت انگریزی کی تعریف وتوصیف کی
اور ان کی اطاعت کو ضروری قرار دیا۔ یہ تو قرآن مجید کی اتباع ہے

یہ تو ایک مومن کا شیوہ ہونا چاہیئے کہ کسی چیز میں اگر کوئی اچھا پہلو ہو تو وہ بھی بیان کر دے۔ یہی عدل کا تقاضا ہے جس کا قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے۔ لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے انگریزوں کی تعریف کی ہے تو وہ اس مذہبی آزادی کی وجہ سے کی ہے جو انہوں نے مختلف مذاہب کو اپنے زمانہ میں دے رکھی تھی۔

سکھوں کا پُرفتن زمانہ

حضرت مرزا صاحب نے سکھوں کا زمانہ دیکھا ہوا تھا اور جو مظالم سکھوں نے مسلمانوں پر ڈھائے تھے ان کو بچشم خود ملاحظہ کیا تھا۔ سکھوں نے اپنے زمانہ میں مسجدوں کو اصطبل بنایا۔ جن پاک مقامات میں خدائے بزرگ و برتر کا نام لیا جاتا تھا وہاں گدھے اور گھوڑے باندھے۔ قرآن مجید سینکڑوں کی تعداد میں نذر آتش کر دیئے جس سے مسلمانوں کے دل جل کر کباب ہو گئے۔ مسلمانوں کو ان ظالموں نے لوٹا کھسوٹا اور بے عزت اور ذلیل کیا۔ ان کی ہری کھیتیاں ویران کیں، ان کی لہلہاتی فصلوں کو تباہ کیا۔ ظالموں نے نمازوں سے روکا۔ اذان تک کی اجازت نہ تھی۔ مذہبی آزادی جو انسان کا پیدائشی حق ہے بالکل سلب کر لی۔ مسلمان عجیب مصیبت میں مبتلا ہو گئے، نہ جان، نہ مال نہ عزت نہ آبرو۔ مسلمانوں کا کچھ بھی محفوظ نہ تھا۔ علماء کو وعظ کرنے سے روکا جاتا تھا اور اگر

کوئی جسارت کر کے وعظ کر بیٹھتا تو بند و سلاسل میں جکڑا جاتا تھا، فارسی یا عربی پڑھنا بھی ایک قسم کا جرم قرار دیا جاتا تھا۔ غرض سکھوں کا زمانہ کیا تھا سخت مصیبت اور تکلیف کا زمانہ تھا۔ جس میں امن و اطمینان کا سانس لینا بھی مشکل بلکہ محال تھا۔

انگریزوں کا عہد اور امن و آزادی

لیکن جب انگریز آئے انہوں نے جان و مال کی حفاظت کا انتظام کیا۔ انصاف کے لئے عدالتیں کھولیں، ریل بنائی ڈاک اور تار کا سلسلہ قائم کیا مدرسے بنائے اور شفاخانے کھولے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی دی۔ مسجدیں پھر آباد ہو گئیں نمازیں پھر باجماعت ادا ہونے لگیں اور پھر دور دور تک اذانیں گونجنی شروع ہو گئیں، فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے سہولتیں بہم پہنچائیں، کہاں وہ سکھوں کا دور ظلم و تشدد اور کہاں برطانیہ کا دور امن و آسائش۔ اس وقت کوئی مسلمان جس نے سکھوں کے ظلم و ستم کو دیکھا ہو ایسا نہ تھا جو انگریزوں کی اچھی مذہبی آزادی کے گن نہ گاتا۔

مولانا حالی انگریزی عہد امن و امان کی تعریف میں

مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر اور قومی شاعر مثلاً مولانا حالی مرحوم انگریزوں کی دی ہوئی آزادی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ ایک جگہ اپنی مسدس میں فرماتے ہیں:-

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہیں
ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آرہی ہیں
کہ راجہ سے پرجا تلک سب سکھی ہیں
تسلط سے ملکوں میں امن و اماں کا
نہیں بند رستہ کسی کارواں کا
نمازیں خوشی سے پڑھو معبدوں میں
اذانیں دھڑلے سے دو مسجدوں میں

حضرت مرزا صاحب نے قرآن اور نبی کریم صلعم کی اتباع میں انگریزی عہد کی تعریف کی۔

اگر سکھوں کے مظالم کے بالمقابل حضرت مرزا صاحب نے انگریزوں کی دی ہوئی آزادی کی تعریف کر دی تو کیا غضب آگیا۔ کیا یہ کوئی ناجائز کام تھا۔ یہ تو عین قرآن مجید کا اتباع تھا۔ کہ دشمن کی خوبیوں کا بھی اعتراف کیا جائے اور ان کے دیئے ہوئے امن کا شکریہ ادا کیا جائے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریق تھا کہ حضور دوسروں کے اوصاف کی تعریف فرماتے رحضور صلعم نے نوشیرواں کی بوجہ اس کے عدل کے تعریف فرمائی اور حاتم طائی کی بوجہ اس کی سخاوت کے تعریف فرمائی۔ ایک یہودی کا جنازہ پاس سے گذرا تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اگر

حضرت مرزا صاحب نے قرآن کی اتباع اور اپنے نبی مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حکومت وقت کے کسی اچھے فعل کی تعریف فرمادی تو اس سے کیا شرعی محذور لازم آگیا؟ اگر انگریزوں کی تعریف ناجائز تھی تو آپ اپنے بزرگوں کو کیا کہیں گے جو نظم و نثر میں انگریزوں کی مدح سرائی میں رطب اللسان رہے جن سے انکی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد کا اقتباس

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے تصنیف کردہ رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" سے ایک مختصر اقتباس درج کر دیا جائے فرماتے ہیں:-

"ابھی بہتیرے ایسے لوگ زندہ ہیں جنہوں نے کسی قدر سکھوں کا زمانہ دیکھا ہوگا اب وہی بتائیں کہ سکھوں کے عہد میں مسلمانوں اور اسلام کا کیا حال تھا۔ ایک ضروری شعار اسلام جو بانگِ نماز ہے وہی ایک جرم کی صورت میں سمجھا گیا تھا کیا مجال کہ کوئی اونچی آواز سے بانگ کہتا اور پھر سکھوں کے نیزوں اور برچھوں سے بچ رہتا تو اب کیا خدا نے یہ بڑا کام کیا جو سکھوں کی بیجا دست اندازیوں سے مسلمانوں کو چھڑایا اور گورنمنٹ انگریزی کی امن بخش حکومت میں داخل کیا اور اس گورنمنٹ نے

کے آتے ہی گویا نئے سرے سے پنجاب کے مسلمان
مشرف باسلام ہوئے۔ چونکہ احسان کا عوض احسان ہے
اس لئے نہیں چاہیئے کہ ہم اس خدا کی نعمت کو جو ہزاروں
دعاؤں کے بعد سکھوں کے زمانہ کے عوض ہم کو ملی ہے
یونہی رد کر دیں"

دیکھئے حضرات! یہ کس قدر معقول اور پُر از حکمت کلام ہے، آپ سکھوں کی کیوں مذمت کرتے ہیں اس لئے کہ وہ علاوہ دیگر مظالم کے اذان تک دینے کی اجازت نہ دیتے تھے اور انگریزوں کی کیوں تعریف کرتے ہیں اس لئے کہ علاوہ دیگر امن و آسائش کے انہوں نے مذہبی آزادی دی۔

اب آپ ہی فرمائیں! اگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اس وجہ سے کہ انگریزوں نے مذہبی آزادی دی ہے۔ ان کی تعریف کر دی تو کونسا کفر لازم آ گیا۔ احسان کا بدلہ احسان ہر شریف آدمی کا طریق ہونا چاہیئے۔

انگریزوں کے عہد میں تبلیغ اسلام کی آزادی

حضرت مرزا صاحب نے ایک اور پہلو سے بھی حکومت کی تعریف کی اور وہ بھی دینی پہلو ہے ایک جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"........ اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک

عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پُر جفا زمانہ سے نجات
دلانے کے لئے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار
کوس سے بھیجدیا۔ اگر اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا، تو
میں سچ کہتا ہوں کہ ہم مخالفین اسلام کے اعتراضوں
کی بابت ذرا سوچ نہ سکتے۔ چہ جائیکہ ہم ان کا جواب
دے سکتے اب ہم ان اعتراضوں کا جواب آزادی سے
دے سکتے ہیں۔ پھر اگر ہم اللہ تعالےٰ کے اس
فضل کی قدر نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ بڑے ناقدر شناس
اور بڑے ناشکر گذار ہوں گے"

(الحکم ۱۷ رجون ۱۹۰۱ء)

اس عبارت میں حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ انگریزی حکومت کی اس وجہ سے بھی قدر کرتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں ہم مخالفین میں اشاعت دین کر سکتے ہیں، کیا پاک جذبہ ہے آپ اپنے نفس کی خاطر یا کسی ذاتی منفعت کے لئے انگریزوں کی تعریف نہیں کرتے بلکہ محض اسلئے کرتے ہیں کہ انہوں نے زبان اور قلم کی آزادی دی ہے اور ہم اُن کے عہد میں اسلام کا کام باحسن وجوہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ ہر شریف انسان ان تصریحات کو جو حضرت مرزا صاحب نے کی ہیں بنظرِ استحسان دیکھے گا، اور ان کی معقولیت کی داد دے گا، البتہ حاسدوں کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

تلمیذ تا بہی اے حسود کیں رنجیست
کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں است

خوشامد کا الزام پھر خوشامد کا الزام بھی مثل دیگر الزامات کے محض بے بنیاد اور لچر ہے۔ افسوس کہ آپ لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کو نہیں دیکھا اور نہ ان کے صحیح حالات کا علم حاصل کیا ہے۔ محض اندھیرے میں ہی تیر چلا رہے ہیں۔ اگر مرزا صاحب خوشامدی اور چاپلوس تھے تو کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے کتنی بار انگریزوں کے بنگلوں میں جا کر اُن سے اظہار عقیدت و ارادت کیا۔ کتنی بار وائسرائے یا گورنر یا کمشنر یا کم از کم ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں شرف باریابی حاصل کیا۔ کتنی بار انگریزوں کو تحائف اور نذرانے پیش کئے۔ کتنی دفعہ اُن کو ڈالیاں دیں اور کتنی بار ڈنر دیئے اور کتنی بار مثل دیگر شعراء ان کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے؟

تاریکی میں پڑے ہوئے دوستو! خوب یاد رکھو کہ حضرت مرزا صاحب کو کسی کی خوشامد سے کوئی سروکار نہ تھا خوشامدی اور چاپلوس اور ہوتے ہیں۔ خوشامد یا چاپلوسی ان لوگوں کا کام ہے جنہیں کوئی غرض ہو۔ مرزا صاحب کو کوئی غرض ہی نہ تھی وہ تو کبھی کسی انگریز کو سلام کرنے کے بھی روادار نہ تھے۔ وہ ان باتوں سے بہت بالاتر تھے۔ وہ ملک روحانیت کے بادشاہ تھے

انہیں زمینی بادشاہوں کی کیا پروا - جو لوگ ملکِ رُوحانیت کے تاجدار ہوتے ہیں انہیں ان سفلی چیزوں کی ضرورت نہیں ہوتی - اسی خیال کو حضرت مرزا صاحب نے اپنے مندرجہ ذیل شعر میں ظاہر فرمایا ہے ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

ایک دفعہ ایک ریاست کے راجہ نے آپ کو تشریف آوری کی دعوت دی - آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا بئس الفقیر علی باب الامیر ایسے بلند مقام انسان کے متعلق آپ حضرات کس طرح کہدیتے ہیں کہ وہ خوشامدی تھا جس کو دنیا کی کسی چیز سے سروکار ہی نہیں - اور جس شخص کی آنکھوں میں دنیا و مافیہا سب ہیچ ہے اس کو کسی کی خوشامد سے کیا مناسبت - خود فرماتے ہیں ؎ مرا بس است کہ ملکِ سما بدست آید
کہ ملک و ملکِ زمیں را کجا بقا باشد

مسیح کی ہمسری کے دعوے میں خوشامد کے الزام کی تردید

پھر ایک دوسرے زاویہ نگاہ سے بھی دیکھ لو اور اس نکتۂ حکمت کو خوب یاد رکھو کہ اگر حضرت مرزا صاحب خوشامدی ہوتے تو آپ کبھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرتے - مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ظاہر کرتا ہے یہی کہ آپ

حضرت مسیح علیہ السلام کے مثیل ہیں، وہ مسیح کون ہے؟ وہ عیسائیوں کا خدا ہے، گویا آپ نے اپنے کو عیسائیوں کے خدا کا مثیل قرار دیا۔ کیا یہی خوشامد ہے جس کا آپ لوگوں نے شور مچا رکھا ہے؟ اجی حضرت! اگر حضرت مرزا صاحب خوشامدی ہوتے تو وہ انگریزوں کی ہاں میں ہاں ملاتے نہ کہ اُلٹا ان کے خدا کا اپنے آپ مثیل قرار دیتے۔ سنئے کس جسارت سے فرماتے ہیں ؎

ابنک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

حضرت مسیح کے ساتھ ہمسری کا دعوے کر کے آپ نے عیسائیت پر مہلک وار کیا۔ کیا اسی کا نام خوشامد ہے؟ پھر سنو! مرزا صاحب نے ایک اور غضب ڈھایا، کہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں، عیسائیوں کے خدا کی وفات ثابت کر دی اور اس کی قبر کا بھی نشان دے دیا۔ کیا یہ خوشامد کا اقتضا تھا؟

کیا دعویٰ مہدویت خوشامد کا نتیجہ ہے؟

پھر اور سنئے مرزا صاحب کا دعوے مہدی ہونے کا تھا۔ جانتے ہو عیسائی مملکت کے لئے یہ کس قدر خطرناک دعویٰ ہے۔ عام طور پر مشہور تھا کہ امام مہدی آئے گا تو وہ کفار سے جنگ کرے گا ان کو پامال کر دے گا۔ اور تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلائیگا اس وجہ سے مہدی کے نام سے انگریزوں کی روح کانپتی تھی۔ مہدی

سوڈانی کا معاملہ اُن کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ اسی بناء پر انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے پیچھے سی آئی ڈی لگا رکھی تھی، تاکہ وہ آپ کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتی رہے۔ غرض مہدی کا دعویٰ انگریزوں کے لئے ایک پیغامِ جنگ تھا۔ اگر مرزا صاحب کو انگریزوں کی خوشامد مدِنظر تھی تو کیوں انہوں نے یہ پیغامِ جنگ ان کو دیا۔ کیا جس کی خوشامد مدِنظر ہو اس کو جنگ کا پیغام بھی دیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر آپ نے ان کو **دجّال** کہا اور جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر آئے ہیں، بقول مولوی صاحبان اُن کے خدا کو گالیاں بھی دیں **فَفَکِّروا فَکِّرُوا یا اُخی!**

جری اور بہادر انسان جس نے سارے یورپ کو چیلنج دیا

مولوی صاحبان! خوب یاد رکھئے کہ خوشامد اور چاپلوسی محض بزدلوں کا کام ہے۔ بہادر لوگ کبھی خوشامد یا چاپلوسی نہیں کرتے حضرت مرزا صاحب وہ بہادر انسان ہیں جنھوں نے عین صلیب کے غلبہ کے زمانہ میں باوازِ بلند اعلان کیا ؎

منم مسیح ببانگِ بلند میگویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

آپ وہ جری اور بہادر انسان ہیں کہ تن تنہا سارے یورپ کے خلاف کھڑے ہو گئے سارے یورپ کو آپ نے چیلنج دیا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ میں آیا ہوں۔ گاڑوں کے اس درویش گوشہ گیر

کی طرف دیکھو کہ وہ کس قدر جری اور بہادر ہے کہ نصاریٰ کی چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے بآواز بلند پکارتا ہے کہ :-

"میں صلیب کو توڑنے آیا ہوں۔ خدا نے مجھے ابن مریم بنا کر بھیجا ہے تاکہ تمہاری اصلاح کروں تم کو صراط مستقیم کا پتہ دوں اور نبیوں کے سردار حضرت محمدؐ رسول اللہ کے دین کی دعوت دوں"

کیا ایسے جری انسان کے متعلق آپ حضرات فرماتے ہیں کہ وہ خوشامدی تھا۔ اگر یہ شخص خوشامدی تھا تو بتاؤ بہادر کس کو کہتے ہیں۔ جو شخص یورپ کے کروڑوں انسانوں اور مقتدر سلطنتوں کے مقابل کھڑے ہو کر ببانگ دہل اعلان کرے کہ :-

"انا المسیح انا المسیح انا ابن مریم انا ابن مریم"

کیا اس کو آپ بزدل اور خوشامدی قرار دیں گے ؟ ہرگز نہیں۔

احسان کی قدر کرنا خوشامد نہیں

خوشامد وہ شخص کرتا ہے جو ڈرتا ہو یا جس کو لالچ ہو، حضرت میرزا صاحب نہ تو کسی سے ڈرتے تھے اور نہ انہیں کسی سے لالچ تھی۔ پھر وہ کسی کی خوشامد کیوں کرتے۔ بلکہ خوشامد والی سپرٹ ہی آپ میں نہ تھی۔ چنانچہ ایک جگہ خود فرماتے ہیں :-

"محسن کے احسانات کی شکر گذاری کے اصول سے ناواقف

جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد
سمجھتے ہیں مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی انسان
کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں۔ یہ فطرت ہی ہم میں نہیں ہے
ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے"

(الحکم ۷ار جون ۱۹۰۱ء)

متضاد باتیں

ہمارے مولوی صاحبان کا بھی عجیب رنگ ہے۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ انگریزوں نے اپنی سیاسی اغراض کے ماتحت مرزا صاحب سے دعوے کروایا تھا اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب حکومت کی خوشامد کیا کرتے تھے یہ دونوں متضاد باتیں ہیں اور مولوی صاحب کے عقل و فہم کا ماتم کرتی ہیں دیکھئے مرزا صاحب نے انگریزوں کی خاطر اتنا بڑا بوجھ سر پر اٹھا لیا اور مسلمانوں کی طرف سے محفوظ و مامون کر کے ان کو حکومت کرنے کا موقعہ بہم پہنچایا تو یہ تو حضرت مرزا صاحب کا ایک بہت بڑا احسان تھا جو آپ نے حکومت پر کیا۔ وہ تو حکومت کے محسن قرار پاتے ہیں۔ اب فرمائیے کہ حکومت کے محسن کو حکومت کی خوشامد کی کیا ضرورت پڑی تھی؟ یہ بات تو عقل کے معیار پر بھی پوری نہیں اترتی۔ اسکو تو عقلِ سلیم دھکے دے رہی ہے، لیکن آپ حضرات نہ عقل سے کام لیتے ہیں نہ علم سے اس پر سوائے افسوس کے اور کیا کہیں۔ فقکر ثم فکر یا اخی۔

مسئلہ جہاد اور حضرت مرزا صاحب

اب ہم مسئلہ جہاد کی طرف آتے ہیں۔ جو اس قدر محل اعتراض بنا ہوا ہے کہ جو شخص اُٹھتا ہے وہ بغیر سوچے سمجھے اور آنکھیں بند کئے جھٹ اعتراض کر دیتا ہے کہ مرزا صاحب نے جہاد کے قرآنی حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ یہ محض اتہام ہے۔ اور قبل ازیں ہماری طرف سے بیسیوں دفعہ تردید ہو چکی ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ یہی اعتراض بار بار کیا جاتا ہے۔ ہر نیا مصنف اور ہر مقرر یہی رٹ لگاتا ہے کہ مرزا صاحب نے جہاد کو جو ایک ضروری فریضہ ہے منسوخ قرار دیا۔ اور یہی رٹ اس کتاب میں لگائی گئی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں نسخ کے ماننے والے یہی حضرات ہیں یعنے ہمارے علمائے کرام جو قرآن کریم کی کئی آیات اور احکام کو منسوخ سمجھتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ کہ کوئی قرآنی حکم منسوخ نہیں

ہم اس کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہمارا امام ہی نسخ کا قائل تھا۔ وہ تو سارے قرآن مجید کو واجب التعمیل سمجھتے تھے اور اس میں سے ایک شوشہ کی کمی بیشی کو بھی کفر اور الحاد یقین کرتے تھے۔ ذیل میں صرف دو حوالے عرض کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) "ان الزامات کی نسبت اگرچہ میں نے بار بار بیان کیا اور

اپنی کتابوں کا مطلب سمجھایا کہ کوئی کلمۂ کفران میں نہیں ہے
نہ مجھے دعوئے نبوّت و خروج از امت - نہ منکر
معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں
اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم الانبیاء ہونیکا قائل
اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان
رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں
اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں
آئے گا نیا ہو یا پُرانا - اور قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ
منسوخ نہیں ہوگا - ہاں محدّث آئیں گے جو اللہ جلشانہ
سے ہمکلام ہوتے ہیں، اور نبوّت تامہ کی بعض صفات
ظلّی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور بلحاظ بعض وجوہ
شانِ نبوّت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں۔ اور
اُن میں سے مَیں ایک ہوں" (نشانِ آسمانی)

(۲) پھر اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں تحریر فرماتے ہیں جو ۱۹۰۳ء میں
شائع ہوئی :-

" وللہ مکالمات و مخاطبات مع اولیاءہ فی
هٰذہ الامۃ وانہم یعطون صبغۃ الانبیاء
ولیسوا انبیین فی الحقیقۃ فان القرآن
اکمل وطر الشریعۃ ولا یعطون الا فہم

القرآن ولا یزیدون علیہ ولا ینقصون منہ ومن زاد او نقص اولئک من الشیاطین الفجرۃ ۔ (مواہب الرحمٰن)

ترجمہ:۔ اور اس امت میں اللہ تعالٰی اپنے اولیاء سے کلام اور خطاب کرتا ہے ۔ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے مگر درحقیقت وہ نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے ان کو سوائے فہم قرآن اور کچھ نہیں دیا جاتا وہ نہ زیادہ کرتے ہیں اور نہ کم قرآن مجید سے کچھ بھی ۔ اور جو شخص قرآن مجید میں کچھ کمی بیشی کرے وہ شیاطین اور بدکاروں میں سے ہے ۔

اب ان تصریحات کے بعد حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام لگانا کہ آپ نے جہاد کے قرآنی حکم کو منسوخ کیا ہے ۔کس قدر ظلم ہے حضرت فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کا ایک شوشہ، ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا، پھر اسی عبارت میں آپ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید نے شریعت کی حاجتوں کو پورا کر دیا اب کسی نئی شریعت یا کسی کمی بیشی کی ضرورت نہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید میں کمی بیشی کرے وہ بدکاروں اور شیطانوں میں سے ہے ۔

مخالف علماء کا عقیدۂ نسخ قرآن یہ تو ہے مرزا صاحب کا مذہب آپ حضرات اور آپ کے بزرگ

جو قرآن مجید میں نسخ کے قائل ہیں وہ البتہ قرآن مجید کے بعض احکام کو منسوخ شدہ مانتے ہیں اور اس وجہ سے ان کو واجب التعمیل نہیں سمجھتے۔ یعنے آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک حکم موجود ہے مگر وہ منسوخ ہے اور اس قابل نہیں کہ اس پر عمل کیا جائے

حضرت مرزا صاحب پر احکام قرآنی کی منسوخی کا الزام کذب و افترا ہے

اب فرمائیے جناب! قرآن مجید کے احکام کو منسوخ تو کرتے ہیں آپ خود، اور الزام لگاتے ہیں حضرت مرزا صاحب پر کہ انہوں نے قرآن کریم کا فلاں حکم منسوخ کر دیا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ وہ خدا کا بندہ بار بار کہتا ہے کہ میں قرآن مجید کے کسی حکم کو منسوخ قرار نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے کہ اس کامل و اکمل کتاب کا ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اور قاعدہ کلیہ کے طور پر فرما دیا کہ اولیاء اللہ جو امت محمدیہ میں ظاہر ہوتے ہیں اور جن میں سے ایک خود حضرت مرزا صاحب ہیں انہیں حق حاصل نہیں کہ کسی قرآنی حکم کو منسوخ کریں اب ایسی تصریحات کے بعد بھی جو شخص ان پر اتہام لگائے کہ انہوں نے فلاں حکم قرآن کو منسوخ قرار دیا صریح غلط بیانی اور کذب کا ارتکاب کرتا ہے۔

کذب بیانی کے مرتکب کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

فرمائیے اے علمائے کرام کہ جو شخص آپ کے ہاں کسی کذب بیانی کا مرتکب ہو یا افترا کر کے جھوٹی تہمت کسی پر لگائے

اس کی نسبت آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ مرزا تو بزعم دشمناں معاذ اللہ نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کر کے کذاب بن گیا۔ لیکن جو شخص قدم قدم پر غلط بیانی کرے قدم قدم پر بے گناہوں پر جھوٹی تہمتیں لگائے فرمائیے اس کو آپ کی لغت میں کیا کہتے ہیں؟

مسئلہ جہاد کے متعلق غلط فہمی

حضرت مرزا صاحب نے جہاد کے قرآنی حکم کو منسوخ نہیں فرمایا بلکہ اس کا صحیح مفہوم بیان فرمایا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ کچھ تو مولوی صاحبان کی حماقت سے اور کچھ پادریوں کے پروپیگنڈا سے عام طور پر جہاد کے مفہوم میں غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی جسے حضرت مرزا صاحب نے دور کرنا ضروری سمجھا اور وہ غلط فہمی یہ تھی کہ گویا جہاد کے معنے تلوار سے اشاعتِ دین کرنا ہے۔ یہ غلطی ایسی تھی جس نے اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں پادریوں اور اسلام کے دشمنوں کو بہت مدد دی اور اہلِ علم اور معقول طبقہ کے دلوں میں اسلام کے خلاف نفرت بیٹھ گئی۔

دین میں جبر و اکراہ جائز نہیں

فی الحقیقت صداقت اپنے منوانے کے لئے کسی تلوار اور جبر و اکراہ کی محتاج نہیں ہوتی وہ خود دلوں کو مسخر کرتی چلی جاتی ہے۔ قلب دلائل و براہین سے فتح ہوتے ہیں اور دلائل ہی سے کسی صداقت کو قبول کرتے ہیں۔ تلوار کسی کو منوا نہیں سکتی کہ فلاں عقیدہ درست ہے کوئی شخص تلوار سے

ڈر کر اگر کسی عقیدہ کو مان بھی لے تو اس کا دل اسے مان نہیں سکتا پس جبر و اکراہ سے منافقت پیدا ہوتی ہے ایمان نہیں پیدا ہوتا اس لئے قرآن کریم نے صاف لفظوں میں اعلان فرمایا ہے کہ لا اکراہ فی الدین (البقرہ) کہ دین میں کوئی جبر و اکراہ اور زبردستی نہیں۔ پھر فرمایا افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مؤمنین (یونس) کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں۔ گویا اکراہ سے ایمان نہیں پیدا ہوتا۔ پس جب خود قرآن اس کے خلاف ہے تو پھر تلوار سے اشاعت دین کے کیا معنے

ونعم ما قال المسیح الموعودؑ ؎

زجبر حجت حق بر جہاں نیاید راست
بر و دلیل بدہ گر غرض ترا باشد
زجبر کوکب صدق رانشکت آید
ازیں بود کہ رہ جبر را خطا باشد
بہوش باش کہ جبر است و دلیل گرینہ
تسلّی دل مردم ازیں کجا باشد

تلوار برائے حفاظت دین اہل شروع اسلام میں مسلمانوں کو دین کی خاطر تلوار اٹھانی پڑی مگر وہ اسلام کی حفاظت کے لئے تھی نہ اشاعت کے لئے۔ مکہ میں جو ظلم و تشدد حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے متبعین پر کفار نے

دوالکھا اس سے تنگ آکر حضورؐ اور حضورؐ کے صحابہؓ مدینہ کو ہجرت کر گئے تو وہاں بھی ان ظالموں نے چین نہ لینے دیا اور اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ السلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ایک بھاری فوج لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اب دین کی حفاظت کے لئے ان ظالموں سے جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا۔ ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیرہ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق (الحج ۳۹-۴۰) یعنے اللہ تعالےٰ نے اُن مظلومین کی جو قتل کئے جاتے ہیں اور ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے فریاد سُن لی اور اب ان کو جنگ کی اجازت دی جاتی ہے۔

جہاد بالسیف پر حد بندیاں لیکن اس جنگ پر بھی دو حد بندیاں قائم کر دیں، پہلی تو یہ کہ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولاتعتدوا۔ ان اللہ لا یحب المعتدین (البقرہ) یعنے اللہ کے رستہ میں جنگ کرو محض اُن سے جو تم سے جنگ کرتے ہیں، اور حد سے نہ بڑھنا اللہ تعالےٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اب اس جگہ صاف شرط عائد کر دی کہ یہ جنگ جنگِ مدافعت ہے۔ لہٰذا تم اسی سے جنگ کر سکتے ہو جو تم سے جنگ کریں اور جو تم سے جنگ

نہیں کرتے اُن سے جنگ کرنا حد سے بڑھنا ہے جو خدا کو ناپسند ہے۔ یہ جنگ مدافعت کب اور کہاں ختم ہو جانی چاہیئے اس کے متعلق ارشاد فرمایا قاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ (البقرۃ) یعنے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ کا خاتمہ ہو جائے یعنے مسلمانوں کی ایذا رسانی کا سلسلہ بند ہو جائے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے یعنے مذھبی آزادی پورے طور پر حاصل ہو جائے اور لوگوں کا مذہب محض اللہ کے لئے ہی ہو۔ خدا کے لئے کسی کا مذہب ہونے کا یہی مطلب ہے کہ اسے مذہب کے معاملے میں پوری آزادی حاصل ہو الغرض اس آیت سے وضاحت کر دی کہ یہ جنگ جس کی اجازت مدافعت کے لئے اور مذھبی آزادی کے لئے دیگئی جب یہ حاصل ہو جائے تو جنگ ختم کر دینی چاہیئے۔ پس معلوم ہوا کہ اسلام میں مذہب کے لئے جنگ کرنا خاص حالات میں اور خاص شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ جب وہ حالات و شرائط موجود نہ ہوں تو مذہب کے لئے جنگ کرنا جس کا دوسرا نام جہاد بالسیف ہے جائز نہیں بلکہ یہ اعتدا کہلائے گا۔ جو خدا کو ناپسند ہے۔

جہاد بالسیف کے حالات اور شرائط موجود نہیں چونکہ یہ خاص حالات اور خاص شرائط اس زمانہ میں اور اس ملک میں نہیں پائی جاتی تھیں اسلئے حضرت مسیح موعود

نے انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنا ممنوع قرار دیا اور صاف لفظوں
میں ارشاد فرمایا کہ :۔

ان وجود الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن
وھٰذہ البلاد

یعنے جہاد کی شرائط اس ملک میں اور اس زمانہ میں پائی نہیں جاتیں اس
لئے جہاد نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ جہاد کا حکم
اب منسوخ ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جہاد بالسیف کی شرائط اس ملک
میں اور اس زمانہ میں پائی نہیں جاتیں اور جب تک شرائط نہ پائی جائیں
جہاد کیونکر ہو سکتا ہے۔ جو شرائط قرآن مجید نے جہاد کیلئے
عائد کیں ان کو نظر انداز کر کے جہاد کا تہیہ کرتا کیا خدا کے حکم کے خلاف
نہیں ضرور ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب جیسے قرآن کا فہم رکھنے
والے انسان سے خلاف قرآن کوئی قدم اُٹھانا کس طرح ممکن ہو سکتا
تھا۔ آپ تو قدم قدم پر خدا کے حکم کے پابند تھے آپ کے لئے
خدا کے حکم سے ایک انچ بھی اِدھر اُدھر ہونا ممکن نہ تھا۔ پھر آپ
کیونکر خلاف حکم قرآن جہاد کا اعلان کر کے خدا کی ناراضی کو اپنے سر
لے لیتے نعوذ باللہ من ذالک۔

مذھبی آزادی میں جہاد بالسیف جائز نہیں

جہاد کا اصل مقصد تو مذھبی آزادی قائم
کرنا ہے اور اگر یہ مذھبی آزادی پہلے ہی میسر ہو تو پھر جہاد کرنے کا کیا

مطلب ؟ کیا انگریزوں کے زمانہ میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرائض و ارکان اسلام کی بجا آوری سے روکا جاتا تھا۔ کیا انگریزوں کے زمانہ میں مسجدیں بنانے مسجدیں آباد کرنے سے منع کیا جاتا تھا؟ کیا انگریزوں کے زمانہ میں قرآن پڑھنے پڑھانے اور قرآن کی اشاعت سے روکا جاتا تھا۔ کیا انگریزوں کے زمانہ میں مذہبی جلسے منعقد کرنے اور وعظ و نصیحت کی مجالس قائم کرنے سے بند کیا جاتا تھا؟ کیا انگریزوں کے زمانہ میں اسلام کے پھیلانے، دوسروں کو مسلمان بنانے اور کفر و شرک کی تردید کرنے سے منع کیا جاتا تھا۔ انگریزوں کے وقت مذہبی آزادی اس قدر تھی کہ خود اُن کے مذہب کے خلاف کھلے بندوں کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ اُن کے عقائد باطلہ کی تردید کی جاتی تھی اور تقریر و تحریر کی پوری آزادی حاصل تھی۔ اب ایسے صاحبان عقل و ہوش جس حکومت نے اس قدر مذہبی آزادی دی ہو کیا اس کے خلاف سیفی جہاد کرنا جائز ہے؟ جہاد کا تو مقصد جیسا کہ ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں مذہبی آزادی قائم کرنا ہے جب یہ آزادی پہلے ہی حاصل ہو تو پھر جہاد کی کیا ضرورت؟۔

مماثلت مسیح مانع جہاد ہے ایک اور بات سنئے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا تھا۔ خود آپ کے دعوےٰ کے ساتھ یہ بات لازم تھی کہ آپ دین کے لئے تلوار نہیں اُٹھائیں گے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے کبھی تلوار نہ اُٹھائی، بلکہ وعظ و نصیحت سے دین کی اشاعت کرتے رہے اور

ہم مسلمانوں کو بھی یہی حکم ہے۔ یاایھا الذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحوارین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ فایدنا الذین امنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین

اس حکم کے مطابق اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مماثلت کے پیش نظر حضرت مرزا صاحب کے لئے بھی ضروری تھا کہ آپ تلوار نہ اُٹھائیں بلکہ وعظ و نصیحت سے ہی دین کی اشاعت کریں اور یہی وجہ تھی کہ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق یضع الحرب فرمایا یعنے مسیح موعود جنگ نہیں کرے گا۔ اگر حضرت مسیح موعود دین کے لئے تلوار اُٹھاتے تو یہ نہ صرف آپ کے اپنے دعوے کے خلاف ہوتا بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بھی خلاف ہوتا۔

جہاد بالسیف کب واجب ہوتا ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب نے انگریزوں کیساتھ لڑنے کو ناجائز قرار دیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر حالات بدل جائیں اور وجوہ جہاد پیدا ہو جائیں تو پھر بھی جہاد نہ کیا جائے۔ چنانچہ خود حضرت مرزا صاحب نورالحق حصہ اول صفحہ ۴۶ پر تحریر فرماتے ہیں جس کا اُردو ترجمہ یہ ہے:۔

"سو جاننا چاہیئے کہ قرآن شریف یونہی لڑائی کے لئے حکم نہیں فرماتا۔ بلکہ ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو خدا تعالےٰ کے بندوں کو ایمان لانے سے روکیں اور اس بات سے روکیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے حکموں پر کاربند ہوں اور اس کی عبادت کریں اور ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو مسلمانوں سے بے وجہ لڑتے ہیں اور مومنوں کو اُن کے گھروں اور وطنوں سے نکالتے ہیں۔ اور خلق اللہ کو جبراً اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور دین اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا کا غضب ہے اور مومنوں پر واجب ہے کہ اُن سے لڑیں اگر وہ باز نہ آویں"۔

حامیانِ جہاد نے کیوں جہاد نہ کیا

غرض حضرت مرزا صاحب کا مذہب دربارہ جہاد اور آپ کا عمل بالکل قرآن مجید و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے اور مخالفین محض غلط فہمی سے آپ پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب نے انگریزوں سے جہاد نہیں کیا تو اس کا یہ مطلب تھا کہ وہ کروڑوں مسلمان جو مرزا صاحب سے الگ تھلگ پڑے تھے بلکہ مرزا صاحب کے مخالف تھے وہ بھی

جہاد نہ کریں ان کو کس نے روکا تھا وہ انگریزوں کے خلاف جہاد کیلئے کیوں نہ اُٹھے جو اعتراض یہ لوگ حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں وہی ان پر وارد ہوتا ہے، بلکہ یہ لوگ زیادہ محل اعتراض ہیں۔
حضرت مرزا صاحب تو اسلئے جہاد نہیں کرتے تھے کہ وہ اسکو از روئے قرآن شریف ناجائز سمجھتے تھے مگر یہ لوگ تو از روئے قرآن شریف جائز بلکہ فرض سمجھتے تھے تو پھر یہ لوگ کیوں جہاد کے لئے کمربستہ نہ ہوئے اور کیوں انھوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد نہ کیا؟ کہاں گئے تھے علماء دیوبند؟ اور کہاں گئے تھے لکھنؤ کے ندوۃ العلماء والے۔ کہاں گئے تھے علماء بریلی اور کہاں گئے تھے علماء دہلی وہ کیوں نہ اُٹھے اور کیوں انھوں نے انگریز کے خلاف جہاد نہ کیا۔ کہاں گئیں وہ اسلامی ریاستیں جن کے پاس فوج اور سامانِ حرب بھی موجود تھا۔ اُن کو تو چاہیئے تھا کہ ساری ریاستیں اکٹھی ہو کر انگریزوں کا ناطقہ بند کر دیتیں۔ مرزا صاحب تو بقول تمہارے انگریزوں کے پروردہ تھے ان سے تو انگریزوں نے خود دعوے کروایا تھا انھوں نے تو جہاد نہ کیا مگر دوسرے کروڑوں مسلمان کیوں خواب خرگوش میں پڑے رہے اور نہ کیوں انھوں نے اسلامی فرض ادا نہ کیا۔ خدا کے بندو! جس جرم کے تم مرزا صاحب کو مرتکب قرار دیتے ہو وہ تو خود تم پر ہی عائد ہوتا ہے سوچ لو اور پھر جواب دو۔

حضرت مرزا صاحب کا جہاد بالقرآن

اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے

اس زمانہ میں اور اس ملک میں سیفی جہاد کو ممنوع قرار دیا اور اس وقت تک ممنوع قرار دیا جب تک کہ شرائط جہاد پیدا نہ ہوں لیکن آپ نے قرآن مجید کے اس حکم کو کہ:-

جاهدهم به جهاداً كبيراً

(الفرقان)

سامنے رکھکر جہاد بالقرآن کا انتظام فرمایا۔ آپ خود ساری عمر یہ جہاد کرتے رہے اور قرآن مجید کے ذریعہ ملل باطلہ کا مقابلہ کرکے اسلام کی فوقیت ثابت کرتے رہے اور لوگوں کو دعوت اسلام دیتے رہے اور اس جہاد اکبر کے لئے آپ نے جماعت تیار کی۔ جو آپ کے پیچھے آپ کے حکم کے مطابق مصروف جہاد ہے۔ جہاد بالقرآن وہ عظیم الشان جہاد ہے کہ اس کو خدا تعالے نے جہادِ کبیر فرمایا اور حدیث میں ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلعم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو حضور نے فرمایا کہ رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہیں۔ وہ جہاد اکبر کیا ہے۔ یہی جہاد بالقرآن۔ قرآن مجید سے نفوس کا تزکیہ و تصفیہ کرنا اور قلوب پر اللہ تعالے کی حکومت قائم کرنا اور اشاعت دین کرنا۔ غرض اگر حضرت مرزا صاحب نے سیفی جہاد نہیں کیا اور نہ اس کے کرنے کی اجازت دی تو دوسری طرف آپ نے جہاد بالقرآن قائم کرکے قوم مسلم پر بڑا احسان کیا۔

جماعت احمدیہ کا جہاد

اور جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے آپکی جماعت اسی جہادِ اکبر میں مصروف ہے چنانچہ عیسائی ممالک میں جو شرک و کفر میں غرق ہیں اور جن میں مادہ پرستی کا زور ہے، اور خدا کے ایک عاجز بندے کو خدا یا خدا کا بیٹا بنایا جاتا ہے اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کو غیرت ہے کہ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے۔ ہاں انہی ممالک میں مرزا صاحب کے نام لیوا خدا کی توحید پھیلا رہے ہیں۔ اور قرآن مجید کی اشاعت کر رہے ہیں۔ انہوں نے یورپ کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے کئے ہیں اور ان کو مفت شائع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ انہوں نے وہاں مشن قائم کئے اور دن رات مشرکین و ملحدین کو حلقہ بگوش اسلام کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے جھنڈے تلے لا رہے ہیں یہ وہ جہاد ہے جو حضرت مرزا صاحب نے قائم کیا۔ اور یہی جہادِ اکبر ہے ہر مسلمان کو آپ کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ آپ نے اس کفر و شرک کے پُر فتن زمانہ میں اتنا بڑا کام کر دیا۔ لیکن حسد کا بُرا ہو دشمنوں کی آنکھ میں یہ سب کچھ ہیچ ہے۔ سچ ہے ع

ہنر بچشمِ عداوت بزرگتر عیبے است

جہاد کرنے والی کوئی جماعت دکھاؤ

مسلمان بھائیو! اپنے علماء سے پہلے تو یہ پوچھو کہ جس صورت میں تم سیفی جہاد کو ضروری فرض یقین کرتے تھے تو تم نے انگریزوں

سے کیوں جہاد نہ کیا؟ پھر اُن سے پوچھو کہ اگر تم نے سیفی جہاد نہیں کیا تھا تو کم از کم جہاد بالقرآن کی طرح تو ڈالتے اور قرآن مجید کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے انتظام کرتے۔ کوئی جماعت بناتے۔ جس کا کام ہی اشاعتِ دین ہوتا لیکن تم لوگوں نے یہ بھی نہ کیا۔

تم سے جہاد بالقرآن بھی نہ ہوا

تم سے تو احمدی جو تمہارے نزدیک کافر ہیں اچھے رہے کہ اگر انہوں نے سیفی جہاد نہیں کیا تھا تو جہاد بالقرآن میں تو لگے ہوئے ہیں۔ آپ لوگوں سے یہ بھی نہ ہوا۔ بایں ہمہ احمدی کشتنی اور گردن زدنی ہیں اور آپ لوگ ٹھہرے دیندار اور پکے مسلمان۔ کیا یہ انصاف ہے؟ دوستو! تم حسد میں جلتے رہو۔ مرزا غلام احمد تم سے بازی لے گیا۔ اُس نے ایک جماعت قائم کر دی جو جہاد بالقرآن میں مصروف ہے۔ مگر تم سے کچھ بھی نہ ہوا۔ سیفی جہاد بھی ہاتھ سے گیا اور قلمی جہاد بھی نہ کیا۔ ع

این ہم رفت و آں ہم رفت

در پئے جاناں جاں ہم رفتا

یہ ہے نتیجہ حضرت امام وقت سے الگ رہنے کا۔

انگریزوں کی قصیدہ خوانی میں لیڈرانِ قوم کا حصّہ

اجی حضرت! ہم یہ کہتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ مرزا صاحب تو اکیلے تھے اُن کی جماعت بھی مختصر تھی مگر آپ لوگ تو خدا کے فضل سے

کروڑوں کی تعداد میں تھے آپ نے کیوں انگریزوں کے خلاف ہتھیار نہ اُٹھائے بلکہ تم میں سے بڑے بڑے انگریزوں کی خوشامد میں لگے رہے اور زمین اور خطاب حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف رہے مگر ہمارے حضرت فرماتے ہیں ؎

داغِ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عزّ و جاہ
جس کا دل چاہے کرے اس داغ سے وہ دل نزار

مولانا حالی کا قصیدہ آپ پہلے سُن چکے ہیں اب سنئے مولانا ظفر علی خاں کی مدح سرائی۔ خود مولانا ظفر علی خاں جیسے بزرگ لیڈر بھی انگریزوں کی مدح سرائی میں قصائد لکھتے رہے۔ چنانچہ اُن کا ایک شعر ہے ؎

تم خیر خواہِ دولتِ برطانیہ رہو
سمجھیں جناب قیصرِ ہند اپنا جاں نثار

شروع شروع میں ہندوؤں کے خلاف انگریزوں کی خوشامد میں فرماتے ہیں ؎ خدا خواہ تم ہو اگر تاج کے ٭ پہنچے اڑا دو سوراج کے

علامہ اقبال کا قصیدہ۔ علامہ سر محمد اقبال نے پہلی عالمگیر جنگ کے موقعہ پر شہنشاہ برطانیہ کو مخاطب کرتے ہوئے ایک قصیدہ مدحیہ کہا تھا جس کا صرف ایک بند درج ذیل ہے:-

اے تاجدارِ خطۂ جنت نشانِ ہند ٭ روشن تجلیوں سے تری خاوران ہند
محکم ترے قلم سے نظامِ جہانِ ہند ٭ تیغِ جگر شگاف تری پاسبانِ ہند

ہنگامۂ وغا میں مرِ سر قبول ہو
اہلِ وفا کی نذرِ محقّر قبول ہو

یہ نظم اخبار حق میں جو گورنمنٹ کا اخبار تھا چھپی۔ پھر دوسرے رسالوں میں بھی شائع ہوئی۔ یہ اس زمانے کا قصیدہ ہے جب یورپ کی پہلی جنگ جاری تھی۔ اس وقت انگریز ترکی کے خلاف بھی جنگ کر رہے تھے۔ اس وقت حکیم الامّت حضرت اقبال اپنی وفاداری کا اظہار فرماتے ہوئے اپنا سر نذرِ محقّر کے طور پر پیش کر رہے ہیں اور انگریزوں کی کافر اور مشرک حکومت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس کی تجلیوں سے خاورانِ ہند دشن ہے، وغیرہ وغیرہ۔

آپ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلائے اُمّت۔ غور کیجئے آپ کے محبوب لیڈر صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ کس طرح انگریزوں سے اپنی وفا کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور ایک کافر حکومت کو جو ایک اسلامی سلطنت (ترکی) سے برسرپیکار ہے اپنا سر پیش کر رہے ہیں خوشامد کی کوئی انتہا بھی ہے؟

انگریز پرست کون ثابت ہوا؟ حضرت مرزا صاحب نے اگر انگریز سے سیفی جہاد نہیں کیا تھا تو کم از کم نصاریٰ کے مذہب کا باطل ہونا تو ثابت کر دیا۔ ان کے کفارہ کے عقیدہ کو باطل کر دیا۔ لیکن آپ حضرات کے لیڈروں کا کیا کہنا نہ تو سیفی جہاد ہی کیا اور نہ نصاریٰ کے مذہب کی قلم و زبان سے

سے تردید کی۔ فرمائیے نصاریٰ کا حامی کون تھا؟۔ اور انگریز پرست بلکہ کافر پرست کون ثابت ہوا؟ مرزا صاحب یا تمہارے لیڈر؟ مکرم شیخ الجامعہ بار بار عرض کرتا ہوں کہ حقائق پر غور کرو اور واقعات پر نظر ڈالو اور جو سچ ہو اس کی تائید کرو۔ اور سُنی سنائی باتوں کو پلّے نہ باندھ لو یہ رستہ خطرناک ہے ؎

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم

مولوی محمد حسین بٹالوی کی انگریز پرستی

اب اپنے ایک اور لیڈر کا حال سُن لو اور یہ حضرت مسیح موعود کے بہت بڑے مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں۔ ان کو گورنمنٹ سے مربعے لینے کی خواہش نے بے تاب کیا تھا انہوں نے پوشیدہ طور پر ایک رسالہ انگریزی میں چھپوا کر گورنمنٹ میں پیش کیا۔ اس رسالہ میں انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق لکھا کہ یہ شخص گورنمنٹ کا باغی ہے اور طاقت جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جس وقت وہ طاقت جمع کرنے میں کامیاب ہو گا وہ گورنمنٹ کے خلاف ہلّہ بول دے گا۔ اس شخص کا دعویٰ ہے کہ وہ مہدی ہے۔ اور مہدی کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ تلوار کے زور سے لوگوں سے دین منوائے گا اور قتل عام کرے گا۔ یہ شخص مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور اب بھی یہ شخص افغانستان سے ساز باز کر رہا ہے اور اپنی نسبت یہ لکھا کہ میں مہدی کے آنے کا قائل نہیں بلکہ ایسی تمام

حدیثوں کو مجروح سمجھتا ہوں جن میں مہدی کے آنے کا ذکر ہے۔ اور دن رات گورنمنٹ کی وفاداری کی تلقین کرتا رہتا ہوں۔ اور مرزا کے دعوے مہدویت کی تکذیب کرتا رہتا ہوں۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اس شخص کو گرفتار کرے اور سزا دے۔ اس کے بعد جو اپنی اصل غرض تھی وہ بیان کی یعنی مربعے دیئے جانے کی درخواست کی۔ چنانچہ مولوی صاحب کو مربعے مل گئے مگر دوسری طرف حضرت مرزا صاحب پر پولیس متعین ہوگئی اور ان کی تفتیش شروع ہوگئی جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں مختصراً یہ کہ خدا کے پاک بندے کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ اور جو انگریز تفتیش کے لئے قادیان گیا وہ حضور کی پاکبازی اور دیانتداری کا کلمہ پڑھتا ہوا واپس آگیا۔ یہ ہے جناب حقیقت آپ کے بزرگ علماء کی! یہ حضرات دنیوی منفعت کی خاطر اپنا دین و ایمان بھی بیچنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کہاں گیا وہ جہاد کا ولولہ۔ کہاں گیا وہ کفّار کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم؟ ارے توبہ! ایک کافر حکومت کی اس قدر خوشامد اور اس سے اس قدر اظہار وفاداری کہ اپنے عقیدہ کو ہی خیر باد کہدیا، تم مرزا کو خواہ مخواہ بدنام کرتے ہو کہ اس نے انگریزوں کی خوشامد کی ہے اور جہاد نہیں کیا خود تمہارے علمائے کرام میں انگریز پرستی کا اس قدر غلبہ ہے کہ وہ مہدی کے آنے کی حدیث ہی غلط اور مجروح قرار دے رہے ہیں۔ مرزا پر گورنمنٹ انگریزی کی خوشامد کا الزام کیا دیتے ہو جبکہ خود تمہارے بزرگ محض دنیوی منفعت کے لئے انگریز

کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کر رہے ہیں اور ایسی ناصیہ فرسائی کہ اپنے دین اور مذہبی مسلمات کو بھی بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور منافقت سے اپنے عقیدہ پر بھی پانی پھیر دیتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ

تم سے تو میرزا اچھا ہے کہ جو کچھ لوگوں سے کہتا تھا وہی اس کا عقیدہ تھا۔ یہ نہیں کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ جبکہ آپ انگریزوں سے جہاد ناجائز سمجھتے تھے تو آپ نے علانیہ کہا کہ ان سے جہاد بحالات موجودہ ناجائز ہے۔ آپ نے مہدی ہونے کا دعوے کیا تو علانیہ کیا۔ کسی سے نہ ڈرے ہاں چونکہ بدباطن اور حاسد مولوی صاحبان گورنمنٹ میں حضرت کے خلاف مخبریاں کرتے رہتے تھے کہ یہ شخص باغی ہے اور گورنمنٹ کا دشمن ہے۔ اس لئے حضور کو بار بار اپنی صفائی کرنی پڑتی تھی کہ میرا عقیدہ جہاد کا نہیں ہے۔ میرا مہدی ہونے کا دعوے ضرور ہے مگر میں جنگ کرنے نہیں آیا۔ اور نہ تلوار سے دین پھیلانا میرا مقصد نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح صلح و صفائی سے دین کی اشاعت میرا کام ہے۔

الزام کی صفائی خوشامد نہیں

موجودہ زمانہ کے لوگ اس قسم کی تحریروں کو گورنمنٹ کی مدح یا خوشامد پر محمول کرتے ہیں مگر جب آپ پر ایک جھوٹا الزام لگایا گیا تو کیا آپ کے لئے ضروری نہ تھا کہ آپ اپنی صفائی پیش کرتے۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ

کی پوزیشن بڑی خطرناک تھی۔ آپ کو مہدی ہونے کا دعوےٰ تھا۔ گورنمنٹ بھی آپ سے بدظن بلکہ آپ کی مخالف تھی۔ چنانچہ انہوں نے سی آئی ڈی لگا رکھے تھے۔ دوسری طرف قوم آپ کے خلاف تھی۔ یہ خدا کا بندہ اگر صادق نہ ہوتا اور خدا کا بھیجا ہوا نہ ہوتا تو کبھی مستقل مزاجی سے ان حالات کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا وہ سچا تھا اور اس نے سچوں کی طرح استقلال سے کام لیا اور آخر وہ کامیاب ہوا نہ دشمن اس کا کچھ بگاڑ سکے اور نہ گورنمنٹ۔

مسلمان لیڈروں کا رویّہ حضرت مرزا صاحب کی نظر میں

اب ہم حضرت کی ایک عبارت پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں فرماتے ہیں:۔

یہ لوگ جب حکام وقت کو ملتے ہیں تو اس قدر سلام
کے لئے جھکتے ہیں کہ گویا سجدہ کرنے کے لئے تیار
ہیں۔ اور جب اپنے ہمجنسوں میں بیٹھتے ہیں تو بار بار
اصرار ان کا اسی بات پر ہوتا ہے کہ یہ دارالحرب ہے
اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں اور تھوڑے
ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں ہیں۔ یہ لوگ اپنے اس
عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط اور قرآن و حدیث کے برخلاف
ہے اس قدر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص اس ۔۔۔۔
کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو، اس کا نام دجال

رکھتے ہیں اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔"
(رسالہ گورنمنٹ انگریزی و جہاد)

سلطان القلم کا جہاد

پھر فرماتے ہیں:۔
"مختصر یہ کہ یہ مقام دار الحرب ہے پادریوں کے مقابلہ میں۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ ہم ہرگز بیکار نہ بیٹھیں مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب انکے ہمرنگ ہو جس قسم کے ہتھیار میدان میں لیکر وہ آئے ہیں اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہیئے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میری قلم کو ذوالفقار علی فرمایا اس میں یہی سر ہے کہ یہ زمانہ مذہب کی خاطر جنگ و جدل کا زمانہ نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔ پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لئے ضرورت ہے تقوےٰ کی۔ اس لئے تقوےٰ اختیار کرو فتح اسی کو ملتی ہے جس سے خدا خوش ہو۔ اس لئے ضروری امر یہ ہے کہ ہم [illegible] اعمال میں ترقی کریں اور تقوےٰ اختیار کریں [illegible] تعالےٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے۔ پھر خدا کی مدد کو لیکر ہمارا فرض ہے اور ہر ایک ہم میں سے جو کچھ کر سکتا

ہے اس کو لازم ہے کہ وہ ان حملوں کے جواب دینے میں
کوئی کوتاہی نہ کرے ہاں جواب دینے کے وقت نیت
بھی ہو کہ خدا کا جلال ظاہر ہو"

(از رسالہ گورنمنٹ انگریزی وجہاد)

یہ ہے حضرت مرزا صاحب کا جہاد، کیا یہ جہاد بالسیف سے کسی درجہ کم ہے؟ کیا یہ فرمانِ خداوندی وجاھدھم بہ جھادا کبیرا اور فرمانِ نبوی رجعنا من الجھاد الاصغر الی جھاد الاکبر تحقیقی طور پر سب سے بڑا جہاد نہیں؛ کاش ہمارے معترضین کو بھی اس کی توفیق ہوتی جہاد بالسیف تو اُن سے بھی نہ ہو سکا جہاد بالقرآن ہی کرتے لیکن بقول شخصے

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار اُن سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

حدیث اور فقہ کے انکار کا بے بنیاد الزام

"انکار حدیث" کے عنوان سے جناب ہمدم صاحب نے ایک عجیب و غریب افترا کیا ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت احادیث سے انکار کرتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"مرزا سے پہلے ہر دور میں مدعی نبوت۔ معتزلہ، خوارج وغیرہ اہلِ ھوا نے احادیث صحیحہ کے انکار ہی میں اپنی سلامتی اور عافیت دیکھی".....۔ صفحہ ۲۳

"..... مرزا اور اس کی جماعت کہیں احادیث صحیحہ سے انکار کرتی ہے۔ کہیں وہ لوگ مفسرین کا مضحکہ اڑاتے ہیں کہیں فقہ اسلامی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں....." صفحہ ۲۴

"مرزا جی لکھتے ہیں کہ قرآن کے بعد اب کسی حدیث کی ضرورت باقی نہیں کیونکہ اس کے راوی مر گئے ہیں" (صفحہ ۲۵)

ہمیں اپنے مخالفین کے متعلق یہ سخت گلہ ہے کہ وہ ہمارے متعلق جھوٹ بولتے ہیں۔ ہم پر افترا کرتے ہیں اور افترا پر افترا کئے چلے جاتے ہیں۔ اب اس کذب صریح اور بہتانِ عظیم کو دیکھو کہ حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت احادیث سے انکار کرتی ہے۔ استغفر اللہ۔ کیا اس سے بڑھکر کوئی اور بھی جھوٹ ہوگا۔ تعجب ہے کہ کس جرأت اور جسارت

سے یہ ناپاک جھوٹ بول دیا گیا۔

اگر سچے ہو تو بتاؤ کہاں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن کے بعد حدیث کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کے راوی مُردے ہیں۔

ہمارے صاحب! خدا کے لئے وہ کتاب دکھائیے۔ وہ تحریر پیش کیجئے جس میں ہمارے امام نے ایسا لکھا ہو۔ ورنہ شرم کرو اور خدا سے ڈرو۔

حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی بنا حدیث ہے

ابی حضرت! آپ احمدیت کے خلاف

مضمون تو لکھنے بیٹھ گئے مگر آپ کو احمدیت کے بنیادی اصول کا بھی علم نہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کا بھی علم نہیں۔ آفرین ہے، اچھے مبصر ہو کہ غیر سے جس کے متعلق لکھنے بیٹھے ہو، اس کے دعاوی کا بھی علم نہیں ـــــ یا آپ دانستہ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، ابی حضرت آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ مجدد ہونے کا ہے اور مجدد ہونے کا دعوےٰ حدیث پر مبنی ہے ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃٍ من یجدد لھا دینھا۔ مجدد کے متعلق مشہور حدیث ہے۔ اسی حدیث کے مطابق تمام مجددین امت آتے رہے۔ اور اسی حدیث کے ماتحت حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے چودھویں صدی کا مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا پھر

اور سنو، حضرت مرزا صاحب کا دعوے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا ہے، یہ بھی احادیث پر مبنی ہے، کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم (بخاری) مشہور حدیث ہے جس میں مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے اس پیشگوئی کا مصداق حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو ٹھہرایا۔ غرض مرزا صاحب کے تو دعوے ہی حدیث پر مبنی ہیں، پھر وہ حدیث کے منکر کیونکر ہو سکتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی نظر میں حدیث کی اہمیت

تو سب یاد رکھو حضرت مرزا صاحب نے کبھی احادیث کا انکار نہیں کیا۔ وہ خود احادیث مانتے تھے اور اپنے ماننے والوں کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے۔ ان کی کتابیں احادیث سے بھری پڑی ہیں۔ ان کا مطالعہ کر کے دیکھیں تاکہ آپ لوگوں پر حقیقت منکشف ہو ایک جگہ حدیث سے روگردانی کرنیوالوں کو کہتے ہیں ؎

کیوں چھوڑتے ہو یارو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

اور اپنی کتاب شہادت القرآن میں حدیث کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

" پھر ایسا ہی صاحب معترض نے کسی سے سُن لیا ہے کہ احادیث اکثر احاد کے مرتبہ پر ہیں اور اس سے بلا توقف یہ نتیجہ پیدا کیا کہ گویا قرآن کریم کے اور جس قدر مسلمات اسلام

ہیں وہ سب کی سب بے بنیاد و مشکوک ہیں۔ جن کو یقین اور قطعیت میں سے کچھ حصّہ نہیں لیکن درحقیقت یہ ایک بڑا بھاری دھوکا ہے جس پہلا اثر دین و ایمان کا تباہ ہونا ہے۔ کیونکہ اگر یہی بات سچ ہے کہ اہل اسلام کے پاس بجز قرآن کریم کے جس قدر اور منقولات ہیں وہ تمام ذخیرہ کذب اور جھوٹ اور افترا اور ظنون اور وہم کا ہے۔ تو شاید اسلام میں سے کچھ تھوڑا ہی حصہ باقی رہ جائے گا۔ وجہ یہ کہ ہمیں اپنے دین کی تمام تفصیلات احادیث نبویہ کے ذریعہ سے ملی ہیں۔ مثلاً نماز جو پنج وقت ہم پڑھتے ہیں گو قرآن مجید سے اس کی فرضیت ثابت ہوتی ہے مگر یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ صبح کی دو رکعت فرض اور دو رکعت سنت ہیں اور پھر ظہر کی چار رکعت فرض اور چار سنت اور مغرب کی تین رکعت فرض اور پھر عشاء کی چار فرض، ایسا ہی زکوٰۃ کی تفاصیل معلوم کرنے کے لئے ہم بالکل احادیث کے محتاج ہیں، اسی طرح ہزارہا جزئیات ہیں جو عبادات اور معاملات .... کے متعلق ہیں اور ایسی مشہور ہیں کہ ان کا لکھنا وقت کو ضائع کرنا اور بات کو طول دینا ہے علاوہ اس کے اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ اور منبع بھی احادیث

ہی ہیں۔ اگر احادیث کے بیان پر بھروسہ نہ کیا گیا تو
پھر ہمیں اس بات کو بھی یقینی طور پر نہیں ماننا چاہیئے
کہ حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ
اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب تھے ..... غرض ایسا خیال کرنا کہ احادیث
کے ذریعہ سے کوئی یقینی اور قطعی صداقت نہیں مل ہی
نہیں سکتی گویا اسلام کا بہت سا حصہ اپنے ہاتھوں
سے نابود کرنا ہے بلکہ اصل اور صحیح امر یہ ہے کہ جو کچھ
احادیث کے ذریعہ سے بیان ہوا ہے جب
تک صحیح اور صاف لفظوں میں قرآن اس کا معارض
نہ ہو تب تک اس کو قبول کرنا لازم ہے ۔ ......
اب سوچ کر دیکھ لو کہ احادیث کے چھوڑنے سے
اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے"۔ الخ

(شہادت القرآن مشمولہ سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم صـ۴۰۷)

یہ ایک طویل بیان کا اقتباس ہے۔ جو صاحب اصل دیکھنے کے خواہشمند ہوں وہ اصل کتاب ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت حال سمجھنے کے لئے اسی قدر ہی کافی ہے جس قدر اوپر نقل کیا گیا ہے۔

اس بیان پر ہماری طرف سے کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ حدیث کے متعلق جو حضرت کا مذہب ہے وہ ایک ایک

لفظ سے ظاہر ہو رہا ہے، آپ دلی یقین کے ساتھ حدیث کو ماننے اور نہ ماننے والوں کو عتاب فرما رہے ہیں اور انہیں ملزم گردان رہے ہیں کہ اگر حدیث کو چھوڑ دیا جائے تو دین کا کیا باقی رہ جاتا ہے۔ غرض کہ اس عبارت سے صاف نظر آجائے گا کہ حضرت اقدس حدیث کے بڑے مؤید اور حامی تھے۔ لیکن خدا جانے ان مخالفوں نے کہاں سے نکالا ہے کہ حضرت مرزا صاحب حدیث کے منکر تھے۔ ان لوگوں کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی، افسوس کہ یہ لوگ دوسروں کو کذّاب کذّاب کہتے ہیں لیکن ان کو اپنی کذب بیانی کا کچھ خیال نہیں آتا۔

جماعت احمدیہ کا لٹریچر حدیث کی تائید میں

صرف یہی نہیں کہ ہم لوگ حدیث کو مانتے اور حدیث پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ بلکہ ہم لوگوں نے حدیث کی تائید میں اور حدیث کے تحفظ پر کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ "مقام حدیث" حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ لاہور کی مشہور تصنیف ہے جس نے بڑے بڑے علماء احناف سے خراج تحسین وصول کیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ہماری جماعت کے موجودہ امیر حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے حال ہی میں "ضرورتِ حدیث" یہ کتاب تصنیف کی ہے جو علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ اور منکرین حدیث سے اب تک اس کا کوئی جواب بن نہیں آیا۔ پھر ہمارے مرکز میں جس

طرح قرآن کا درس ہوتا ہے حدیث کا درس بھی ہوتا ہے۔ فقلکہ ہمدم صاحب! کیا آپ کو علمی دنیا کی کچھ خبر ہے بھی یا نہیں، کیا یہ بھی آپ کو معلوم نہیں کہ ہمارے امیر قوم مرحوم مولانا محمد علی صاحب نے ساری بخاری کی شرح لکھی ہے، یہ کتنی بڑی خدمت حدیث ہے پھر ان احادیث کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ تاکہ انگریزی دان طبقہ اور نو دانگریز اور یورپ کی اقوام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و حکم سے مستفیض ہو سکیں، کیوں ہمدم صاحب! احادیث کے منکر ایسے ہی ہوا کرتے ہیں کہ وہ احادیث کی اشاعت کے لئے اس قدر سرگرمی دکھاتے ہیں کہ جن قوموں تک احادیث نہیں پہنچیں ان کو بھی پہنچانے کے لئے ہمہ تن سرگرم ہیں، ماشاء اللہ انصاف اسی کا نام ہے کہ جو لوگ حدیث کی اشاعت کر رہے ہیں اس کی شرح لکھتے ہیں اور مختلف زبانوں میں ترجمہ کر رہے ہیں وہ تو احادیث کے منکر بنائے جاتے ہیں اور ہمدم صاحب چشم بد دور گھر میں بیٹھے بٹھائے اپنے آپ کو مفت میں حدیثوں کے علمبردار سمجھ رہے ہیں۔

سوچنا چاہیئے کہ ایسے بین شواہد کی موجودگی میں یہ کہہ دینا کہ مرزا او رمرزائی احادیث کے منکر ہیں کس قدر حق سے انحراف اور کتنا بڑا افتراء ہے۔

نیک نیتی سے مسائل میں اختلاف کا ہونا چنداں قابل اعتراض نہیں۔ قابلِ اعتراض بات یہ ہے کہ انسان دوسروں کے متعلق

کذب بیانی سے کام لے اور ایسی باتیں ان کی طرف منسوب کرے جو درحقیقت اُن میں نہ پائی جاتی ہوں۔ جہاں تک ہمیں علم ہے کبھی کسی مخالف نے نہیں کہا کہ مرزا صاحب یا مرزا صاحب کے ماننے والے احادیث کے منکر ہیں۔ مگر یہ زنگوں کے ہمہ دان بزرگ ہمدم صاحب ہی ہیں جنہوں نے یہ نیا انکشاف دنیا کے سامنے کیا ہے کہ مرزائی احادیث کے منکر ہیں۔ اس کا بار ثبوت ہمدم صاحب کی گردن پر ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

ہمدم صاحب کو چاہیئے کہ اپنی پوزیشن صاف کرنے کیلئے ہماری کتابوں سے ثبوت بہم پہنچائیں کہ ہم لوگ احادیث کے منکر ہیں ورنہ اپنی سمجھ اور اپنے علم پر نادم ہوں۔

ایک اور افتراء

پھر لکھا ہے:۔

"وہ لوگ (یعنے مرزائی) مفسّرین کا مضحکہ اُڑاتے ہیں" (صفحہ ۱۲۰)

لگے ہاتھوں اس الزام کا ثبوت بھی ہماری کتب سے دے دیجئے کہ کس کس مفسّر کا ہم نے مضحکہ اڑایا ہے کس کس کو بُرا کہا ہے۔ آپ کے افتراؤں کا ہم کیا جواب دیں۔ یا تو آپ کو ہمارے متعلق کوئی علم نہیں اور آپ رجمًا بالغیب بے تکی ہانک رہے ہیں اور یا آپ لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کے لئے ہماری طرف دانستہ ایسی باتیں منسوب کر رہے ہیں جن سے ہمارا دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

ہم مفسرین کی عزت کرتے ہیں

سنئے مکرم ہمدم صاحب! خدا آپکو سمجھ عطا فرمائے ہم سب مفسرین کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ قرآن مجید کی جو بھی خدمت کوئی شخص کرے وہ قابل شکر گذاری ہے۔ تفسیروں میں اختلافات تو ہوتے ہیں ان کا مضائقہ نہیں۔ اختلافات کی وجہ سے کسی کا مضحکہ نہیں اڑایا جا سکتا۔ اگر ہم مفسرین کا مضحکہ اڑانے والے ہوں تو ان کے اقوال کو اپنی تفسیروں میں کیوں لیں۔ آپ ذرا ہماری تفسیریں اٹھا کر دیکھیں جا بجا متقدمین کی تفسیروں کے حوالے دیئے گئے ہیں اور ہر اعلیٰ بات کی قدر کی گئی ہے۔

فقہ پر طعن کا بہتان

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:-

"کہیں (مرزائی) فقہ اسلامی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں" (ص ۲۴)

آفرین ہے۔ ہمدم صاحب نے قسم کھا رکھی ہے کہ کوئی پہلو "مرزائیوں" کی مذمت کا باقی نہ رہ جائے۔ جھوٹ ہو یا سچ اس کی پرواہ نہیں بدنام کرنا مقصد ہے۔ اس لئے ہر ناپاک حربہ جائز ہے۔ ہمدم صاحب مکرم! یہ کامیابی کا طریق نہیں۔ اگر مخالف سے لڑنا چاہتے ہو تو تقوےٰ سے لڑو۔ ع از سر تقوےٰ ہمی باید جدال

جھوٹ بول کر دھوکہ دے کر اگر کچھ جھوٹی نمائش چند دن کیلئے حاصل کر لی تو اس سے کیا فائدہ۔ آخر جھوٹ کب تک چل سکتا ہے۔ ایک

نہ ایک دن حقیقت کھل جائے گی چنانچہ آپ نے جس قدر جھوٹ بولے ہیں اب خدا کے فضل سے ہمارے قلم سے ان کی حقیقت آشکارا ہو رہی ہے۔

فقہ کے متعلق ہمارا مسلک مثل دیگر افتراؤں کے یہ بھی آپ کا افتراء ہے کہ ہم لوگ اسلامی فقہ پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔ سنئے ہم لوگ فقہ کی عزت کرتے ہیں۔ فقہ کو خود مانتے ہیں، اور فقہاء کو تعظیم اور قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ فقہاء جنہوں نے قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط کیا ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کو ہم امامِ اعظم مانتے ہیں اور ان کی فقہ پر عموماً عمل کرتے ہیں۔ آپ ہمارے متعلق جو چاہیں کہیں، آپ کی زبان اور قلم کو کون روک سکتا ہے؟

ہنر بچشمِ عداوت پھر آپ نے لکھا ہے کہ فرقۂ باطنیہ کی طرح مرزائی دعوت کے بھی مدارج مقرر کئے ہوئے ہیں اور "قادیانیت کا پہلا زینہ" عنوان قائم کر کے آپ نے تحریر فرمایا ہے:-

"مرزائیوں کا سب سے پہلا گمراہ کن زینہ یہ ہے کہ درسِ قرآن اور تفسیرِ قرآن میں ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے مسلمان احساسِ کمتری میں مبتلا ہو کر اپنے اسلاف اور ان کے علمی کارناموں سے قطعاً بدظن ہو جائیں اور ان سے منہ موڑ کر مرزائی لٹریچر کی طرف متوجہ ہوں جس کی

نشر و اشاعت میں مرزائی زمین و آسمان کے قلابے ملاتے
رہتے ہیں اور تبلیغ اسلام کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان اور
عقیدہ پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں (دیکھو ترجمہ قرآن
انگریزی ترجمہ بخاری شریف مؤلفہ مولانا محمد علی قادیانی)

اجی حضرت ! ہم نے انگریزی ترجمہ قرآن بھی دیکھا ہوا ہے اور بخاری
شریف کا ترجمہ بھی دیکھا ہوا ہے۔ آپ کس چیز کے ثبوت میں انہیں
پیش کر رہے ہیں - قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کر کے اور بخاری شریف
کی شرح لکھکر ہم نے کیا غضب کر دیا ؟ اللہ تعالیٰ کی کلام اور اسکے
رسول کے کلماتِ طیبات کی اشاعت کر کے ہم کس جرم کے مرتکب
ہو گئے ، سچ کہا ہے کسی نے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

قرآن مجید کی تفسیر اور ترجمہ پڑھکر ہزاروں انسان صداقت اسلام کے
قائل ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ
گئے ۔ اور آپ اس ترجمہ کو ہدف اعتراضات بنا رہے ہیں۔ ؏

بریں عقل و دانش بباید گریست

آپ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں
ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے مسلمان احساس کمتری میں مبتلا
ہو کر اسلاف اور ان کے علمی کارناموں سے بدظن ہو جائیں سبحان اللہ کیا
دور کی کوڑی آپ لائے ۔ ذرا بتایا تو ہوتا کہ وہ کونسا طریقہ ہے جو

ہم نے قرآن مجید کی تفسیر یا حدیث کے ترجمہ میں اختیار کیا ہے جس سے مسلمان احساس کمتری میں مبتلا ہو گئے اور اپنے اسلاف کے کارناموں سے قطعاً بدظن ہو گئے۔ یہ آپ نے کیا گپ ہانک دی۔ کچھ تشریح تو کی ہوتی۔ کچھ اس "طریقے" کا اتہ پتہ تو بتا دیا ہوتا۔ بے ثبوت باتیں زبان سے کئے جانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا یہ آپ ہی کا کام ہے۔

احمدی لٹریچر سے مسلمانوں میں احساس شرف و عزت

سنو! قرآن مجید کی تفسیر اور حدیث شریف کی شرح کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمان قوم میں احساس شرف و عزت پیدا ہو اور وہ اپنے اسلاف کی طرح بلند اور معزز ہوں آپ ہماری تفسیر اور ہمارا لٹریچر پڑھکر دیکھ لیں بار بار مسلمانوں کو ان کا گذشتہ لٹریچر یاد دلایا گیا اور بار بار اُن کے سامنے اسلاف کے نمونے پیش کئے گئے ہیں، اور بار بار انہیں بتایا گیا ہے کہ اب بھی اگر وہ عروج حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بباید از ہمیں رہ بالیقیں

اس سے بھی بڑھکر حضرت مرزا صاحب نے اپنا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ و دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعوےٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین"

اس قدر وضاحت کے باوجود مہدم صاحب اور ان کے ہمنواؤں کے افتراء کو ہم کیا کہیں سوائے اس کے کہ لھم قلوب لا یفقھون بھا و لھم اعین لا یبصرون بھا (الاعراف)

اس حقیقت کو وہ لوگ جانتے ہیں جنکو خدا نے آنکھیں دی ہیں لیکن جن کو قدرت نے اندھا پیدا کیا ہے وہ اس حقیقت کو کیونکر دیکھ سکتے ہیں لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا (الاعراف)

احمدی لٹریچر کے متعلق فضلاء اسلام کی آراء آپ لکھتے ہیں کہ:-

"اپنے لٹریچر کی نشر و اشاعت میں مرزائی زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں"

اگر کسی چیز کی حقیقت کو بیان کرنا زمین و آسمان کے قلابے ملانا ہے تو اس کو آپ کیا کہیں گے کہ آپ کے بڑے بڑے لوگ بھی ان قلابوں کے ملانے میں ہمارے شریک ہیں مثلاً مولانا عبدالماجد دریابادی جیسے لوگ اہلِ قلم اسی مرزائی لٹریچر کے متعلق لکھتے ہیں:-

"عین اس وقت جبکہ ہمارے علمائے کرام فرقہ احمدیہ کو مرتد قرار دینے اور ان کے واجب القتل ہونے کے فتاوی صادر کرنے میں مصروف ہیں، خدا ئے اسلام انہی مرتدوں سے اسلام کی خدمت لے رہا ہے جس پر ہم سنی "حنفی" و صحیح العقیدہ کلمہ گویان اسلام کو رشک کرنا چاہیئے"

یہ الفاظ مولانا عبدالماجد نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی تاریخ خلافت راشدہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھے ہیں اور اس سے بڑھ کر حضرت مولانا کے انگریزی ترجمۃ القرآن اور دوسری کتابوں کے متعلق ان کا اعتراف ہے:-

"جب میں انگریزیت کے پھیلائے ہوئے زہر الحاد (ایتھیزم اور ناگنا سٹزم) میں غرق تھا مرحوم کے انگریزی ترجمہ قرآن نے دستگیری کی وہ اگر عشق اتفاق

سے ایک عزیز کے پاس دیکھنے کو نہ مل جاتا تو خدا معلوم
کتنی اور مدت تک میں بھٹکتا رہتا اور میری ہی طرح
خدا معلوم اور کتنوں کے حق میں وہ شمع ہدایت ثابت ہوا
ہوگا۔ پھر اردو تفسیر القرآن فضل الباری - خلافت راشدہ
سیرت خیر البشر اور انگریزی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ مینول آف
حدیث۔ ان کی تصانیف ایک سے ایک بڑھ کر مفید اور
معرکتہ الآرا موجود ہیں"

سنا آپ نے ؟ یہ ہے مرزائی لٹریچر کے متعلق آپ کے چوٹی کے فاضل انسان کی رائے۔ ایسا ہی مارماڈیوک .... پکتھال جنہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا اور سالہا سال حیدر آباد دکن میں حضور نظام کے ملازم رہے وہ لکھتے ہیں کہ :-

"تجدید اسلام کا کام جو مولانا محمد علی صاحب نے اس
زمانہ میں کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی"

اسی طرح مشرق و مغرب کے بڑے بڑے مفکرین اور مصنفین ہمارے لٹریچر کی تعریف میں رطب اللسان ہیں - ان سب کی آراء کا یہاں درج کرنا طوالت کا موجب ہوگا۔ ان میں سے بعض کے محض اسمائے گرامی دے دیئے جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت میاں محمد جہانگیر، نواب صاحب مانگرول مولانا غلام رسول مہر۔ مولانا عبدالمجید صاحب سالک - ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین کرنل ڈاکٹر حسان سہروردی وائس چانسلر کلکتہ۔ ڈاکٹر رشید الدین خانصاحب

پی ایچ ڈی - ملک عبدالقیوم صاحب مرحوم پرنسپل لا کالج - خان بہادر حاجی بدرالدین صاحب رجسٹرار ہائی کورٹ کلکتہ - خواجہ حسن نظامی - مولانا عبدالکریم صاحب بنگال وغیرہ وغیرہ

کیا تبلیغ اسلام کرنا ایمان پر ڈاکہ ڈالنا ہے

پھر آپ نے لکھا ہے کہ ہم لوگ تبلیغ اسلام کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں - یہ بڑا بے معنی فقرہ ہے - ہم تبلیغ اسلام تو کرتے ہیں مگر اس کی آڑ میں ہم مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ کیونکر ڈالتے ہیں - تبلیغ اسلام تو ہم کرتے ہیں غیر مسلم اقوام میں اس سے آپ لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ کیونکر پڑ گیا؟ مکرم ہمدم صاحب! ہمارا معاملہ بالکل صاف ہے - ہمارا کوئی سیاسی مقصد نہیں ہے نہ ہم نے کسی اقتدار کے حصول کے لئے جماعت بندی کی ہے ہمارا مقصد وحید اشاعت و تبلیغ اسلام ہے جس سے مسلمانوں نے صدیوں سے غفلت اختیار کی ہوئی ہے -

تبلیغ اسلام کی اہمیت

ہمارے امام ہمام نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون کے حکم کے ماتحت یہ جماعت قائم کی ہے جو اس کام کو باحسن وجوہ سرانجام دے رہی ہے - کوئی عقلمند مسلمان اس کام کو برا نہیں کہے گا بلکہ اس کی تعریف ہی کرے گا اور بھلائے

تعاونوا علی البر والتقویٰ اُنکی امداد کرے گا۔ اگر ہم لوگ اپنے مسلمان بھائیوں کو اس امر کی ترغیب دیں کہ وہ بھی اس نیک کام میں شریک ہو کر داخلِ حسنات ہوں تو فرمائیے کیا یہ بُرا کام ہے؟ دوسروں کو نیکی کی ترغیب دلانا تو ہر مسلمان کا فرض ہے اگر تبلیغ اسلام کا کام نیک ہے تو اس میں شمولیت کی دعوت دینا کس طرح بُرا ہو گیا؟ اور کس طرح اس کے متعلق تصوّر کر لیا گیا کہ اس سے ایمان پر ڈاکہ پڑ جاتا ہے، کیا اس جماعت میں شریک ہو کر یا دوسرے معنوں میں اشاعت اسلام کا کام کرنے والوں کے ساتھ مل کر انسان ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور وہ گمراہ ہو جاتا ہے؟ نعوذ باللہ من ذالک یہ کیسے ناپاک خیالات ہیں، سنو، قرآن مجید ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے اُولٰئک ھم المفلحون خدا تو ان کو مفلحون قرار دیتا ہے تو وہ تو اس جماعت میں داخل ہو کر مفلحون کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور آپ حضرات اُن کی نسبت یہ فرماتے ہیں کہ اُن کے ایمانوں پر ڈاکہ پڑ جاتا ہے ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

راستبازان کو نبی ماننا ضروری نہیں

پھر مکرم ہمدم صاحب نے قادیانیت کا ایک دوسرا قرینہ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں:۔

"مرزائیوں کا دوسرا قرینہ یہ ہے کہ مرزا جی کو راستباز،

برگزیدہ، تمام صفاتِ کاملہ کا مالک اور مکمل انسان تسلیم
کیا جائے (دیکھو مقدمہ تفسیر القرآن خواجہ کمال الدین مرحوم)
ظاہر ہے کہ جب ایک شخص مرزا کو صداقت کا پتلا تسلیم
کرے گا تو پھر اسے نبی اور رسول ماننے میں کوئی عذر
باقی نہیں رہ جاتا...... یہی وہ دھوکے کی ٹٹی ہے اور
باب مرزائیت ہے جسے لاہوری مرزائی جماعت کے
افراد دکھلا دکھلا کر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔"
(صفحہ ۲۵)

یہ کس قدر لچر اور بے ہودہ بات ہے جو ہمدم صاحب نے فرمائی ہے۔ ذرا غور فرمائیے ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص مرزا صاحب کو سچا مانتا ہے اور آپ کو برگزیدۂ خدا یقین کرتا ہے اسے آپ کو نبی اور رسول ماننے میں بھی کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ کیوں جناب! یہ کہاں کا فلسفہ ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے؟ لاہوری جماعت حضرت مرزا صاحب کو صادق یقین کرتی ہے آپ کو خدا کا مقرب اور برگزیدہ مانتی ہے لیکن آپ کو نبی نہیں مانتی۔ پھر جناب ہمدم صاحب کا قول کیونکر صحیح قرار دیا جا سکتا ہے کہ جو مرزا صاحب کو صادق مانتا ہے اسے آپ کو نبی اور رسول ماننے میں بھی کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا۔ ذرا ان لوگوں کی فہرست تو بتا دیجئے جو پہلے حضرت مرزا صاحب کو صادق مان کر لاہوری جماعت میں شامل ہوئے اور پھر انہیں حضور کو نبی اور

رسول ماننے میں کوئی عذر باقی نہ رہا ؟

ختم نبوت کے بعد ایک پرانے نبی کی انتظار

ہمدم صاحب مکرم! بلا ثبوت باتیں کہتے چلے جانا آپ کا ہی کام ہے - فرمائیے حضرت! وہ کونسی دھوکے کی ٹٹی ہے اور کونسا باب مرزائیت ہے جسے لاہوری جماعت کھلا رکھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہی ہے یہ آپ کا محض افتراء ہے واللہ علی ما نقول شہید۔ ہم کسی کو دھوکہ نہیں دیتے بلکہ ببانگِ دہل کہتے ہیں کہ ہمارے نبی اور رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ولاغیر۔ وہ خاتم الانبیاء ہیں یعنے خدا کے آخری نبی ہیں۔ اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ نیا نہ پرانا۔ البتہ آپ لوگوں کے عقائد سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ لوگ ختم نبوت کے منکر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے تو نہیں البتہ ایک پرانے نبی کے آنے کے قائل ہیں۔ دھوکا تو لوگوں کو آپ دے رہے ہیں کہ ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور دوسری طرف حضور صلعم کے بعد آپ ایک اسرائیلی نبی کے آنے کے قائل ہیں۔ ختم نبوت کے بعد نبوت کا دروازہ تو آپ لوگوں نے کھول رکھا ہے اور الزام ہم پر ؟

انکار حدیث کے الزام کا اعادہ | قادیانیت کے فرضی "دونبے" بیان

کرنے کے بعد ہمدم صاحب نے پھر اس افتراء کا اعادہ کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب احادیث کا انکار کرتے تھے۔ اور پھر توہین صحابہ کا الزام لگایا ہے۔ اور حوالہ کوئی نہیں دیا۔ کیوں صاحب! جب آپ ایک شخص پر کوئی الزام لگاتے ہیں تو اس کا حوالہ کیوں نہیں دیتے۔ یوں ہی لوگوں کو آپ بھڑکاتے ہیں۔ بتائیے کہاں اور کس جگہ حضرت مرزا صاحب نے احادیث کا انکار کیا ہے۔ وہ کتاب بتائیے اور اس تحریر کو پیش کیجئے جس میں حضرت مرزا صاحب نے احادیث سے انکار کیا ہو، پھر اس تحریر کا پتہ دیجئے جس میں آپ لوگوں کے نزدیک حضرت صاحب نے صحابہؓ کی توہین کی ہو، لیکن خوب یاد رکھئے ایسی کوئی کتاب یا تحریر آپ پیش نہیں کر سکیں گے۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب احادیث کا انکار کیونکر کر سکتے تھے۔ جبکہ آپ کا دعوئے مجدد اور مسیح موعودؑ ہونے کا احادیث نبویؐ پر ہی مبنی ہے پھر آپ کی آمد کے نشانات احادیث میں ہی زیادہ تر پائے جاتے ہیں۔ آپ ذرا خود سوچیں جس شخص کے دعوے کی بنیاد ہی احادیث پر ہو وہ ان کا انکار کیونکر کر سکتا ہے؟

توہین صحابہ کا الزام | پھر آپ نے یہ افتراء پردازی کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے صحابہؓ کی توہین کی ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ آپ کو کس نے بتایا، اور آپ نے کس طرح کہدیا۔ حضرت مرزا صاحب تو صحابہ کے عاشق زار تھے۔ آپ نے اور

آپ کی جماعت نے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کی تعریف اور تائید میں کتابیں لکھی ہیں۔ کیا آپ کو حضرت مرزا صاحب کی کتاب سر الخلافہ کا علم نہیں۔ یہ ساری کتاب جو فصیح و بلیغ عربی میں ہے صحابہ رض کی مدح اور ان کی تائید و تصدیق میں ہے۔ اسی طرح سلسلہ کے علماء نے تائید و تصدیق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں نادر کتب تصنیف کیں حضرت مولانا عبدالکریم مرحوم کی کتاب خلافت راشدہ اور حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب تاریخ خلافت راشدہ ہی ذرا اٹھا کر دیکھ لیں جس کے متعلق آپ کے علماء نے بھی بڑی اعلیٰ رائے ظاہر کی ہے۔ اس قدر شواہد کے بعد آپ کا توہین صحابہ رض کا الزام کس قدر ناپاک اور گندہ افترا ہے۔

جھوٹا مدعی نبوت ——— اور کامیاب؟

پھر صحابہ کی توہین کے عنوان کے تحت ہی ہمدم صاحب لکھتے ہیں:—

"...... اور یہاں ایک مرزا جی کی نکمی شخصیت ہے جو ہر دینی امتحان میں ناکام و نامراد نکلے۔ اگر مرزا جی کامیاب ہوئے تو صرف اپنی خود ساختہ نبوت کے امتحان میں کیونکہ یہاں تو ان کے لئے کوئی نصاب ہی مقرر نہ تھا۔ اور اگر نصاب ہوتا بھی تو کیونکہ جبکہ لا نبی بعدی ارشاد فرما کر حضور نے کاذب اور مفتری مدعیانِ نبوت کی

امیدوں پر پانی پھیر دیا ہو"۔ (صفحہ ۲۶-۲۷)

کہہ رہا ہوں میں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

معنی شعر در بطنِ شاعر تحریر بالا کا صحیح صحیح مطلب تو ہمدم صاحب ہی سمجھتے ہوں گے۔ جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وہ تو بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"اگر مرزا جی کامیاب نکلے تو صرف اپنے خود ساختہ نبوّت کے امتحان میں۔۔۔۔۔"

پھر آگے فرماتے ہیں :۔

"لانبی بعدی فرما کر حضورؐ نے کاذب اور مفتری مدعیانِ نبوّت کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے"

فرمایئے ہمارے فاضل دوست ہمدم صاحب! جس صورت میں حضورؐ صلعم نے لانبی بعدی فرما کر جھوٹے مدعیانِ نبوّت کی امیدوں پہ پانی پھیر دیا ہے۔ تو پھر آپ مرزا صاحب کے متعلق کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آپ اپنے دعوےٰ نبوّت میں کامیاب نکلے اگر مرزا صاحب اپنے دعوے میں کامیاب نکلے پھر تو انکی اُمیدیں بر آئیں اور انکی مُرادیں ان کو مل گئیں۔ اور آپ لکھتے ہیں کہ حضور نے ایسے جھوٹے مدعیوں کی اُمیدوں پہ پانی پھیر دیا ہے۔ کیا جس شخص کی اُمیدوں پہ پانی پھر جائے اس کو بھی کامیاب کہا جا سکتا ہے؟ مگر آپ ہیں کہ

ایسے شخص کو کامیاب بتا رہے ہیں یہ تو حضرت نبی کریم صلعم کے قول کی تکذیب ہے کہ حضور تو فرمائیں کہ جھوٹے مدعی کامیاب نہیں ہونگے اور ان کی امیدوں پہ پانی پھر جائے گا۔ اور آپ ایسے مدعیوں کو کامیاب و کامران ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ ہے جناب ہمدم صاحب احق کی مخالفت کا نتیجہ۔ آپ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ لوگ تو حضرت حجتہ اللہ علی الارض کو مخبوط الحواس بتاتے ہیں حالانکہ آپ کی اپنی ہی عقل ماری ہوئی ہے۔

حضرت مرزا صاحب۔ کامیاب انسان

مگر کچھ ہی ہو اس بوکھلاہٹ میں آپ کی زبان سے ایسے الفاظ نکل رہے ہیں جنہیں آپ کی ضمیر کی آواز کہنا چاہیئے۔ حضرت مرزا صاحب نبی ہوں یا نہ ہوں اس سے غرض نہیں جو کچھ آپ کی ضمیر نے اندر سے فتویٰ دیا ہے اور وہ آپ کی زبان اور قلم پہ آگیا ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"مرزا صاحب ایک کامیاب انسان ہیں ورنہ بتائیے
کہ اس فقرہ کے کیا معنے ہیں کہ اگر مرزائی کامیاب
ہوئے تو خودساختہ نبوّت کے امتحان ہیں"

"خودساختہ نبوّت" والی بات تو غلط اصل چیز تو کامیابی ہے جس کی آپ نے گواہی دی اور آپ کی ضمیر نے آپ کو مجبور کیا یہ آپ کے دل کی آواز ہے۔ اور حق بات بھی یہی ہے۔ حضرت حجتہ اللہ علی الارض

اس زمانہ میں خدا کے بہت بڑے مؤیّد انسان ہیں اور یوماً فیوماً آپ کا مشن دنیا میں ترقی کر رہا ہے۔

احمدیت کی روشنی تمام دنیا میں

آپ تو ہمدم صاحب ازنگون میں بیٹھے نکس رانی کر رہے ہیں

احمدیت تو سکنڈے نیویا کی برفانی چوٹیوں تک جا پہنچی۔ آپ اگر برما سے احمدیت کو مٹانے میں کامیاب بھی ہو جائیں تو اس سے کیا ہو جائیگا احمدیت کا پرچم تو ساری دنیا پر لہرا رہا ہے، آپ کہاں کہاں پہنچیں گے؟ اور کس کس جگہ سے احمدیت کو مٹانے کے لئے ہاتھ پاؤں ماریں گے۔ آپ کو میری برادرانہ نصیحت ہے کہ احمدیت کو مٹانے اور حضرت مرزا صاحب کو بدنام کرنے کی سعی لاحاصل چھوڑ دیں۔ کیوں آپ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ یہ سورج اب چمکتا ہی رہے گا اور روز بروز زیادہ چمکے گا۔

اگر آپ کو اس سورج کی روشنی نظر نہیں آتی تو اس کا علاج یہ ہے کہ آپ حضورِ قلب سے استغفار پڑھیں اور دعائیں کریں۔ تا کہ اللہ تعالےٰ آپ پر حق کھول دے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ خدا کے فضل سے مایوس نہ ہوں۔ ذرا تحقیق سے کام لیں، حضرت مرزا صاحب اور آپ کے سلسلہ کی کتابیں پڑھیں، اور اُن پر غور کریں اور انصاف سے کام لیں۔ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ بُری

سے بڑی بات حضرت مرزا صاحب کے ذمے تھوپ دی جائے تاکہ لوگ اُن سے بدظنّ ہو جائیں۔ لیکن یہ طریق صحیح نہیں دشمن کے متعلق بھی حکم ہے کہ اس کے بارہ میں انصاف سے کام لینا چاہیئے اور کوئی ناحق بات اس کے ذمّہ نہ لگانی چاہیئے۔

جھوٹے مدعیانِ نبوّت اور حضرت مرزا صاحب

ہمدم صاحب کے جھوٹے نبی

اس کے بعد ہمدم صاحب نے دو جھوٹے نبیوں سلیمان بن حسن، اور مقنع کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے کچھ حالاتِ زندگی بیان کئے ہیں معلوم نہیں کہ ان کا ذکر کرنے سے جناب ہمدم صاحب کا کیا مقصد ہے۔ کیا یہ کہ چونکہ یہ جھوٹے تھے، اس لئے حضرت مرزا صاحب بھی نعوذ باللہ من ذالک جھوٹے ہی ہیں۔ سبحان اللہ! قربان جائیں اس عقل و فہم کے۔ اوّل تو حضرت مرزا صاحب کا دعوئے نبوّت کا ہے ہی نہیں۔ پھر ان کے مقابل ان جھوٹے نبیوں کو پیش کرنے کا کیا مطلب؟ آپ کو چاہیئے کہ جھوٹے نبیوں کی مثالیں پیش کرنے سے پہلے آپ حضرت مرزا صاحب کا دعوئے نبوّت ثابت کریں، پھر غور طلب بات یہ ہے کہ کیا اس امت میں محض کذّاب ہی آتے رہیں گے یا کبھی کوئی صادق بھی آسکتا ہے؟ کیا اس امّتِ مرحومہ کو صرف کذّابوں کے آنے کا ہی وعدہ دیا گیا ہے۔ کیا مجدّدین مجدّدین کے آنے کا وعدہ کوئی نہیں؟ کیا کوئی مہدی بھی اس اُمّت میں آنے والا ہے یا نہیں؟ کیا جب مہدی موعود آئے گا تو آپ اس کو بھی کہدیں گے کہ تم کذّاب ہو کیونکہ تم سے پہلے کذّاب اس

اُمت میں آتے رہے ہیں۔ اس مولویانہ منطق کی ہمیں تو سمجھ نہیں آتی کہ چونکہ پہلے کذاب ہو گذرے ہیں اس لئے ہر مجدد جو صدی کے سر پر تجدید دین کے لئے آئے اور مہدی جو اُمت میں ظاہر ہو وہ بھی کذاب ہی ہونا چاہیئے۔ اگر یہی اصول ہے کہ ہر مدعی جھوٹا ہے تو آپ لوگوں سے بجا طور پر توقع ہو سکتی ہے کہ کل کو جب آپ کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کو بھی کہدیں گے کہ (نعوذ باللہ) تم کذاب ہو، کیونکہ تم سے پہلے بھی کذاب آتے رہے ہیں ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

مدعیان نبوت کی سیاسی سرگرمیاں

ہمدم صاحب نے ان مردود مدعیانِ نبوت کا تو کچھ ذکر نہیں کیا۔ البتہ ان کی سیاسی سرگرمیوں کا ضرور ذکر کیا ہے، حالانکہ نبوت کی بنیاد ہی وحی نبوت یا جبریل علیہ السلام کا نزول ہے۔ مدعی نبوت کے لئے وحی نبوت کا ہونا ضروری ہے۔

سلیمان بن حسن کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے ۳۱۱ھ میں بصرہ لوٹا۔ ۳۱۲ھ میں کوفہ کو تاراج کیا۔ اس نے ۳۱۷ھ میں خانہ کعبہ پر حملہ کر کے طواف کرنے والوں کو تہ تیغ کیا۔ اس نے حجر اسود کو اکھیڑا اور اسے بحرین لے گیا۔ مکہ سے سات سو کنواری لڑکیاں بھی گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لے گیا۔ ۳۱۸ھ میں بغداد پر حملہ

کرنے کی غرض سے روانہ ہوا، جب مقامِ دشت پر پہنچا تو کسی عورت نے چھت پر سے پتھر لڑھکا دیا۔ اور یہ شقی اس کی ضرب سے وہیں مرگیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مقنع کے متعلق لکھا ہے کہ اس شخص کا کوہ سیاہ پر ایک قلعہ تھا...... خلیفہ مہدی نے معاذ بن مسلم کو ستر ہزار فوج دے کر اس کی گوشمالی کے لئے بھیجا، یہ جنگ کئی سال تک جاری رہی خندق کے عبور کرنے کے لئے سعید بن عمر والحرشی نے لوہے کی دو سیڑھیاں تیار کرائیں۔ خونریز جنگ کے بعد مقنع کی تیس ہزار فوج نے ہتھیار ڈال دیئے اور باقی ماندہ تہ تیغ کر دیئے گئے۔ مقنع نے جب اپنی شکست دیکھی تو تنور میں کود پڑا وغیرہ وغیرہ۔

مرزا صاحب سے مماثلت کس بات میں:

اس مقالہ نگار سے کوئی پوچھے کہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں ان لوگوں کے ذکر کرنے سے کیا فائدہ؟ ان کی حضرت مرزا صاحب سے کیا نسبت؟ کیا مرزا صاحب نے بھی کبھی بصرہ کو لوٹا یا کبھی آپ نے کوفہ کو تاراج کیا؛ کیا نعوذ باللہ آپ نے بھی کبھی خانہ کعبہ پر حملہ کیا اور وہاں کے طواف کرنے والوں کو تہ تیغ کیا؟ کیا آپ بھی حجرِ اسود کو اکھیڑ کر کبھی بحرین یا کسی اور جگہ لے گئے تھے؟ کیا آپ نے بھی کبھی بغداد پر حملہ کیا اور کیا آپ کا بھی وہی انجام ہوا جو سلیمان بن حسن کا ہوا تھا؟ یا کیا مقنع کی طرح حضرت مرزا صاحب بھی کسی اسلامی سلطنت سے جنگ و جدال کرتے رہے؟ آخر آپ نے کس بات

میں ان کی مناسبت حضرت مرزا صاحب سے قائم کی ، حضرت مرزا صاحب کو تو سینکڑوں الہامات وحی ولایت کے تحت ہوتے ان مدعیانِ نبوت کے کوئی دو چار الہام ہی پیش کئے ہوتے ۔ جو وحی نبوت ان پر نازل ہوتی تھی اس کا کچھ نمونہ ہی بتایا ہوتا، بغیر دعوہ نبوی کے ان سے حضرت مرزا صاحب کی مماثلت قائم کرنے کا کیا مطلب ؟ یہ تو سیاسی قسمت آزما معلوم ہوتے ہیں ۔ ان کی ساری عمر جنگوں میں گذر گئی ۔ ان سے حضرت مرزا صاحب کی کیا مماثلت اور کیا مشابہت ؟ مرزا صاحب نے تو کبھی کسی سے جنگ نہیں کی ۔ اور نہ آپ نے کبھی کسی ملک پر حملہ کیا ۔ البتہ آپ نے جہاد بالقرآن ضرور کیا ۔ دشمنان دین کا قلم سے مقابلہ کیا ہے دلائل و براہین سے اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غالب کیا ہے ۔ مگر تلوار نہیں اٹھائی ۔ ملک فتح کرنا یا سلطنت قائم کرنا آپ کا مقصد ہی نہ تھا خود فرماتے ہیں ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

کیا خدمتِ دین کرنیوالے کذاب ہوتے ہیں؟

اجی حضرت ! اگر مرزا صاحب سے مقابلہ کرنا ہے تو کوئی ایسا کذاب پیدا کرو جس نے مرزا صاحب کی طرح جہاد بالقرآن کی طرح ڈالی ہو، جس نے دشمنانِ دین کا مقابلہ کر کے ان کو زک دی ہو جس نے اشاعت اسلام و تبلیغ دین متین کے لئے نظام قائم کیا ہو جس

نے تثلیث پرستوں کی سرزمین میں مشن قائم کئے ہوں وغیرہ وغیرہ اگر ایک آدھ ایسا کذاب آپ دکھادیں گے تو ہم آپ کے قائل ہو جائیں گے اگرچہ سوال یہ رہ جائے گا کہ کیا دین کی خدمت کاذبوں ہی کے ہاتھوں مقدر ہے؟

حضرت مرزا صاحب کی مماثلت مسیح ناصری سے

مکرم ہمدم صاحب! آپ کے ہوش و حواس بھی درست بھی ہیں یا نہیں۔ آپ حضرت مرزا صاحب کا مقابلہ کن لوگوں سے کر رہے ہیں۔ کجا ان لوگوں کا اسلامی حکومتوں کے خلاف خروج اور جنگ آزمائی کرنا اور کجا حضرت مرزا صاحب کا قلم کے ذریعہ اسلام پھیلانا۔ ان دونوں میں تو بعد المشرقین ہے۔ آیئے ہم آپ کو بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب کی مماثلت کس سے ہے۔ اس بہت بڑی پاک ہستی سے ہے جس کی نسبت قرآن مجید نے فرمایا ہے وجیھًا فی الدنیا والاٰخرۃ۔ دیکھئے اور غور کیجئے۔ جس طرح آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح ناصری جو ایک گاؤں ناصرہ کے رہنے والے تھے درویشوں کی طرح دنیا میں آئے اور ظالموں کے ظلم و تشدد کو برداشت کرتے ہوئے درویشوں کی طرح گذر گئے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب جو ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ درویشوں کی طرح دنیا میں آئے اور ظالم قوم کے ظلم و تشدد برداشت کرنے کے بعد درویشوں کی طرح دنیا سے گذر گئے۔ نہ مسیح ناصری

نے تلوار اُٹھائی نہ مسیح قادیانی نے بلکہ دونوں نے وعظ و نصیحت سے ہی اپنے اپنے دین کی تبلیغ کی۔

جس طرح حضرت موسیٰ سے کم و بیش تیرہ چودہ سو سال کے بعد بنی اسرائیل میں حضرت مسیح ناصری تشریف لائے اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں حضرت مسیح قادیانی تشریف لائے۔ جس طرح حضرت مسیح ناصری بنی اسرائیل کے انحطاط اور زوال کے وقت مبعوث کئے گئے اسی طرح حضرت مرزا صاحب اسلام کے انحطاط و زوال کے وقت مبعوث ہوئے۔ جس طرح یہود کی قوم حضرت مسیح ناصری کی آمد کے وقت مختلف فرقوں میں بٹی ہوئی تھی۔ جن میں باہمی جنگ وجدال کا میدان گرم تھا۔ اسی طرح مسلمان قوم بھی حضرت مسیح موعود کی آمد کے وقت مختلف فرقوں میں بٹی ہوئی تھی۔ جن میں باہمی جنگ وجدال کا میدان گرم رہتا تھا جس طرح بنی اسرائیل یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ مسیح آئے گا اور وہ انہیں داؤد کا تخت دلوائے گا اور بنی اسرائیل پھر اپنا گیا ہوا عروج حاصل کر لیں گے۔ اسی طرح مسلمان قوم بھی سمجھی بیٹھی تھی کہ مسیح جب آئے گا تو وہ مہدی سے مل کر کفار سے جنگ کرے گا اور ملک فتح کر کے اسلام کی حکومت ساری دنیا پر قائم کر دے گا۔ اور مال غنیمت سے مولوی صاحبان کے گھر بھر دے گا پھر جس طرح جناب مسیح نے صاف لفظوں میں آ کر کہدیا کہ میری جنگ جسمانی نہیں ہے رُوحانی ہے۔ میں

زمینی بادشاہت دلوانے نہیں آیا بلکہ آسمانی بادشاہت قائم کرنے آیا ہوں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے بھی آکر صاف صاف لفظوں میں اعلان کر دیا کہ میری جنگ جسمانی نہیں رُوحانی ہے۔ میں دنیاوی بادشاہت دلوانے نہیں آیا بلکہ رُوحانی بادشاہت قائم کرنے آیا ہوں ؎

مرا بس است کہ ملک سما بدست آید
کہ مُلک و مِلکِ زمیں را کجا بقا باشد

آپ نے اسی مضمون کو اُردو میں بھی ادا کیا ہے ؎

مجھ کو کیا مُلکوں سے میرا مُلک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

غرض نہ پہلے مسیحؑ نے مُلک گیری کے لئے یا اشاعتِ دین کے لئے تلوار اُٹھائی اور نہ اِن کے مثیل نے۔ دونوں نے اپنا اپنا دین صلح و آشتی سے دنیا میں پھیلایا۔ اور یہ بہت بڑی مماثلت ہے جو ان دونوں میں پائی جاتی ہے۔ پھر جس طرح جناب مسیح علیہ السلام کی جماعتیں ان کی زندگی میں اور اُن کے بعد مختلف علاقوں میں پھیل گئی تھیں، اور وہ اپنی اپنی جگہ تبلیغ دین کا کام کرتی تھیں۔ اسی طرح مسیح قادیانی کی جماعتیں مختلف مقامات پر پھیل گئیں اور اب تک تبلیغ دین میں لگی ہوئی ہیں اور اشاعت اسلام کر رہی ہیں۔ غرض اصل مقصد مسیح موعود کے آنے کا ہے۔ پھر سنو! جس طرح حضرت مسیح ناصری؟

نے اپنے آپ کو مجازی طور پر ابن اللہ کہا اور اس قوم نے انکو ملزم قرار دیا اور کہا یہ شخص جھوٹے طور پر ابن اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور آدم زاد ہو کر خدا کا بیٹا بنتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے مجازی طور پر نبی کا نام پانے پر آپ کو ملزم قرار دے دیا گیا اور کہا گیا کہ اصلی اور حقیقی نبوّت کا مدعی ہے، لہذا کافر ہے۔ جس طرح وہاں یعنے عیسٰے علیہ السلام کے بارے میں مجاز کو حقیقت سمجھ لیا گیا اسی طرح یہاں بھی یعنے مسیح موعودؑ کے ساتھ بھی ہوا، یہاں بھی مجاز کو حقیقت بنا لیا گیا۔ جس طرح مسیح ناصری کے متعلق گورنمنٹ میں مخبریاں کی گئیں کہ یہ شخص حکومت کا باغی ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے خلاف بھی گورنمنٹ میں مخبریاں کی گئیں کہ یہ شخص حکومت کا باغی ہے اور اس کا وجود حکومت کیلئے سخت خطرناک ہے۔ جس طرح مسیح ناصری کو صلیب پر کھنچوانے کی کوشش کی گئی اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو بھی عیسائیوں اور مولوی صاحبان نے مل کر پھانسی پر لٹکوانے کی کوشش کی لیکن مسیح اوّل کو بھی خدا نے بچا لیا اور اس کے مثیل کو بھی اور دشمن اپنے عزائم میں ناکام رہے۔ جس طرح روما کا گورنر پیلاطوس مسیح ناصری کا مقدمہ پیش ہونے پر پکار اُٹھا کہ میں مسیح کو بے گناہ دیکھتا ہوں اسی طرح مسیح محمدی کا مقدمہ پیش ہونے پر انگریز مجسٹریٹ ڈگلس پکار اٹھا کہ مرزا غلام احمد بے گناہ ہے۔

ایسا ہی جناب مسیح علیہ السلام پیلاطوس گورنر کے سامنے پیش ہوئے تو اس کی بیوی نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ یہ اچھا آدمی ہے۔ اس کے خون سے ہاتھ نہ رنگنا۔ اسی طرح جس آریہ مجسٹریٹ کی عدالت میں حضرت مسیح موعود کا مقدمہ تھا اس کی بیوی نے کہا کہ مجھے سپنا آیا ہے کہ مرزا بھگت آدمی ہے، اس پر ہاتھ نہ ڈالنا۔ ورنہ زوال آجائے گا۔ مگر مجسٹریٹ نہ مانا اور اس کے دو بیٹے یکے بعد دیگرے مر گئے۔ جب ایک بیٹا مر گیا اور دوسرا بیمار پڑا تو اس کی بیوی چیخی اور چلائی اور اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ تو گھر کا صفایا کرکے ہی رہے گا میں نے کہا نہ تھا کہ مرزا بھگت آدمی ہے اس پر ہاتھ نہ ڈالنا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ایک اور مماثلت بھی ہے اور وہ یہ کہ دونوں پر کفر کا فتوے لگایا گیا دونوں کو مرتد اور واجب القتل قرار دیا گیا۔

مسیح اوّل کے وقت بھی بروز کا مسئلہ پیش آیا یعنے جب یہود نے کہا کہ مسیح کے آنے سے پہلے تو الیاس کا آنا ضروری ہے تو جناب مسیح علیہ السلام نے جواب دیا کہ الیاس تو آچکا اور وہ یحیی ہے کیونکہ اس کی خو بو پر آیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی قوم نے کہا کہ مسیح تو آسمان سے آئے گا۔ حضرت مسیح ثانی نے جواب دیا کہ وہ تو فوت ہو چکا وہ نہیں آئے گا بلکہ اس کا مظہر اس کی خو بو پر آئے گا۔ اور ایک چھوٹی سی مماثلت یہ ہے کہ پہلے مسیح پر توہین بیت المقدس کا الزام لگایا

گیا اور دوسرے مسیح پر توہین انبیاء کا۔

ہمدم صاحب! یہ ہے اصل مماثلت! نہ کہ وہ جو آپ نے قائم کی ہے جس کی ایک چول بھی ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ کجا مقنع اور کجا حضرت مرزا صاحب صلح و آشتی اور امن کے شاہزادے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

مولانا صاحب! کوئی تو عقل کی بات بھی کیا کریں نیک و بد میں تمیز کرنا سیکھیں کجا مدعیانِ کاذبہ اور کجا مرزا غلام احمد جیسا امتِ محمدیہ کے صادقوں اور راستبازوں کا سردار ؎

میانِ سوختہ و خام فرق است بسیار
سرشکِ تاک کجا گریہ اکباب کجا

غلط معیارِ صداقت

علاوہ دو جھوٹے مدعیانِ نبوت کے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے آپ کی کتاب میں چند ایک اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ذکر آیا ہے۔ (صفحہ ۸۴ و ۸۵) اور آپ کے نزدیک گویا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے جھوٹا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوے نبوت کا تو ہے ہی نہیں۔ اس لئے آپ کا وار ان پر تو چل سکتا ہی نہیں۔ البتہ آپ کی یہ دلیل نہایت خطرناک ہے، اور اس دلیل کی رُو سے تو ایک کافر دشمن اسلام جو سلسلہ انبیاء و رسل کا ہی منکر ہو کہہ سکتا ہے کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے نبی اور رسول ہونے کا دعوے کیا ہے

جھوٹے تھے اور وہ بطور مثال ان جھوٹے نبیوں کو پیش کردیگا۔ جو آپ لوگ حضرت مرزا صاحب کے مقابل میں پیش کرتے ہیں آپ لوگ تو ایک مرزا صاحب کو ہی جھوٹا ثابت کریں گے۔ مگر وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو جھوٹا بنا کر دکھا دیگا۔ یہ ہے نتیجہ جناب کی مایۂ ناز دلیل کا۔ آپ خیر سے سارے نبیوں کو ہی جھوٹا ثابت کروادیں گے، غرض جھوٹے نبیوں کے پیش کرتے سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر کوئی حرف نہیں آسکتا اور نہ آپ کا یہ معیار صحیح ہے۔

قرآن کریم کا پیش کردہ معیار صداقت

آیئے ہم آپ کو قرآن مجید کے بیان کردہ معیار کا پتہ بتائیں اور یہ وہ معیار ہے جس کو سلف صالحین نے بھی تسلیم کیا ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ اس آیت کے معنے کرتے ہوئے مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے دعوے کے بعد تئیس سال زندہ رہے لہذا اس قدر مدت ایک مدعی وحی و ماموریت کے لئے معیار صداقت ہے۔ چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۲۹۱ پر لکھا ہے:۔

فی الآیۃ تنبیہۃ علی ان النبی علیہ السلام لو قال من عند نفسہ شیئًا اوزاد او نقص حرفًا

واحل اُعلٰے ما اوحی الیہ اعاقبہ اللّٰہ وھو اکرم
الناس الیہ فما ظنك بغیرہ۔
یعنے اس آیت میں تنبیہ ہے۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ اپنے پاس
سے افتراء کرتے یا جو وحی حضور پر نازل ہوئی اس میں سے کچھ کمی بیشی کرتے
تو اللہ تعالےٰ آپ کو اس کی سزا دیتا۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسے سب سے زیادہ معزز تھے۔ پس اگر کوئی دوسرا افتراء کرے
تو اس کے متعلق کیا خیال کیا جا سکتا ہے۔
شرح عقائد نسفی میں جو اہلِ سنت والجماعت کی نہایت معتبر
کتاب ہے لکھا ہے کہ فان العقل یجزم بامتناع
ھذ الامور فی غیر الانبیاء فی حق یعلم انہ یفتری
علیہ ثم یمھلہ ثلاثا وعشرین سنۃً۔
(شرح عقاید نسفی صفحہ ۱۰۰)
یعنے عقل اس کو ممتنع قرار دیتی ہے کہ یہ باتیں ایک غیر نبی میں جمع ہو
جائیں اس شخص کے حق میں جس کے متعلق خدا تعالےٰ جانتا ہے
کہ وہ اس پر افتراء کرتا ہے، پھر اس کو تئیس سال کی مہلت دے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی کامیاب زندگی

پس یہ غور طلب بات ہے کہ جب ایک مفتری
دعوے الہام کے بعد ۲۳ سال کی مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا اور
رگِ جان سے پکڑا جاتا ہے تو یہ کیا بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب

دعوئے الہام کے بعد تیئس سال کی مدت تک ہر قسم کی مخالفت کے باوجود کامیابی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور آج تک آپ کا کام نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ اور آپ کے مریدوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے کیا خدا کی عدالت میں بھی نعوذ باللہ اندھیر پڑ گیا ہے کہ وہ قرآن کریم میں ایک بیّن معیار قائم کرنے کے باوجود ایک کاذب کو کامیابی عطا کرتا چلا جاتا ہے اور اس کے مخالفین کو اس کے خلاف پورا پورا زور صرف کرنیکے باوجود خائب و خاسر رکھتا ہے یہ کہنا کہ اس سے پہلے کذاب عیوں کو اس سے بڑھکر کامیابی ہوتی رہی۔ قرآن کریم کے ایک صریح ارشاد کا بطلان ہے۔

کاذب مدعیان کی ناکامی آئیے بزرگانِ امت کے اقوال اس بارہ میں آپ کو بتائیں۔ نبراس صفحہ ۴۴۴ میں ہے:۔

وقد ادعی بعض الکذابین النبوۃ کمسیلمۃ الیمامی والاسود العنسی وسجاح الکاھنۃ فقتل بعضھم و بالجملۃ لم ینتظم امر الکاذب فی النبوۃ الا ایاما معدودات۔

یعنے بعض جھوٹے لوگوں نے نبوت کے دعوے

کئے جیسے مسیلمہ یمامی، اسود عنسی اور سجاح کاہنہ نے پس ان میں سے بعض قتل کر دیئے گئے۔ اور فی الحقیقت کاذب کا کام نبوت کے بارہ میں چند دن سے زیادہ نہیں چل سکتا (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵)

علامہ قیم نے بھی ایک عیسائی سے مناظرہ کے دوران میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا بیّن ثبوت

پس اب ہم کتاب "دو نبی" کے مصنف سے پوچھتے ہیں کہ:۔

ا۔ جب قرآن کریم کا کھلا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے والا رگِ جان سے پکڑا جاتا ہے۔

ب۔ جب واقعات شاہد ہیں کہ اس قسم کے جھوٹے مدعیوں اور مفتریوں کی جڑیں اکھاڑ دی گئیں، جس کا اعتراف علامہ ابن قیم جیسے عالم متبحر اور نبراس جیسی اہلِ سنت کی معتبر کتاب کو بھی ہے۔

ج۔ جب یہ حقیقت ہے کہ حضرت مرزا صاحب ۲۳ سال سے زیادہ مدت تک وحی و الہام کا دعوےٰ کرتے رہے اور شدید سے شدید مخالفت سے بھی ان کا بال بیکا نہ ہوا بلکہ آج تک ان کا کام ترقی پر ہے تو کیا یہ تمام

بائیں حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا بیّن ثبوت
نہیں ؟

آیت لو تقول معیار ہے ایک مُدّعی الہام و وحی کی صداقت کا۔ یہ قرآن مجید کا بیان کردہ معیار ہے۔ آپ حضرات قرآن مجید کو چھوڑ کر ادھر اُدھر ٹامک ٹوئیے کھا رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو قرآن کے اس معیار پہ پرکھو اور دیکھو کہ وہ کس طرح پہ پُورا اُترتے ہیں۔

دوستو! مرزا کو جس پہلو سے پرکھو گے صادق پاؤ گے لو تقول علینا کے معیار نے اس کو صادق اور سچّا قرار دیا ہے اس کی تعلیم اس کو صادق اور سچّا قرار دے رہی ہے۔ اس کی خدمات اسلام اس کو صادق اور سچّا قرار دے رہی ہیں۔ اس کے اخلاقِ فاضلہ اس کو صادق اور سچّا قرار دے رہے ہیں۔ اسکی کامیابی اور خدا کی نصرت و تائید جو اس کے ساتھ ہے وہ اس کو صادق اور راستباز قرار دے رہی ہے۔ فاین المفر اُٹھو اس کیساتھ ہو جاؤ۔ کونوا مع الصادقین خدا کا حکم ہے۔ اس حکم کی تعمیل کرو تاکہ تم پر خدا کا رحم ہو۔

کیا اُمّت میں کوئی صادق مدّعی نہیں ہوا؟ ہمیں اپنے علمائے کرام کی کج فہمی پر بار بار تعجب آتا ہے۔ یہ حضرات جھوٹے مدعیان نبوّت کی داستانیں اور قصے

خوب مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں اور کسی سچے مدعی کا نام لینے سے انہیں دُکھ ہوتا ہے ہم اُن سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس اُمت نے سوائے جھوٹے مدعیانِ نبوت کے کسی راستباز پاک باطن مصلح کی شکل نہیں دیکھی کہ بار بار کذابوں کی رٹ لگائی جاتی ہے ؟ کیا اس امت کے اندر ایسے بزرگ نہیں گذرے جو صاحب الہام و کشف تھے۔ جنہیں خدا نے عبودیت اور ولایت کے مقام پر فائز کیا۔ اور وہ بے شمار خلق خدا کی ہدایت کا موجب ہوئے۔ ہمارے مخالفین ماشاء اللہ امت محمدیہ کو خیر الامم بنانے کی بجائے شر الامم بنانا چاہتے ہیں۔ جس میں سوائے جھوٹے مدعیان کے کبھی کوئی نیک صالح انسان، مصلح اور ہادی پیدا ہوا ہی نہیں۔

اولیائے اُمت کا نام کیوں نہیں لیتے

ہمارے علمائے کرام کو یاد رکھنا چاہیئے

کہ یہ پرلے درجہ کی حماقت ہے کہ امت میں کذابوں کی فہرست تو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کی جاتی ہے مگر خدا کے وہ پاک بندے جو خدا کی وحی اور الہام اور کشوف اور رؤیا سے مشرف ہوتے رہے، اور جن کے سر پر خدا نے تاج ولایت رکھا ان کا ذکر تک نہ کیا جائے، کیا ہمارے علمائے کرام نے کبھی حضرت سید عبد القادر جیلانی۔ حضرت مولانا روم۔ حضرت بایزید بسطامی۔ حضرت جنید

بغدادیؒ، حضرت شیخ شبلیؒ، حضرت امام غزالیؒ، حضرت معین الدین چشتیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہم من الاولیاء کے نام بھی سنے؟

حضرت مرزا صاحب کو اولیائے اُمّت کے حالات پر پرکھو

چاہیئے تو یہ تھا کہ ان بزرگوں کے پاکیزہ حالات نقل کر کے دنیا کو بتاتے کہ مرزا صاحب کا فلاں کام یا فلاں عمل ان بزرگوں کے اعمال صالحہ کے خلاف ہے۔ یا فلاں الہام یا کشف کی کوئی مثال ان بزرگوں کی زندگی میں نظر نہیں آتی۔ جس چیز کے متعلق یہ معلوم کرنا ہو کہ یہ سونا ہے یا پیتل اسے سونے کی ہی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔ خدا جانے ہمارے مخالف علماء حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں اس موٹے اصول کو کیوں بھول جاتے ہیں، اور کیوں وہ خواہ مخواہ کذابوں کی رٹ لگا کر اس اُمّت کو بہترین اُمّت کی بجائے بدترین اُمّت ثابت کرتے ہیں۔

احادیث میں اولیاء و مامورین کے پیدا ہونے کی بشارت

ان بزرگوں کو دجّالوں، کذابوں والی حدیث تو ازبر ہے لیکن دوسری حدیثیں جن میں ہمارے ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح اور صاف لفظوں میں اپنی اُمّت میں بڑے بڑے صاحبِ کمال بزرگوں کے جو نبیوں کے ہم پلّہ ہوں گے پیدا ہونے کی بشارت دی ہے۔ ان کا ذکر نہیں کرتے۔ ان میں سے

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ایک مشہور حدیث ہے جو زبانِ زدِ خلائق ہے یعنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیلی نبیوں جیسے ہیں، پھر حضور نے اُمت میں محدثین (بفتح دال) کے پیدا ہونے کی بشارت دی ہے فرمایا رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ یعنے ایسے لوگ جو نبی تو نہیں ہوں گے مگر خدا سے ہمکلامی کا شرف ان کو حاصل ہوگا۔ انہی کے متعلق ہمارے حضرت فرماتے ہیں:۔

"ایشاں در حقیقت انبیاء نیستند۔
ایشاں را رنگ انبیاء دادہ میشود"

انہی میں سے خود حضور مسیح موعود ایک کامل فرد تھے (فداہ امی و ابی) پھر حضور صلعم فرماتے ہیں:۔

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبیٌ خلفہ نبی اخر انہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء (بخاری)

یعنے اس سے پہلے بنی اسرائیل میں جب کوئی نبی فوت ہوتا اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا۔ مگر اب سلسلہ نبوت بند ہوچکا ہے نبی نہیں آئیں گے، البتہ میری امت کے اندر خلفاء آئیں گے۔ دیکھا حضرات آپ نے؟

حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ میری امت میں **خلفاء** آئینگے گویا حضور کے یہ **خلفاء** انبیاء کی بجائے یا انبیاء کے قائم مقام ہوں گے۔ یہ خلفاء وہی کام کریں گے جو نبی کیا کرتے تھے۔ یعنے اصلاح خلق و رشد و ہدایت کا کام۔ یہ اُمت محمدیہ کو شرف حاصل ہے کہ اس میں انبیاء جیسے بزرگ نفوس پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر ہمارے علماء کے نزدیک اگر کوئی ایسا اُمت میں آجائے تو وہ کذاب کہلاتا ہے، وہ دجال بن جاتا ہے اور اسے واجب القتل ٹھہرایا جاتا ہے

پھر حضور ایک جگہ فرماتے ہیں :۔

ما من نبی الا لہٗ نظیرٌ من امتی وابوبکر نظیر ابراھیم۔ وعمر نظیر موسیٰ وعثمان نظیر ھارون وعلی ابن ابی طالب نظیری ومن سرہ ان ینظر الی عیسیٰ ابن مریم ینظر الی ابی ذر غفاری"۔

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۹۳)

یہ حدیث ابن عساکر نے حضرت انس رضہ سے روایت کی ہے اور ترجمہ اس کا یہ ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا مگر میری اُمت میں اس کا مثیل پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ابوبکر رضہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مثیل ہے۔ عمر رضہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا، عثمان رضہ حضرت ہارون علیہ السلام کا مثیل ہے اور علی ابن ابی طالب رضہ تو میرا مثیل ہے اور یہ

شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھنا چاہے وہ ابوذر غفاری رضی اللہ کو دیکھ لے"۔

دیکھا جناب آپ نے ؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی وہ شان ہے کہ اس کے بزرگ نقوش بڑے بڑے انبیاء سے مشابہت رکھتے ہیں۔ آپ حضرات کی زبان پر ان کا نام کیوں نہیں آتا، کیوں کذابوں کی گردان ہی کرتے رہتے ہیں، کبھی صادقوں کی گردان بھی کر لیا کریں۔ ان سے کیوں آپ کو اس قدر منافرت ہے؟

حضرت مرزا صاحب مثیل انبیا ہیں

سنئے ما من نبی الا لہ نظیر فرما کر حضرت نبی کریم صلعم نے عمومیت کا رنگ پیدا کر دیا ہے، فرماتے ہیں کہ ہر نبی کی نظیر اس امت میں موجود ہے اور انہی میں سے ایک ہمارے حجۃ اللہ علی الارض حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو ایک جامع کمالات فرد امت ہونے کی وجہ سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے مثیل ہونے کے علاوہ بعض دوسرے انبیاء کے بھی مثیل تھے۔ فلا ریب فیہ ولا شک فیہ۔ فافہم یا اخی ارشدک اللہ تعالیٰ ولا تکن من الغافلین ٭

فتن زمانہ اور اسلام

ہمارے نکتہ چین حضرات اتنا نہیں سوچتے کہ آیا یہ زمانہ کسی کذاب کے آنے کا ہے یا کسی مجدد و مصلح کے آنے کا؟ فتن تو حد سے زیادہ

بڑھ گئے ۔ دجّال اور یاجوج ماجوج کا فتنہ تو اس قدر بڑھا کہ سارے عالم پہ محیط ہو گیا ۔ بقول حضرت اقبال رح ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ ینسلون

صرف یہی نہیں بیسیوں بلکہ سینکڑوں فتنے پیدا ہو گئے ۔ آریہ سماج برہمو سماج ۔ دیو سماج کے فتنے کیا کچھ کم تھے ؟ یہ سب مذاہب اسلام پہ حملہ آور ہو رہے تھے ۔ پھر اسلام کے اندرونی فتن ہیں ، ایک فرقہ دوسرے دوسرے فرقے سے گلوگیر ہو رہا تھا ایک گروہ دوسرے گروہ کو خارج از اسلام قرار دیکر اس کو کشتنی اور گردن زدنی بنا رہا تھا ۔ باہر سے دشمن حملہ آور ہو رہا تھا اور اندر خانہ جنگی نے قوم کی حالت دگرگوں بنا رکھی تھی مسلمان تباہ ہو رہے تھے اور اسلام کی طاقت برباد ہو رہی تھی ۔ فلیبکی علے الاسلام من کان باکیا ۔ اس وقت کے مسلمان مؤرخین اور قوم کے شعراء کا کلام اٹھا کر دیکھ لو ۔ انہوں نے قوم کی حالت پر آٹھ آٹھ آنسو بہائے ہیں ۔ زمانہ حال کا سب سے بڑا مؤرخ اور معتبر مصنف علامہ شبلی کہتا ہے کہ اسلام پہ عجیب زمانہ آگیا ہے ۔ ایک طرف فلسفہ ضالہ جدیدہ ہے جس نے طبائع پہ اپنا حیرت انگیز تسلط جما لیا ہے اس کے ازالہ کے لئے قدیم فلسفہ اب کام نہیں دے سکتا ۔ اب جدید فلسفہ کی ضرورت ہے مگر

وہ کہاں سے آتے۔ علمائے زمانہ پر نظر پڑتی ہے تو سوائے مایوسی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ پرانی لکیر کے فقیر ہیں جدید فلسفہ کا مقابلہ کیونکہ کریں ؎

میاں نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پُرانے
اور سکہ رواں شہر میں مُدّت سے نیا ہے

زمانۂ حال کا سب سے بڑا قومی شاعر حالی روتا ہے کہ قوم تو مر چکی اس کے احیاء کی ذمّہ داری علماء پر عاید ہوتی ہے مگر ان کی اپنی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ایک ہی شعر میں ساری قوم کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی
منعم ہے سو مغرور مفلس ہے سو گدا ہے

ایک بے عقل عالم قوم کی رہنمائی کیا کرے گا؟ زمانہ حال کا سب سے بڑا فلسفی شاعر حکیم الاُمّت علامّہ اقبالؒ رو رو کے کہتا ہے کہ قوم میں سے اسلام تو رخصت ہو چکا ہے، اب ان کی حالت یہُود و نصاریٰ سے بہتر نہیں۔ فرماتے ہیں ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں یہُود
مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہُود

گویا یہ وہ زمانہ آگیا تھا جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

نے فرمایا تھا:۔
"لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم اشر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود"۔
اب فرمایئے صاحبان علم و عقل! جب قوم کی یہ حالت ہو اور اسلام کی .... یہ کیفیت کہ برائے نام رہ گیا ہو اور علماء جو دین کے علمبردار اور خلق خدا کے ہادی ہوتے ہیں وہ آسمان کے نیچے سب سے زیادہ شریر ہو جائیں اور فتنہ و فساد کے بانی ہوں بجائے اصلاح کے ان کی زندگی کا مقصد مفسدہ پردازی ہو۔

کیا یہ قتن کسی مصلح کے داعی ہیں یا کذاب و دجال کے؟

کیا ایسے نازک وقت میں کسی مصلح یا مجدد کی ضرورت ہے یا کسی کذاب و دجال کی؟ زمانہ تو پکار پکار کر کسی مصلح کو بلا رہا تھا مگر آیا کون؟ (معاذ اللہ) ایک کذاب ایک دجال اسے واے برا سلام! کیا خدا نے اسلام سے جس کا وعدہ تھا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اسلام کا ساتھ چھوڑ دیا؟ اور ادھر امت کے والی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وعدہ دیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے ایک

نہ ایک مجدد آیا کرے گا۔ وہ کیا ہوا؟ اسلام کی نصرت اور تائید کے وعدے کہاں گئے؟ خدا نے اسلام کو اس کے مصائب کے زمانہ میں کیوں چھوڑ دیا، اس نے تو فرمایا تھا ما ودعک ربک وما قلیٰ۔

چودھویں صدی کے متعلق بزرگانِ امت کی توقعات

پہلی تیرہ صدیوں میں تو مجدد آتے رہے مگر ہیں چودھویں صدی کو کیا ہوا کہ کوئی مجدد نہ آیا؟ چودھویں صدی سے تو اہلِ اسلام کی بڑی بڑی توقعات وابستہ تھیں، اور عام طور پر خیال تھا کہ مسیح اور مہدی اب آنے ہی والے ہیں۔ لوگ اُن کی تشریف آوری کے لئے چشم براہ تھے۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم بھوپالی اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹ پر فرماتے ہیں:۔

دریں مائتہ چہاردہم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است اگر ظہورِ مہدی علیہ السلام ونزول عیسٰے صورت گرفت پس ایشاں مجدد ومجتہد باشند"

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب علیہ الرحمۃ اثنا عشرہ میں لکھتے ہیں کہ ۱۲۰۰ کے بعد مہدی کا انتظار کرنا چاہیئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ محدث دہلوی نے امام مہدی کے ظہور کی تاریخ لفظ چراغ دین سے نکالی ہے۔ چنانچہ حجج الکرامہ میں ہے:۔

"وگویند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تاریخ ظہور او در لفظ چراغ
دین یافتہ د بحساب جمل عدد سے یک ہزار و دوصد و
شصت و ہشت میشود" (حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۹)

یعنی چراغ دین کے لفظ سے تاریخ ۱۲۶۸ نکلتی ہے۔ حجج الکرامہ
میں لکھا ہے:-

"قاضی ثناء اللہ پانی پتی در سیف مسلول نفتہ ظہور او بظن
تخمین علماء ظاہر و باطن در اوائل صد سیزدہم از ہجرت
گفتہ اند" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴)

یعنے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف مسلول میں
لکھا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کا وقت علماء ظاہر و باطن کے
مطابق تیرھویں صدی کی ابتداء ہے۔

نجم الثاقب میں ایک حدیث ہے:-

عن حذیفۃ ابن یمان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا مضت الف و
مائتان واربعون سنۃ یبعث اللہ المہدی۔
(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

یعنے حذیفہ بن یمان رضی سے روایت ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب ۱۲۴۰ سال گذر جائیں گے اللہ تعالیٰ امام مہدی
کو بھیج دے گا۔

حافظ برخوردار انواح کے مشہور و معروف مصنف فرماتے ہیں ؎

تیجھے اک ہزار دے گذر سے تر تتے سو سال
عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

پیشگوئیوں کے مطابق مہدی و مسیح آیا نہ کہ کذّاب و دجّال

غرض احادیث پکار پکار کر کہہ رہی ہیں اور بزرگانِ دین کے اقوال متواتر خبر دے رہے ہیں کہ مسیح و مہدی کا زمانہ آچکا ہے لیکن نہ کوئی مسیح آیا اور نہ کوئی مہدی آیا بلکہ کوئی مجدد بھی نہ آیا، آیا تو کون ؟ ایک کذاب ایک دجّال ! نعوذ باللہ من ذالک۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں، خدا کے وعدے سچے، خدا کے رسول کے وعدے سچے۔ بزرگانِ قوم کے اقوال اور اُن کی پیشگوئیاں بالکل سچی۔ مہدی بھی آگیا اور مسیح بھی آگیا۔ اور عین وقت پر عین انتظار کی گھڑیوں میں آیا۔ ہاں وہ لوہے کی تلوار لے کر نہیں آیا۔ البتہ دلیل کی تلوار لے کر آیا۔ اور دلیل کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز اور موثر ہوتی ہے۔ دیکھو قرآن کیا کہتا ہے، دلیل سے انسان ہلاک ہوتا اور دلیل سے ہی زندہ ہوتا ہے لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حیی عن بینۃ۔ (الانفال ع ۵) دلیل کی تلوار سے اُس نے صفِ دشمن کو پامال کیا اور دلیل سے اُس نے اسلام کو زندہ کیا ؎

اگرچہ تیغ ندارد مگر بہ تیغ دلیل ٭ ہمی در صفت قومیکہ تا سزا باشد

یاجوج ماجوج آگیا، مسیح کہاں ہے؟

دوستو! اگر ہماری بات تمہیں کڑوی معلوم ہوتی ہے اور تم اسے ماننے کے لئے تیار نہیں تو اپنے بزرگوں کا کچھ تو پاس کرو، دیکھو تمہارے حکیم الامتہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرما گئے ہیں ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ ینسلون

یاجوج اور ماجوج تو ظاہر ہو گئے اور ہر بلندی سے نکل پڑے ساری دنیا پر متسلط ہو گئے مگر مسیح جو اس زمانہ کی اصل روح ہے وہ کہاں گیا؟ وہ جو اس کا معالج تھا وہ کہاں گم ہو گیا؟ جس نے یاجوج ماجوج کو قتل کرنا تھا وہ کس غار میں چھپا ہوا ہے۔ وہ کیوں ظاہر نہیں ہوتا؟ کیا وہ اس وقت آئے گا جب اسلام کا بالکل جنازہ ہی نکل چکے گا۔ اے وائے بر اسلام و برحالِ اسلامیان! اے تاریکی میں ٹھوکریں کھانے والے دوستو! پھر غور کرو کہ وہ نشانات جو اس مصلح موعود کے لئے احادیث اور کتب سلف صالحین میں آئے تھے وہ بھی ایک ایک کر کے پورے ہو گئے۔ پھر بھی وہ مصلح موعود نہ آیا؟ سب سے بڑی نشانی تو یاجوج ماجوج کا ظہور ہے جو حسب ارشاد حکیم الامتہ ہو چکا۔

مہدی کا نشان کسوف و خسوف پورا ہو چکا مگر مہدی نہ آیا

علاوہ ازیں ایک روشن

نشان کسوف وخسوف کا ہے۔ اس کی پوری تفصیل سن لیجئے:-

عن محمد بن علی ان لمھدینا اٰیتین
لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض
ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان
وتنکسف الشمس فی النصف منہ ولم
تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض۔

(دار قطنی جلد اوّل ص۱۸۸ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی)

یعنے حضرت امام باقر بن علی سے روایت ہے کہ ہمارے
مہدی کے دو نشان ہیں جو زمین اور آسمان کی پیدائش سے
اب تک ظاہر نہیں ہوئے چاند کو گرہن ہوگا رمضان میں
(گرہن کی راتوں میں سے) پہلی رات اور سورج گرہن ہوگا
(گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیانی تاریخ اور ایسا جب سے
زمین و آسمان پیدا ہوئے کسی مدعی کے وقت میں نہیں ہوا۔

اس نشان کے متعلق علماء نے اسلام کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ شیعہ
حضرات کی کتب میں بھی یہ پیشگوئی درج ہے۔ دیکھو بحار الانوار
جلد ۱۲ ص۹۸ اکمال الدین ص۳۶۸۔

پھر نواب صدیق حسن خاں صاحب کی کتاب حجج الکرامہ پڑھ کر
دیکھو وہاں بھی درج ہے (صفحہ ۳۴۴) احوال الآخرۃ میں ملاں حافظ
محمد صاحب فرماتے ہیں:-

تیرھویں چن سیتھویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا یک روایت والے

اسی طرح دوسرے بزرگوں نے اس پیشگوئی کا ذکر اپنی اپنی کتاب میں کیا ہے اور دہلی کے مشہور معروف ولی حضرت نعمت اللہ ولیؒ نے ایک قصیدہ میں جس میں انہوں نے ظہور مہدی کی علامات میں بعض پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں اور نیز حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے اپنی کتاب اربعین فی احوال المہدیین میں درج کیا ہے یہ فرماتے ہیں:-

غین رے چوں گذشت از سال
بوالعجب کار و بار می بینم
ماہ را رو سیاہ می نگرم
مہر را دلفگار می بینم

یعنے تیرھویں صدی ہجری میں عجیب و غریب حالات دیکھتا ہوں چاند اور سورج کو گرہن لگا ہوا دیکھتا ہوں۔ غرضیکہ چاند اور سورج کے گرہن کا نشان بھی پورا ہو گیا۔ پھر بھی موعودؑ ظاہر نہ ہوا۔

لیکن سچ تو یہ ہے کہ وہ ظاہر ہو چکا۔ خدا اور خدا کے رسول کی بتائی ہوئی باتیں پوری ہو چکیں۔ اولیاء کرام کی پیشگوئیوں کا ظہور ہو چکا اب کچھ عذر باقی نہیں رہا آنے والے نے اپنے کارناموں سے بھی ظاہر کر دیا کہ وہی موعودؑ برحق ہے۔

مسیح کی آمد کا مقصد ــــ غلبۂ اسلام | اس کی آمد کا مقصد یہ تھا کہ وہ

اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غالب کر دے۔ سو اس نے کر دکھایا تفصیل کا موقعہ نہیں محض اشارۃً عرض کرتا ہوں :-

اس غلبہ کا پہلا نشان وہ ہے جو حضرت مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ کے ذریعہ ۱۸۸۰ء میں ظہور میں آیا حضور نے نہایت تحدی سے دس ہزار روپے کا انعام اسلام کا مقابلہ کرنے والوں کے لئے مقرر کیا۔ مگر کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی، یہ ایک علمی اعجاز تھا جو حضور سے وقوع میں آیا اور جس سے اسلام کی شان و شوکت کا آفتاب چمک اُٹھا اور اعدائے ملت خائب و خاسر ہو گئے۔

غلبہ اسلام کا دوسرا نشان اس وقت آنکھوں کے سامنے آتا ہے جب آپ کی ایک عظیم الشان کرامت لیکھرام کے قتل کے ذریعہ ظہور میں آئی۔ دشمنانِ اسلام تو اسلام کو ہر خیر و برکت سے بے بہرہ سمجھتے تھے اور اس کی باطنی اور روحانی طاقتوں کے منکر تھے مگر حضرت مسیح موعود کی ایک دُعا سے ایک ایسا اعجاز ظہور میں آیا کہ جس سے خلقِ خدا کو ماننا پڑا کہ اسلام اب بھی اپنی اعجازی طاقتوں میں بے مثل و بے نظیر ہے۔ اس نشان سے حضرت محمد رسول اللہ کا غلبہ اقوامِ باطلہ پر ثابت ہو گیا۔ سچ فرمایا تھا حضرت مسیح موعودؑ نے ــ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

اسی قسم کا ایک غلبہ اس وقت ظاہر ہوا جب ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا

نبی حضرتؑ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہوا اور یورپ کے اخبار دل نے تسلیم کیا کہ محمدی مسیح جیت گیا۔ اور ڈوئی ناکام و نامراد مرا۔

تیسرا غلبہ کا نشان اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے آتا ہے جبکہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کا مضمون جلسہ اعظم لاہور میں سب پر فائق رہا۔ یہ غلبہ اسلام کا ایک عظیم الشان نظارہ تھا حضور نے قبل از وقت ہی فرما دیا تھا، اور یہ پیشگوئی مشہور کر دی تھی کہ آپ کا مضمون سب پر غالب آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور دوست اور دشمن نے مان لیا کہ فی الواقعہ حضرت کا مضمون فائق رہا۔ اور اسلام سب ادیانِ باطلہ پر غالب آیا۔ (دیکھو سول ملٹری گزٹ لاہور۔ ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۶ء) یہ ایک چمکتا ہوا نشان تھا جو اسلام کی تائید میں حضرت اقدس کے ہاتھ پر بمصداق آیت قرآنی لیظھرہ علی الدین کلہ ظاہر ہوا، باطل شکست کھا گیا اور حق کا بول بالا ہوا۔ اور یہ سب اس مردِ خدا کی طفیل تھا جو خدا کی طرف سے اعجازی طاقتیں لے کر آیا تھا۔

چوتھی بار غلبہ اسلام کا نشان اس وقت ظاہر ہوا جب امرتسر میں عیسائیوں کے ساتھ آپ کا مناظرہ ہوا جس میں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے کسرِ صلیب اور اعلائے کلمۃ اللہ کا وہ نظارہ دکھایا کہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ اس مناظرہ کے بعد عیسائی مناظر عبداللہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی آپ نے کی اور جس طرح وہ

وقوع میں آئی اس نے عیسائیوں کی کمر توڑ دی اور تبلیغ مسیحیت عملاً ختم ہو گئی

غلبۂ اسلام کا پانچواں نشان اس وقت ظاہر ہوا جب مغرب کے عیسائی ممالک میں آپ کے نام لیواؤں نے اسلام کا جھنڈا نصب کیا اور یورپ کے ہر ملک سے صدائے اللہ اکبر بلند ہونے لگی یہ ایک وسیع مضمون ہے جو ہم پھر کسی وقت بیان کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ ؎

نظامِ معتزلی سے مماثلت کا افتراء

اس کے بعد ہمدم صاحب نے کئی اور افترا پردازیاں حضرت مرزا صاحب کے خلاف کی ہیں۔ چنانچہ "مرزا قادیانی کا استاد" عنوان قائم کرکے آپ نے ایک طویل اور دلخراش مضمون سپردِ قلم کیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ مرزا کے اندر دراصل نظام معتزلی کی رُوح حلول کر گئی تھی۔ نظام معتزلی کافر ملحد اور زندیق تھا۔ اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں زبردست گستاخیاں کی ہیں، علامہ بغدادی لکھتے ہیں کہ نظام معتزلی کے شاگرد عمرو عثمان جاخظ نے اپنی کتاب المعارف کتاب الفتیا میں لکھا ہے کہ نظام محدثین پر اس لئے طعن کیا کرتا تھا کہ انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کو کیوں روایت کیا ہے۔ کیونکہ نظام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دنیا بھر کا جھوٹا گردانتا تھا۔ یہی نظام فاروق اعظم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بھی ناپاک حملے کرتا تھا۔ مسعود کو روایت مسئلہ تقدیر، معجزہ شق القمر اور جنات کے دیکھنے میں کاذب ٹھہراتا تھا۔ نظام اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم پر دشنام طرازی سے کام لیتا اور ان کی توہین کرتا تھا۔ ان کی تعریف میں خدا کے نازل کردہ ہیں

ارشاد رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ نازل ہوا (الفرق ص۱۳۳) نظام ابو ہریرہؓ کو کاذب اس لئے کہا کرتا تھا کہ آپ کی روایت سے فرقہ معتزلہ پر بھاری چوٹ پڑتی تھی نظام اجماع صحابہ کے حجت ہونے کا بھی منکر تھا اور کہتا تھا کہ صحابہ کرامؓ اور تمام امت گمراہی پر مجتمع ہو سکتی ہے (الفرق ص۳۰۵) نظام ہر وقت شراب کے نشے میں چور رہتا تھا اور اس کا بڑا دلدادہ تھا۔ نظام باوجود دنیا بھر کی گمراہیوں کے دنیا بھر کا فاسق و فاجر تھا۔ گناہ کبائر بڑی بے باکی سے کیا کرتا تھا اسی نظام معتزلی کی تقلید کرتے ہوئے مرزائی بھی انکار حدیث کرتے تھے صحابہؓ کو گالیاں دیتے تھے اور تمام اہل سنت الجماعت کے مسلمہ عقائد معراج، معجزہ شق القمر وغیرہم کا انکار کرتے تھے۔ قرآنی آیتوں کو اپنے مطلب کے مطابق توڑ موڑ کر پیش کرنے کی وجہ سے تمام مسلمانوں کا متفقہ فتویٰ ہے کہ مرزائی دعوئے نبوت اور انکار حدیث نیز توہین انبیاء کرام وغیرہ وغیرہ کے تحت کافر ہیں۔"

(صفحہ ۲۷-۲۸)

ان تمام ناپاک تہمتوں۔ ان کذب بیانیوں اور ان افتراء پردازیوں کے

جواب میں ہم عرض کرتے ہیں الا ان لعنت اللہ علی الکاذبین المفترین۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔

سنو! اور گوش ہوش سے سنو، بخدائے لایزال حضرت مرزا صاحبؑ کا دامن ان تہمتوں سے پاک ہے۔ کجا نظام معتزلی اور کجا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

ع چراغِ مُردہ کجا شمع آفتاب کجا؟

تم کہتے ہو کہ نظام کی رُوح مرزا صاحب میں حلول کر گئی تھی، اُفّ لکم ایھا المفترون المکذبون۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے کہ حضرت مرزا صاحب جیسے متبع کتاب و سنت، حضرت مرزا جیسے عاشق خدا و رسول، حضرت مرزا جیسے ہادی برحق کی مثال ایک ایسے شخص سے دی جا رہی ہے جو بقول اُنکے مسلمانوں میں سے بدترین شخص تھا۔ آپ نے اس تحریر میں جو گالیاں دی ہیں ان کا ہم کیا جواب دیں ؎

دشنام اگر دہد خبیثے
چارہ نہ بود بجز شنیدن
گر پائے کسے سگے گزیدے
نتواں پائے سگاں گزیدن

ذرا ہوش سے بات کرو۔ کیا کہہ رہے ہو، اور کس کے متعلق کہہ رہے ہو۔ اگر دل اندھا ہے تو آنکھیں تو اندھی نہیں۔ کچھ آنکھوں ہی سے کام لو۔

حضرت مرزا صاحب کی کتابیں اور آپ کی تعلیم دنیا سے مفقود تو نہیں ہوگئیں۔ ذرا ان کو پڑھو اور پھر جو کچھ تم نے یاوہ گوئی کی ہے اُس پر آٹھ آٹھ آنسو بہاؤ اور اپنے کئے پر خود ہی ماتم کرو۔

دلیلش بیار ہم تم سے ان تمام خرافات کا جو تمہارے قلم سے نکلی ہیں ثبوت مانگتے ہیں، اگر سچے ہو تو حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے ان کا حوالہ دو ورنہ اپنی کذب بیانی کا اعتراف کرو ۔

نداردکسے باتو ناگفتہ کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

افتراء پر افتراء کرتے جانا اور حوالہ نہ دینا یہ عجیب ہتھکنڈے ہیں، بتاؤ کہاں حضرت مرزا صاحب نے احادیث سے انکار کیا ہے؟ کہاں آپ نے صحابہ کرام .. کی شان میں گستاخیاں کی ہیں؟ بتاؤ کہاں آپ نے حضرت فاروق اعظمؓ اور سیدنا علیؓ پر ناپاک حملے کئے ہیں؟ بتاؤ کہاں آپ نے اہل بیت پر دشنام طرازی سے کام لیا ہے؟ بتاؤ کہاں آپ نے اجماع صحابہ کے حجت ہونے سے انکار کیا؟ اور جو گناہ کبائر تم نے نظام میں بیان کئے ہیں، کیا ان میں سے کوئی ایک آدھ تم حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ السلام میں ثابت کرنے کی جرأت کر سکتے ہو؟ تف ہے تم پر اگر تم ثابت نہ کرو۔ مگر نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے۔ فدائی دعید تم

یرم بہ بریا فقد احتمل بھتاناً واثماً مبیناً ○

سے ڈرو - برما کے مسلمانوں کی خدمت میں ہم عرض کرتے ہیں کہ وہ پہلے اس عالم دین سے مطالبہ کریں کہ تم نے یہ تو کہدیا کہ مرزا صاحب میں نظام معتزلی کی روح حلول کر لی گئی تھی، اب اس کا ثبوت بھی دو، بغیر ثبوت کے کوئی دانا تمہاری ہرزہ سرائی کو تسلیم نہیں کرے گا۔

حضرت مرزا صاحب کے عقائد و اعمال

ہم جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جو آپ کے پاس بیٹھے۔ آپ کے حالات کو بچشم خود ملاحظہ کیا، آپ کی باتیں سُنیں، اور آپ کی کتابیں پڑھیں، ہم جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کس بلند درجہ کے رُوحانی انسان تھے۔ آپ کا دامن ان تمام اتہامات سے پاک ہے جو آپ پر لگائے گئے۔ یہ حقیقت نفس الامری ہے، اور یہ واقع ہے جس میں سر مُو مبالغہ نہیں کہ ہمارے **حضرت کے تمام عقائد و اعمال کتاب و سنت کے عین مطابق تھے۔ آپ ہادیٔ وقت اور مہدیٔ زمان تھے۔** آپ سے بڑھکر متبع کتاب و سنت کون ہو سکتا تھا۔ آپ کے اعمال و اخلاق کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔

واقعات کی گواہی

واقعات کی گواہی بہت بڑی گواہی ہے۔ دیکھو جن لوگوں نے آپ سے تعلق پیدا کیا اور آپکی بیعت کی اُن میں ایک خاص انقلاب پیدا ہو گیا۔ ان میں اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ جن کو خدا نے رؤیائے صالحہ اور مبشرات کی دولت سے نوازا۔ کیا ایک ناپاک انسان دوسروں میں رُوحانی تغیر کر سکتا ہے، اور کیا ایک ناپاک انسان کی جماعت تبلیغ اسلام جیسے مقدس فریضہ کو

بجا لاسکتی ہے؟

اب اس مردِ خدا کی اپنی زبان سے بھی تم اپنی ہرزہ سرائیوں کا جواب سُن لو، وہ خدا کا بندہ ہر الزام سے اپنا دامن صاف کر کے . . . . دُنیا سے سدھارا ہے۔ فرماتے ہیں :۔

"اس عاجز نے سُنا ہے کہ اس شہر دلّی کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوّت کا مُدّعی ملائکہ کا منکر بہشت اور دوزخ کا انکاری، اور ایسا ہی وجود جبرائیلؑ اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراجِ نبویؐ سے بکلی منکر ہے۔ لہذا میں اظہاراً للحق عام اور خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزامات سراسر افترا ہیں۔ مَیں نہ نبوّت کا مُدّعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر ہوں بلکہ مَیں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ ہے ان تمام باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیّدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مُدّعی نبوّت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو

گئی .... اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔ خداوند
علیم وبصیر اوّل الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا
ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا
جاتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن و
احادیث میں درج ہیں ....

(اشتہار ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء)

دیکھا جناب! اس باطل شکن اعلان کو پڑھا؟ یہ پُر زور اعلان ہر عائد کردہ
الزام کی دھجیاں بکھیر رہا ہے۔ اب اس کے برخلاف آپ کے پاس جو
کچھ بھی ہے وہ بھی نکالئے ؎

"تا سیاہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد"

اس اعلان کے بعد فرمایئے کیا کسی چیز کی کمی رہ گئی؟ ایک ایک بات
کے متعلق حضور نے نہایت واضح لفظوں میں اظہار حق نہیں فرما دیا؟
فرماتے ہیں:۔

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل
ہیں اور جیسا کہ اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ ہے
ان تمام باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رُو سے
مسلم الثبوت ہیں۔"

کیوں محترم صاحب! آپ تو دنیا کو یہ دھوکہ دے رہے تھے کہ مرزا صاحب
اہلِ سنّت والجماعت کے مسلمہ عقائد کا انکار کرتے ہیں۔ مگر وہ تو صاف

لفظوں میں فرماتے ہیں کہ :-

ان امور میں میرا وہی مذہب ہے جو
دیگر اہلِ سنت والجماعت کا مذہب ہے

اب فرمائیے کون سچا نکلا۔ آپ دن دھاڑے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونک کر انہیں سیدھے رستہ سے روک رہے ہیں۔ جب لوگوں کو آپ کی ان کذب بیانیوں کا علم ہو گا تو وہ آپ کے متعلق کیا کہیں گے ؛ اور اللہ تعالےٰ کے ہاں سے جو آپ کو ایک بے گناہ پر الزام لگانے کی سزا ملے گی وہ الگ رہی۔ ایسے بیانات سے مرزا صاحب کی کتب بھری پڑی ہیں۔ آیئے ایک اور کفر شکن بیان آپ کو بتائیں۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں :-

" بالآخر یاد رہے کہ جس قدر ہمارے مخالف علماء لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص معہ اس کی تمام جماعت کے عقائد اسلام اور اصولِ دین سے برگشتہ ہے۔ یہ ان حاسد مولویوں کے وہ افتراء ہیں کہ جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقوےٰ ہو ایسے افتراء نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اسکو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری

زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقص کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو، قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں، اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالے کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور ایمان سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف

سے ثابت ہے اُن سب پر ایمان لاویں اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے، اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کرکے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں الا انّ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین والمفترین

یاد رہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں بجز اس ایک مسئلہ کے اور کوئی مخالفت نہیں یعنی یہ کہ یہ لوگ نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں۔ اور ہم بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ متذکرہ بالا اور اجماع آئمہ اہلِ بصیرت کے حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں اور نزول سے مراد وہی معنے لیتے ہیں جو اس سے پہلے حضرت ایلیا نبی کے دوبارہ آنے اور نازل ہونے کے بارے میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے معنے کئے تھے - فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون - اور ہم بموجب نص صریح قرآن شریف کے جو آیت فیمسك التی قضی علیہ الموت سے ظاہر ہوتی ہے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو لوگ اس دنیا سے گذر جاتے ہیں وہ دنیا میں دوبارہ آباد ہونے کے لئے نہیں بھیجے جاتے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷)

ہمدم صاحب! اس عبارت کو پڑھیئے اور بار بار پڑھئے، اور خدارا انصاف کیجئے کہ کیا آپ نے جو کچھ حضرت مرزا صاحب کے متعلق لکھا وہ صحیح ہے؟ آپ کو توبہ کرنی چاہیئے اور اظہار ندامت کرنا چاہیئے، کہ ایک بیگناہ اور برگزیدہ خدا پر آپ نے ایسے گندے الزامات لگائے ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بھتانا واثما مبینا - ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیکر کہتے ہیں کہ بیان بالا کو پڑھکر آپ اپنے دل کو ٹٹولیں کہ وہ کیا فتویٰ دیتا ہے، آپ کی ضمیر آپ کو کیا کہتی ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ آپ کی اس تحریر سے کتنے لوگوں کو غلطی لگی ہوگی اور کتنے لوگوں نے اس برگزیدہ خدا کو

ملزم قرار دیا ہوگا۔ ان کا گناہ کس کی گردن پر ہے؟ مولانا! مرزا غلام احمد صاحبؑ سے آپ کو عداوت ہی سہی مگر اسلام کا حکم تو یہ ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرو۔ ایسا حکم تو ہرگز نہیں کہ جو باتیں دشمن میں نہیں پائی جاتیں وہ بھی زبردستی اس کے سر تھوپ دی جائیں۔ کذب بیانی کی تو کسی صورت میں بھی اجازت نہیں۔ میں پھر آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیا عدالت اور کونسا انصاف ہے کہ ایک شخص پکار پکار کر اپنے ایمان کا اعلان کر رہا ہے اور بار بار قسمیں کھا کھا کر کہہ رہا ہے کہ میں ان تمام عقائد کا جو اہل سنت و الجماعت کے ہیں قائل ہوں اور میں ان سب پر ایمان رکھتا ہوں۔ مگر آپ حضرات ایک نہیں سنتے۔ سبحان اللہ! یہ شانِ مولویت ہے۔ لعنت ہے ایسی عدالت پر اور لعنت ہے ایسے انصاف پر، اور ویل ہے اس علم و فضل پر جو لوگوں پر بہتان باندھنے اور افتراء پردازیاں کرنے کی ہدایت کرے۔

حضرت مرزا صاحب کا انجام

ہمدم صاحب کی چھوٹی تعلّیاں

مولانا ہمدم صاحب نے جنہیں دُشنام طرازی - افترا پردازی اور غلط بیانی میں ید طولی حاصل ہے ایک اور عجیب و غریب شندزہ کتاب زیرِ نظر میں زیبِ قرطاس فرمایا ہے - اور وہ ہے مرزا صاحب کا انجام" اس عنوان کے تحت چشم بد دور، آپ نے بڑے بڑے گُل کھلائے ہیں - بڑی بڑی تعلّیاں کی ہیں - اور اپنی جھوٹی فتح کا ڈھول بڑے زور و شور سے پیٹا ہے - فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اور اُن کی جماعت کے لوگ مخالفین کے مقابلہ پر ہر جگہ ناکام رہے اور ہر محاذ پر شکست کھاتے رہے ہیں اور علمائے کرام ان کا منہ توڑ جواب دیتے رہے ہیں اور قوم کے نوجوان ان کے لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہے ہیں - پھر حضرت مرزا صاحب کی وفات کا ذکر اعتراض کے رنگ میں کیا ہے اور آپ کو ایک ناکام انسان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، وغیرہ وغیرہ من الھفوات -

اس پر مجھے ایک شعر یاد آگیا ہے ؎

خرد کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

ہمدم صاحب! قدرت نے جنہیں حقیقت شناس دل نہیں دیا اگر زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین کہدیں تو اُن سے کچھ بعید نہیں۔ انہوں نے پختہ عہد کر رکھا ہے کہ سچ نہیں بولنا۔ اب تک تو ملاّں کی تعریف یہ کی جاتی تھی کہ ملاّں آنست کہ بند نہ شود مگر میرے خیال میں زیادہ صحیح تعریف یوں ہونی چاہیئے کہ ملاّں آنست کہ راست نہ گوید۔ فتح کو شکست اور شکست کو فتح۔ کامیابی کو ناکامی اور ناکامی کو کامیابی بنا دینا ہمدم صاحب کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے ؎

جھوٹ کو سچ کر بتانا کوئی اُن سے سیکھ جائے

شاعر نے انہیں کے حق میں فرمایا تھا۔

کیا "مرزائیوں" کی ترقی علماء کی کامیابی ہے؟

وقائع نگاری میں ہمدم صاحب نے ریکارڈ توڑ دیا..... ہے فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کے لوگ مخالفین کے مقابلہ میں ہر جگہ ناکام ہوتے رہے ہیں اور علمائے کرام ان کا منہ توڑ جواب دیتے رہے ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ جس حالت میں علمائے کرام مرزائیوں کو شکست پر شکست اور ان کا منہ توڑ جواب دیتے رہے ہیں اور ان کو ہر محاذ پر ناکامی اور نامرادی نصیب ہوتی رہی تو یہ صورت حال کس طرح پیدا ہو گئی کہ لوگ مرزائی عقائد کو پسندیدہ اور علمائے کرام کے عقائد کو تنفر سے دیکھنے لگ گئے

اللہ تعالےٰ ...... مغفرت فرمائے ہمارے مرحوم بھائی مولانا

آفتاب الدین احمد صاحب کو انہوں نے ایک دن ذکر کیا کہ دیوبند میں قیام کے دوران میں ایک دفعہ جب مولانا مرتضیٰ حسن خان صاحب اپنے تبلیغی دورہ سے واپس آئے تو ہم لوگوں نے اُن سے دریافت کیا کہ سنائیے مولانا! دورہ کیسا رہا؟ تو انہوں نے ذرا تامّل کے بعد جواب دیا، کیا پوچھتے ہو، لوگ تو مرزا کے آنے سے بھی پہلے مرزائی بنے ہوتے ہیں۔ جدھر جاؤ یہی کہتے ہیں کہ مسیح فوت ہو گیا ہے۔ یہ دیوبند کے ایک بہت بڑے رکن کی رائے ہے۔ جن کا کام فتنۂ مرزائیت کا استیصال تھا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ فضا کہ مسیح فوت ہو گیا ہے کیونکر پیدا ہو گئی ہے؟ اور یہ کس بات کا نتیجہ تھی؟ کیا اس بات کا نتیجہ تھی کہ آپ کے علمائے کرام مرزائیوں کو ہر محاذ پر شکست فاش اور ان کو منہ توڑ جواب دیتے رہے، یا اس بات کا کہ مرزائی آپ کے علماء کو منہ توڑ جواب دیتے رہے۔ اور انہیں ہر محاذ پر شکست دیتے رہے ہیں؟ عقلمند آدمی نتائج سے سبق حاصل کرتا ہے۔ نتائج کیا ہیں؟ احمدی عقائد کی بتدریج ترقی اور غیر احمدی عقائد سے نفرت جیسا کہ مولانا مرتضیٰ حسن کے بیان سے ظاہر ہے اب خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ کون شکست کھاتا رہا، اور کون فتح پاتا رہا، کون ہارتا رہا اور کون جیتتا رہا ہمارے صاحب مکرم! یہ مسئلہ ہماری سمجھ میں تو آتا نہیں کہ ہر محاذ پر کامیابی تو حاصل کرتے رہے آپ کے علماءِ کرام، لیکن ترقی کرتے گئے مرزائی! یہ کیا راز ہے؟ کیا کبھی کوئی شکست خوردہ قوم بھی ترقی کر سکتی ہے

جو لوگ متواتر شکست پر شکست کھاتے رہے ہوں، انکو سر بلندی حاصل کرنے کا موقعہ کہاں سے مل سکتا ہے؟ وہ تو روز بروز روبہ انحطاط ہو کر مٹ جاتے ہیں۔

"مرزائیوں" کا قدم ترقی کی طرف

مگر یہاں اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے مرزائی ہر محاذ اور ہر میدان میں شکست بھی کھاتے رہے اور پھر بھی ان کا قدم ترقی کی طرف اُٹھتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ وہ دنیا کی ایک مقتدر جماعت بن گئے۔ ہزاروں سے لاکھوں تک ان کی تعداد بڑھ گئی۔ لاکھوں روپے کی قومی جائیداد پیدا ہو گئی۔ دنیا میں ان کی مسجدیں بن گئیں، مدارس کھُل گئے۔ کتب خانے قائم ہو گئے۔ جا بجا مشن کھُل گئے۔ دنیا کا کوئی ایسا ملک نہیں جہاں کوئی نہ کوئی مرزائی مبلّغ موجود نہ ہو۔ بے حساب لٹریچر دنیا میں اشاعت پا گیا۔ دنیا کا ایسا کوئی کونہ نہیں جہاں ان کا لٹریچر پہنچا نہ ہو، ان کے پیدا کردہ لٹریچر نے اس قدر مقبولیت حاصل کی کہ لوگ اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں اور اسکو آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ یہ تو دستائی نہیں تحدیث نعمت ہے۔ دنیا کی کوئی مذہبی سوسائٹی ایسی نہیں جو احمدیت کی ثناخواں نہ ہو اور اس کے علم وفضل کا لوہا نہ مانتی ہو، خدا کے فضل سے احمدیت کو دنیا کی ہر مہذب سوسائٹی میں عزّت اور وقار حاصل ہے۔ لوگ اپنی مجالس میں ان کی تقاریر بڑی خوشی سے سنتے اور ان کے معلومات سے مستفیض ہونے کی تڑپ رکھتے ہیں۔ جانتے

ہو یورپ کی سرزمین میں جو علم و فضل کا گہوارہ ہے۔ قرآن مجید کے کس ترجمہ اور تفسیر کو بطور سند مانا جاتا ہے ؟ "محمد علی مرزائی" کے ترجمہ کو۔ یورپ کے بڑے بڑے مبصروں اور مفکروں کے کتب خانے اسی قرآن مجید کے سے مزین ہیں ۔ اور اس ہی پہ اسلامی دنیا کو وقار حاصل ہے۔ ولا فخر۔

"مرزائی لٹریچر کا تار و پود" آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے نوجوان مرزائیوں کے لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہے ہیں ۔ ذرا ہم بھی ان نوجوانوں کی شکل تو دیکھ لیں ...... کیا وہ اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہے۔ جو سینکڑوں، ہزاروں انسانوں کی ہدایت کا موجب بنا ؟ کیا اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہے جس میں دین اسلام کو سب ادیانِ باطلہ پر غالب کر دکھایا گیا ہے اور جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء پر افضل ثابت کیا گیا ہے ۔ اور جس میں دنیا کو حضور کا دین قبول کرنے کی دعوت دی گئی ہے ۔ کیا اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں جس کے متعلق ہندوستان کا سب سے بڑا مفکر مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتا ہے کہ :۔

" جب میں انگریزیت کے پھیلائے ہوئے زہر الحاد (ریشنلزم ایگناسٹزم) میں غرق تھا۔ مرحوم کے انگریزی ترجمہ قرآن نے دستگیری کی، وہ اگر محض اتفاق سے ایک

عزیز کے پاس دیکھنے کو نہ مل جاتا تو خدا معلوم کتنی اور
مُدت تک میں بھٹکتا رہتا اور میری ہی طرح خدا معلوم اور
کتنوں کے حق میں وہ شمع ہدایت ثابت ہو کر رہے گا۔ پھر
اُردو تفسیر القرآن فضل الباری۔ خلافت راشدہ سیرت
خیر البشر اور انگریزی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ مینول آف حدیث
ان کی تصانیف ایک سے ایک بڑھکر مفید اور معرکۃ الآرا
موجود ہیں"

کیوں ہمدم صاحب! کیا آپ کے نوجوان اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں جو راہ صواب سے بھٹکے ہوؤں کی دستگیری کرتا اور جو گمراہوں کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتا ہے۔ کیا آپ کے نوجوان اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں جو اس قدر مفید اور پڑھیا اور معرکۃ الآرا ہے کہ مولانا عبد الماجد جیسے فاضل انسان اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ کیا آپ کے نوجوان اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں۔ جس کو دیکھکر لارڈ ہیڈلے جیسا مبصر انسان انگشت بدندان تھا۔ کیا آپ کے نوجوان اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں جس کو روس کا سب سے بڑا فلاسفر کونٹ ٹالسٹائی پڑھتا اور سر دھنتا تھا۔

اگر آپ کے نوجوان اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں۔ جو سراسر نور اور ہدایت اور حقائق و معارف اسلامیہ سے پُر ہے تو خود سوچ لیں کہ کیا یہ اسلام دوستی ہے یا اسلام دشمنی؟ اور

ایسے نوجوان اسلام کے خیر خواہ ہیں یا بدخواہ۔ کیا ایسے نوجوان قابلِ تعریف ہیں یا قابلِ مذمت؟ خدا بچائے ایسے نوجوانوں سے جو اپنے گھر کو اپنے ہاتھوں سے ہی تباہ کر دیں یخربون بیوتھم بایدیھم۔ ماشاءاللہ اچھے نوجوان آپ نے پیدا کئے ہیں جو بجائے کسی تعمیری کام کے تخریبی کام میں پیش پیش ہیں۔ خود تو کچھ کام کرنے کی توفیق نہ ملی جو کچھ کام دوسروں نے حمایت اسلام میں کیا اس کو ملیامیٹ کرنے کے درپے ہو گئے اور جو چراغ ہدایت کا کسی ہمدردِ ملت نے فروزاں کیا اس کو بجھانے کے درپے ہو گئے۔ یریدون ان یطفؤا نوراللہ بافواھھم۔ کیا ایسے ہی نوجوانوں پر آپ کو فخر ہے؟ سنئے! آپ کے نوجوان ہمارے لٹریچر کا تار و پود کیا بکھیریں گے۔ ایک دنیا ہمارے لٹریچر پر فریفتہ ہو رہی ہے۔ جہاں جہاں ہمارا لٹریچر گیا لوگوں نے سر آنکھوں پر رکھا اور بغیر ہماری تحریک کے اس کو اپنی اپنی زبان میں ترجمہ کر کے اس کی نشر و اشاعت کو اپنی بڑی سعادت سمجھا ؎

نہ من بر آں گُلِ عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

آپ ایسے حضرات کو جو اس لٹریچر کے تار و پود بکھیرنے کے درپے ہیں، مولنا عبدالماجد صاحب کی ایک نصیحت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ فرماتے ہیں:-

" عین اس وقت جبکہ ہمارے علمائے کرام فرقہ احمدیہ کو مُرتد قرار دیتے اور ان کے واجب القتل ہونے کے فتاوئے صادر کرنے میں مصروف ہیں خدا ئے اسلام انہی مُرتدوں سے اسلام کی وہ خدمت لے رہا ہے جس پر ہم سُنّی، وحنفی، صحیح العقیدہ کہلانے والوں کو یا ان اسلام کو رشک کرنا چاہیئے "

دیکھا مولانا! ایسے ہوتے ہیں منصف مزاج لوگ جو صحیح بات دیکھتے ہی اس کے بیان کرنے سے نہیں جھجکتے اے کاش خدا آپ کو بھی یہ وصف عطا فرمائے۔

کیا حضرت مرزا صاحب ناکام ہیں؟

غرض حضرت مرزا صاحب کو ناکام انسان ثابت کرنے کی کوشش کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے معترض کو چاہیئے کہ وہ اُن اخبارات کا مطالعہ کرے جنھوں نے حضور کی وفات پر آپ کی زندگی پر ریویو کئے۔ اُن میں سے بعض نے آپ کے متعلق

" اسلام کا فتح نصیب جرنیل "

لکھا ہے۔ کیا کوئی ناکام انسان بھی فتح نصیب جرنیل کہلا سکتا ہے بحیثیت ایک مجدد دین کے آپ نے دشمنان اسلام کے اعتراضات کا بھی قلع قمع کیا اور محاسنِ اسلام بھی اس فراخ دلی سے ظاہر کئے کہ چاردں

طرف سے صدائے احسنت بلند ہوئی۔ نبوت کے لئے آپ کی کتب موجود ہیں۔ دیکھ لیجئے کس طرح آپ نے آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ اور محاسنِ اسلام کے لئے صرف ایک اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھ لیجئے۔ آپ کو حقیقت نظر آجائے گی۔ آپ کو یقین ہو جائے گا کہ اس شخص نے فی الواقعہ اسلام کو زندہ کر دکھایا۔ اور اب جو آپ کی دونوں جماعتیں تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں یہ بھی دراصل آپ کا ہی کارنامہ ہے اور آپ کی ہی پھونکی ہوئی رُوح ہے اور آپ کی ہی ہدایات کی تعمیل ہے اس سے بڑھ کر ایک شخص کا کیا احسان ہوگا کہ خود ساری عمر تبلیغ اسلام میں صرف کر دی، اور مرنے کے بعد ایک ایسی جماعت چھوڑی جو تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہے۔ تفصیلات کا یہ موقعہ نہیں ورنہ ہم کھول کر بتاتے کہ دُنیا پر حضرت مرزا صاحب کے کیا کیا احسانات ہیں ؎

منت خاک ذرت بر بصرے نیست کہ نیست

کیا اسہال سے مرنا ناکامی ہے؟

حضرت مرزا صاحب کی وفات پر آپ کا فقرے چست کرنا اور مرض اسہال کو جس سے حضرت صاحب کا انتقال ہوا عذاب قرار دینا یہ آپ کی ناسمجھی کا افسوسناک مظاہرہ ہے۔ کیا بخار یا ہیضہ یا اسہال یا کسی ایسی بیماری سے فوت ہونا عذاب کہلاتا ہے؟ اگر یہ عذاب ہے تو یاد رکھو کہ ایسے عذاب میں خدا کے نہ صرف بڑے بڑے صالح

بندے بلکہ انبیاء بھی مبتلا ہوتے رہے ہیں، کیا حضرت ایوبؑ کی بیماری کا ذکر زبان زد خلائق نہیں۔ ان ہزاروں صالح بندوں کی شمولیت میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی آپ کہدیں کہ آپ فلاں مرض کے عذاب میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مکرم ہمدم صاحب! آپ جس قسم کی باتیں کرتے ہیں یہ بہت ادنے لوگوں کا کام ہے مگر آپ بھی مجبور ہیں ؏

فکرِ ہر کس بقدر ہمتِ اوست

دوستو! دوسروں پہ ناحق زبان طعن کیوں دراز کرتے ہو، خدا جانے کل کو تمہارا کیا حال ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت سے ڈرنا چاہیئے۔ اور اس کے نیک بندوں کی تحقیر و تذلیل نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالے کو یہ باتیں سخت ناپسند ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی بے نفسی

مکرم ہمدم صاحب! حضرت مرزا صاحب بھی آخر انسان ہی تھے۔ ان کے لیے بھی موت مقدر تھی۔ انك میت وانھم میتون

بدنیا گر کسے پائندہ بودے

ابوالقاسم محمدؐ زندہ بودے

جب وہ اپنا کام ختم کر چکے۔ اور جو پاک مقاصد لے کر آپ آئے تھے وہ پورے ہو گئے۔ اور ان کو جاری و ساری رکھنے کے لئے آپ ایک مستقل جماعت بھی بنا چکے، تو اللہ تعالے نے آپ کو نذر لبیہ

الہام اطلاع دی کہ اب آپ دنیا سے کوچ کرنے والے ہیں۔ اس پر آپ نے وصیت لکھی۔ جس میں ضروری نصائح اپنی قوم کے لئے درج فرمائیں، اور ان کے لئے ایک لائحہ عمل تجویز کیا اور وہ تھا اشاعت اسلام اور اس مقصد کے لئے آپ نے ایک انجمن بنائی۔ دیکھئے آپ کی بے نفسی کہ اپنے بیٹے کو یا اپنے داماد یا کسی رشتہ دار عزیز کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا۔ بلکہ اپنے بعد انجمن کو ہی جانشین بنایا اور اپنی زندگی میں سب کاروبار اس انجمن کے سپرد کر دیئے اور تمام اموال وغیرہ بھی اسی کے حوالے کر دیئے۔ دیکھا حضرت! یوں ہوتے ہیں خدا کے بندے۔ اگر مرزا صاحب دنیا کے بندے ہوتے تو ہرگز انجمن نہ بناتے بلکہ اپنے بعد اپنے بیٹے کو جانشین بناتے۔ مگر انہوں نے ایسا ہرگز نہیں کیا اور بجائے اس کے کہ اموال انکے اپنے گھر میں جائیں انجمن کے سپرد کر دیئے تو قوم کا مال قوم کے پاس ہی ہمیشہ کے لئے رہا۔

شہادت کی موت آخر جیسا کہ خدا نے تین سال قبل آپ کو اطلاع دی تھی۔ آپ کی رحلت کا وقت آگیا۔ بغرض تبدیل آب و ہوا جب آپ قادیان سے لاہور کی طرف روانہ ہونے لگے تو پھر الہام ہوا:۔

مکن تکیہ بر عمرِ ناپائیدار

حضور لاہور ہی میں قیام فرما تھے اور مضمون پیغام صلح ختم کر چکے تھے

کہ خدا کا پیغام آ گیا، اور اسہال کی تکلیف سے جو لمبا مال سے آپ
کو لاحق تھی آپ کا وصال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون بفحوائے
المبطون شہید اللہ تعالےٰ نے آپ کو شہادت کی موت
دی۔ اور آپ کا انجام صالحین کی طرح ہوا۔ وہ خدا کا بندہ خدا کا سچا
عاشق تھا۔ اس نے نزع کی حالت میں بھی جبکہ بے انتہا کمزوری لاحق
تھی نماز ادا کی اور جب آخری سانس لئے تو زبان پر تھا۔ اے خدا!
اے پیارے خدا! میرے پیارے خدا۔ خدا خدا کہتے ہوئے وہ
خدا کا پیارا اپنے پیارے خدا سے جا ملا۔ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب
مظفر و منصور تھا، اس کی روح پر فتوح پر سینکڑوں سلام اور رحمتیں ہوں۔

قبر مسیح کا معاملہ

اپنے مضمون کے خاتمہ پر ہمدم صاحب نے ایک
نوٹ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کے متعلق بھی سپرد
قلم کیا ہے۔ نوٹ کیا ہے وہی مولویانہ کٹ حجتی ہے فرماتے ہیں
کہ مرزا صاحب نے اپنے پرانے حربے سے کام لیتے ہوئے کیوں
نہ کہدیا کہ ان کو الہام ہوا ہے کہ یہ مسیح کی قبر ہے۔ اجی حضرت! جس امر
کے متعلق الہام نہ ہوا اس کے متعلق کیونکر کہدیں۔ اور حضرت مسیح کی
قبر کے متعلق انہوں نے اگر ریسرچ ورک کیا ہے تو اس میں ان .... کا
کیا قصور ہے۔ یہ تو اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے کہ عیسائی دنیا
کے خدا کو فوت شدہ ثابت کر دیا۔ کیا آپ کو اسلام کے خلاف
عیسائیت کی حمایت منظور ہے؟ آپ لوگ تو یہ چاہتے ہیں، کہ

شریکوں کی دیوار گر جائے تو وہ خود ہی نیچے آ کر ہلاک ہو جائیں۔ بقول حافظ شیرازی ؎

شادم کہ یارقیباں دامن کشیدہ رفتم
گو مشتِ خاکِ ماہم بر باد رفتہ باشد

آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ثابت ہو جائیں خواہ اسلام کا کچھ باقی نہ رہے اور نصاریٰ کے دین کو تقویت حاصل ہو جائے۔ نعم ما قال المسیح الموعود ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستارانِ میت را
مسیحِ ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفونِ یثرب را ندادند ایں فضیلت را

حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات تو قرآن مجید ثابت کر رہا ہے۔ اور قبر کا معاملہ حضرت مرزا صاحب کی تحقیقات تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ علمی دنیا میں ایک ثابت شدہ حقیقت بن چکا ہے۔ انہی ایام میں محترم خواجہ نذیر احمد صاحب فرزند حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور نے انگریزی میں ایک مفصل کتاب JESUS IN HEAVEN ON EARTH (جیزز ان ہیون آن ارتھ) تصنیف کر کے اس علمی اور تاریخی تحقیقات کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہے۔ خدا آپ کو توفیق دے تو آپ وہ پڑھیں، اور اگر حوصلہ پڑے تو اس کا جواب لکھ کر اپنی

قابلیت کا ثبوت دیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے نوٹ لکھنے اور ایک ڈیڑھ کٹ تحقیقاں کر دینے سے سوائے اس کے کہ آپ اہلِ علم کے حلقہ میں اپنا مضحکہ اڑائیں اور کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔

ہمدم صاحب کی کذب بیانی | مکرم ہمدم صاحب! خدا کے فضل سے آپ کے مضمون پر ایک مختصر تبصرہ کرنے سے ہم فراغت پا چکے ہیں امید ہے کہ آپ ہماری عرضداشت پر غور فرمائیں گے۔ ہم پھر آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ آپ لوگوں کو ہمارے اور ہمارے امام ہمام کے متعلق سخت غلطی لگی ہوئی ہے۔ نہ ہمارے امام نے سرمو کتاب و سنت سے انحراف کیا ہے اور نہ ہم نے۔ مخالفوں نے ناحق ہم پر جھوٹے الزام لگائے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے اپنے بیانات سے واضح ہو گیا ہو گا کہ وہ اہلِ سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد کے پابند تھے۔ اور یہی تعلیم وہ اپنے ماننے والوں کو دیتے تھے انہوں نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اور نہ انہوں نے ختم نبوت سے انکار کیا ہے۔ یہ آپ لوگوں کی زبردستی ہے کہ ان کو ختم نبوت کا منکر قرار دیکر کذاب کہتے پھرتے ہیں۔ مگر ہمدم صاحب مکرم آپ خود جن کذب بیانیوں کے مرتکب ہوتے ہیں ان کا آپ کو خیال ہی نہیں۔ انسان کو چاہئیے کہ وہ اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھے۔ آپ نے اس مختصر مضمون میں جو کذب بیانیاں کی ہیں اُن کا ایک مختصر سا خاکہ ذیل میں عرض کرتا ہوں :-

مثلاً آپ نے لکھا ہے کہ مرزا انگریزوں کا پروردہ ہے، یہ آپ کی کذب بیانی ہے پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب انگریزوں کی خوشامد کرتے تھے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ آپ نے پھر مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار دیا اور مدعی نبوت بھی ایسا جو مستقل صاحب شریعت نبی ہے (ص ۱۰۸) یہ بھی آپ کی صریح کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے حضرت مرزا صاحب کی سلیمان بن حسن سے مشابہت قائم کی ہے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے پھر مقنع کے ساتھ آپ نے حضرت ممدوح کی مشابہت بیان کی ہے یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے احادیث کا انکار کیا ہے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا اور اس کی جماعت مفسرین کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ یہ فقہ اسلامی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ فرقہ باطنیہ کی طرح دعوت کے بھی مدارج مقرر کئے ہوئے ہیں۔ یہ بھی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزائیوں نے تفسیر قرآن میں ایسا طریقہ اختیار کیا ہے جس سے مسلمان احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اسلاف کے کارناموں سے بدظن ہو جائیں۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ آپ نے لکھا ہے مرزائی تبلیغ اسلام کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ یہ بھی آپ کذب بیانی ہے۔

آپ نے لکھا ہے لاہوری مرزائیوں نے دھوکے کی ٹٹی تیار کی ہے۔ پہلے لوگوں کو مرزا کی صداقت منواتے ہیں، پھر انہیں مرزا کے نبی ماننے میں عذر نہیں رہتا۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزائی کہتے ہیں کہ قرآن کے بعد کسی حدیث کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ اس کے راوی مردے ہیں یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب صحابہؓ کی توہین کرتے تھے یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے عقائد اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد کے خلاف تھے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب معراج کے منکر تھے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب معجزات کے منکر ہیں۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے وقس علیٰ ھذا۔

اب فرمائیے جناب ہمدم صاحب! حضرت مرزا صاحب تو معاذ اللہ نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کر کے کذاب ٹھہر گئے (حالانکہ انہوں نے کوئی ایسا دعوےٰ نہیں کیا) مگر جو شخص اس قدر کذب بیانیوں کا مرتکب ہو اس کو آپ کیا کہیں گے؟ بینوا و توجروا ؎

طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود
خود کنی ثابت کہ ہستی کاذبے

حضرت مسیح موعودؑ پر دعویٰ نبوت کا الزام

کتاب دونبی میں شیخ الجامعہ کے علاوہ کسی ہمدم صاحب نے بھی بہت کچھ کذب بیانیاں اور افتراء پردازیاں کی تھیں جن کا جواب گذشتہ صفحات میں دیا جا چکا ہے۔ اب ہم شیخ الجامعہ صاحب کی تحریر کی طرف توجہ کرتے ہیں:۔

بلا تحقیق الزام آنجناب نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مرزا صاحب میں تقابل قائم کر کے صادق اور کاذب میں امتیاز ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ماشاء اللہ۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی طرف مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوےٰ منسوب کیا ہے۔ (صٓا) ع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

کیوں نہ ہو شیخ الجامعہ جو ہوئے اپنے متقدمین سے ایک قدم آگے ہی رکھنا چاہئے تھا پیچھے کیوں رکھتے؟ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا جناب موصوف نے کما ینبغی تحقیق کر لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے فی الواقعہ دعوے نبوت کیا اور دعوے بھی مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا؟ ہم کہتے ہیں کہ صاحب موصوف نے تحقیق نہیں کیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی بیّن اور صریح عبارتیں جن

میں نہایت واضح طور پر انکار نبوت پایا جاتا ہے آپ نے قطعاً نظر انداز کر دی ہیں - اور ان کا ذکر تک نہیں کیا - البتہ ایک جگہ چند نامکمل اور ادھورے حوالے جو محض متشابہات کا حکم رکھتے ہیں درج کر کے اپنی عدم تحقیقات کا ثبوت دیا ہے، اور نہایت بے دردی سے صداقت کا خون کرتے ہوئے، اور خدائے ذوالجلال سے بے خوف ہو کر حضرت مرزا صاحب پر صاحب شریعت نبی ہونے کا الزام لگایا ہے - مگر حضرت مرزا صاحب لعنت بھیجتے ہیں اس شخص پر جو آنحضرتؐ کے بعد مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوے کرے - اور یہ ناحق الزام لگانے اس کو خدا سمجھے - اے کاش اس تقابل کے وقت حضرت مرزا صاحب کا یہ فقرہ بھی آپ کے پیش نظر ہوتا :-

"اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعوے کرتا ہوں بلکہ مراد صرف یہ ہے کہ مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں"

(حقیقۃ الوحی)

جماعت احمدیہ لاہور نبی نہیں مانتی

شیخ الجامعہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کی ایک مقتدر جماعت آپ کو صرف مجدد اور مسیح موعود مانتی ہے - اور انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب سے اور حضور کے عمل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے نبی ہونے کا نہیں تھا

اور اب تک ہزاروں صفحات اس باب میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے تحقیق کا تقاضا تو یہ تھا اور انصاف بھی یہی چاہتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف اتنا بڑا دعوے منسوب کرنے سے پیشتر جناب شیخ الجامعہ صاحب اور نہیں تو کم از کم ہماری صرف ایک کتاب "النبوت فی الاسلام" کا ہی مطالعہ فرما لیتے۔ اور اگر ان دلائل کو جو اس کتاب میں دیئے گئے ہیں، غلط پاتے تو انکی تردید کرتے اور اچھی طرح ثابت کر کے دکھاتے کہ فی الحقیقت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ اور لاہوری مرزائی اپنے دعاوی میں جھوٹے ہیں۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا سُنی سنائی اور مخالفین کی لکھی ہوئی باتوں پر تکیہ کر کے فرض کر لیا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔

بے ضرورت تقابل مکرم شیخ الجامعہ صاحب! یہ آپ کی ساری کھیل ہی غلط ہے۔ جس صورت میں حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے ہی نہیں کیا، تو پھر اس تقابل کا کیا مطلب اور کتاب کے اوراق سیاہ کرنے سے کیا فائدہ؟ پہلے تحقیق تو کیا ہوتا اور دلائل کا جواب دلائل سے دے کر ثابت کیا ہوتا کہ مرزا صاحب نے مستقل اور شرعی نبی ہونے کا دعوے کیا ہے! اس تقابل کی جو آپ نے قائم کر کے اپنی جدت کا ثبوت دیا ہے ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد جس شخص کے متعلق یہ ثابت

ہو جائے کہ اس نے مستقل اور صاحب شریعت جدیدہ ہونے کا دعوے کیا ہے، ایک لمحہ کے لئے بھی اسے سچا نہیں سمجھا جا سکتا۔

کسی کا نبی ماننا دعوئے نبوت کا ثبوت نہیں

اور یہ دلیل کہ فلاں جماعت آپ کو نبی مانتی ہے کام نہیں دے سکتی، مستقل صاحب شریعت نبی تو آپ کو کوئی بھی نہیں مانتا اور اگر بالفرض کوئی مانے بھی تو اس سے لازم نہیں آتا کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوئے نبوت کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی لوگ خدا کا بیٹا یا خدا مانتے ہیں تو کیا اس سے لازم آ گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کا بیٹا یا خدا ہونے کا دعوے کیا تھا؟ ہرگز نہیں اسی طرح اگر کوئی حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے تو اس سے لازم نہیں آ جاتا کہ حضور نے درحقیقت دعوئے نبوت کیا ہے۔

دعوئے نبوت کا ثبوت دو

ہم حضرت مرزا صاحب کی کتب سے انکار دعوئے نبوت بعد میں دکھائیں گے سردست ہم جناب شیخ الجامعہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب کی اسی (۸۰) کتابوں میں سے کسی تحریر یا تقریر سے یہ الفاظ نکال کر دکھائیں کہ:-

"میرا دعوے مستقل اور صاحب شریعت
نبی ہونے کا ہے"

شیخ الجامعہ صاحب اور ان کے رفقاء اور مشیر جنہوں نے اس کتاب

کی تالیف میں بڑے بڑے قیمتی مشورے دیئے اور مصنف کی خوب پیٹھ ٹھونکی ہے۔ وہ سب مل کر اور پوری کوشش کر کے حضرت مرزا صاحب کے ایسے الفاظ کہیں سے دکھا دیں تو ہم ان کے قائل ہو جائیں گے اور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیں گے۔ زیادہ طول طویل بحث کی ضرورت نہیں۔ ہمارا اور شیخ الجامعہ کا فیصلہ ایک بات میں ہی ہو جاتا ہے۔ وہ یہ الفاظ حضرت مرزا صاحب کی تحریر سے نکال کر دکھائیں۔ اور اگر نہ دکھا سکیں اور کبھی نہیں دکھا سکیں گے تو اس خدا سے ڈریں جس پر انہیں ایمان کا دعوےٰ ہے۔ کسی بے گناہ پر ناحق الزام لگا دینا اور پھر اس کو طرح طرح سے ذلیل کرنے کی کوشش کرنا یہ شیخ الجامعہ جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔ اور یہ صریح ظلم ہے۔ اور ہم اس ظلم کی خدا ئے واحد کے حضور ہی فریاد کرتے ہیں انما اشکوبثی وحزنی الی اللہ۔

ایک جامع حوالہ شیخ الجامعہ تو جب ہمارا مطالبہ پورا کریں گے دیکھا جائے گا۔ لیکن اس کے برخلاف سینکڑوں حوالجات میں سے ایک جامع حوالہ حضرت کی آخری کتاب حقیقۃ الوحی سے درج ذیل کر کے ہر صاحب انصاف سے ہم اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدارا فیصلہ دیں کہ آیا جو کچھ شیخ الجامعہ نے تحریر کیا ہے وہ صحیح ہے؟ سنئے حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

" والنبوت قد انقطعت بعد نبینا صلے اللہ

عليه وسلم ولا كتاب بعد الفرقان الذی هو
خير الصحف السابقة - ولا شريعة بعد
الشريعة المحمّدية - بيد انی سميت نبيًّا
على لسان خير البرية وذالك امر ظلیّ
من بركات المتابعة وما اری فی نفسی
خيرًا وجدت كل ما وجدت من هٰذه
النفس المقدسة وما عنی الله من نبوّتی
الا كثرة المكالمة والمخاطبة ولعنت
الله على من اراد فوق ذالك او حسب نفسه
شيئًا او اخرج عنقه من الربقة النبوّة -
وانّ رسولنا خاتم النّبيّين وعليه انقطعت
سلسلة المرسلين فليس حق احدٍ ان
يدّعی النبوة بعد رسولنا المصطفى على طريقة
المستقلة وما بقی بعده الا كثرة المكالمة
وهو بشرط الاتباع لا بغير متابعة خير البرية
ووالله ما حصل لی هذا المقام الا من انوار
اتباع الاشعة المصطفوية - وسمّيت
نبيًا من الله على طريق المجاز لا على
وجه الحقيقة (الاستفتاء ضميمه حقيقة الوحی ص ٦٣)

اب اس کا ترجمہ بھی سُن لیجئے، فرماتے ہیں :۔

" اور نبوّت ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد تحقیق منقطع ہو گئی اور قرآن مجید کے بعد جو سب صحیفوں سے بہتر ہے اور کوئی کتاب نہیں۔ اور شریعت محمدیہ کے بعد کوئی اور شریعت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جو سب مخلوقات سے بہتر ہیں انہوں نے میرا نام نبی رکھا اور اس کی متابعت کی برکات میں سے یہ ایک ظلی امر ہے اور میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں دیکھتا۔ اور جو کچھ میں نے پایا اس مقدس نفس سے ہی پایا، اور میری نبوّت سے اللہ تعالیٰ کی مراد سوائے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے اور کچھ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی لعنت اس شخص پر ہو جو اس سے اُوپر کچھ ارادہ کرے یا اپنے آپ کو کچھ سمجھے یا اپنی گردن کو اس نبی کی اطاعت کی رسّی سے باہر نکالے اور تحقیق ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں اور ان پر مرسلین کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور ہمارے رسول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی شخص کا حق نہیں کہ مستقل طور پر نبوّت کا دعوے کرے۔ اور ان کے بعد سوائے کثرت مکالمہ اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اور وہ بھی بغیر اتباع آنحضرت صلعم کے جو سب مخلوق سے بہتر ہیں حاصل نہیں ہو سکتا اور قسم ہے اللہ کی

یہ مقام مجھ کو حاصل نہیں ہوا اگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاعوں کے انوار کی اتباع سے اور میرا نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجاز کے طور پر نہ کہ حقیقی طور پر"۔ (حقیقۃ الوحی ضمیمہ صفحہ ۶۴)

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔ یہ وہ کلام ہے جو باطل کو پاش پاش کر رہا ہے منکرین معترضین اور مفسدین کے لئے یہ کلام ایک صاعقہ کا حکم رکھتی ہے۔ اس کے سامنے کذب و افتراء کی عمارت طرفۃ العین میں زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اب کیا فرماتے ہیں شیخ الجامعہ صاحب! جو مکڑی کا جالا آپ نے بُنا تھا اس کی تار تار بکھر گئی یا نہیں؟ حضرت مرزا صاحب کے بیان بالا نے کذب و افتراء کی دھجیاں اُڑا دیں۔ چاہئے کسی صاحب علم کے سامنے اپنا بیان اور اس کے بالمقابل حضرت مرزا صاحب کا بیان رکھئے پھر دیکھئے وہ کیا کہتے ہیں، لازماً وہ آپ کے بیان کو سراسر کذب و افتراء قرار دیں گے اور یہی حق ہے۔

چھ اہم نکات لمبی چوڑی بحث کو چھوڑ کر آپ کی توجہ کے لئے ذیل کے چھ نکتے عرض کرتا ہوں:۔

(۱)۔ شیخ الجامعہ! آپ تو فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب بعد حضرت ختمی پناہ انقطاع نبوت کے منکر ہیں مگر حضرت مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں:۔

"انّ رسُولنا خاتم النّبیّین بے شک ہمارے
رسُول خاتم النبیین ہیں"
کیوں صاحب! اس سے زیادہ بیّن اور واضح الفاظ کیا ہو سکتے
ہیں ؟

(۳) - شیخ الجامعہ! آپ تو فرماتے ہیں .... کہ مرزا صاحب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسولوں کا سلسلہ جاری سمجھتے
ہیں مگر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :-
علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین"
یعنے حضور صلعم پر مرسلین کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔
پہلے فرمایا والنبوّۃ قد انقطعت بعد نبیّنا - پھر فرمایا
علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین - دیکھو کیسے
واضح الفاظ میں بتکرار ختم نبوّت کا اظہار فرما رہے ہیں -

(۴) - شیخ الجامعہ صاحب! آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے
صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے - مگر حضرت
مرزا صاحب فرماتے ہیں :-
" ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو
خیر الصحف السابقۃ - ولا شریعۃ
بعد الشریعۃ المحمدیۃ"
یعنے قرآن مجید کے بعد جو تمام پہلے صحیفوں سے بہتر ہے کوئی

کتاب نہیں، اور شریعت محمدیہ کے بعد کوئی شریعت نہیں۔ کیا اس سے زیادہ واضح کوئی کلام ہو سکتا ہے۔

(۵)۔ شیخ الجامعہ! آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے مستقل طور پر نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علی الطریقۃ المستقلۃ

یعنی کسی کو حق نہیں کہ ہمارے رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل طور پر دعوےٰ نبوت کرے۔

سنا شیخ الجامعہ صاحب! آپ کے ہر الزام کا جواب اس مرد خدا نے دے دیا۔ نہ آپ صاحب شریعت نبی ہیں، نہ ہی کسی مستقل نبوت کا آپ کو دعوےٰ ہے۔ مرزا تو خدا اور خدا کے بندوں کے سامنے بری ہو گیا۔ مگر آپ نے جو افترا کیا ہے اور ناحق الزام لگایا ہے آپ خدا کے حضور بھی اس کے جوابدہ ہیں اور اس کے بندوں کے سامنے بھی۔

(۶)۔ شیخ الجامعہ صاحب! آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو مجازی، ظلّی، بروزی نبی کہکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کرتے ہیں (ص۵۵)۔ مگر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

ا- وذالك امر ظلّیٌ من برکات المتابعة

ب- ما اری فی نفسی خیراً وجدت کلما وجدت من ھٰذہ النفس المقدسة.....

پھر فرماتے ہیں:-

(ج) ولعنة اللہ علی من اراد فوق ذالك او اخرج عنقه من الربقة النبویة

پھر فرماتے ہیں:-

(د) وما بقی بعدہ الاکثرۃ المکالمة والمخاطبة وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعة خیر البریه و واللہ ما حصل ھٰذا المقام الا من اتباع الاشعة المصطفویه-

پھر فرماتے ہیں:-

(ہ) وسمّیت نبیًّا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجه الحقیقة- (حقیقة الوحی)

کیا یہ عبارات آنحضور صلعم سے بغاوت ظاہر کرتی ہیں یا کمال اطاعتُ متابعت؟

فرماتے ہیں:-

ا- یہ محمد رسول اللہ صلعم کی متابعت کی برکتوں میں سے ایک ظلّی امر ہے۔

ب - میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں دیکھتا جو کچھ میں نے
پایا ہے اس مقدس نفس سے ہی پایا ہے۔

ج - خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جو اس سے بڑھکر کوئی
دعوے کرے اور اپنی گردن کو حضور رسول کریم صلعم کی
اطاعت کی رسی سے باہر نکالے۔

د - حضور صلعم کے بعد سوائے مکالمات و مخاطبات کے
کچھ باقی نہیں رہا اور خدا کی قسم مجھے یہ مقام حضور صلعم
کی اتباع کے انوار سے ملا ہے۔

فرمائیے جناب! کیا یہ حضرت نبی کریم سے بغاوت ہے یا من کل الوجوہ اطاعت اور متابعت؟ بار بار فرماتے ہیں کہ جو کچھ مجھے ملا ہے وہ آنحضرت کی اتباع سے ملا! اور لعنت ہے اس پر جو حضور صلعم کی رسی سے گردن باہر نکالے۔ اس سے بڑھکر آپ کیا چاہتے ہیں؟

پھر فرمایا:-

ھ - "میرا نام خدا کی طرف سے نبی بطور مجاز رکھا گیا ہے نہ
کہ حقیقی طور پر"

اور آخر میں پھر آپ نے اس مسئلہ کو بھی حل کر دیا ہے کہ آپ کے الہامات میں یا آپ کی تحریروں میں جو لفظ نبی یا رسول آیا ہے وہ حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں کہیں یہ لفظ آئیں گے انہیں مجازی ہی تسلیم کرنا ہوگا۔ اور حقیقی یا مستقل نبوت کا

الزام صریح تہمت اور خلاف واقعہ ہوگا۔

کذاب کون ہے؟ مکرم شیخ الجامعہ صاحب! آپ کی کذب بیانیاں تو اور بھی بہت سی ہیں مگر سطور بالا میں ہم نے کم از کم چھ کذب بیانیوں کا ذکر کیا ہے۔ نمبر ۱ سے نمبر ۶ تک بغور پڑھ جائیں۔ ایک طرف اپنی تحریر رکھیں اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحب کی تحریر بالا۔ پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف جو کچھ لکھا تھا وہ محض کذب و افتراء ہے اگر آپ کو سمجھ نہیں آتی تو کسی سے دریافت کرلیں۔ اپنے دوستوں کو قسم دلوا کر پوچھ لیں، اگر ان میں ذرا بھی خوفِ خدا ہوگا تو وہ آپ کو ہی ملزم گردانیں گے اور صاف کہیں گے کہ مرزا صاحب کی تحریر کے مقابلہ میں آپ کے بیانات محض کذب و افتراء ہیں۔ بلکہ آپ خود اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھیں اندر سے یہی آواز آئے گی کہ ؎

جھوٹ تھا جو کچھ کہ لکھا یا سنا افسانہ تھا

شیخ الجامعہ صاحب مکرم! یاد رکھیں کہ حضرت مرزا صاحب کو کذاب کہنا کوئی سہل امر نہیں، یہ تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے خدا کا وعدہ ہے، انی مھین من اراد اھانتک جو اس مردِ خدا کی اہانت کا ارادہ کرے گا وہ خود ذلیل و خوار ہوگا۔ کیا یہ آپ کی کچھ کم ذلت و رسوائی ہے کہ آپ کے کذبات ایک دنیا پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ خدا کے بندوں پر ہاتھ ڈالنا کوئی کھیل نہیں ہے ؎

جو خدا کے ہیں انہیں للکارنا اچھا نہیں ٭ ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

جماعت احمدیہ لاہور کی عملی زندگی

ہم شریعت اسلامی کے پابند ہیں

دوسری باتوں کو چھوڑ کر اب میں ایک موٹی بات عرض کرتا ہوں اور وہ یہ کہ کیا ہماری عملی زندگی آپ لوگوں کے سامنے نہیں؟ آپ ہمارے اعمال و افعال پر ایک تنقیدی نظر ڈال کر دیکھ لیں کہ آیا ہم شریعت اسلامیہ کے پابند ہیں یا کسی اور شریعت کے؟ یہ بات ایک اور ایک دو کی طرح ظاہر ہے کہ اگر ہمارے مرزا صاحب کا دعوے نبوت کا ہوتا تو بہائیوں کی طرح ہماری عملی زندگی اور ہمارے اعمال میں تغیر واقع ہو گیا ہوتا۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ ہم شریعت اسلامیہ کے مطابق ہی پنجوقتہ نماز پڑھتے ہیں اور ہر نماز میں اتنی ہی رکعتیں پڑھتے ہیں جتنی آپ لوگ۔ اور ہم ان نمازوں میں قرآن مجید ہی پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے۔ ہم رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں۔ ہم حج بیت اللہ کرتے ہیں اور حسب فرمودہ خدا و رسولؐ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں پس ہماری وہی شریعت ہے، جو آپ لوگ بجا لاتے ہیں، کوئی تغیر و تبدل اس میں واقع نہیں ہوا تو پھر آپ نے کس طرح فرض کر لیا کہ ہم لوگ کسی جدید شریعت کے پابند ہیں اور ہمارا امام جدید شریعت لے کر آیا ہے جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا ہے بہائیوں کی طرف دیکھ لو، ان کے پیشوا

کو صاحب شریعت ہونے کا دعوے ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ نمازیں نمازیں نہ رہیں وہ روزے روزے نہ رہے۔ حج بیت اللہ بھی گیا اور زکوٰۃ بھی گئی کیا آپ لوگ ہم میں کوئی ایسی بات دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں پھر خدارا سوچو کہ کس طرح آپ لوگوں نے حضرت مرزا صاحب پر شریعت جدیدہ لانے کا الزام لگا دیا ہے

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

سنو اور غور سے سنو! ہم صدق دل سے پڑھتے ہیں:-

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور یہی کلمہ ہمارا امام ساری عمر پڑھتا رہا ہے

ز عشاقِ فرقان و پیغمبریم
بدیں آمدیم و بریں بگذریم

موٹی بات ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب کا دعوے نبوت کا ہوتا تو ہمارا کلمہ ہی بدل گیا ہوتا اور بجائے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ہمارا کلمہ لا الٰہ الا اللہ مرزا غلام احمد رسول اللہ ہوتا۔ کیونکہ کلمہ وقت کے نبی کا پڑھا جاتا ہے۔ پھر سنو، اگر حضرت مرزا صاحب کا دعوے نبوت کا ہوتا تو ہم نمازوں میں قرآن مجید پڑھنے کی بجائے اس کتاب کی آیات پڑھتے جو آپ پر نازل ہوئی ہوتی۔ کیونکہ عبادات میں نبیٔ وقت کی وحی ہی پڑھی جاتی ہے، نہ کہ کسی پہلے نبی کی، اگر حضرت

مرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت کا ہوتا تو وہ ہر ایک مرید سے بیعت کے وقت اس کا اقرار لیتے جس طرح اپنے اپنے وقت میں ہر نبی یہ اقرار لیتا رہا۔ مرزا صاحب کی دس شرائط بیعت کو اُٹھا کر دیکھ لو۔ کہیں یہ شرط نہیں پاؤ گے کہ میری نبوت پر ایمان لاؤ۔

ہماری شریعت قرآن مجید ہے

شیخ الجامعہ صاحب! غور فرمائیے اگر ہمارے مرزا صاحب کوئی شریعت لائے ہوتے تو ہم اس کو دنیا میں شائع کرتے۔ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتے اور اس کے مختلف زبانوں میں تراجم کر کے دنیا میں مشتہر کرتے۔ لیکن یہاں یہ عالم ہے کہ ہم دن رات قرآن شریف کی اشاعت میں سرگرداں ہیں اور اسی پاک کتاب کے تراجم مختلف زبانوں میں کر کے دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور اسی کتاب کی طرف دنیا کو بلاتے اور اس پر ایمان لانے اور عمل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور اسی کتاب کے کمالات دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔ اگر ہم نے اردو میں تفسیر کی تو قرآن مجید کی۔ اگر جرمن زبان میں تفسیر کی تو قرآن مجید کی۔ اگر ڈچ زبان میں تفسیر کی تو قرآن مجید کی۔ اسی طرح اگر تامل یا گورمکھی یا دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا تو قرآن مجید کا۔ اب اے صاحبان عقل و ہوش! یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہماری شریعت تو کچھ اور ہو اور ہم ترجمہ اور تفسیر کریں قرآن مجید کی اور ہزاروں لاکھوں روپیہ صرف کر کے اس کو دنیا میں شائع کریں۔ دیکھو دنیا کو بہکانا اچھا نہیں۔ اُٹھو

ہمارا لٹریچر پڑھو۔ دیکھو! ہم دن رات حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی لائی ہوئی شریعت کی ہی اشاعت کرتے ہیں، خود بھی اسی پر ہم عمل پیرا ہیں۔ اور دوسروں کو بھی اسی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں غرض قرآن مجید ہی ہماری شریعت ہے۔ اسی قرآن کریم کی حکومت کو حضرت مرزا صاحب نے دنیا میں قائم کیا۔ اسی قرآن سے دنیا کے مذاہب کا مقابلہ کیا۔ اسی کو انہوں نے دنیا میں اسلام کے سب سے بڑے معجزے کے طور پر پیش کیا۔ اسی قرآن مجید کی صداقت کو ظاہر کر کے انہوں نے حضرت محمد رسول اللہؐ کے دین کو فروغ دیا۔ اسی قرآن مجید کی تعریف میں انہوں نے قصائد لکھے۔ جن کے متعلق علامہ اقبال مرحوم نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تو پہلے بھی بہت گذرے ہیں مگر قرآن مجید کا عاشق حضرت مرزا صاحب کو ہی پایا۔ جنہوں نے سب سے پہلی دفعہ قرآن کی شان میں قصائد لکھے

ہم حدیث اور فقہ کو مانتے ہیں

پھر سنئے قرآن مجید کے بعد ہم احادیث پر ایمان رکھتے ہیں اور ہماری نسبت جو آپ کی کتاب میں کہا گیا ہے کہ ہم لوگ حدیث کے منکر ہیں یہ کذب صریح ہے۔ ہم احادیث کو واجب التعمیل مانتے ہیں اور احادیث کے نہ ماننے والوں کو گمراہ سمجھتے ہیں، قرآن مجید کی اشاعت کے ساتھ ہم احادیث کی بھی اشاعت کرتے ہیں، جیسا کہ قبل ازیں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ پھر ہم فقہ کو بھی

مانتے ہیں اور فقہائے عظام کی دل سے قدر کرتے ہیں اور انکے اجتہاد اور تفقہ کی قدر کرتے ہیں۔ ہم بالخصوص حضرت امام ابو حنیفہؒ کی فقہ پر عمل پیرا ہیں اسی کی ہدایت ہمارے امام حضرت مرزا صاحب نے فرمائی ہے اب فرمائیے حضرات! آپ کے اعتقادات میں کیا موتی لٹک رہے ہیں جو ہمارے میں نہیں؟

ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کس کتاب میں یہ الفاظ تحریر کئے ہیں کہ میرا مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوےٰ ہے، اس مطالبہ کو شیخ الجامعہ صاحب کبھی پورا نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے۔ مگر برخلاف اس کے ہم حضرت اقدس کی کتابوں سے انکار دعوےٰ نبوت دکھاتے ہیں اور شیخ الجامعہ اور اُن کے رفقاء سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اُن پر غور فرمائیں اور ایک صادق انسان کے متعلق غلط الزامات مشہور کر کے مخلوق خدا کو نہ بہکائیں اور اپنی عاقبت خراب نہ کریں ؎

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے

خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

انکارِ دعویٰ نبوّت کے متعلق

حضرت مرزا صاحب کے بیانات

مجھے کوئی دعوےٰ نبوت نہیں
کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا

سنیئے شیخ الجامعہ! حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :—

(۱) "اس الزام کی نسبت اگرچہ میں نے بار بار بیان کیا اور اپنی کتابوں کا مطلب سنایا کہ کوئی کلمہ کفر اُن میں نہیں ہے۔ نہ مجھے دعویٰ نبوّت و خروج از اُمت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں، اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے کا قائل۔ اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس اُمّت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا۔ اور قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہو گا۔ ہاں محدّث آئیں گے جو اللہ جلّ شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوّت تامہ کی بعض صفات ظلّی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شانِ نبوّت کے رنگ سے رنگین کیے جاتے ہیں

اور اُن میں سے میں ایک ہوں"۔ (نشانِ آسمانی)

اب آنکھیں کھولیئے، حضرت شیخ الجامعہ صاحب! اس حوالہ کو بار بار پڑھیئے یہ بڑا جامع حوالہ ہے۔ اس میں ان الزامات کا جواب ہے جو آپ حضرات حضرت مسیح موعودؑ پر لگاتے ہیں۔ آنحضور نے بڑے صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ مجھے کوئی دعوےٰ نبوت نہیں ہے اور کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں، آپ لوگ تو ان پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دیا ہے اور وہ نئی شریعت لائے ہیں لیکن حضرت فرماتے ہیں کہ:-

"قرآن مجید کا ایک شوشہ یا نقطہ بھی
منسوخ نہیں ہو سکتا"

کہاں شیخ الجامعہ آپ کا یہ قول کہ حضرت مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور کہاں حضرت کا یہ ارشاد کہ قرآن مجید کا ایک شوشہ یا ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آپ کو اپنی غلط بیانی کا احساس ہونا چاہیئے۔

اولیاء کو رنگ انبیا دیا جاتا ہے لیکن وہ نبی نہیں ہوتے

پھر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

(۲) "اور اس اُمت میں اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے کلام اور خطاب کرتا ہے اور

انہیں انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے لیکن وہ درحقیقت نبی نہیں
ہوتے کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو
پورا کر دیا ہے ان کو سوائے فہم قرآن کے اور
کچھ نہیں دیا جاتا - وہ نہ زیادہ کرتے ہیں نہ کم کرتے ہیں
قرآن مجید میں سے کچھ بھی اور جو شخص قرآن مجید میں
کمی بیشی کرے وہ شیطان اور بدکاروں میں سے ہے"

(ترجمہ مواہب الرحمٰن مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

اس حوالہ پر بھی غور فرمائیں اور دیکھیں کس طرح صاف لفظوں میں حضور فرماتے ہیں کہ قرآن مجید نے شریعت کی تمام حاجتوں کو پورا کر دیا ہے اور اب اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی - جو کرے وہ شیطان بدکار ہے - کیا اس صریح بیان کے بعد آپ حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام لگانے کی جرأت کریں گے کہ آپ نے شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دیا ہے اور خود صاحب شریعت نبی ہونیکا دعوٰے کیا ہے؟

صرف اسلام ہی سچا مذہب ہے اور قرآن ہی واجب العمل کتاب ہے

(۳) اور سنئے :- حضرت مرزا صاحب تو اپنے آنے کی غرض ہی یہ بتاتے ہیں کہ آپ دنیا پر ثابت کر دیں کہ صرف اسلام ہی ایک صحیح اور سچا مذہب ہے اور قرآن مجید ہی ایک کتاب ہے جو قابلِ عمل و درآمد ہے۔ آپ

فرماتے ہیں:۔

"اصل مدعا جس کے ابلاغ کے لئے میں مامور ہوا ہوں، یہ ہے کہ دین حق جو خدا کی مرضی کے موافق ہے صرف اسلام ہی ہے اور کتاب حقانی جو منجانب اللہ اور واجب العمل ہے صرف قرآن ہے۔ اس دین کی حقانیت اور قرآن کی سچائی پر عقلی دلائل کے سوا آسمانی نشانوں اور خوارق کی شہادت بھی پائی جاتی ہے...... الخ"

(اعلان حضرت اقدس بحوالہ مجدد اعظم صفحہ ۱۳۰)

میں اہلِ سنت کے عقیدہ کے مطابق اسلامی عقائد کا قائل ہوں۔

(۴) پھر اور سنئے شیخ الجامعہ صاحب! کس قدر پُر زور الفاظ میں حضرت صاحب فرماتے ہیں:

"اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر دہلی کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی، ملائک کا منکر، جنت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے لہذا میں اظہاراً للحق عام و خاص تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں

داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہؐ پر ختم ہو گئی۔ ...... اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔ اور خداوند علیم و سمیع اول الشاہدین ہے۔ کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگ جاتا ہے۔“

(اعلان مؤرخہ ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء)

ملک بھر کے مسلمان بھائیو! دیکھتے ہو کس صفائی سے حضرت مرزا صاحب نے اپنے عقائد دربارہ ختم نبوت و معجزات وغیرہ بیان کر دیئے ہیں اور خدا کی قسمیں کھا کھا کر لکھا ہے کہ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ محض انصاف کو مدِنظر رکھتے ہوئے گواہی دیں کہ آیا جو شخص اس قدر شدت سے دعوے نبوت سے انکار کر رہا ہے اس کی نسبت یہ کہنا کہ وہ مستقل اور تشریعی نبوت کا مدعی تھا کہاں تک صحیح ہے

آپ اپنے علماء سے پوچھیں کہ جس صورت میں مرزا صاحب نے دعوئے نبوّت سے انکار کیا ہے آپ لوگوں کا کیا حق ہے کہ ان کی طرف دعوئے نبوّت منسوب کریں۔

مدعی نبوّت پر لعنت صرف وحی ولایت کا دعویٰ

(۵) پھر اور سنئے حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"ہم بھی مدعی نبوّت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوّت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوّت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوّت محمدیہ و باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے..... غرض نبوّت کا دعوئے جبکہ اس طرف سے بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوئے ہے......"

اب کہاں گیا مولوی صاحبان کا فرمان کہ مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوئے کیا ہے، صاحب شریعت نبوّت کا سوال ہی کیا وہ تو وحی نبوّت سے ہی صاف انکار کر رہے ہیں اور صرف وحی ولایت کا اقرار کرتے ہیں۔ صاف اور صریح لفظوں میں ولایت اور

مجددیت کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور دعوےٰ نبوت سے انکار کیا ہے اور جو ایسا دعوےٰ آپ کی طرف منسوب کرے اس کی نسبت حضور فرماتے ہیں کہ وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ مگر ہمارے مولوی صاحبان کو یہی منظور ہے کہ تقوےٰ جائے بھاڑ میں اور دیانت پڑے کنوئیں میں مرزا صاحب پر الزام ضرور لگا دینا ہے اور لوگوں کو ضرور آپ کے خلاف بھڑکانا ہے۔ لیکن یاد رکھئے ایک دن حق غالب آئے گا اور باطل نابود ہو جائے گا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا منظر ضرور دنیا دیکھے گی۔

سب سے آخر میں محمد مصطفےٰ صلعم کو پیدا کیا

(۶) پھر آپ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں جو آپ کی آخری کتابوں میں سے ہے اور جو آپ کی وفات سے ایک آدھ سال پہلے شائع ہوئی فرماتے ہیں :-

" اور اللہ کے نام کی قرآن شریف میں یہ تعریف کی گئی ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو رب العالمین اور رحمان اور رحیم ہے جس نے چھ دن میں زمین اور آسمان بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب سے آخر میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔ (صفحہ ۱۴۱)

آخری نبی بنی اسمٰعیل میں

(۷) پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں :-

"اور پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہودیوں کے عالموں بلکہ ان کے تمام نبیوں نے بھی سمجھ رکھا تھا کہ آخری نبی بنی اسرائیل سے پیدا ہوگا مگر ایسا ظہور میں نہ آیا بلکہ وہ نبی بنی اسمٰعیل سے پیدا ہوا ۔" (صـــ۱۹۱)

ہمارے نبی صلعم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا۔

(۸) پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں :-

"صرف اس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تاکہ تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صـــ۴۴)

مجازی طور پر نبی کا نام دیا گیا نہ کہ حقیقی طور پر

(۹) پھر اسی کتاب میں آپ فرماتے ہیں :-

" سمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ "

(الاستفتاء حقیقۃ الوحی صـــ۶۵)

میرا نام خدا کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا ہے حقیقی طور پر نہیں ۔

جس طرح خدا واحد لاشریک ہے اسی طرح ہمارے رسول آخری نبی ہیں ان کا کوئی شریک نہیں۔	(۱۰) پھر اپنی کتاب منن الرحمٰن میں فرماتے ہیں:۔

"واوحی الیّ ان الدین ھو الاسلام وانّ الرسول ھو المصطفیٰ سیّد الانام فکما ان ربّنا واحدٌ یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحدٌ لانبی بعدہٗ ولا شریک معہ وانہٗ خاتم النّبیّین"

(منن الرحمان صفحہ ۲۰)

یہ فیصلہ کن حوالوں میں سے ایک حوالہ ہے۔ یہ حضور کا الہام ہے اور اس کے بعد کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ سکتی فرماتے ہیں کہ:۔

" مجھے الہام ہوا ہے کہ بے شک دین اسلام برحق ہے اور بے شک رسول فقط محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہی ہیں پس جس طرح اللہ تعالیٰ واحد اور اکیلا ہے۔ اسی طرح ہمارے رسول صلعم بھی واحد اور اکیلے رسول ہیں جو مطاع ہیں..... آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور نہ کوئی آپ کے ساتھ شریک نہیں، اور آپ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں"

ان صریح بیانات کے ہوتے ہوئے دعوےٰ نبوت کا الزام لگانا خلاف دیانت ہے	اب کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین وحامیانِ

شرع مبین کہ ایک شخص بیانگ دہل کہہ رہا ہے کہ مجھ پر دعویٰ نبوت کا الزام قطعاً غلط ہے، یہ لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے میں نے نبوت کا دعوےٰ ہرگز نہیں کیا، وہ بار بار اعلان کرتا ہے کہ مجھے مدّعی قرار دینا محض جھوٹ اور افتراء ہے، وہ خانۂ خدا میں کھڑا ہو کر کہتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ میں نے نبوّت کا دعوےٰ نہیں کیا، وہ خدا کی قسمیں کھا کھا کر خدا کو حاضر ناظر کرکے کہتا ہے کہ مجھے نبوت کا دعوےٰ نہیں ہے، وہ مدّعی نبوّت کو کافر بے دین اور خارج از اُمت قرار دیتا ہے۔ وہ ختم نبوّت پر ایمان رکھتا ہے اور بار بار کہتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین خاتم الانبیاء مانتا ہوں، وہ کہتا ہے کہ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ نبوّت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی وہ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی آخری نبی کہہ کر پکارتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح خدا واحد اور اکیلا ہے اسی طرح ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی واحد اور اکیلے نبی ہیں جو مطاع ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور کوئی آپ کے ساتھ شریک نہیں اور آپ نبوّت کے ختم کرنے والے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کی عزّت اور جلال کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں مومن مسلمان ہوں اور میں اللہ اور اسکی کتاب اور اس کے رسولوں اور ملائکہ اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ بھی مانتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہو

خاتم النبیین ہیں" اور بار بار کہتا ہے کہ ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے نبوّت کا دعوےٰ کیا ہے۔

کیا ایسے صاف اور صریح اعلانات کے بعد بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوّت کا دعوےٰ کیا ہے؟ کیا یہ اقرار نبوّت ہے یا انکار نبوّت؟ کیا کوئی دانا اس کو نبوّت کا اقرار کہے گا؟ ہرگز نہیں اگر یہ اقرار نبوّت ہے تو پھر انکار نبوت کس کو کہتے ہیں؟ اور اسقدر بار بار انکار کے بعد بھی کسی کو متہم کرنا کہ اس نے نبوّت کا دعوےٰ کیا ہے کہاں کی دیانت کہاں کی امانت اور کہاں کا عدل اور کہاں کا انصاف ہے؟

الہامات میں لفظ نبی مجازاً استعمال ہوا ہے

ہاں آپ کے الہامات میں اور تحریروں میں نبی اور رسول کے الفاظ ضرور آئے ہیں لیکن کسی لفظ کے استعمال سے کوئی شخص اس کا مدعی نہیں ہو جاتا بالخصوص جبکہ وہ لفظ بطور مجاز اور استعارہ کے استعمال ہوا ہو۔ آپ نے قاعدہ کلیہ کے طور پر فرما دیا ہے۔ سمیت نبیًّا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقت یعنے خدا نے میرا نام مجازی طور پر نبی رکھا ہے نہ کہ حقیقی طور پر (حقیقۃ الوحی) پس مرزا غلام احمد کو مدعی نبوّت۔ اور بالخصوص مستقل اور صاحب شریعت نبوّت کا مدعی قرار دینا دن دھاڑے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا ہے۔

کذّاب اور دجّال کے خطاب کا مستحق کون ہے؟

افسوس ہے کہ شیخ الجامعہ صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ بغیر تحقیق کے کہدیا:۔

"مرزا غلام احمد مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوےٰ کرنے کی وجہ سے بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کذّاب اور دجّال ہے" (نعوذ باللہ من ذالک)

اے سرزمین برما کے مسلمان بھائیو! اپنے شیخ الجامعہ کے ان الفاظ کو پڑھو جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق استعمال کئے ہیں اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحب کے اپنے بیانات کو پڑھو جو ہم اوپر نقل کر آئے ہیں اور پھر انصاف کرو کہ آیا جو الفاظ شیخ الجامعہ نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق استعمال کئے ہیں وہ مبنی بر حقیقت ہیں یا محض افترا۔ شیخ الجامعہ صاحب! ہم مکرر اپنا مطالبہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت کی کتب میں سے یہ الفاظ دکھایئے کہ میرا دعوےٰ مستقل صاحب شریعت نبی ہونیکا ہے" اور اگر آپ نہ دکھا سکیں تو گستاخی معاف! جو خطاب آپنے حضرت اقدس کو دیا ہے اسکے آپ خود ہی مستحق ہونگے بعطائے تو بلقائے تو۔

۱۹۰۱ء میں دعوٰی نبوّت کا الزام

پھر آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں دعوےٰ نبوّت کیا پس معاملہ سہل ہو گیا ۱۹۰۱ء میں جو حضور نے دعوےٰ کیا تو وہ اعلان جس میں آپ نے ....

اپنے دعوے کا اظہار کیا، اس میں سے آپ یہ الفاظ دکھا دیں کہ میرا دعوےٰ مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے۔ شیخ الجامعہ صاحب! ضرور ہمت کیجئے۔ یہ کام آپ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ بس ۱۹۰۱ء کا وہ اعلان دکھا دیں جس میں حضور نے مندرجہ بالا الفاظ لکھے ہوں۔ اسی ضمن میں ایک اور گذارش ہے کہ جس صورت میں بقول آپ کے مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں دعوےٰ نبوت کیا تھا تو آپ کے بزرگ علماء نے ۱۸۹۱ء میں ہی کیوں چیخ و پکار شروع کر دی تھی کہ یہ شخص نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ جس پر حضرت کو بار بار اعلان کرنا پڑا کہ میرا نبوت کا کوئی دعوےٰ نہیں ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ سچے ہیں یا آپ کے بزرگ؟ نیز گذارش ہے کہ کتاب حقیقۃ الوحی میں جو ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی یعنے ۱۹۰۱ء سے چھ سال بعد دیکھنا چاہیئے کہ اس میں آپ نے اپنے دعوےٰ کے متعلق کیا لکھا ہے فرماتے ہیں سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ میرا نام خدا تعالےٰ نے مجازی طور پر نبی رکھا ہے حقیقی طور پر نبی نہیں رکھا۔ اور یہ وہ بات ہے جو حضور نے ابتدا میں فرمائی ہذا یہ دعوےٰ بھی غلط ہے کہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں دعوےٰ نبوت کیا۔

نیز گذارش ہے کہ بقول آپ کے حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا تو چونکہ آپ کے نزدیک یہ شرعی نبوت کا دعوےٰ تھا۔

لئے شریعت کی کتاب کا نزول بھی اسی سال سے شروع ہوا ہوگا۔ ۱۹۰۸ء میں حضور کا وصال ہوگیا۔ اب اس چھ سات سال کے عرصہ کے اندر جو کتاب آپ پر نازل ہوئی اس کی نشاندہی بھی کر دیجئے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ ۱۹۰۱ء میں بعد حضرت مرزا صاحب کے دعوئے نبوت کے ساتھ ہم لوگوں کے اعمال میں کیا انقلاب پیدا ہوا؟ کیا کوئی نیا کلمہ تجویز کیا گیا یا نیا قبلہ بنایا گیا؟ خدا کے بندو! مرزا صاحب پر دعوئے نبوت کا الزام دے کر تم کس مصیبت میں پڑ گئے ہو، تمہارے بزرگ تو ۱۸۹۱ء میں آپ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرتے تھے، اور آپ لوگ کہتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے دعوئے کیا۔ کسی بات پر آپ لوگوں کو قرار حاصل نہیں، سچ ہے ؎

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

حضرت مرزا صاحب نے بیعتِ نبوّت نہیں لی اور نہ نیا کلمہ پڑھایا

ہمارے غلطی تو دیکھئیو! ہم نے خود مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ہم سے انہوں نے کبھی یہ عہد نہ لیا کہ آپ نبی ہیں۔ اگر آپ نبی ہوتے تو ہم سے اپنی نبوت کا اقرار لیتے جس طرح ہر نبی لیتا رہا۔ پھر اگر وہ شریعت لے کر آئے تھے تو ہم کو نیا کلمہ پڑھواتے۔ لیکن نہ آپ نے ہم سے نبوت کا اقرار لیا اور نہ ہی کوئی نیا کلمہ پڑھوایا۔ جیسا کہ ہم بارہا کہہ چکے اور

اب پھر کہتے ہیں کہ ہمارا وہی کلمہ ہے وہی قبلہ ہے وہی کتاب ہے اور وہی دین اسلام ہے جس کا آپ کو دعوےٰ ہے۔ ہاں آپ لوگوں کے اعتقادات میں بعض غلطیاں ضرور ہیں، جو ہم کسی وقت آپ کے گوش گذار کر دیں گے۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو راہ راست پر گامزن ہونے کی توفیق دے اور آپ کی آنکھیں کھول دے تاکہ جس نور کو ہم نے دیکھا ہے آپ بھی دیکھ سکیں۔ اب ہم شیخ رجاء کے دوسرے اوہام باطلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ظلّی۔ بروزی۔ مجازی۔ جزوی۔ غیر حقیقی اور غیر تشریعی نبوّت

نبوّت و رسالت کا اختتام اور مبشرات و مکالمات کا اجراء

نبوّت اور رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر ختم ہو گئی۔ وحی نبوّت پر الیٰ یوم القیامۃ مہر لگ۔ نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت ممتنع قرار پایا۔ قرآن مجید خدا کی آخری شریعت ہے، دین مکمّل ہو چکا، الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی (قرآن کریم) اب حضور صلعم کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی شریعت۔ ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیّین (قرآن کریم) لانبی بعدی (حدیث) البتہ مومنین مخلصین کیلئے مبشرات یا رؤیائے صالحہ صادقہ کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔ لم یبق من النبوّۃ الا المبشّرات۔ الرؤیا المؤمن جزءٌ من ستّۃ واربعین جزءً من النبوّۃ (حدیث) حضور صلعم کے روحانی فیوض اور برکات سے اولیاء اللہ اور بلند پایہ علماء جو علماء امّتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہیں پیدا ہوتے رہے اور

اور ہوتے رہیں گے۔ جنہیں اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمت حاصل ہوتا ہے یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء (حدیث) تمکنت و استحکام ملت اور تجدید دین و اصلاح خلق کے لئے خلفاء اور مجددین مبعوث ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے لیستخلفنہم فی الارض۔ یلقی الروح علیٰ من یشاء من عبادہٖ لینذر یوم التلاق (قرآن کریم) ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (حدیث ابی داؤد) یہ تمام امور اہل سنت والجماعت میں مسلم ہیں جن سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ اور ان پر ہم صدق دل سے یقین رکھتے ہیں۔ حضرت مجدد زمان نے بار بار ان امور کا اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے یعنی یہ کہ نبوت حضور صلعم پر ختم ہو گئی ہے اور اب حضورؐ کے بعد صرف مکالمہ اور مخاطبہ باقی ہے جو امت محمدیہ میں ایک مسلم چیز ہے

حضرت مرزا صاحب کا ارشاد کہ نبوت منقطع ہو گئی اور صرف مکالمہ الٰہیہ باقی ہے

اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علیٰ طریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریہ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

یعنے ہمارے رسول صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا پس کسی کا حق نہیں کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل طریق پر نبوت کا دعوے کرے اور آپ کے بعد کثرت مکالمہ کے سوائے اور کچھ باقی نہیں اور اس کے لئے آپ کی اتباع شرط ہے حضرت خیرالبریہ کی متابعت کے بغیر یہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

یہ امام وقت کا ارشاد ہے اس کے خلاف جو شخص ہم پر تہمت لگاتا ہے وہ خدا کے ہاں جوابدہ ہے۔

امت میں مثیل انبیاء اور محدثین و مجددین ہوتے رہے جو ظلی بروزی نبوت کے خطابات کے اہل ہیں

امتِ مرحومہ میں ایسے بزرگ ہوتے ہیں:۔

(۱)۔ جو انبیائے کرام سے مشابہت و مماثلت رکھتے تھے۔
(۲)۔ جو محدث تھے یعنے جنہیں شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہوا۔
(۳)۔ جو تجدید دین اور اصلاح خلق کے لئے مبعوث کئے گئے۔

اگر ان کو ظلی، بروزی، جزوی، مجازی، غیر حقیقی، غیر تشریعی نبی کے خطابات سے مخاطب کیا جائے تو یہ عین مناسب حال ہے۔

ظلی بروزی نبوت کی اصطلاحات کیوں قائم کی گئیں

بات تو بالکل صاف اور سادہ تھی۔ کتاب و سنت سے سرمو انحراف نہ تھا اور ان اصطلاحات کے قائم کرنے

میں حضرت سلطان القلم کو جہاں ایک طرف ختم نبوت کا تحفظ مدِ نظر تھا وہاں دوسری طرف امت میں محدثیت یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا وجود ثابت کرنا بھی مقصود تھا۔ کیونکہ یہی ایک امر ہے جو اسلام کو ادیانِ باطلہ سے ممیز کرتا ہے۔ جناب ممدوح نے اس امر پر کیوں زور دیا ہے یعنی کیوں بار بار مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا ذکر فرمایا اس کی وجہ یہی تھی کہ اس سے ہستی باری تعالیٰ پر جس کا اس مادیت کے زمانہ میں انکار کیا گیا تھا ایک برہان ساطع قائم ہوتی ہے اور اقوام غیر کے مقابلہ میں اسلام کے لئے ایک امتیازی نشان قائم ہوتا ہے کیونکہ دوسرے مذاہب کو کہاں یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے متبع مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، یہ شرف متبعین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ کا مقصد نہایت بلند اور پاکیزہ تھا کیونکہ اس سے اسلام کی شان دوبالا ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ بات حضرت میرزا صاحب کی زبان سے نکلی۔ اس لئے اس کو محل اعتراض گردانا گیا اور بڑی بے نیازی سے اس کو ختم نبوت کے منافی ظاہر کیا گیا اور ناجائز اور غیر مشروع قرار دیکر کفر و الحاد کا فتوے صادر کر دیا گیا۔ فیاللعجب!

آنحضرت صلعم زندہ جاوید نبی ہیں کیونکہ آپ کی اتباع سے شرف مکالمہ الٰہیہ حاصل ہوتا ہے	برادران اسلام آپ غور فرمائیں کہ کیا اسلام کے زندہ

مذہب اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک زندہ جاوید نبی ہونے کی یہ بہت بڑی دلیل نہیں ہے؟ کہ حضور صلعم کی اتباع سے ایسے ایسے وجود دنیا میں پیدا ہوتے ہیں جو خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں اصطلاح حدیث میں انکو محدث اور لغوی معنوں کے لحاظ سے یا مجازی طور پر ان کو نبی کہا جا سکتا ہے۔

آنحضرت کے متبعین کو رنگ انبیاء دیا جاتا ہے

یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ لوگ حقیقتاً نبی نہیں ہوتے بلکہ ان کو رنگ انبیاء دیا جاتا ہے۔ یعنے انبیاء سے ان کو مشابہت اور مماثلت حاصل ہوتی ہے جو حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا منشاء اور مفہوم ہے۔ جیسا کہ خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

"و خدا را مکالمات و مخاطبات است با اولیائے خود دریں امت و ایشاں را رنگ انبیاء دادہ میشود و ایشاں در حقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است۔"

صداقت عظمیٰ

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ حضرت مرزا صاحب کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپ نے اس صداقت عظمیٰ کی نقاب کشائی کی کہ اسلام ہی وہ زندہ مذہب ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ نبی ہیں کہ جن کی اتباع سے خدا ملتا ہے

اور جنکی اتباع سے انسان کو اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اپنے آپ کو حضور نے بطور دلیل پیش کیا کہ میں وہ ہوں جس پر خدا ظاہر ہوا ہے۔ میں وہ ہوں جس سے خدا بولتا ہے۔

میں نے آنحضرت صلعم کی اتباع سے خدا کو پایا (مرزا صاحب)

ظاہر ہے کہ جب تک کسی بات کا ثبوت نہ ہو کون مان سکتا ہے اس لئے آپ نے اپنے وجود کو بطور ثبوت پیش کیا اور فرمایا کہ اس بات کا میں زندہ ثبوت موجود ہوں۔ میں نے اسلام کی اطاعت اور حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرکے وہ خدا پا لیا ہے جس سے خلق خدا بیگانہ ہے۔ میں نے تجربہ کرکے اس حقیقت کو معلوم کیا ہے کہ یہ صرف حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا ہی دین ہے جس میں انسان خدا کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے باتیں کرنے کا شرف حاصل کر سکتا ہے۔ خدا کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں، اس تکلم کی صفت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگی وہ کبھی منقطع نہ ہوگی، وہ اب بھی جسے چاہے کلیم بنا سکتا ہے لیکن اس کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی شرط ہے۔ یہ دولت محض اسلام میں ہی مل سکتی ہے اور یہ اس کی عظمت اور صداقت کا ایک بہت بڑا نشان ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں ۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے خود اسلام کو تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
مصطفٰے پر ترا بے حد ہو درود اور سلام
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ظلّی و بروزی وغیرہ الفاظ دعویٔ نبوّت کے مترادف ہیں

یاد رکھنا چاہیئے کہ ظلّی، بروزی، مجازی جزوی کے الفاظ خود اپنی زبان سے بول رہے ہیں کہ ان کا استعمال دعوے نبوّت کا مترادف نہیں۔ کیا کبھی کسی نبی نے کہا ہے کہ اس کی نبوّت ظلّی ہے؟ کیا کسی نبی نے کہا ہے کہ اس کی نبوّت بروزی ہے؟ اور کیا کسی نبی نے کہا ہے کہ اس کی نبوّت مجازی ہے یا کسی صاحب نبوّت کاملہ نے یہ کہا ہے کہ اس کی نبوّت جزوی ہے، ہرگز نہیں اور یہ محض ادنٰے اور کم علم اصحاب کا کام ہے کہ وہ ان الفاظ سے عین نبوّت کا مفہوم لیتے ہیں ورنہ صاحبانِ علم خوب سمجھتے ہیں کہ ان الفاظ سے عین نبوّت مراد نہیں بلکہ ولایت یا محدثیت ہی مراد ہے۔

ظلّی و بروزی نبوّت مخالف علماء کی نظر میں

چنانچہ بڑے بڑے

مخالف علماء نے خود اس کو تسلیم کیا ہے۔ مثلاً مولوی صوفی عبدالجبار صاحب غزنوی اپنے فتوے کفر میں لکھتے ہیں:۔

"وظلی و بروزی طور خود را نبی و رسول گفتن عوام الناس را فریب دادن است و بایں مکر و خداع خود را از بدگوئی و اشتعالِ طبع مسلماناں نگاہ دارد و در حقیقت خود را نبی رسول میدانست تا وقتیکہ دعوئے اصلی نبوت نہ کند مثیل مسیح چگونہ گردد"

(بحوالہ بدر مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

اس فتوے میں صریح اقرار موجود ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت حقیقتاً نبوت نہیں ہے۔ صوفی صاحب کے الفاظ تا وقتیکہ دعوئے اصلی نہ کند ظاہر کر رہے ہیں کہ ظلی یا بروزی اصلی نبوت نہیں ہے۔

کیا ظلی و بروزی نبوت کا دعویٰ مداہنت یا منافقت ہے؟

اور یہ تو صوفی صاحب کی زبردستی ہے کہ وہ ان الفاظ ظلی اور بروزی کو مداہنت یا منافقت پر محمول کرتے ہیں۔ ھلا شققت قلبہ کیا انہوں نے مدعی کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ اس کے اندر کچھ اور ہے۔ فتوے تو ظاہر پر دگا یا جاتا ہے۔ قلوب کا علم تو صرف خدا تعالےٰ کو ہے۔ ہاں اگر صوفی صاحب کو عالم الغیب ہونے کا دعویٰ ہو تو یہ الگ بات ہے۔ غرض صوفی صاحب کی تحریر سے ظلی اور بروزی الفاظ

کی حقیقت تو واضح ہو گئی کہ یہ عین نبوّت نہیں ۔

جزوی اور مجازی نبوّت

حضرت کی کلام میں ظلّی اور بروزی الفاظ کے پہلو بہ پہلو بلکہ اُن کے مترادف ہی جزوی اور مجازی نبوّت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ۔ جزوی نبوّت کا دروازہ تو خود لم یبق من النبوۃ الا المبشرات والی حدیث کھول رہی ہے اور مجازی نبوّت کے لفظ نے تو سارا عقدہ ہی حل کر دیا ہے ۔ مجاز کیا ہے ؟ وہ جو حقیقی نہ ہو ۔ مثلاً میں کہتا ہوں کہ زید شیر ہے اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ زید حقیقتاً شیر ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ زید شیر جیسا ہے یعنے بہادر ہے ۔ یا میں کہتا ہوں کہ زید چاند ہے اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ زید حقیقتاً چاند ہے ۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ زید چاند جیسا ہے یعنے خوبصورت ہے اسی طرح "مجازی نبی" وہ ہے "جو حقیقتاً نبی نہیں بلکہ نبی جیسا ہے" یعنے اسے نبی سے مشابہت حاصل ہے ۔ اب صاحبان عقل و فہم خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ظلّی ، بروزی ، مجازی الفاظ کی بناء پر حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوے نبوّت منسوب کرنا کہاں کا انصاف ہے !

ظلّی بروزی نبوّت اور لانبی بعدی میں نفیٔ جنس

محترم شیخ الجامعہ صاحب نے بار بار اپنی کتاب میں لکھا ہے لانبی بعدی میں لا نفیٔ جنس ہے اس لئے اس سے سب قسم کی نبوّت کی نفی لازم آتی ہے خواہ وہ ظلّی ہو یا بروزی

مجازی ہو یا جزوی (صفحہ ۴۹ - ۸۵ - ۱۰۵) لیکن جب ظلّی نبوّت نبوّت ہی نہیں۔ بروزی نبوّت نبوّت ہی نہیں تو اُن پر لانفی جنس کے عاید ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں ان الفاظ سے تو صرف انبیاء سے مماثلت اور اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمت یا رُویائے صادقہ و الہام مراد ہے۔ ولاغیر۔ اُن پر لانفی لانے کا تو یہ مطلب ہوگا کہ اُمت مرحومہ میں نہ ایسے علماء پیدا ہوں گے جو کانبیائے بنی اسرائیل کے مصداق ہوں، اور نہ ایسے اولیاء اللہ جو شرف مکالمت سے مشرف اور رُویائے صادقہ اور الہام سے بہرہ اندوز ہوں۔

ظلّی و بروزی نبوّت سے محدثیت و ولایت مراد ہے

یہ امر کہ ظلّی - بروزی اور جزوی یا مجازی یا غیر حقیقی یا غیر تشریعی سے صرف ولایت یا محدثیت ہی مراد ہے۔ اس پر ایک زبردست قرینہ بلکہ قوی دلیل یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کہیں وحی نبوّت کا دعوےٰ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ یہی فرمایا کہ آپ کی وحی وحی ولایت ہے۔ آپ کی سب کتابیں پڑھ جائیں اور ایک ایک لفظ کی خوب چھان بین کر کے دیکھ لیں کہیں نہیں پاؤ گے کہ آپ پر وحی نبوّت نازل ہوتی ہے بلکہ سب جگہ وحی ولایت کا اقرار کیا ہے۔ اگر آپ کا دعوےٰ نبوّت ہوتا اور اگر الفاظ ظلّی و بروزی سے مراد نبوّت حقیقی ہوتی تو آپ کبھی نہ

فرماتے کہ آپ کی وحی وحی ولایت ہے بلکہ وحی نبوت کا دعویٰ کرتے۔

وحی نبوت بند وحی ولایت جاری ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ وحی نبوت کے بند ہونے کا آپ نے بار بار ذکر کیا ہے ایک جگہ فرماتے ہیں :-

"وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ چکی ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴)

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

"اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۳)

پھر فرماتے ہیں :-

"باب نزولِ جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

"اب جبریل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ وحی ولایت اپنے متعلق وحی ولایت کا اقرار کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :-

"کبھی دنیا میں ایسا ہوا ہے کہ کاذب کی خدا نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ ۱۱ برس سے خدا تعالے پر افتراء کر رہا ہو کہ اس کی دحی وحی ولایت اور وحی محدثیت اس پر نازل ہوتی ہے ......"

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۲۳)

پھر فرماتے ہیں :۔

"میں نے دیکھا ہے کہ اسی وحی کے وقت جو بہ رنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے"

(برکات الدعا ص۱۷)

پھر فرماتے ہیں :۔

"وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے"

(مجموعہ اشتہارات ص۲۲۳)

اقرار بیعت میں نبوت کا ذکر نہیں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :۔

"بیعت کرنے والے کے لئے ان عقائد کا پابند ہونا

ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے۔ کوئی شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں..... وحی رسالت ختم ہوگئی مگر ولایت، امامت، خلافت کبھی ختم نہیں ہوگی"

(اخبار البدر نمبر ۲ جلد ۲-۱۴ رجون ۱۹۰۶ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"وحی رسالت کے منقطع ہوجانے کے لئے تو بیشک وجہ موجود ہے کہ تکمیل شریعت کے بعد عقلاً بھی اس کی ضرورت نہیں رہی مگر اسرار شریعت سمجھنے کیلئے وحی ولایت کس بناء پر منقطع مانی جاوے"

(البدر ۲۶ر مارچ ۱۹۰۶ء)

تکمیل شریعت کے بعد وحی رسالت کی ضرورت نہیں

عبارت بالا سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ وحی رسالت یا وحی نبوت یا نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت منقطع ہے۔ اور قرآن مجید خدا کی آخری کتاب اور آخری شریعت ہے۔ وحی نبوت کے منقطع ہونے کی آپ نے ایک معقول اور زبردست دلیل دی

ہے اور وہ یہ ہے کہ شریعت مکمل ہو چکی ہے۔ اس لئے اب نئی نبوّت و رسالت کی ضرورت نہیں، البتہ وحی ولایت بند نہیں یہ جاری ہے اور یہی وحی آپ پر نازل ہوئی، لہذا ثابت ہوا کہ آپ کا دعوئے نبوّت کا نہ تھا، بلکہ محض ولایت اور محدثیت کا دعویٰ تھا۔

ولایت و محدثیت یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ

اب ہم حضرت کی کتب سے، ہی اصطلاحات ظلّی و بروزی کی تشریح قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ مزید تحقیق ہو سکے کہ ان الفاظ سے عین نبوّۃ یا حقیقی نبوّۃ مراد نہیں بلکہ محض ولایت یا محدثیت ہی مراد ہے۔

ظلّ کی تشریح

(۱) نبی مثل اصل کے ہوتا ہے اور ولی مثل ظلّ۔ (کرامات الصادقین صفحہ ۸۵)

(۲) ولایت کامل طور پر ظلّ نبوّت ہے۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۴)

(۳) ظلّی طور پر خدائے قادر ذوالجلال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانی کتابوں میں تشبیہ دی گئی ہے۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۶۴-۱۶۵)

(۴) صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلّی طور پر ان کا نام محمدؐ اور احمدؐ تھا۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۶)

(۵) .... قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ

پر رکھی گئیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے۔ اور آنجناب نے نہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو دیکھا اور نہ کنجیاں دیکھیں مگر چونکہ مقدر تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ملیں کیونکہ حضرت عمر رضہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا اس لئے عالم وحی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔ (ایام الصلح صـ۳۵)

(۶)۔ اسی طرح ایک مومن بھی ظلی طور پر اخلاق و صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے کر خلافت کا درجہ اپنے اندر حاصل کرتا ہے اور ظلی طور پر خدائی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صـ۸)

(۷)۔ پس از شرائط ولایت کاملہ این است کہ ولی را انچنانہ در کلام باشد تا بہ تحقیق ظلیت تام حاصل گردد۔

(لجۃ النور صفحہ ۳۷ تا ۳۸)

(۸) بازبداں کہ کلامِ اولیا برائے کلام انبیاء ہمچو سایہ است مثل اشکال منعکسہ و آئینہ ہائے باہم متقابل و ہر دو از یک چشمہ بیروں مے آیند و ہرچہ در اصل ثابت است برائے ظل نیز ثابت است۔ (لجۃ النور صـ۴۲)

(۹) یا احمد بارک اللہ فیک۔ یہ ظلّی طور پر اس عاجز کا نام ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۲۴)

(۱۰) "میری نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ظلّ ہے نہ کہ اصل نبوّت" (حقیقۃ الوحی ص ۳۲۴)

(۱۱) ایک میرا نام اُمتی رکھا گیا ہے جیسا کہ میرے نام غلام احمد سے ظاہر ہے۔ دوسرا میرا نام ظلّی طور پر نبی رکھا گیا ہے (ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم ص ۱۸۸)

ان تصریحات اور تشریحات کے بعد لفظ ظلّ کی حقیقت سمجھنے میں کچھ دقت نہیں رہتی، اگرچہ خود اس لفظ کے معنے ہی اس کی تشریح کر دیتے ہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ مخالفین حضرات اس سے نبوّت تامہ یا حقیقی نبوّت مراد لیتے ہیں۔ خود حضرت کی کلام سے اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔ نہایت صاف لفظ ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"نبی مثل اصل کے ہے اور ولی مثل ظلّ"

پھر فرماتے ہیں:۔

"ولایت ظلّ نبوّت ہے"

اصل مقصد تو ان دونوں فقروں سے ہی حل ہو جاتا ہے مگر دوسرے فقروں پر بھی نظر ڈال کر دیکھ لو۔ فرماتے ہیں کتب سابقہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو ظلّی طور پر خدا کہا گیا ہے۔ حضور کو ظلّی طور پر خدا کہنے سے حضور صلعم خدا تو نہیں ہو گئے۔ آپ بشر ہی رہے

البتہ یہ سمجھا جائے گا کہ حضور کے اندر اوصاف و اخلاق الٰہیہ پائے جاتے تھے۔ غور کریں جب ایک نبی ظلّی طور پر خدا کہلا سکتا ہے تو کیا ایک ولی ظلّی طور پر نبی نہیں کہلا سکتا؟ پھر آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلّی طور پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔ تو کیا اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت عُمر حقیقتاً حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا وجود تھے یا وہ حقیقتاً نبی اور رسول تھے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلعم کے کامل متبع تھے۔ اور آپؐ میں فنا تھے۔ اور اس سے بھی بڑھکر جو فقرہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"ایک مومن بھی ظلّی طور پر اخلاق و صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے کر خلافت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔"

دیکھئے جب ایک مومن بھی ظلّی طور پر اخلاق و صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے سکتا ہے تو کیا ایک ولی اخلاق و صفات نبوّی کو اپنے اندر نہیں لے سکتا؟ ضرور لے سکتا ہے۔ اور یہی ظلّی نبوّت ہے ایک مومن صفات و اخلاق الٰہیہ اپنے اندر لے کر حقیقتاً خدا نہیں بن جاتا اسی طرح جو شخص ظلّی طور پر اخلاق و صفات نبوّی کو اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی حقیقتاً نبی نہیں ہو جاتا۔ اور یہ فرما کر کہ میری نبوّت اصلی نبوّت نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کی ظلّ ہے آپ نے اصلی یا حقیقی نبوّت سے انکار کیا اور محض مجازی یا غیر حقیقی نبوّت کا اقرار کیا

جو درحقیقت ولایت ہی ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے ملتی ہے اور ظلی طور پر نبی کا نام رکھے جانے کا بھی بالبداہت یہی مطلب ہے کہ آپ حقیقتاً نبی نہیں ہیں۔

بروز کی تشریح بروز کسے کہتے ہیں اس کی تشریح میں حضرت مرزا صاحب کی حسب ذیل تحریرات کو پڑھیئے۔

(۱)۔ ہمارے مخالف اپنی جہالت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا حقیقی طور پر انتظار کرتے ہیں اور ہم بروزی طور پر۔ (حاشیہ کتاب البریہ صـ۱۸۲)

(۲)۔ جس طرح بروزی طور پر محمدؐ اور احمدؐ نام رکھے جانے سے وہ محمدؐ اور احمدؐ نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا، کہ خاتم النبیّین کی مہر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اس طرح پر محمدؐ کے نام کی نبوت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود رہی۔

(۳) بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے ۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(غلطی کا ازالہ)

(۴) اور یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں میں بعض فرقے اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی

الیاس نبی کی طرح بروزی طور پر ہے یعنے یہ عقیدہ بالکل غلط ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر بیٹھا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۷۲)

(۵) کتاب اقتباس الانوار میں جو تصنیف شیخ محمد اکرم صابری کی ہے یہ عبارت لکھی ہے:-

روحانیت کمل گاہے بر ارباب ریاضت چناں تصرف مے فرماید کہ فاعل افعال شان میگردد و ایں مرتبہ را صوفیا بروزی گویند...... و در شرح فصوص الحکم می نویسد یعنے بعرض بیان کردن نظیر بروز میگوید کہ محمد بود کہ بصورت آدم مبدأ ظہور نمود یعنے بطور بروز در ابتدائے عالم روحانیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم در آدم متجلی شدہ ہم او باشد کہ در آخر خاتم ظاہر گردد یعنے در خاتم ولایت کہ مہدی ہست نیز روحانیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بصورت بروز ظہور خواہد کرد و تصرفہا خواہد نمود و ایں ابدال را کمل گویند۔ و بعضے برانند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ہمیں بروز است مطابق ایں حدیث لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم (ایام الصلح ص ۱۴۸)

(۶) یہ عالم بروزی صفات میں پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے پہلے نیک یا بدگذرے ہیں اُن کے رنگ اور صفت کے لوگ اب بھی ہیں۔ (الحکم ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء)

(۷) .... مسیح موعود کا آنا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا آنا ہے۔ جو بروزی رنگ رکھتا ہے۔ اگر کوئی اور شخص آتا تو اس سے دوئی لازم آتی۔ اور غیرت نبوی کے تقاضے

کے خلاف ہوتا۔ اگر کوئی غیر شخص آجاوے تو غیرت ہوتی لیکن جب وہ خود ہی آجاوے تو غیرت کیسی؟ اس کی مثال یہی ہے کہ اگر ایک شخص آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے اور پاس اس کے اس کی عورت بھی موجود ہو تو اس کی بیوی آئینہ والی تصویر کو دیکھ کر پردہ کرے گی اور اس کو یہ خیال ہوگا کہ کوئی نامعلوم شخص آگیا ہے۔ اس لئے پردہ کرنا چاہیئے اور نہ خاوند کو غیرت محسوس ہوگی کہ کوئی اجنبی شخص گھر میں آگیا ہے۔ اور نہ میری بیوی سامنے ہے؛ نہیں بلکہ آئینہ میں انہیں خاوند و بیوی کی شکل کا بروز ہوتا ہے اور کوئی اس بروز کو غیر نہیں جانتا اور نہ اُن میں کسی قسم کی دوئی ہوتی ہے۔ یہی حالت مسیح موعود کی آمد کی ہے۔ وہ کوئی غیر نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہے۔ اور وہ کسی نئی شریعت یا تعلیم کو لے کر آنے والا نہیں ہے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے آنے سے کوئی غیرت دامنگیر نہیں ہوتی، بلکہ اس کو اپنے ساتھ ملایا ہے۔ یہی سر ہے آپ کے اس ارشاد میں کہ میری قبر میں دفن کیا جاوے گا یہ امر نہایت اتحاد کی طرف رہبری کرتا ہے۔" (الحکم ۱۰ رمئی ۱۹۰۳ء)

(۸) نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہل سنت کا سچا ہے۔ کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا۔ ہاں نزول

کی کیفیت بیان کرنے میں لوگوں نے غلطی کھائی ہے، نزول بصفت بروزی تھا نہ کہ حقیقی۔ (ضرورت الامام صے۲۵)

(۹) جبکہ سلسلۂ محمدیہ میں موسٰے بھی بروزی طور پر نام رکھا گیا اور مہدی بھی بروزی طور پر اور مسلمانوں کا نام یہودی بھی بروزی طور پر اور عیسائی سلطنت کے لیے روم کا نام بھی بروزی طور پر تو پھر ان تمام بروزوں میں حقیقی طور پر عیسٰی ابن مریم ہونا سراسر غیر موزوں ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۵-ایڈیشن پہلا)

بروز کی تشریحات تو اور بھی حضرت کی کتب میں پائی جاتی ہیں مگر سمجھنے کے لئے اسی قدر ہی کافی ہیں، ان تشریحات پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ صاحبانِ علم و عقل خود سمجھ سکتے ہیں کہ بروز کیا ہے اور اس کی کیا حقیقت ہے۔ اور بروزی نبوّت کا لفظ جو حضرت نے اپنے متعلق استعمال فرمایا ہے اس کا کیا مطلب و مفہوم ہے۔ اور ہمارے نکتہ چین حضرات خود اس کو عین نبوّت تصوّر کر کے حضرت کو جو نبوّت کا مدعی قرار دیتے ہیں وہ کہاں تک حق و انصاف پر مبنی ہے۔

بروز فنا فی الرّسول کا مقام ہے۔ جو کامل متبعین کو حاصل ہوتا ہے۔ بروز اتحاد کاملہ تامہ کا نام ہے جس میں غیریت یا دوئی باقی نہیں رہتی۔ بروز تام تابع و متبوع کا کلی طور پر متحد او رہمرنگ ہوتا ہے۔ جو علماء صوفیا کو مسلم ہے جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے

بروز ظہور ہے ایک شخص کی بعض صفات خاصہ کے دوسرے شخص کے اندر ہونے کا یعنے بعض کی بعض کے ساتھ مشابہت و مماثلت تامہ کا پیدا ہونا۔ جیساکہ تشریحات بالا میں مسیح اور الیاسؑ کی امثلہ سے ظاہر ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ عالم بروزی صفات میں پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے پہلے نیک یا بد گذرے ہیں ان کے رنگ اور صفت کے لوگ اب بھی ہیں"

ہر بُرا آدمی دوسرے بُرے آدمی کا بروز ہے اور ہر نیک آدمی دوسرے نیک آدمی کا بروز ہے۔ یعنے اس سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس کے رنگ میں رنگین ہے اور اس کی صفات اس کے اندر پائی جاتی ہیں، اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مامن نبی الا لہٗ نظیر فی امتی۔ یعنے کوئی نبی ایسا نہیں جس کی نظیر یا مثال میری امت میں نہ پائی جاتی ہو۔

گویا آپ کی اُمت کے بزرگ نفوس انبیائے کرام کا بروز ہیں یہی مطلب اس حدیث کا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنے میری امت کے انبیاء بنی اسرائیلی نبیوں جیسے ہیں گویا ان کے بروز ہیں اور یہی معنے بروزی نبوت کے ہیں ولا غیر۔

مجاز اور استعارہ کا استعمال حقیقت کے منافی ہے

مجاز اور استعارہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

(۱) "........ وہ مقام عالی شان مقام ہے کہ گذشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دیا ہے اور اس کا آنا خدا تعالےٰ کا آنا ٹھہرایا ہے، جیسا کہ حضرت مسیحؑ نے بھی ایک مثال کو پیش کر کے فرمایا "خدا تعالیٰ خود ظہور فرمائے گا نا باغبانوں کو قتل کر کے باغ ایسے لوگوں کو دیدے کہ اپنے وقت پر پھل دیا کرے"۔ اس جگہ خدا تعالےٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے ۔"

(توضیح مرام صفحہ ۱۲ و ۱۳)

(۲) "یہ سب روحانی مراتب ہیں جو استعارہ کے طور پر ہیں، مناسب حال الفاظ میں بیان کر دیئے گئے ہیں، یہ نہیں کہ حقیقی بنیت اس جگہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے"۔

(توضیح المرام صفحہ ۱۲)

(۳) "...... اور استعارہ کے طور پر آنجناب کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے بوجہ خدا کے مظہر اتم ہونے کے آنجنابؐ کو خدا کہہ کے پکارا ہے"

(حاشیہ توضیح المرام صفحہ ۱۳ و ۱۴)

(۴) "ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم .... اس جگہ اللہ تعالےٰ نے بطریق مجاز آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کو اپنی ذات قرار دیدیا اور ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا یہ کلمہ مقام جمع میں ہے جو بوجہ نہایت قرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولا گیا ہے اور اسی مرتبہ تامہ جمع کی طرف جو محبت تامہ دو طرفہ پر موقوف ہے اس آیت میں بھی اشارہ ہے مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ - تو نے نہیں چلایا خدا نے ہی چلایا جبکہ تو نے چلایا"

(الحکم ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء)

(۵) "کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے طور پر ان تمام نبیوں کو پہلی کتابوں میں بطور خدا کر کے بیان کیا گیا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پکارا گیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام نبی خدا

کے بیٹے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں بلکہ
یہ تمام استعارات محبت کے پیرایہ میں ہیں۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۳)

(۶) "سو اولیاء کو جو پیار سے صوفی اطفالِ حق کہتے ہیں یہ ایک
استعارہ ہے ورنہ خدا اطفال سے پاک اور لم
یلد ولم یولد ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۴)

(۷) "...... حضرت مسیح نے یہودیوں کے اس قول کو کہ ایلیا
نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ رد کر دیا۔ اور مجازاور
استعارہ کے طور پر اس پیشگوئی کو قرار دیا اور مصداق
ایلیا یوحنا یحییٰ کو ٹھہرایا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶)

(۸) "جو شیطان کے ہیں وہ استعارہ کے رنگ میں شیطان
کی ذریت کہلاتے ہیں ان کو خدا کی کتابوں میں بطور استعارہ
ابناء اللہ کہا گیا ہے"
(حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۵۶)

(۹) اور اس کا نام اسی طور سے مسیح رکھا جیسا کہ پانی یا آئینہ
میں ایک شخص کا عکس پڑتا ہے اس عکس کو مجازاً کہہ
سکتے ہیں کہ فلاں شخص ہے سو میں وہی ہوں جو حضرت
مسیح کی روحانی شکل اور خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔"
(ضمیمہ جہاد صفحہ ۳ و ۴)

(۱۰) "جیسا کہ ملاکی نبی اس امر کو نہ سمجھ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پہ محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے" الخ

(تتمہ حقیقتہ الوحی صفحہ ۱۳۵)

اگرچہ اس باب میں اور بھی امثلہ دی جا سکتی ہیں مگر سمجھنے کے لئے اسی قدر کافی ہیں ۔ اب انصاف کیجئے اے صاحبان علم و عقل کہ

اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کو مجازاً خدا کا ظہور اور حضور کی آمد کو مجازاً خدا کی آمد قرار دیا جائے تو حضور صلعم حقیقتاً خدا نہیں بن جاتے ۔

اگر خدا کے نبیوں کو مجازاً خدا کے فرزند یا بیٹے کہہ دینے سے وہ درحقیقت خدا کے فرزند یا بیٹے نہیں بن جاتے ۔

اگر بنی اسرائیل کو مجازاً خدا کا پہلوٹھا بیٹا کہہ دینے سے وہ درحقیقت ایسا نہیں بن جاتے ۔

اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو مجازاً خدا کا ہاتھ کہہ دینے سے وہ حقیقتاً خدا کا ہاتھ نہیں بن جاتا ۔

اگر صوفیائے کرام کو مجازاً اطفال اللہ کہہ دینے سے وہ درحقیقت اطفال اللہ یا خدا کے لڑکے نہیں بن جاتے تو

فرمائیے اے صاحبانِ علم و عقل!

وہ شخص جو بقول آپ کے مجازی طور پر نبی ہے وہ حقیقتاً نبی کیونکر بن گیا؟

کیا جب یہ لفظ (مجاز) اس کے متعلق استعمال ہوگا تو اس کے کچھ اور معنے ہو جائیں گے اور دوسروں کے لئے استعمال ہوگا تو اس کے کچھ اور معنے ہوں گے؟ ذرا سوچو تو سہی! مرزا غلام احمد محض مجازی نبی کا لفظ استعمال کرنے سے کیوں گنہگار ہو گیا۔ پہلے بزرگ تو انا الحق کے نعرے لگا گئے ہیں، اور با ایں ہمہ تم ان کو خدا کے مقرب اور ولی اللہ مانتے ہو۔ مرزا غلام احمد نے اگر انا النبی کہدیا اور وہ بھی مجازی طور پر تو وہ کیوں کافر اور کذاب ہو گیا؟ خدا کے لئے انصاف کرو۔ وہ خدا کا بندہ تم سے انصاف طلب کرتا ہوا دنیا سے گذر گیا۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بناء ہے؟ اگر خدا کے حضور پوچھے جاؤ تو بتاؤ میرے کافر ٹھہرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی میرے الہام میں میری نسبت سے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔" الخ (سراج منیر صفحہ ۳)

ففکر یا اخی ثم فکر۔

مجازی نبوت محدثیت ہے

اب ذرا ملاحظہ فرمائیں عبارات ذیل اور غور کریں کہ مجازی نبوت سے حضور نے محض محدثیت ہی مراد لی ہے فرماتے ہیں:۔

(۱) اور مسیح گذشتہ کی نسبت قطعی طور پر کہا ہے کہ وہ نبی تھا لیکن آنے والے مسیح کو اُمتی کہہ کے پکارا ہے جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارۃً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدّث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی ہے"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۳)

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

(۲) "سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوّت کا دعویٰ کیا ہے؟

"اما الجواب ۔ نبوّت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیّت کا دعویٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیّت بھی ایک شعبہ قویہ نبوّت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں رؤیائے صالحہ نبوّت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے تو محدثیّت جو قرآن شریف میں نبوّت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوّت

قرار دیا جائے اور ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے
تو کیا اس سے نبوت کا دعوے لازم آگیا!"
(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱-۴۲۲)

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں:-
۳- "یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا تعالےٰ نے اپنے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مُرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوۃ کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا، قرآن ایسے نبیوں کے آنے سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی یا مُرسل کے لفظ سے یاد کرے..... عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں حرام ہو گیا کہ مُرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ مرسل اور رسول اور نبی میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بیشک

ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ہیں ایسے ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعودؑ کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔"

(سراج منیر صفحہ ۲ و ۳)

پھر آپؑ فرماتے ہیں :۔

۴۔" بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ بطور استعارہ اور مجاز اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے ...... آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رُو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟"

(انجام آتھم صفحہ ۸)

پھر ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے :۔

(۵)" یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعودؑ کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ۔" (ایام الصلح ۵۳ؐ)

پھر فرماتے ہیں :۔

۶۔ "اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ نبی اللہ رسول اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔"

(اربعین صفحہ ۴۵)

پھر فرماتے ہیں :۔

۷۔ "جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے۔ اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے۔"

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۴)

۸۔ میرا نام اللہ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجاز کے طریق پر نہ علیٰ وجہ الحقیقۃ" (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۶۴)

۹۔ "محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا اور پھر اسی خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور تمام صفات محمدیہ کے محمدؐ اور احمد رکھا گیا اور مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا۔"

(حاشیہ نزول المسیح صفحہ ۵)

پھر فرماتے ہیں :۔

(۱۰) ایسے بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت

نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوّت یا رسالت سے مراد حقیقی نبوّت اور رسالت ہے۔ جس سے انسان صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اس قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر ختم ہو گئی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔" (الحکم ۱۷ر اگست ۱۸۹۹ء)

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

۱۱ "یہ خدا کا رسول ہے بیوتکے حلّوں میں یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسے حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے لفظ نبی آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس

کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسُول
کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس
کو عربی میں نبی کہتے ہیں ۔ اسلامی اصطلاح کے معنے
الگ ہیں اسجگہ محض لغوی معنے مراد ہیں۔"
(اربعین ۲ حاشیہ ص ۱۸)

دیکھا آپ نے ؟ حضرت نے خود وضاحت کر دی کہ مجازی یا مستعار نبوت سے اصل نبوت مراد نہیں بلکہ محض محدثیت مراد ہے اور یہ بھی فرما دیا کہ رسول اور نبی کے الفاظ استعارہ کے رنگ میں استعمال ہوتے ہیں یا لغوی معنوں میں ۔ اسلامی اصطلاح کی رُو سے نہیں ہوتے ۔ ایک عقلمند کے لئے جسے صداقت سے مناسبت ہو اس بات کا سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ۔ لیکن جن لوگوں کے دماغ میں اعوجاج ہے اور جنہیں صداقت سے کوئی نسبت ہی نہیں وہ کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔

جزوی اور غیر تشریعی نبوّت اور اُمّتی نبی بمعنی محدّث

اب ہم جزوی اور غیر تشریعی نبوّت اور امتی نبی کے متعلق مختصر سا ذکر کر کے اس موضوع کو ختم کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

"اگر یہ اعتراض پیش کیا جاوے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سیّد و مولےٰ صلعم نے نبوّت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت قرآنی کا پابند ہوگا ...... میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدّث ہو کر آیا ہے اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوّت تامہ نہیں مگر تاہم جزدی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف

رکھتا ہے ۔ امورِ غیبیہ اس پر ظاہر کیئے جاتے ہیں اور
رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطانی
سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغزِ شریعت اس پر کھولا
جاتا ہے ۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے ۔۔۔
۔۔۔۔۔ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے
کے لئے کھلا ہے ۔ مگر بحضورِ دل یاد رکھنا چاہیئے
کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہیگا
نبوتِ تامہ نہیں وہ صرف ایک جزوی نبوت ہے
جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم
ہے ،، (توضیح المرام صفحہ ۹ - ۱۰)

اسی قسم کی اور عبارات بھی حضرتؑ کی کتب سے دی جا سکتی ہیں مگر
چونکہ اختصار مدنظر ہے اس لئے اسی پر ہی اکتفا کیا گیا ہے آپ
کی تحریروں میں یہ بھی آتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آپ کا نام نبی
رکھا ہے مگر آپ حقیقی نبی نہیں ہیں جیسے بعض لوگوں کو اس سے
یہ غلطی لگتی ہے کہ گویا آپ محض تشریعی نبوت سے انکار کرتے ہیں
مگر اس سے آپ کی کیا مراد ہے ذیل کے حوالے سے اسکی وضاحت
ہو سکے گی ۔ فرماتے ہیں :۔

" یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے
انکار کرد الے کو کافر کہنا صرف اُن نبیوں کی شان

ہے جو خدا کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ
لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر
مُلہم اور محدّث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلےٰ
شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں
ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"
(حاشیہ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک صاحب شریعت کے ماسوا جو بھی مقربِ الٰہی ہیں وہ محدث یا ملہم سے بڑھ کر نہیں پس جہاں آپ کے یہ الفاظ ہوں کہ آپ بغیر شریعت کے نبی اور رسول ہیں اس کا یہی مطلب ہوگا کہ آپ محدّث یا ملہم من اللہ ہیں ولا غیر۔

بعض جگہ امتی نبی کے الفاظ بھی آپ کی کلام میں آتے ہیں ان کا مطلب بھی محدثیت ہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں :-

"وہ (ابن مریم الآخر) واقعی اور حقیقی طور پر نبوّت تامہ کی صفت سے مستفیض نہیں ہوگا - ہاں نبوّت ناقصہ اس میں پائی جائے
جو دوسرے لفظوں میں محدثیّت کہلاتی ہے اور نبوۃ تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے، سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیّت

اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں
ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب
نبوت تامہ تو صرف ایک شانِ نبوت ہی رکھتا ہے"
(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲)

ہم قارئین کرام سے طوالت کلام کی معافی چاہتے ہیں لیکن کیا کریں جن اصحاب سے ہمیں واسطہ پڑا ہے ان کے لئے ہر بات کو وضاحت سے بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ایک صاحب علم و عقل کے لئے تو ان اصطلاحات یعنے ظلّی و بروزی وغیرہ کی تشریح کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ یہ الفاظ آپ اپنی تشریح ہیں مگر اس خیال سے کہ ان الفاظ کا وہ کچھ اور مفہوم لیتے ہیں ہمیں ذرا زیادہ بسط سے لکھنا پڑا۔

خلاصہ کلام ظلّی۔ بروزی۔ مجازی۔ مستعار۔ جزوی اور غیر تشریعی اور امتی نبی کی اصطلاحات کی تشریح کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر ایک صاحب بصیرت اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ نبوت کا دعویٰ نہیں ہے، بلکہ محض ولایت یا محدثیت کا دعوےٰ ہے ظلّی بروزی کے متعلق تو خود ایک بہت بڑے مخالف مولوی صاحب صوفی عبد الجبار صاحب غزنوی نے تسلیم کیا ہے کہ یہ اصل نبوت نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور کوئی عقلمند مجازی اور مستعار کے الفاظ سے حقیقی نبوت مراد نہیں لے سکتا۔ غیر تشریعی نبوت کے متعلق خود حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ محدثیت ہی ہے) خود مصنف

"دو نبی" نے تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ اپنی کتاب کے صفحہ ۸۷ پر انہوں نے تحریر فرمایا ہے:-

"اسی طرح نبوت کے صرف ایک جزو باقی رہنے کو دیکھ کر نبوت کا دعوے کرنا ہمالیہ کے برابر غلطی کرنا ہے"

مصنف صاحب کی تحریر سے یہ تو صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ آپ بھی اجزائے نبوت میں سے ایک جزو کے باقی رہنے کے قائل اور معترف ہیں۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ حق، حق ہی ہے اور وہ غالب آتا ہے اور مغلوب نہیں ہوتا۔ آپ نے اپنے قلم سے اور اپنی زبان سے خود تسلیم کر لیا کہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو باقی ہے۔ یہی تو وہ بات ہے جو ہم کہتے ہیں اور یہی وہ بات ہے جو حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں اور یہی وہ بات ہے جس کا دعوے حضرت مرزا صاحب کو ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے کہیں نہیں فرمایا کہ آپ کی نبوت نبوت کاملہ تامہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب ہمالیہ جیسی بڑی غلطی تو تب کرتے جب وہ فرماتے کہ میری نبوت نبوت تامہ کاملہ ہے۔ لیکن آپ نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا۔ بلکہ بار بار اس سے انکار کیا اور بار بار جزوی نبوت کا ہی اقرار کیا۔ چنانچہ اپنی الوصیت میں بھی فرماتے ہیں کہ

"اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہے" (رسالہ الوصیت)

کس قدر صاف لفظوں میں اپنے لئے نبوّت کاملہ تامہ سے انکار کیا یعنے اپنی نبوّت جزویہ کا اقرار کیا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ کی نبوّت کو نبوّت تامہ کاملہ تسلیم کیا۔ آئیے حضور کی کلام میں سے نبوّت جزویہ کے اقرار اور نبوّت تامہ کے انکار کے مزید حوالے آپ کو بتائیں فرماتے ہیں:۔

"...... اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ نہیں باقی رہیں نبوّت سے مگر مبشرات یعنے نبوّت کے انواع میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے وہ مبشرات ہیں از قسم رؤیائے صادقہ اور صحیح مکاشفات اور وحی جو خواص اولیاء پر اترتی ہے اور نور جو ایک دردمند دل پر اترتا ہے۔ پس دیکھ لے اس سے اے تنقید کرنے والے بصیرت سے کام لینے والے فہیم کہ کیا باب نبوّت کلی طور پر بند کیا گیا ہے۔ بلکہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ نبوت تامہ جو شریعت کی حامل تھی وہ منقطع ہو چکی ہے۔ لیکن وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں وہ قیامت کے دن تک باقی ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہو گی اور حدیث کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ رؤیائے صالحہ ایک جزو ہے نبوّت کے چھیالیس

اجزاء ہیں سے یعنے نبوّت تامہ کے اجزاء ہیں سے
پس جب رؤیاء کو بھی اس مرتبہ سے کچھ حظ حاصل ہے
پس کیا ہوگا وہ کلام جو وحی کیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ
کی طرف سے محدثوں کے دل پر۔ سو جان لے اللہ
تعالےٰ تجھے مدد دے کہ ہماری کلام کا خلاصہ یہ
ہے کہ نبوّت جزوی کے دروازے ہمیشہ کے
لئے کھلے ہیں اور اس نوع میں کچھ نہیں سوائے مبشرات
کے اور منذرات کے جو غیبی امور میں سے ہو یا قرآنی
لطائف کے اور لدنی علوم کے اور وہ نبوّت تامہ کاملہ
ہے اور اپنے اندر رکھتی ہے سارے کمالات وحی
کے سو ہم اس کے منقطع ہونے پر ایمان لا چکے ہیں'
اُس دن سے جب یہ آیت نازل ہوئی وما کان
محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیّن۔ اور نہیں محمدؐ (صلعم) تمہارے
مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے
رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں"۔

(توضیح مرام ص۲)

ملاحظہ فرما لیجئے صاحب! صاف طور پر حضرت اقدس نے نبوّت
کاملہ تامہ کے انقطاع اور نبوّت جزویہ کے اجرا کو تسلیم کیا ہے جو

جو دوسرے لفظوں میں محدثیت ہے۔

لیجئے ایک آدھ حوالے کا پھر اعادہ کرتا ہوں، فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز اس امت کے لئے محدّث ہو کر آیا ہے اور محدّث بھی ایک معنے کے لحاظ سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوّت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتا ہے......

جزوی طور پر وحی اور نبوّت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے مگر بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوّت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری ہے نبوّت تامہ نہیں وہ صرف ایک جزوی نبوّت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔"

(توضیح مرام صفحہ ۱۰،۹)

پھر اور سنئے فرماتے ہیں:۔

"وہ (آنے والا مسیح) واقعی اور حقیقی طور پر نبوّۃ تامہ کی صفت سے مستفیض نہیں ہوگا۔ ہاں نبوّت ناقصہ اس میں پائی جائے گی، جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے" الخ

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲)

یہ حقیقت روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت میرزا صاحب نے نبوت کاملہ تامہ سے بار بار انکار فرمایا ہے اور جس چیز کا اقرار کیا ہے وہ محض جزوی نبوت ہے۔ اپنی آخری کتاب میں بھی آپ فرماتے ہیں:۔

"ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ
والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علٰی من اراد
فوق ذالک"

اس میں فوق ذالک کے الفاظ مسئلہ کی کلید کا کام دیتے ہیں فرماتے کہ میری نبوت سے اللہ تعالےٰ نے کثرت مکالمہ مخاطبہ مراد لی ہے اور لعنت ہے اس پر جو فوق ذالک دعوےٰ کرے۔ وہ فوق ذالک کیا چیز ہے؟ وہی نبوت تامہ کاملہ ولا غیر نبوت کاملہ تامہ کا دعوےٰ کرنے والے پر آپ لعنت بھیجتے ہیں۔ الآن حصحص الحق۔ اب حق کھل گیا۔ اور اصل حقیقت کا انکشاف ہو گیا۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ جزوی نبوت کا ثابت ہوا نہ کہ نبوت کاملہ تامہ کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو چکی ہے۔ اب جزوی نبوت باقی ہے۔ اور کلی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی ہمارے امام کا اور یہی ہمارے فاضل دوست شیخ الجامعہ کا۔ الحمد للہ۔ مکرم شیخ الجامعہ صاحب اب ہم اور آپ ایک ہی کشتی میں سوار ہیں، خوب چھان بین کر کے دیکھ لیں حضرت مرزا صاحب

نے کہیں نہیں فرمایا کہ میرا دعوےٰ نبوت کاملہ تامہ کا ہے یا مجھ پر وحی نبوت نازل ہوئی ہے۔ بلکہ یہی فرمایا کہ میرا دعوےٰ مکالمہ مخاطبہ کا ہے میرا دعوےٰ محدثیت کا ہے جو درحقیقت جزوی نبوت ہے نہ کہ نبوت کاملہ۔ ہر اصطلاح جو آپ نے استعمال کی وہ ظلی ہو یا بروزی مجازی ہو یا غیر تشریعی، ان سب کا مطلب اور مفہوم یہی ہے کہ آپ کو جزوی نبوت کا دعوےٰ ہے نہ کہ نبوت کاملہ تامہ کا، اور جب یہ حقیقت ہے تو مرزا صاحب کی طرف ہمالیہ جیسی غلطی منسوب کرنا خود ہمالیہ جیسی غلطی کا ارتکاب کرنا ہے۔ فقکر یا اخی

جس صورت میں آپ کو خود مسلم ہے کہ جزوی نبوت امت کے اندر باقی ہے اور یہی حضرت کا دعوےٰ کتاب وسنت کے مطابق ہے، اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہے تو فرمایئے کہ آپ کس بات کی تردید کے لئے کھڑے ہوئے ہیں؟ سنئے جناب! حضرت مرزا صاحب نے دعوےٰ کرتے میں کہیں بھی کتاب وسنت سے انحراف نہیں کیا۔

اگر آپ نے جزوی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے تو اسکی سند موجود اگر آپ نے مکالمہ الہیہ کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کی سند موجود۔ اگر آپ نے محدثیت کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کی سند موجود، حاصل کلام حضرت مرزا صاحب کا جو بھی دعوےٰ ہے اس کی سند کتاب وسنت میں موجود ہے اگر خلافت اور امامت کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کی سند موجود آپ کے دعوےٰ کی بنیاد ایک مضبوط چٹان پر ہے۔ تبسکاچی

چاہے اس چٹان سے ٹکرا کر اپنا سر پھوڑ لے لوگ تو اسے مجنوط الحواس کہتے ہیں مگر وہ بڑا زیرک اور باہوش انسان تھا، وہ علم لدنی کا مالک تھا۔ جو دعوے کیا عین کتاب و سنت کے مطابق کیا۔ جو قدم اُٹھایا عین کتاب و سنت کے مطابق اُٹھایا۔ آج کی دنیا کل نہیں رہے گی۔ وقت آئے گا کہ اس کی صداقت پر گردنیں جھک جائیں گی اس کا پاؤں ایک ایسے بلند مینار پر پڑا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو متزلزل نہیں کر سکتی لوگ اس کے مقام کو نہایت عزت سے دیکھیں گے اور اہلِ نظر اس کی تعظیم و تکریم کو اپنا شعار بنائیں گے ؎

بر زمینیکہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

وہ ایک غریب درویش انسان تھا مگر جری اس قدر کہ اس کا نعرۂ حق بڑے بڑے بادشاہوں کے محلات سے ٹکرا تا تھا۔ اس نے دنیا کے سب سے بڑے فرمانروا کو دین حنیف کی تبلیغ کرتے ہوئے لکھا کہ اپنے تخت کے سامنے میرا اور اپنے مذہب کے پیشواؤں کا مقابلہ کرا لو۔ پھر دیکھو کون جیتا ہے اور کون مرتا ہے کیا کبھی کسی مولوی کسی ملا کسی سجادہ نشین، کسی پیر کو بھی یہ جرأت ہوئی؟ ہرگز نہیں۔ وہ واقعی مسیح تھا کہ اس کے نام لیواؤں نے مردہ زندہ کئے ایسے شخص کو کافر کہا جاتا ہے۔ استغفر اللہ ؎

اے امتِ شاہِ عرب ✿ کافر دیا کس کو لقب

یہ کیا کیا تو نے غضب ٭ یہ کیا کیا تو نے ستم

وہ کیسا محسن تھا کہ اس نے اپنے پیروؤں کو وہ کام سپرد کیا جو بڑے بڑے انبیاء کے سپرد ہوتا رہا یعنے تبلیغ و اشاعت حق کا کام۔ یہ وہ کام ہے کہ اس کے کرنے والوں کو قرآن مجید نے مُفلِحُون کی سند عنایت کی ہے۔ یہ مرزا غلام احمد صاحب کی طفیل ہے کہ مُفلِحُون کی جماعت پیدا ہوئی۔ قرآن مجید میں ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ڈ جو جماعت داعی الی الخیر ہوگی جو امر بالمعروف کرے گی اور جو نہی عن المنکر کرے گی وہ خدا کے حکم کے مطابق مفلحون میں شمار ہوگی۔

دوستو! مرزا کو مرزا کے اثمار سے پہچانو۔ دیکھو اس کی شاگردی میں محمد علیؒ جیسے مفسّر اور مصنّف پیدا ہوئے کمال الدین اور صدرالدین جیسے مبلّغ پیدا ہوئے۔ جن کی نظیر دنیا پیش نہیں کرسکتی۔ تم لوگ کن فضول اور لغو نکتہ چینیوں میں پڑے ہوئے ہو جو آنے والا تھا وہ تو آچکا اب آسمان سے کوئی نہیں آئے گا لکھ چھوڑو۔ دیکھو اس کا کلام کس قدر پُرازحکمت اور پُرازمعارف ہے اس کے اندر کیسی کیسی قیمتی نصائح ہیں اور کس قدر رشد وہدایت اور روحانیت ہے۔ وہ شخص جو دل رکھتا ہے اور جو دماغ رکھتا ہے سمجھ سکتا ہے کہ ہدایت کا یہ دریا کسی نہایت پاک اور صاف چشمہ سے نکلا ہے۔

لوگوں کو خدا سے ملانا۔ محمد رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی نصیحت کرنا۔ خدمتِ دین کا شوق دلانا۔ نفوس کا تزکیہ کرنا کیا یہ کسی ناپاک وجود کا کام ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں وہ خود پاک تھا اور اس نے پاک تعلیم دی اور پاک لوگ پیدا کئے۔ اور یہی مسیحائی ہے اور رتیبر و تفنگ کا نام تو مسیحائی نہیں۔

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ محدثیت کا تھا نہ کہ نبوت کا

ظلی بروزی نبوت مماثلت انبیاء کو ظاہر کرتی ہے

جس قدر ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس سے بوضاحت معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا مذہب دربارہ نبوت کیا ہے۔ آپ قائل ہیں اور پختہ ایمان رکھتے ہیں کہ نبوت اور رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی اب حضور صلعم کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی نئی شریعت البتہ حضور صلعم کی اتباع کے فیض سے امت کے اندر ایسے ایسے وجود پیدا ہوتے رہیں گے جن کو اللہ تعالے سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوگا۔ یہ لوگ درحقیقت انبیا نہیں ہوتے مگر ان کو انبیاء سے نسبت ہوتی ہے یعنے یہ انبیاء سے مشابہت و مماثلت رکھتے ہیں اسی وجہ سے ان کو ظلی۔ بروزی۔ مجازی نبی کہا جاتا ہے بعض لوگ بوجہ عدم واقفیت و قلت علم ان الفاظ کو عین نبوت پر محمول کرتے ہیں حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ ان الفاظ کا مقصد تو نبوت سے صرف مشابہت و مماثلت ظاہر کرنا ہے جو حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا منشاء ہے۔

مسیح موعود کے لئے لفظ نبی بطور مجاز آیا ہے

افسوس ہے کہ

لوگوں نے آپ کا اصل مقصد نہ سمجھا اور آپ پر ادّعائے نبوّت کا الزام لگایا۔ حالانکہ اگر حضور کی کتب پر ایک منصفانہ نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ عین کتاب و سنّت کے مطابق ہے۔ یہ کس قدر دیانت امانت کی بات ہے کہ اگر حدیث میں لفظ نبی آیا ہے یا آپ کے الہامات میں ایسے الفاظ آئے ہیں تو آپ نے ان کے متعلق فیصلہ دے دیا کہ یہ بطور مجاز ہیں حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوئے اور اس امر کو آپ نے اپنی کتب میں بار بار دہرایا ہے۔ ایک ایسے شخص کو جو لفظ نبی کی تاویل کرتا ہوئے اس کو مجازی قرار دیتا ہو کبھی کوئی دانا صاحب علم مدعی نبوّت قرار نہیں دے سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے متعلق لفظ ابن اللہ استعمال کرتے ہیں کیا وہ حقیقی طور پر ابن اللہ ہونے کے مُدّعی بن گئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ابن اللہ کا لفظ محض بطور مجازی استعمال تھا۔ اور اس کا مقصد اسی قدر تھا کہ وہ خدا کے پیارے ہیں۔ ورنہ نعوذ باللہ باری تعالےٰ کے لئے ابن کی نسبت دینا۔ ایسا کلمہ تو کلمۂ کفر ہے مگر جب مجازی رنگ میں استعمال ہوا تو جائز ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ کے کلام میں استعارات اور مجازات ہوتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں ایسے استعارات اور مجازات موجود ہیں . . . .

. . . . مثلاً من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی۔ یعنے جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت

میں بھی اندھا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہاں اندھا سے وہ اندھا مراد نہیں جو ظاہری بینائی سے محروم ہو بلکہ باطنی بینائی مراد ہے۔ پھر قرآن مجید میں ید اللہ موجود ہے حالانکہ ہاتھ پیر کی نسبت بھی باری تعالےٰ کی طرف نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کی شان ہے لیس کمثلہٖ شئی آپ حضرت مرزا صاحب کی کُتب کو اوّل سے آخر تک پڑھ جائیں آپ یہی پائیں گے کہ نبوّت کے لفظ سے ان کی حقیقی نبوّت مراد نہیں بلکہ محض مجازی نبوّت مراد ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔ اور جس کی سند احادیث صحیحہ اور کُتب آئمہ دین میں موجود ہے۔ اور جس کے متعلق ہم متعدد بار ذکر کر چکے ہیں۔

نبی کی تعریف حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں

اب ہم حضرت مسیح موعودؑ کی بعض وہ تحریرات نقل کرتے ہیں جن سے اُس فرق کی وضاحت ہوتی ہے جو ایک نبی اور محدث میں پایا جاتا ہے۔ اور جن سے مزید ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا دعوٰے نبوّت کا نہیں بلکہ محدثیت کا ہے۔

حقیقی نبوت کے اوصاف اور حقائق بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں :-

(۱) "جو شخص نبوّت کا دعوٰے کرے گا۔ اس دعوٰے میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا اقرار کرے۔ نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور

وہ خلق اللہ کو وہ کلام سنا دے جو اس پہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور وہ ایک اُمت بنا دے جو اس کو نبی مانتی ہو اور اُس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو"

(اخبار الحکم نمبر ا جلد ۷ — ۱۰ ر جون ۱۹۰۳ء)

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :—

"...... اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجّال نبوّت کا دعوے بھی کرے گا اور خدائی کا دعوے بھی۔ ایسا ہی انہوں نے کیا نبوّت کا دعوے اس طرح پہ کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دیئے اور وہ قواعد مرتب کئے اور وہ ترمیم تنسیخ کی جو ایک نبی کا کام تھا۔ جس حکم کو چاہا قائم کر دیا۔ اور اپنی طرف سے عقائد اور عبادت کے طریقے گھڑے اور ایسی آزادی سے مداخلت بے جا کی کہ گویا ان باتوں کے لئے وحی الٰہی ان پہ نازل ہوئی تھی سو الٰہی کتابوں میں اس قدر بے جا دخل دیئے کہ دوسرے رنگ میں نبوّت کا ہی دعوے ہے۔" (الحکم ۱۰ ر جون ۱۹۰۳ء)

پھر فرماتے ہیں :—

" ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ

انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لائیں"

(الحکم ۱۵ / جون ۱۹۰۳ء)

پھر فرماتے ہیں :-

"...... اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں"

(الحکم ۷ / اگست ۱۸۹۹ء)

پھر فرماتے ہیں :-

"حسب تصریح قرآن کریم رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوّت پر تیرہ سو سال سے مہر لگ چکی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷)

پھر فرماتے ہیں :-

"رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے۔ کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے

کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔"
(ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۸)

پھر فرماتے ہیں :۔

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۶)

عبارات بالا کو پڑھ جائیے۔ ان کی روشنی میں آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ایک حقیقی نبی یا رسول کے لئے ضروری ہے کہ :۔

(۱) وحی رسالت و نبوت بذریعہ جبرئیل اس پر نازل ہوتی ہو۔ جس کو وہ لوگوں پر جن کی طرف وہ مبعوث ہو کر آیا ہے تلاوت کرے۔

(۲) اس کی وحی کتاب اللہ کی حیثیت رکھتی ہو۔ وہ اپنی امت بنائے جو اس کو نبی مانتی ہو یعنے اس کا کلمہ پڑھتی ہو اور اس پر ایمان رکھتی ہو۔

(۳) یا تو وہ کامل شریعت لے کر آئے اور شریعت سابقہ کو منسوخ کرے یا بعض احکام شریعت سابقہ میں ترمیم و تنسیخ کرے۔

(۴) وہ لوگوں کو جن کی طرف وہ مبعوث ہوا ہے عبادات الہٰی کے

طریقے سکھائے۔

(۵) وہ نبی سابق کی اتباع سے نہیں بلکہ براہ راست بغیر کسی نبی سے استفادہ کے خدا سے تعلق رکھے۔

(۶) وہ دینی علوم عقائد و احکام جبریل کی وساطت سے حاصل کرے۔

نبی کی تعریف حضرت مرزا صاحب نے اپنے اُوپر چسپاں نہیں کی

فی الجملہ یہ ہیں اوصاف جو ایک حقیقی نبی یا رسول کے لئے لازم ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ان میں سے کبھی کسی ایک کا بھی دعویٰ نہیں کیا۔ آپ نے کبھی نہیں فرمایا کہ:۔

مجھ پر جبریل وحی لے کر آتا ہے۔

آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ:۔

میری وحی وحی نبوّت ہے۔

آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ:۔

میں نئی شریعت لے کر آیا ہوں یا شریعت سابقہ کی ترمیم و تنسیخ کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ:۔

میں نے عقاید و احکام جبریل سے حاصل کئے ہیں۔

آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ:۔

آپ کو نبی آخرالزمان کی اتباع سے نہیں بلکہ براہ راست بغیر

استفادہ نبی صلعم کے عہدہ نبوت دیا گیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم قبل ازیں آپ کے متعدد حوالہ جات سے ثابت کر آئے ہیں۔ ان تمام امور کا آپ نے اس شدت سے انکار کیا ہے کہ اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور جب یہ صورت حالات ہے کہ اوصاف خصائص نبوت میں سے کوئی وصف یا خصوصیت آپ میں نہیں پائی جاتی اور نہ آپ نے کبھی اس کا دعوے کیا تو پھر کسی کو کیا حق ہے کہ آپ کی طرف دعوے نبوت منسوب کرے۔

محدثیت کا دعویٰ

ہاں آپ کا دعوے محدثیت کا ہے ملاحظہ ہو عبارات ذیل:۔

نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن مجید میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبۂ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوے لازم آ گیا؟" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱-۴۲۲)

دیکھ لیجئے اس میں محدثیت کی کوئی تاویل نہیں کی بلکہ صاف لفظوں میں بیان کیا کہ مجھے محدثیت کا دعوےٰ ہے مگر نبی کے لفظ کے متعلق کہدیا کہ یہ مجازی طور پر ہے۔

یہ ہے مجازی نبوت کی حقیقت اور یہ ہے حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ۔ آپ نے دعوے کی بنیاد ایسی مضبوط چٹان پر رکھی ہے کہ جس کو کوئی متزلزل نہیں کرسکتا۔ اس کو خواہ ظلی نبوت کہہ لو خواہ بروزی خواہ مجازی کہہ لو خواہ غیر حقیقی اور غیر تشریعی بات ایک ہی ہے۔ یہی محدثیت ہے جس کے لئے جیسا کہ ہم پہلے کہہ آئے ہیں صحیح بخاری و مسلم میں آتا ہے رجالٌ یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء اسی محدثیت کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رح فرما گئے ہیں، کہ اُمت میں جس شخص کے ساتھ کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہوا ہو اسکو محدث کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اللہ تعالیٰ سے کثرت مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل تھا اور اس بناء پر آپ کا دعوےٰ محدثیت ہی کا تھا ملاحظہ ہوں تحریرات ذیل :-

(۱) اے بھائیو! میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے محدث ہو کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں ...... اس نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا ہے " (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۷)

(۲) مَیں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث ہو کر آیا ہوں اور

اللہ کا کلیم ہوں۔ تاکہ دین مصطفےٰ کی تجدید کروں۔"

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۳

(۳) "میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ محدث ہوں اور اللہ کا کلیم اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اس طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)

(۴) ...."سلسلہ وحی بزنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری ہے سو اس نے ایسا ہی کیا۔ محدث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں۔"

(برکات الدعا صفحہ ۱۳، ۱۴)

(۵) "جھوٹے الزامات مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیا قرأت ولا محدث یاد نہیں رہی۔"

(سراج منیر صفحہ ۲ و ۳)

(۶) ...."آپ لوگ کیوں قرآن شریف پر غور نہیں کرتے اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے لئے بشارت دے چکے ہیں کہ اس امت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے اور محدث بفتح

دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں۔" (براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۵)

(۷) "محدث اسی طرح اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں جس طرح نبی ہمکلام ہوتے ہیں اور محدّث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح رسول۔ اور محدّث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اگر نبوّت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہی ہوتا۔" (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۲)

(۸) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اور علماء سے مراد محدّث ہیں جن کو رب کی طرف سے علم دیا جاتا ہے اور وہ مکلمین ہو جاتے ہیں۔"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۰)

(۹) "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ خدام شریعت عطا کئے گئے جو بہ طبق حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ملہم اور محدّث تھے۔" (شہادت القرآن صفحہ ۶)

(۱۰) "...... حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمرؓ کی روحانی حالت کے موافق ہوگئی وہی محدّث ہوگا۔ چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارہ میں الہام ہوا تھا فیک مادۃ الفاروقیۃ"۔ (فتح اسلام)

(۱۱) "اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ محدثیت کا مقام مقامِ نبوت سے شدید مشابہت رکھتا ہے...... ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدّعی ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول صریح کذب ہے۔" الخ

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۲)

(۱۲) "نہ مجھے دعوئے نبوت و خروج از امت اور نہ ہی منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلّ شانہٗ سے ہمکلام ہوتے اور نبوتِ تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔"

(نشانِ آسمانی صفحہ ۲۸)

دیکھئے ایک حقیقی، کامل نبی اور ایک محدث میں کس خوبصورتی سے آپ امتیاز قائم کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

(۱۳) "...... صاحب نبوتِ تامہ ہرگز نبی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر مطیع اور امتی ہونا نصوص

قرآنیہ و حدیثیہ کی رُو سے بکلّی ممتنع ہے اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ یعنے
ہر ایک رسُول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے
اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا تابع اور مطیع ہو
ہاں محدّث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہے اور ناقص طور
پر نبی بھی، اُمتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلّی تابع شریعت رسول اللہ اور
مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے
کہ خدا تعالےٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے ۔ اور محدّث
کا وجود انبیاء اور اُمم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا
کیا ہے ۔" الخ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)

(۱۴) "..... جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل
طور پر امتی ہوگا تو وہ بوجہ اُمتی ہونے کے کسی طرح رسُول نہیں ہوسکتا
کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متبائن ہے ۔ اور نیز خاتم النّبیّین
ہونا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے ۔ ہاں ایسا نبی جو
مشکوٰۃ نبوّت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے ۔ اور نبوّت تامہ نہیں رکھتا
جس کو دوسرے لفظوں میں محدّث کہتے ہیں وہ اس تحدید سے
باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے
جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزء کل میں داخل
ہوتا ہے ۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵)

(۱۵) "آنے والا مسیح ...... واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے مستفیض نہیں ہو گا ہاں نبوتِ ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ سو یہ بات کہ اس کو نبی بھی کہا اور امتی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں اُمتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدثیت میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک ہی شانِ نبوت رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگ میں رنگین ہوتی ہے اس لئے خدا نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳)

(۱۶) "...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات مبارکہ اشارت فرماتے ہیں کہ محدث نبی بالقوت ہوتا ہے۔ اگر بابِ نبوت مسدود نہ ہوتا تو پھر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنے کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبیٌ جیساکہ العنب خمرًا نظرًا علی القوۃ والاستعداد ومثل ھذا الحمل شائع متعارف فی عبارات القوم جرت المحاورۃ علی ذالک کما لا یخفی علی کل ذکی عالم مطلع

علٰے کتب الادب والکلام التصوفؒ الخ۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد ثانی صفحہ ۱۱۷ ۱۹۰۲ء)

(۱۷) ا۔ دیکھئے محدثیت کو آپ ایک جزوی نبوت قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"..... میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ـــ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے الخ.... وہ صرف ایک جزوی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل پیروی سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا و محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم"

(توضیح مرام صفحہ ۹-۱۰)

(۱۷)(ب) "........ وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں۔ وہ قیامت کے دن تک باقی ہے وہ کبھی منقطع نہ ہوگی اور تو نے جانا ہے اور حدیث کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ رؤیائے صالحہ ایک جزو ہے نبوت کے چھیالیس (۴۶) اجزاء میں سے یعنے نبوت تامہ کے اجزاء میں سے پس کس طرح ہوگا وہ کلام جو وحی کہا جاتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے محدثوں کے دل پر سو جان لے اللہ تعالےٰ تجھے مدد دے کہ ہماری کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نبوت جزوی کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں اور اس نوع میں کچھ نہیں سوائے مبشرات کے اور یہ منذرات کے جو غیبی امور میں سے ہوں یا قرآنی لطائف کے اور لدنی علوم کے اور وہ نبوت جو تامہ کاملہ ہے جو وحی کے تمام کمالات اپنے اندر رکھتی ہے ہم اس کے منقطع ہونے پر ایمان لا چکے ہیں دن سے یہ آیت نازل ہوئی ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔" (توضیح مرام صفحہ ۱۲-۱۳)

یہ ہے ساری حقیقت حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی جس پر اس قدر شور مچایا جاتا ہے، اور گلا پھاڑ پھاڑ کر آپکو نعوذ باللہ کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ آپ کا دعویٰ تو محض محدثیت کا ہے۔ جو عین شریعت اسلامیہ کے مطابق ہے۔ نبی کا لفظ اگر استعمال

کیا ہے تو اس کے متعلق بھی فرما دیا ہے کہ یہ بطور مجاز ہے نہ کہ حقیقی طور پر۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے بزرگ علماء ہمارے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں اور کیوں ہمیں کافر کہہ کر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے ایک (حقیقی) نبی کے خصائص اور اوصاف آپ اس مضمون میں پہلے پڑھ آئے ہیں۔ اب بیانات بالا سے جن میں حضور نے اپنے دعویٰ محدثیت کا بار بار اعلان فرمایا ہے آپ کو ایک محدث کے اوصاف اور حقائق کا علم بھی بخوبی ہو گیا۔ ...... حضرت کو اللہ تعالیٰ نے بڑا وسیع اور بڑا بابرکت علم عطا فرمایا تھا۔ آپ کے بیاناتِ بالا سے ایک محدث کے اوصاف صاف نظر آتے ہیں۔

محدثیت کا منفی پہلو وضاحت کے لئے ہم اس کے دو پہلو لیتے ہیں ایک مثبت اور دوسرا منفی۔ منفی پہلو کے لحاظ سے :-

(۱)- محدث حقیقی طور پر نبی نہیں۔

(۲)- محدث مستقل- براہ راست صاحب شریعت نبی نہیں۔

(۳)- محدث پر جبریل وحی لیکر نہیں آتا۔ اس پر وحی نبوت نازل نہیں ہوتی۔

(۴)- محدث مجازی اور جزوی طور پر نبی ہونے کی وجہ سے

نبوّت کاملہ تامہ نہیں رکھتا۔

(۵)۔ محدّث شریعت سابقہ کو منسوخ نہیں کرتا اور نہ کسی حکم کو منسوخ نہیں کرتا اور نہ کسی حکم سابق کی ترمیم وتنسیخ کرتا ہے۔

(۶)۔ محدّث نہ نیا دین لاتا ہے نہ اپنا کلمہ پڑھواتا ہے اور نہ اپنی نبوّت کا اقرار لیتا ہے۔

(۷)۔ محدّث بالقوۃ نبی ہوتا ہے بالفعل نبی نہیں ہوتا۔

محدثیت کے خصائص یا مثبت پہلو اور مثبت پہلو کے لحاظ سے:۔

(۱)۔ محدّث انبیاء ورسل کی طرح خدا کی طرف سے مامور ومبعوث کیا جاتا ہے۔

(۲)۔ محدّث ایک مجازی اور جزدی نبی ہے۔

(۳)۔ محدّث تجدید دین کے لئے آتا ہے۔

(۴)۔ محدّث شریعت سابقہ کا تابع اور نبی متبوع کا پورا پورا مطیع ہو کر آتا ہے اسی کے ذریعہ سے خدا سے تعلق حاصل کرتا ہے

(۵)۔ محدّث انبیاء کا مثیل ہوتا ہے یعنے اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو انبیاء جیسا علم وعرفان عطا کرتا ہے۔

(۶)۔ محدّث کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہمکلامی کا شرف عطا فرماتا ہے۔ اس پر امور غیبیہ کھولتا ہے اور

اسرار و رموزِ دینیہ کا علم دیتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب میں محدثیت کے خصائص تھے نہ کہ نبوت کے

یہ ہیں بڑے بڑے خصائص محدثیت کے۔ ایک نبی کے خصائص آپ پہلے پڑھ چکے ہیں دونوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لو اور پھر انصاف کرو کہ آیا حضرت مرزا صاحب کا دعوے نبوت کا ہے یا محدثیت کا؟

آپ محدثوں کی طرح خدا کی طرف سے مبعوث کئے گئے۔ آپ کوئی شریعت نہیں لائے، بلکہ شریعت سابقہ کی تجدید کے لئے آئے۔ آپ ایک امتی تھے اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے ایک غلام۔ آپ کا دعوے محض مجازی اور جزدی نبوت کا تھا نہ کہ حقیقی نبوت کا اور آپ کو اللہ تعالےٰ نے بکثرت شرف مکالمۂ مخاطبہ عطا فرمایا تھا۔ جو ایک محدث کی شان ہے۔ الغرض آپ کے اندر محدثیت کی پوری شان اور محدثیت کے کل اوصاف پائے جاتے ہیں مگر نبی کے اوصاف نہیں پائے جاتے۔ اب ہم نے خدا کے فضل سے تفصیل کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی صحیح پوزیشن واضح کر دی ہے صاحبان علم و عقل کو اس پر غور کرنا چاہیئے اور خدا کے لئے انصاف کرنا چاہیئے کہ اس میں حضور کا کیا قصور ہے کہ آپ کو کذاب اور دجال کہا جاتا اور گالیاں دی جاتی ہیں؛

حدیث لَانَبِیَّ بَعْدِیْ اور شیخ الجامعہ کا عجیب استدلال

مکرّم شیخ الجامعہ صاحب! یہ تو فرمایئے کہ ہاتھی نگل جانا اور مچھر چھانتا آنجناب نے کہاں سے سیکھا ہے؟ آپ نے متعدد بار اس بات پر زور دیا ہے کہ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ میں لا نفی جنس ہے اب معنے یہ ہوں گے کہ حضور علیہ السلام کے بعد جدید نبی و جدید رسول نہیں آسکتا خواہ وہ ظلّی ہو یا بروزی"

(صفحہ ۴۹ و ۸۵ و ۱۰۵)

لَانَبِیَّ بَعْدِیْ میں جدید اور قدیم کا فرق نہیں ہو سکتا

واہ! سبحان اللہ! علم ہو تو ایسا ہو اور عقل ہو تو ایسی ہو، ماشاء اللہ کیا معقول استدلال ہے۔ آنجناب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ لَا نفی جنس ہے اس لئے اب جدید نبی یا جدید رسول تو آ نہیں سکتا خواہ وہ ظلّی ہو یا بروزی، مجازی ہو یا جزوی، تشریعی ہو یا غیر تشریعی، مگر قدیم نبی آسکتا ہے خواہ وہ مستقل صاحب کتاب اور براہ راست نبی ہی ہو۔ گویا جدید نبی کا آنا تو ناجائز ہے لیکن قدیم نبی کا آنا جائز۔ کیا عدالت ہے اور کیا انصاف ہے!

دوسروں کو مخبوط الحواس اور پاگل بنانا اور اپنی عقل کا یہ عالم! کون عقلمند ہے جو آنجناب کے اس قول پر حقارت کا قہقہہ نہ لگائے گا؟ دانا کہہ گئے ہیں کہ پہلے بات کو تولو پھر منہ سے بولو، ایسے الفاظ لکھنے سے پیشتر ذرا سوچا ہوتا کہ دنیا میں سارے بیوقوف ہی نہیں بستے عقلمند بھی بستے ہیں۔ وہ کیا کہیں گے؟ کیوں صاحب کیا لانبی بعدی کے یہی معنے ہیں کہ جدید نبی تو نہیں آئے گا مگر قدیم نبی آجائے گا؟ یہ معنے کہاں سے نکالے؟ اور آپ کو کس نے بتائے؟ قربان جائیں آپ کے اس استدلال کے کہ لانبی بعدی میں لا کا مطلب یہ ہے کہ جدید نبیوں کا دروازہ تو بند ہو گیا اور قدیم نبیوں کا دروازہ کھل گیا۔ کیا قدیم نبیوں پر لانفی جنس عائد نہیں ہوتا اور صرف جدید نبیوں پر ہی ہوتا ہے؟ کیا صرف و نحو بنانے والے بزرگوں نے آپ کے کان میں پھونکا تھا کہ یہ لا نفی جنس صرف جدید نبیوں کے لئے ہے اور قدیم نبی اس سے مستثنیٰ ہیں، اور شارحین حدیث نے یہ قاعدہ صرف آپ سے ہی بیان کیا تھا کہ یہ لا صرف جدید نبیوں کی آمد کی نفی کے لئے ہے اور قدیم کے لئے نہیں ہے؟ مکرم شیخ الجامعہ صاحب! آپ کے قلم اور زبان کو کون روک سکتا ہے۔ آپ جو چاہیں اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمادیں اور جو چاہیں کلک گوہر بار سے گہر ریزی کر دیں کون مزاحم ہو سکتا ہے آپ

خواہ زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین کہدیں آپ کو ہر طرح اختیار ہے۔ اور آپ کی کتاب کے بیشتر حصّے کا یہی رنگ ڈھنگ ہے ۔

خرد کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مگر ایک بات کی داد دینی پڑتی ہے ۔ ماشاء اللہ آپ ہیں بہت ہوشیار! اگرچہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ "فطرتاً چالاک تھا" (صفحہ ۸۰) مگر حقیقت یہ ہے چالاکی میں آپ بڑے بڑوں کے کان کترڈالتے ہیں۔ آپ پیش بینی یا پیش بندی میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ جب آپ نے دیکھا کہ لانبی بعدی میں تو اگلے پچھلے سب نبی آجاتے ہیں تو آپ کو فکر دامنگیر ہوئی کہ ایسا نہ ہو یہ بجلی اپنے ہی خرمن پر آن گرے ۔ اور اُلٹی آنتیں گلے پڑ جائیں یہ فرماکر کہ "جدید نبی نہیں آسکتا" آپ چپکے سے آگے نکل گئے کہ گویا دیکھنے والا کوئی نہیں لیکن موقعہ پر پکڑے گئے ۔

ذرا ٹھہریئے اور بتاتے جایئے کہ لانبی بعدی میں کہاں لکھا ہے کہ جدید نبی تو نہیں آئیں گے مگر قدیم نبی آئیں گے ؟ ذرا تکلیف فرماکر اس کی وضاحت فرمادیجئے۔ ماشاءاللہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو زندہ ماننے اور دوبارہ اس دنیا میں لانے کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلے جاتے ہیں اور کیا کیا من مانی تاویلیں کی جاتی

ہیں اور کیا کیا نئے قاعدے گھڑے جاتے ہیں۔ یہ قاعدہ آج ہی سُنا کہ لانبی بعدی میں جدید رسول کی آمد کی نفی ہے، اور قدیم رسول کی آمد کی نفی نہیں۔

مسیح فوت ہوچکا اس لئے دوبارہ نہیں آسکتا

دوستو! جس شخص کو دوبارہ بلانے کے لئے تم نے نئے قاعدے گھڑے اور حضرت خیمت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح اور واضح حکم کو پس پشت ڈال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کے مجرم ہو رہے ہو وہ تو دیر ہوئی سری نگر کی بستی میں سویا پڑا ہے بیشک وہ خدا کا برگزیدہ اور مقرب نبی ہے مگر وہ سید البشر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں کہ دو ہزار سال سے بشری حوائج سے پاک آسمانوں میں الآن کما کان زندہ ہو اور افضل الرسل زیرِ آسمان خاکِ یثرب میں مدفون ہوں ونعم ما قال المسیح الموعودؑ ؎

مسیحِ ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفونِ یثرب را نہ داد ند ایں فضیلت را

حضرت ختم الرسل سے بغاوت کا مجرم کون ہے

ہمارے متعلق کہا گیا ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ظلی، بروزی، مجازی، کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کرتے ہیں" (صفحہ ۱۸۵) نعوذ باللہ۔ ہم ہرگز حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے

بغاوت نہیں کرتے ہم حضور صلعم کے غلاموں کے غلام ہیں اور ہمارا امام علیہ السلام بھی حضورؐ کا ایک غلام ہی تھا جیسا کہ حضورؐ نے خود فرمایا ہے ؎

ہو تم گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

ہم نے حضرت مرزا صاحب کو حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہی مانا ہے۔ حضور صلعم کے حکم کی ہی تعمیل کی ہے۔ علیکم بسنتی وسنت خلفاء الراشدین المھدیین اور من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ (احادیث)

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی ظلّی یا بروزی یا مجازی نبی اُمّت میں آجائے تو آپ کے نزدیک اس کے ماننے سے انسان حضرت محمد رسُول اللہ کا باغی بن جاتا ہے۔ لیکن اگر حضور صلعم کے بعد کوئی مستقل صاحب کتاب نبی آجائے تو اس کے ماننے سے کیا انسان باغی نہیں کہلائے گا؟ اس کا کیا جواب ہے اور یہ کہاں کا فلسفہ ہے جو آپ لوگ اہل علم کے سامنے پیش کر رہے ہیں؟ قدیم اور جدید نبی سے کچھ فرق نہیں پڑ سکتا۔ نبی خواہ جدید آئے یا قدیم وہ نبی ہی ہے۔ ظلّی اور بروزی یا مجازی تو حقیقی نبوّت ہی نہیں محض محدثیت اور مجددیت ہی ہے۔ لیکن حضرت علیسے

علیہ السلام تو حقیقی اور کامل، مستقل اور براہِ راست اور صاحب کتاب نبی ہیں۔ مقامِ انصاف ہے کہ ہم تو ایک شخص کو ظلی نبی یعنے مجدد یا محدث ماننے سے حضور صلعم کے باغی ٹھہر گئے اور آپ لوگ حضور صلعم کے بعد ایک کامل نبی کے آنے کو مانتے ہوئے من کل الوجوہ مومن کے مومن ہی رہے، یہ کہاں کا انصاف ہے تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔ ہم نہ کسی نئے نبی کے آنے کے قائل ہیں اور نہ کسی پُرانے نبی کے۔ لیکن آپ نئے نہ سہی پرانے نبی کے آنے کے تو ضرور قائل ہیں۔ فرمایئے باغی کون ہوا اور حضور صلعم کے ارشاد لانبی بعدی کو کس نے پسِ پُشت ڈالا؟ ہم نے یا آپ نے؟ اجی حضرت اگر آنحضرت صلعم کے بعد ایک ظلی نبی کے ماننے سے انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی بن جاتا ہے تو ایک مستقل نبی کے ماننے سے بدرجۂ اولیٰ باغی بنے گا۔

حدیث میں اُمت میں سے عیسیٰ یا مہدی کے آنے کا ذکر ہے	جنابِ عالی! لانبی بعدی میں نفی عام ہے۔ اس حکم کے مطابق نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پُرانا۔

حضور صلعم کے حکم کے خلاف کسی کی من مانی تاویل قبول نہیں ہوسکتی اگر یہ عذر لنگ پیش کریں کہ حدیث میں عیسیٰ ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ہے وہاں ہی امامکم منکم یا فامکم بھی موجود ہے

فاین المفر۔

پھر سنئے ایک اور حدیث بھی ہے:۔

یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسے ابن مریم اماماً مھدیاً حکماً عدلاً۔

اس سے ظاہر ہے کہ ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی سے مراد امام مہدی کا آنا ہی ہے۔ ولاغیر۔

لَانَبِیَّ بَعْدِیْ کی تشریح حضرت مرزا صاحب سے

آئیے آپ کو دکھلائیں کہ جس شخص کو آپ ختم نبوت کا منکر قرار دیکر نہایت ناپاک گالیاں دے رہے ہیں وہ حدیث لانبی بعدی کی کیا تشریح کرتا ہے:۔

(۱) "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسٰے علیہ السلام کی موت ہی کو چاہتا ہے کیونکہ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سلسلہ وحی منقطع ہو سکتا ہے اگر فرض بھی کرلیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اُمتی ہو کر آئینگے تو شان نبوت تو اُن سے منقطع نہیں ہوگی۔ گو اُمتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خدا کے علم میں نبی نہیں ہونگے اور اگر وہ خدا کے علم میں نبی ہوں گے تو وہی اعتراض

لازم آگیا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی آگیا اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے قرآن شریف میں مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا تو کہیں ذکر نہیں آیا لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے اور نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر دلیری اور جرأت اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کی جائے اور نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اسکی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی"

(ایام الصلح صفحہ ۴۶)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۲) "ایسا ہی آپ نے لانبی بعدی کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا" (ایام الصلح صفحہ ۱۵۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۳) "علاوہ ان باتوں کے مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت روکتی ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین اور ایسا ہی حدیث لانبی بعدی یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ پھر کسی وقت دوسرا کوئی نبی آجائے اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہو جائے" (ایام الصلح صفحہ ۷۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۴) "اسلام میں اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین اور حدیث لا نبی بعدی اور اگر کوئی اور نبی نیا ہو یا پُرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم النّبیین رہیں ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں" (ایام الصلح صفحہ ۷۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۵) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لانبی بعدی

ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا ایک ایک لفظ قطعی ہے اپنی آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی ہے"۔
(کتاب البریہ صفحہ ۲۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۶) "غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔"
(حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۸۵)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۷) "کیا نہیں جانتے کہ خدائے رحیم و کریم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیت مذکورہ بالا کے فرمایا ہے کہ میرے بعد

کوئی نبی نہیں۔" (ترجمہ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

اب کیا فرماتے ہیں ختم نبوت کے تمام تہاد علمبردار؟ کیا آپ نے پڑھ لیا کہ حضرت مرزا صاحب حدیث لا نبی بعدی کی کیا تشریح فرما رہے ہیں۔ اس میں کوئی استثنا نہیں۔ ہمیں اپنی طرف سے الفاظ ڈال کر کوئی تحریف لفظی یا معنوی نہیں کی گئی۔ کوئی تاویل نہیں کی گئی لفظوں کا کوئی ہیر پھیر نہیں کیا گیا۔ صاف صریح معنے کر دیئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں" اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ جو پہلے بنا تھا وہ پہلے آئے گا اور جو بعد میں بنے گا وہ نہیں آئے گا۔

حدیث میں استثنا کوئی نہیں

شیخ الجامعہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"عقلاً و نقلاً آپ کے بعد حضرت عیسٰیؑ کے سوا کسی نبی یا رسول کے آنے کا امکان نہ تھا۔" (صفحہ ۸۲)

کیوں صاحب! حدیث لا نبی بعدی میں "حضرت عیسٰیؑ کے سوا" کے الفاظ کہاں سے آ گئے؟ گویا آپ کے نزدیک حدیث یوں ہونی چاہیئے:۔

"لا نبی بعدی الا عیسٰی"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک میں تحریف؟ یحرفون الکلم عن مواضعہ سچ فرمایا حضرت محمد صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے:۔ لتتبعن سنن من قبلکم۔

پرانے نبی کے آنے کے عقیدہ میں ختم نبوت کا انکار ہے

اب کسی غیر جانبدار کے سامنے یہ معاملہ رکھئے اس وقت دو فریق ہیں ایک فریق توحدیث لانبی بعدی کے یہ معنے کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا - کیونکہ لا نفی تام ہے - لیکن دوسرا فریق کہتا ہے کہ لانبی بعدی کی رو سے نیا نبی تو نہیں آسکتا البتہ پرانا نبی آسکتا ہے - ان دونوں فریقوں میں سے کونسا فریق ختم نبوت کا منکر ہے اور کونسا ختم نبوت کا قائل - کیا وہ جو کہتا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا یا وہ جو کہتا ہے کہ نیا نہیں مگر پرانا آسکتا ہے - دور جانے کی ضرورت نہیں آپ کا ضمیر خود گواہی دے گا کہ حق یہی ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کا عقیدہ خواہ پرانا نبی ہی ہو حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے اور اس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے ...... اور خود قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین کا بھی انکار لازم آتا ہے - خدا محفوظ رکھے ایسے عقیدہ سے (نعوذ باللہ من ذالک) خدا کے کلام کو بھی پس پشت ڈالا اور نبی کے فرمان کا بھی عملی طور پر انکار کر دیا -

ہم پر جو فتوٰے کفر آپ کی کتاب میں تجویز کیا گیا ہے اس کی ایک شق یہ بھی ہے :-

"اگر کوئی کلمۂ شہادت پڑھتا ہو۔ نماز، روزہ، حج، سبھی ارکان اسلام کو ادا کرتا ہو لیکن ضروریات دین کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی..... کے ہونے کا قائل ہو۔..... بہرحال (جو) کسی ایک علم کا انکار کر دے یا اعتراض کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔"

ہم تو بارہا اعلان کر چکے اور علی رؤس الاشہاد کہہ چکے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے نبی ہونے کے قائل نہیں۔ نہ کسی پرانے نبی کے اور نہ کسی نئے نبی کے اور نہ ہم نے کسی حکم کا انکار کیا ہے۔ حضور عالی! یہ تو آپ ہی لوگ ہیں جو آنحضرت صلعم کے بعد ایک صاحب کتاب مستقل نبی کے ظہور کو مانتے ہیں اور اس طرح سے خاتم النبیین اور لانبی بعدی کا جو ارشاد خدا اور اس کے رسول نے فرمایا ہے۔ اس کا عملی طور پر انکار کرتے ہیں اور ختم نبوت کو باطل قرار دیتے ہیں۔ پس یہ فتوے آپ کو مبارک ہو، اس کے مصداق آپ خود ہی ہیں، ہم نہیں ہیں۔ عطائے تو بلقائے تو ؎

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سُنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

مکرم دوست! انصاف فرمائیے کہ نص قرآنی خاتم النبیین کا اور حدیث نبوی لانبی بعدی کا عملی طور پر انکار آپ کریں اور

آنحضرت صلعم کے بعد ایک نبی کے ظہور کو مان کر ختم نبوت کو باطل آپ قرار دیں اور فتوے لے کفر ہم پر لگائیں، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ -

حضرت عیسیٰؑ کے آنے کا عقیدہ عقلاً نقلاً صحیح نہیں

آپ فرماتے ہیں کہ:-
" عقلاً و نقلاً آپ کے بعد حضرت عیسیٰؑ کے سوا کسی نبی یا رسول کے آنے کا امکان نہ تھا"
(صفحہ نمبر ۸۲)

شیخ الجامعہ صاحب مکرم! یہ آپ نے کیا فرما دیا کہ عقلاً و نقلاً آپ کے بعد حضرت عیسیٰؑ کے سوا کسی نبی یا رسول کے آنے کا امکان نہ تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو درست ہے کہ آپ کے بعد عقلاً و نقلاً کسی نبی یا رسول کے آنے کا امکان نہیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا عقیدہ عقلاً و نقلاً کس طرح ٹھیک ہو گیا آپ کو واضح ہونا چاہیئے کہ یہ عقیدہ عقلاً بھی غلط ہے اور نقلاً بھی غلط ہے۔ نقلاً تو اس وجہ سے کہ علاوہ صریح آیات قرآنی کے احادیث نبوی ببانگ دہل کہہ رہی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی جدید نبی آسکتا ہے اور نہ قدیم اور عقلاً آپ کا عقیدہ اس وجہ سے غلط ہے کہ کوئی عقل سلیم اسکو مان نہیں سکتی کہ ایک ہی اسرائیلی نبی کو دو ہزار سال سے اس غرض سے آسمانوں

پر بٹھایا جائے۔ کہ وہ آخری زمانہ میں آکر اُمت محمدیہ کی اصلاح کریں گے۔ کوئی عقل نہیں مان سکتی، کہ ایک شخص دو ہزار سال تک کھانے پینے کے بغیر زندہ رہے۔ اللہ تعالےٰ تو فرماتے ہیں کہ کوئی نبی ایسا نہیں جس کو خلود حاصل ہو یا وہ کھانا نہ کھاتا ہو، وما جعلنٰهم جسداً لا یا کلون الطعام وما کانوا خالدین۔

حضرت علیٰ کو زندہ ماننا انہیں اُلوہیت کے تخت پر بٹھانا ہے

اگر آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خلود تجویز کرتے ہیں یا ان کو حوائج بشری سے بالا تر مانتے ہیں، تو آپ ان کو بشریت کے دائرہ سے نکال کر الوہیت کے تخت پر بٹھا رہے ہیں۔ یہ تو صریح دین نصاریٰ کی تائید ہے۔ آپ تو ہمیں اسلام کے "مار آستین" لکھتے ہیں (صفحہ ۸۵) ہم مار آستین نہیں۔ ہم تو اسلام کے ادنےٰ خادم ہیں۔ مگر ان لوگوں کو کیا کہیں جو منہ سے اسلام اسلام پکارتے ہیں مگر اعتقاداً نصاریٰ کے دین کی تائید کرتے ہیں۔

خیر الامم کی اصلاح کے لئے باہر کے رسول کی حاجت نہیں

پس عقل سلیم تو آپ کے عقیدہ کو دھکے دے رہی ہے اور آپ کے علم و فضل کا ماتم کر رہی ہے بگڑے تو محمد رسول اللہ صلعم کی اُمت اور اسکی اصلاح

کے لئے مصلح باہر سے آتے ۔ جو ایک غیر قوم کا نبی تھا اور آج سے دو ہزار سال پہلے اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوا تھا ۔ اور جو بحکم خدا رسولاً الی بنی اسرائیل تھا وہ رسولاً الی المسلمین کیونکر بن سکتا ہے ؟ کیا امت محمدیہ میں جو خیر الامم ہے کوئی ایسا کامل فرد پیدا نہیں ہو سکتا تھا جو بگڑی ہوئی امت کی اصلاح کر سکے ؟ کیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی معاذ اللہ ایسی ناقص اور ادھوری ہے کہ وہ ایسا روحانی انسان پیدا نہیں کر سکتی جو حضور کی امت کی اصلاح اور دین میں تر و تازگی پیدا کر دے ۔ حضور صلعم نے فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جب حضور کی امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں تو پھر کسی بنی اسرائیلی نبی کو بھیجنے کی کیا ضرورت ہے ؟ جو کام بنی اسرائیل کا ایک نبی کر سکتا ہے وہی کام امت محمدیہ کا ایک مجدد سر انجام دے سکتا ہے ۔ تو پھر ایک بنی اسرائیلی نبی کو دو ہزار سال تک آسمانوں پر بٹھائے رکھنے سے کیا فائدہ ؟ غرض آپ کا عقیدہ از روئے نقل بھی غلط ہے اور از روئے عقل بھی ۔ ہاں اگر کسی مولوی کی عقل اس کو رد ا کرتی ہے تو یہ الگ بات ہے ۔

امت کی اصلاح کیلئے خلفاء کے آنیکا وعدہ

مکرم مولانا صاحب ! میں کہاں تک جناب

کی سمع خراشی کروں۔ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے متعلق بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔ آپؐ نے بوقت مصیبت یا ضرورت اپنی اُمت کو غیروں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا۔ کہ وہ آ کر اس اُمت کی اصلاح کریں۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں حضورؐ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ آپؐ کی اُمت کے کامل افراد کو خلافت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور ان خلفاء کے ذریعے ہی دین کو تمکنت حاصل ہوگی اور اُمت پر جو خوف طاری ہوگا وہ ان کے ذریعہ دُور ہوگا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا (سورۃ نور) اسی طرح حضورؐ نے فرمایا کانت بنوا اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبیٌ خلفہ نبیٌ اخروانہ لا نبی بعدی وسیکون الخلفاء (بخاری شریف)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں تو یہ دستور چلتا تھا کہ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ میں آخری نبی ہوں۔ البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ دیکھا جناب شیخ الجامعہ صاحب! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے بعد نبی نہیں ہوں گے خلفاء ہوں گے گویا وہ خلفاء نبیوں کے قائم مقام ہوں گے۔ اب جس صورت میں حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کے بعد

آپ کی اُمت میں خلفاء آ سکتے ہیں جو نبیوں کا کام سرانجام دے سکتے ہیں تو پھر فرمایئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو کسی بیرونی نبی کی کیا ضرورت ہے؟ پس جس اُمت میں خلفاء کا سلسلہ موجود ہو جن کے وجود سے دین تمکنت حاصل کر سکتا ہے۔ جس اُمت میں نبی اسرائیلی نبیوں جیسے علماء موجود ہوں۔ جس اُمت میں صدی کے سر پر مجدد کے آنے کا وعدہ ہو، وہاں کسی غیر کے آنے کی کیا ضرورت اور کیا امکان؟

ایک عیسےٰ نفس خلیفہ کا آنا موجب خوشی ہے

اسی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے خلیفہ نے بیانگِ دہل کہا ہے ؎

ابنِ مریم کہ حسب بشارات آمدم
عیسےٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

آپ لوگوں کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے اصلاح امت کے لئے امت میں سے ہی ایک عیسیٰ نفس پیدا کر دیا اور غیر کی محتاجی سے بچا لیا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے بڑے شکر گذار ہیں کہ اس نے اس امت میں سے مسیح پیدا کر دیا۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصلاح اُمت کے لئے تشریف لاتے تو ہم لوگ تو ہمیشہ کے لئے اُن کے احسانمند ہو جاتے اور بنی اسرائیل قوم کے سامنے شرمندگی کے مارے سر نہ اُٹھا سکتے کہ ہمارے

نبی کی قوتِ قدسی تو کوئی ایسا وجود پیدا نہ کر سکی جو وقت پر امت کے بیڑے کو سنبھال سکے، اور حضرت عیسےٰ نے آکر امتِ نبی کی کشتی کو پار لگایا۔ استغفر اللہ

شیخ الجامعہ ختم نبوت مانتے ہوئے ایک مستقل نبی کے منتظر ہیں

آپ لوگوں نے یہ عجیب ڈھونگ رچا رکھا ہے، کہ ایک طرف تو ختم نبوت پر مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ دھواں دھار تقاریر کی جا رہی ہیں۔ بڑی شد و مد سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، اور دوسروں کو خواہ وہ لاکھ کہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر نہیں ہیں خواہ مخواہ ختم نبوت کا منکر قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ آپ کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ اگرچہ جدید نہیں مگر قدیم نبی آنحضرت صلعم کے بعد آ سکتا ہے۔ آپ منہ سے کچھ کہتے ہیں اور عقیدہ کچھ رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں کا کیا اعتبار؟ ع

منکرِ مے بودن و ہم رنگِ مستاں زیستن

اسی کو کہتے ہیں۔

صحیح عقیدہ کس کا ہے

اب دیکھئے ہم لوگ ہیں کہ صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ جدید نہ قدیم۔ انصاف سے فرمائیے صحیح اور کامل عقیدہ ختم نبوت کس کا ہے؟ آپ کا یا ہمارا؟ لیکن پھر

بھی آپ مومن مسلمان اور ہم پکے کافر بے ایمان سہ

خویش را نیک اندیشیدہ
اے ہداک اللہ چہ بد فہمیدہ

کلمہ گوؤں کو کافر کہنا کہاں کا انصاف ہے

آپ نے اپنی کتاب کے اوراق "لاہوری مرزائیوں کی کفر کی وجوہات" پر سیاہ کر ڈالے اور کچھ خدا کا خوف نہ کیا جناب عالی! محمد رسول اللہ صلعم کے ماننے والوں، حضور کا کلمہ پڑھنے والوں کو کافر اور بے ایمان قرار دینا خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی (نعوذ باللہ) توہین ہے۔ اللہ تعالے کا تو صریح حکم قرآن مجید میں موجود ہے:— ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا۔ یعنی جو تم کو السلام علیکم کہے اس کو مت کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔

کہاں گئے آپ لوگوں کے مسلمات کہ کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا چاہئے آپ لوگوں کے ہاں تو کف لسان کا ایک مسلم مسئلہ تھا وہ کہاں گیا؟ کیا لاتکفروا اھل قبلتک آپ کو یاد نہیں رہا؟ کیا حدیث من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہا احدھما آپ کو معلوم نہیں ہے؟ کیا ارشاد نبوی من صلی صلوتنا و استقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم آپ

کو معلوم نہیں؟ آپ صاحبوں کو اس خطرناک غلطی سے جلد توبہ کر لینی چاہیئے ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اس کی عقوبت میں پکڑے جاؤ۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

اولیائے اُمّت اور مسئلۂ نبوّت

مولانا روم کا ارشاد کہ مرشدِ کامل نبیٔ وقت ہے

آیئے جناب! اب آپ کو اپنے گھر کی سیر کرائیں۔ آپ کے ہاں نہ صرف باہر سے ہی ایک اسرائیلی نبی کو واپس بلایا جاتا ہے اور مہرِ ختمیت کو توڑا جاتا ہے بلکہ اُمّت کے اندر بھی نبی پیدا کئے جاتے ہیں۔ رئیس الاولیاء حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کا نام نامی و اسم گرامی محتاجِ تعارف نہیں ؎

من چہ گویم وصفِ آں عالی جناب
نیست پیغمبر مگر دارد کتاب
مثنویِ مولویِ معنوی
ہست قرآں در زبانِ پہلوی

حضرت ممدوحؒ اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

او نبیِ وقت خویش است اے مُرید
زانکہ زو نورِ نبی آید پدید
مکر کن در کار نیکو خدمتے
تا نبوت یابی اندر اُمتے

ذرا پہلا شعر بغور پڑھئے۔ حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؏

او نبیٔ وقتِ خویش است اے مرید

یہ "او" کی ضمیر کس طرف جا رہی ہے؟ یقیناً پیر کی طرف جا رہی ہے اس میں کچھ شک ہے نہ شبہ! فرماتے ہیں کہ پیر اپنے وقت کا نبی ہے گویا حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہر کامل پیر، ہر کامل شیخ اور کامل مُرشد، نبیٔ وقت ہے خدا جانے ان تیرہ چودہ صدیوں میں کتنے ایسے نبی آ گئے ہوں گے اور کتنے آیندہ آئیں گے۔ یہ تو نبیوں کا ایک مستقل اور لامتناہی سلسلہ ہے جس کا ذکر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے کیا ہے۔ ایک نبی نہیں دو نہیں۔ اپنے اپنے وقت میں ہر پیر۔ جو مرشد یا جو شیخ ہو گا وہ نبی ہو گا۔ پھر ایک ہی وقت میں مختلف اسلامی ممالک میں خدا جانے کتنے ایسے نبی ہوں گے۔ یہ نبی تو سینکڑوں کی تعداد تک پہنچتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ آپ تو ایک نبی کا رونا رو رہے ہیں یہاں تو نبیوں کا ایک لمبا سلسلہ نظر آتا ہے جو قیامت تک چلتا ہے۔

کیوں جناب! حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی کتابوں میں نبی کا لفظ دیکھ کر تو آپ اس قدر طیش میں آ گئے کہ گالیوں پر اتر آئے۔ کیا حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کے نبیوں پر آپ کی کبھی نظر نہیں پڑی کیا آپ کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں؟ دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی آپ کو نظر آ جاتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا شیشی محل میں رہ کر دوسروں پہ سنگباری کہاں کی دانائی ہے؟

ایک طرف خاتم النبیین کے بعد آپ باہر سے ایک غیر قوم کا نبی بلوا رہے ہیں دوسری طرف آپ خود اُمت کے اندر درجنوں نبی پیدا کر رہے ہیں۔ اپنی یہ حالت اور دوسروں پر طعن! ع
بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

خیزد اوّل خویشتن را کن درست
نکتہ چیں را چشم می باید نخست

ختم نبوت کا انکار کرو یا مولانا روم پر فتویٰ دو

مکرم مولانا صاحب! آپ غور کرکے دیکھ لیں کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت آپ کو ضرور اختیار کرنی پڑے گی۔ یا تو آپ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کے قول کو حقیقی نبوت کے اجراء پر منطبق کرکے بقول خود نص قرآنی خاتم النبیین اور چودہ صحابہؓ کی روایت کردہ احادیث صحیحہ سے منہ موڑ کر خدا اور خدا کے رسول سے بغاوت کے مرتکب ہوں (صفحہ ۸۵) اور یا اسکو غلط قرار دے کر حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ پر وہ فتوے لگائیں جو آپ منکرین ختم نبوت پر لگاتے ہیں اور جس سے آپ کی کتاب کے صفحات کو زینت حاصل ہے اور جس کا نقل کرنا میں اس موقعہ پر پسند نہیں کرتا کہ اس سے حضرات اولیائے کرام کی بے ادبی لازم آتی ہے۔

تیسری صورت۔ لفظ نبی کی تاویل کی جائے

ہاں ایک تیسری صورت

یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ لفظ نبی کی تاویل کریں۔ مگر اس صورت میں دوسروں کو بھی تاویل کا حق حاصل ہو گا، اور آپ اس میں مزاحم نہیں ہو سکیں گے۔ یہی بات حضرت مرزا صاحب نے بار بار کہی ہے کہ میرے الہامات میں جو لفظ نبی آیا ہے وہ تاویل طلب ہے اس سے حقیقی نبی مراد نہیں، وہ استعارہ ہے، مجاز ہے، سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت

پس حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے جس رنگ میں اپنے پیر کو "او نبیٔ وقتِ خویش است اے مُرید" فرمایا ہے، انہی معنوں میں حضرت مرزا صاحب کو نبی کہا گیا ہے اس سے بڑھ کر نہیں۔

کیا اُمتی نبی دجّال ہوتا ہے؟

اس ضمن میں ایک اور گذارش بھی ہے کہ آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۴ پر ایک عنوان قائم کیا ہے:۔

"مرزا غلام احمد کا کذاب (حد سے زیادہ جھوٹا)
اور دجّال (حد سے زیادہ مکّار) ہونا"

اس شاندار عنوان کے نیچے آپ نے حدیث یکون فی امتی الخ نقل کی ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ حدیث مذکورہ بالا میں فی امتی کے الفاظ وارد ہیں اور چونکہ مرزا اپنے آپ کو نبی بھی کہتے تھے اور ساتھ ساتھ امتی بھی اس لئے وہ اس حدیث کے مطابق دجّال اور کذاب ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) حضور والا

کے استدلال کی داد دینی پڑتی ہے لیکن گذارش ہے کہ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی بھی فرمایا ہے اور اُمتی بھی۔........ مگر مشکل یہ ہے کہ حضرت مولانا روم بھی تو فرماتے ہیں ؏

تا نبوت یابی اندر اُمتے

حدیث میں فی اُمتی کے الفاظ ہیں اور مولانا رُوم کے کلام میں اندر اُمتے دیکھ لیجئے مولانا روم امتی کو ہی نبی بنا رہے ہیں۔ اُمت کے اندر ہی نبی پیدا کر رہے ہیں۔ اور ایک اُمتی کو ہی نبی کا خطاب دے رہے ہیں۔ تو یہاں پھر ہمارا سوال ہے کہ کیا مولانا روم کے یہ نبی حدیث سیکون فی امتی کذابون دجالون کے مطابق دجّال اور کذّاب کہلائیں گے؟...... اگر حدیث میں فی امتی کے الفاظ ہیں تو مولانا کے کلام میں اندر اُمتے کے الفاظ ہیں۔ بات تو ایک ہی ہے۔ ذرّہ بھر فرق نہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب فی امتی کے الفاظ کی وجہ سے کذّاب اور دجّال بن سکتے ہیں تو کیا مسلمین اور مومنین کی وہ جماعت جو بقول حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ امت کے اندر نبوت حاصل کرتی ہے وہ اس خطاب کی مستحق نہیں ٹھہر سکتی؟ ضرور ٹھہر سکتی ہے: یہ ہے جناب حضور کے استدلال کا نتیجہ!! اس استدلال کے مطابق وہ پاک اور برگزیدہ

نفوس جو بقول حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ امتِ مرحومہ کے اندر نبوۃ حاصل کرتے ہیں وہ (نعوذ باللہ من ذالک) سب کذاب اور دجال ہیں استغفر اللہ ثم استغفر اللہ! آفریں باد۔ اچھے سعادت مند پیدا ہوئے ہو کہ اپنے ہی بزرگوں کی ڈاڑھی نوچنے لگ گئے۔ اور بد حواسی میں آکر اپنے ہاتھوں سے ہی اپنے گھر کی عمارت ڈھانے کے درپے ہو گئے اجی حضرت! آپ کس خیال میں ہیں، جو پھانسی آپ دوسروں کے لئے تیار کر رہے ہیں اس کا پھندا خود آپ کے اپنے گلے میں پڑے گا۔

لعنتی کو لعنتے بر ما کند
او نہ بر ما خویشتن را رسوا کند

کیا یہ آنحضرت صلعم کی نبوت پر ڈاکہ ہے؟

پھر آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷۰ پر تحریر فرمایا ہے کہ:۔

مرزا غلام احمد قادیانی نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈال کر اپنے آپ کو نبی کہہ رہا ہے"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کا کیا مطلب؟ اور کیا معنے؟ محض بے معنی فقرہ ہے۔ اور محض لوگوں کو بھڑکانے کی یہ باتیں ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب حضرت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر حضور صلعم کی نبوت پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں تو کیا مولانا روم کے نزدیک جو لوگ امت کے اندر نبی بن کر آتے ہیں وہ اسی جرم کے مرتکب نہیں؟ وہ بھی تو امت کے اندر ہی نبی بنتے یا بنائے جاتے ہیں لازماً وہ بھی اسی خطاب کے مستحق ہوں گے جس کے دوسرے۔ اور آپ کے مسلمات کی رُو سے اُنکے متعلق بھی یہی کہا جائے گا کہ وہ امتی بن کر...... حضرت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ اس لئے آپ ایسے علماء کا فرض ہے کہ ایسے "ڈاکوؤں" کی قرار واقعی سرکوبی کریں اور ان کی تردید میں بھی ایسی ایک کتاب جیسی کہ کتاب "دو نبی" ہے تصنیف فرما کر اسلامی حمیت کا ثبوت دیں آپ تو ایک نبی کی تردید کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ یہاں کئی نبی آپ کے گلے پڑ گئے۔ عجیب اُلجھن میں پھنسے سہ

رشک زلف یار کے ہیں عقدے مرے دل کے سرود
اور اُلجھے جائیں ہیں جیتا جو سلجھانے کو میں

صاحب بحر العلوم کے نزدیک اُمت میں نبی ہونے کے معنے

آیئے اب آپ کو صاحب بحر العلوم کی زبانی مولانا علیہ الرحمۃ کے شعر کی تشریح سنائیں۔ فرماتے ہیں:۔

"از مکر مراد تدبیر است و مراد از نبوت مرتبہ ارشاد پس این نبوت عامہ است و باین نبوت اولیاء برسند و ایشاں را الانبیاء و اولیاء بگویند۔ و این انبیاء و اولیاء را لازم است کہ تابع نبی متشرع باشند...... و این مقام را نبوت مطلق میگویند۔ پس معنی قول

تا نبوت یابی اندر امتے

آن است کہ تا مقام نبوت مطلق در امت حاصل شود با وجود بودن از امت و با وجود بودن او تابع رسول و شرع محمد او را انبا از حق برسند"

(بحر العلوم دفتر پنجم)

عبارت بالا پڑھئے اور سرد آہیں بھریئے۔ صاحب بحر العلوم فرماتے ہیں کہ یہ نبوت جس کا ذکر حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے اپنے شعر میں کیا ہے:۔

(۱)۔ نبوت عامہ ہے

(۲)۔ اس نبوت پر اس امت کے اولیاء پہنچتے ہیں۔

(۳) ان کو الانبیاء والاولیاء کہتے ہیں یعنے یہ نبی بھی ہیں اور ولی بھی۔

(۴) یہ لوگ نبی متشرع کے ماتحت ہوتے ہیں۔

(۵) اس مقام کا نام نبوّت مطلقہ ہے۔
(۶) اور "تا نبوت یابی اندر امتے" کا مطلب یہ ہے کہ تا کہ اُمت کے اندر مقام نبوّت کا حاصل ہو۔
(۷) ایسے انبیاء و اولیا باوجود امتی اور تابع شریعت محمدیہ ہوتے کے خدا سے غیب کی خبریں پاتے ہیں یعنے محدث اور ملہم ہوتے ہیں۔"

یہ کسی مرزائی کا کلام نہیں ہے۔ یہ صاحب بحر العلوم کا کلام ہے نہایت بین الفاظ ہیں جن میں کوئی اُلجھن نہیں، کوئی پیچ نہیں خلاصہ محض اس قدر ہے کہ اس امت کے اندر اولیاء اللہ نبوت کے درجہ تک پہنچتے ہیں۔ اسکو نبوۃ عامہ کہتے ہیں اور اس مقام کا نام نبوّۃ مطلقہ ہے۔ وہ کسی شریعت کے حامل نہیں ہوتے بلکہ شریعت محمدیہ کے تابع اور مطیع ہوتے ہیں وہ خدا کے اس قدر مقرب ہوتے ہیں کہ انہیں اللہ تعالےٰ اپنی ہمکلامی سے مشرف فرماتا ہے۔ یہ سے شان اولیائے اُمّت کی وہ ولی بھی ہیں اور نبی بھی۔ ان سے خدا ہمکلام ہوتا ہے اور انہیں غیب کی خبریں دیتا ہے (اور لفظ نبی کے لغوی طور پر یہی معنے ہیں۔)

کیا نبوت عامہ اور نبوت مطلقہ کا اجرا جائز ہے یا نہیں؟ ہم یہاں پر اپنے سوال کو دہراتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیا

اُمت کے اندر ایسے نبی جنہیں نبوت عامہ اور نبوت مطلقہ ملتی ہے ۔ آپ کے نظریہ کی رو سے کذاب یا دجال ہیں۔ یا نہیں ؟ آپ نے باربار اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ حدیث نبوی لانبی بعدی میں لانفی جنس ہے ۔ یہ لا ہر قسم کی نبوت کی نفی کرتا ہے اور اسی وجہ سے ظلی نبوت ہو یا بروزی اور مجازی ہو یا کچھ اور سب ناجائز ہیں (صفحہ ۸۵ و ۱۰۵ وغیرہ) تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ لا نفی جنس نبوت مطلقہ نبوت عامہ پہ عائد نہیں ہوتا ؟ ضرور ہوتا ہے ۔ آپ اپنے مسلمات کو بھول نہ جائیں ۔ لا نفی جنس پر آپ نے بڑا زور دیا ہے اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس جگہ بھی اس لا کو عائد کرکے نبوت عامہ اور نبوت مطلقہ کو بھی حرام اور ناجائز قرار دیں اور ایسا کہنے والوں کو ختم نبوت کا منکر قرار دے کر ان پر وہی فتوے صادر کریں جو حضرت مرزا صاحب پر آپ صادر کرتے ہیں ۔ یہ کوئی انصاف کی بات نہیں کہ زید ایک بات کہے تو کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہو جائے اور اگر وہی بات بکر کہے تو وہ مومن کا مومن ہی رہے

نبوت غیر تشریعی یعنی محدثیت صالحین امت میں

پھر صاحب بحر العلوم فرماتے ہیں :۔

"نبوت تشریع و رسالت تشریع اگرچہ منقطع است بعد آں سرور صلعم لیکن اولیائے امت را کہ علمائے صالحان اند مرتبہ

نبوّت اللہ تعالیٰ عطا فرمودہ است"
(بحر العلوم دفتر ششم)

یعنی :-

"اگرچہ تشریعی نبوّت اور رسالت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ختم ہو گئی لیکن اولیائے اُمّت کو جو علمائے صالح ہیں اللہ تعالیٰ نے نبوّت کا مرتبہ عطا فرمایا ہے"

دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ تشریعی نبوّت تو آنحضرت کے بعد منقطع ہے لیکن غیر تشریعی نبوّت جو محدثیت کا دوسرا نام ہے ..... اُمت میں جاری ہے اور اس پر اولیائے اُمت فائز ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ امت کے اندر سلسلۂ ولایت تا قیامت چلے گا لہٰذا یہ نبوّت غیر تشریعی بھی امت کے اندر الیٰ یوم القیامۃ چلے گی اور ظاہر ہے کہ اس نبوت پر فائز ہونے والے بزرگ اولیاء اور علماء نبی کے لقب سے ملقب ہوں گے۔ اور وہ غیر تشریعی نبی ہوں گے۔

شیخ اکبر اور امام شعرانی کا مذہب

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کا مذہب تو آپ سُن چکے ہیں

اب آپ کو حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ جیسے بزرگ اور ولی اللہ اور حضرت امام شعرانی کا مذہب بھی بتائیں۔ سنیئے :-

"قال الشیخ محی الدین فی حضرۃ الخیال

ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم
العلم صورة اللبن ولذا كان يؤول
به رؤيا هذا هو ما ابقاه الله تعالیٰ
على الامة من اجزاء النبوة فان
مطلق النبوة لم يرتفع انما ارتفعت
نبوة التشريع فقط۔ كما يؤيد لاحديث
من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوة
فی جنبيه فقد قامت بهذا النبوة۔ فلا
شك وقوله صلعم فلانبی بعدی ولارسول
المراد لاشرع بعدی۔"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر)

یعنے محی الدین ابن عربی حضرۃ الخیال میں فرماتے ہیں کہ
آنحضرت صلعم نے علم کو دودھ کی شکل میں پایا۔ اس
لئے دودھ کے خواب کی تعبیر آپ علم سے کیا کرتے
تھے اور اجزائے نبوت میں سے یہی وہ چیز ہے
جس کو اللہ تعالےٰ نے باقی رکھا ہے کیونکہ مطلق
نبوت نہیں اُٹھائی گئی صرف تشریعی نبوت قائم ہے
اور حضرت نبی کریم صلعم کا یہ قول کہ میرے بعد کوئی
نبی نہیں اور نہ کوئی رسول اس سے مراد یہ ہے کہ

شریعت لانے والا کوئی نہیں۔"

حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق :-

(۱)۔ تشریعی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُٹھائی جا چکی ہے۔ مگر مطلق نبوت نہیں اُٹھائی گئی۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ نے رُویاء کو جو اجزائے نبوت میں سے ہے اس اُمت میں باقی رکھا ہے یہی نبوت مطلقہ یا نبوت غیر تشریعی ہے۔ جو اُمت میں قائم ہے۔

(۳)۔ حضور ﷺ کے قول لانبی بعدی کے معنے یہ ہیں کہ اَب حضور کے بعد کوئی شریعت والا نبی نہیں ہوگا۔ گویا غیر تشریعی ہوں گے جو محدث اور اولیاء اللہ ہوں گے۔

قطع نظر دوسری باتوں کے اقتباس بالا سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کو مسلم ہے کہ صرف جزوی نبوت اُمت میں باقی ہے اور وہ اسی کو مطلق نبوت یا غیر تشریعی نبوت فرما رہے ہیں۔

اب کیا ہوا شیخ الجامعہ صاحب کا وہ قول کہ :-

"جزو نبوت کہنا ہمالیہ کے برابر غلطی کا ارتکاب کرتا ہے۔" (صفحہ)

یہ صحیح ہے کہ جزو نبوت حقیقی نبوت نہیں لیکن امام شعرانی اور شیخ اکبر نے اسکو نبوت مطلقہ یا غیر تشریعی نبوت کہکر بتا دیا کہ غیر حقیقی طور پر مجازاً نبوت کا لفظ اس پر بولا جا سکتا ہے۔ اور

یہی حضرت مرزا صاحب کا مذہب ہے۔

شیخ اکبر کا ایک اور حوالہ اگرچہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ کی کتاب صراط مستقیم اور منصب امامت اور فتح الباری سے اسی قبیل کے اور حوالجات بھی دکھائے جا سکتے ہیں لیکن یہ طوالت کا موجب ہوگا۔ اس لئے ذیل میں حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کا ایک اور ضروری حوالہ دے کر ہم اس موضوع کو ختم کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں:۔

"ان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلعم انما ھی نبوۃ التشریع۔ لا مقامھا۔ ولا شرع یکون ناسخاً شرعہ صلعم ولا شرعہ حکماً اخر و ھذا معنی قولہ صلعم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی ای لا یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت شریعتی۔

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

"یعنے وہ نبوّت جو وجود باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو گئی وہ صرف نبوّت تشریعی ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں جو حضور علیہ السلام کی شریعت کو

منسوخ کرے یا آپ کی شریعت میں کوئی اضافہ کرے
آنحضرت صلعم کی حدیث ان الرسالۃ والنبوۃ
قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی
بعدی کے یہی معنے ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا
جو میری شریعت کے خلاف شریعت لائے۔
بلکہ اگر ہوگا تو میری ہی شریعت کے ماتحت ہوگا۔"

اب ان ہر سہ اقتباسات بالا کو پڑھ جائیے۔ نبوت مطلقہ اور نبوت عامہ کو تو چھوڑیئے ان میں تو یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبوت ختم ہوئی ہے وہ نبوت تشریعی ہے اور نبوت غیر تشریعی اُمت کے اندر قائم ہے۔ یعنے شریعت ختم ہو چکی ہے محدثیت والی نبوت ختم نہیں ہوئی۔

شیخ الجامعہ کا اعتراض کہ غیر تشریعی نبوت کا مدعی دجال ہے

ہمارے شیخ الجامعہ صاحب اپنے بزرگوں کے مذہب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اپنی کتاب کے صفحہ ۵۰ پر فتوے صادر کر چکے ہیں کہ:۔

" حدیث سیکون فی امتی کذابون الخ) کو بغور دیکھنے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ فی امتی سے معلوم ہے کہ نبوت کا دعوے کرنے

والا کذاب اور دجّال شخص اپنے آپ کو نبی عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا امتی کہلاتے گا۔ حضور صلّی اللہ کی اُمت میں سے مستقل نبوّت کا دعوے کریگا۔ انا خاتم النبیّین لا نبی بعدی میں جس طرح لا الٰہ الا اللّٰہ سے خدا کے سوا ہر قسم کے معبود کی نفی اور انکار مقصود ہے اسی طرح نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین مان کر آپ کے بعد ہر قسم کی نبوّت کی نفی اور انکار کرنا مقصود ہے خواہ وہ ظلّی نبوت ہو یا بروزی ہو یا تشریعی نبی ہو یا غیر تشریعی نبی ہو۔ اس بحث میں دو باتیں ثابت کرنی ہیں اول یہ کہ مرزا غلام احمد اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی کہلاتا تھا یا نہیں؟ دوم یہ کہ اس نے نبوّت کا دعوے کیا یا نہیں؟ اگر یہ دونوں باتیں پائی جائیں تو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق یقیناً کذاب اور دجّال ہوگا۔" (صفحہ ۱۰)

اولیائے کرام امتی اور نبی جی ہاں حضرت مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بھی کہلاتے تھے اور دلیل کی خاطر ہم مان لیتے ہیں کہ آپ نے نبوّت کا دعویٰ بھی کیا لیکن ان اولیائے کرام کے متعلق حضور کا کیا فتوے ہے

جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بھی مانتے ہیں حضور کی حدیث لانبی بعدی پر ایمان بھی رکھتے ہیں اپنے آپ کو امتی کہتے اور امتی کہلاتے بھی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ

(۱) نبوت کا دعوے کرتے ہیں

(۲) اپنے پیروں کو وقت کا نبی مانتے ہیں۔

(۳)۔ امت کے اندر نبوت کا سلسلہ جاری کرتے ہے۔

(۴)۔ اپنے علماء کو نبوت کا درجہ دیتے ہیں اور ان کے لئے نبوت مطلقہ اور نبوتِ عامہ کی اصطلاحات قائم کرتے ہیں۔

(۵)۔ امت کے اندر غیر تشریعی نبوت کے وجود کو مانتے ہوئے لانبی بعدی کی تاویل کر دیتے ہیں کہ اس کا مطلب صرف شرعی نبوت کا خاتمہ ہے نہ کہ غیر شرعی کا۔

ان اولیاء اللہ کو کیا کہا جائے گا

قصہ کوتاہ آپ کے ہاں یعنی آپ کے بزرگوں میں بیک وقت اُمتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ محض مرزا غلام احمد صاحب ہی تو اُمتی اور نبی نہیں۔ جن کو آپ نے او دیکھا نہ تاؤ جھٹ کافر، کذاب اور دجّال کہدیا۔ یہ فرمائیے کہ آنحضرت صلعم کی اُمت میں جو امتی کہلانے والے اور پھر ساتھ ہی ساتھ نبی کہلانے والے بزرگ موجود ہیں ان کے لئے حضور

عالی کا کیا فتویٰ ہے؟ کیا وہی فتویٰ جو حضرت مرزا صاحب کے لئے ہے یا کچھ اور؟ ہم تو حضور کی آنکھوں میں کافر۔ بے ایمان۔ باغی۔ مرتد۔ دشمن اسلام ہو گئے کیونکہ ہم (نعوذ باللہ من ذالک) ایک کذاب کے پیچھے لگ گئے جو امتی بھی کہلاتا ہے اور نبی بھی بنتا ہے۔ مگر آپ کا کیا حشر کہ آپ ان لوگوں کے پیچھے لگے ہوئے جو امتی بھی کہلواتے ہیں اور پھر نبی بھی بنتے ہیں یا دوسروں کو نبی بناتے اور ان کو نبی مانتے ہیں۔ اور نہ صرف یہی بلکہ امت کے اندر نبیوں کا سلسلہ چلاتے ہیں۔

ہم مسلمان ہیں مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ ہے

مکرم شیخ الجامعہ صاحب! آپ ہمارے سوال کا جواب ضرور دیں، ہماری معروضات پر غور فرمائیں، ہم کافر نہیں ہیں خدا کے فضل سے مسلمان ہیں ؎

سارے حکموں پہ ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پہ قربان ہے
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ ہے۔ آپ کو توبہ کرنی چاہیئے ورنہ قیامت کے دن آپ کا دامن پکڑیں گے اور خدا سے فریاد کریں گے کہ آپ نے ہمیں ناحق ستایا اور ہمارے معصوم

امام کو اس قدر گالیاں دیں کہ ہماری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ لیکن پھر بھی صبر کیا۔

مجازاً نبی کہلانا موجب کفر نہیں

اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کا قول ہمارے سامنے آگیا۔ قوم نے ان پر الزام لگایا کہ تم آدم زاد ہو کر ابن اللہ کا دعویٰ کرتے ہو، انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تمہارے بزرگ تو خدا کہلوائے گئے ہیں اگر میں نے خدا کا بیٹا کہدیا تو کیا خرابی لازم آگئی؟ یہی ہم کہتے ہیں کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے مجازاً اپنے آپ کو نبی کہدیا تو کیا اندھیر پڑ گیا آپ کے بزرگ تو ہر پیر۔ ہر مرشد۔ ہر شیخ کو نبی کا خطاب اور ہر عالم کو نبوۃ کا مرتبہ دے گئے ہیں۔ اور ہر ولی کو مقام نبوت پر فائز کر گئے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ امت کے اندر غیر تشریعی نبیوں کا دروازہ کھول رہے ہیں کیا یہ بزرگ نہ جانتے تھے کہ قرآن پاک میں خاتم النّبیّین آچکا ہے اور کیا ان کو معلوم نہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لانبی بعدی فرما گئے ہیں۔ تو پھر انہوں نے لفظ نبی امتی لوگوں کے لئے کیوں جائز رکھا؟ اگر ایک ولی۔ اگر ایک پیر۔ اور ایک عالم نبی کہلا سکتا ہے تو وہ جس کو خدا نے اس صدی کا مجدد بنا کر بھیجا جس کو شرف مکالمت و مخاطبت سے

سرفراز فرمایا جس پر غیب کے علوم کھولے کیا وہ مجازی طور پر بھی نبی نہیں کہلا سکتا؟

فما جوابکم ایہا المکذّبون؟

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں لفظ نبی اور رسول کا استعمال محدثیت کے معنوں میں

اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹ پر فاضل مصنف نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے بعض حوالے دیئے ہیں جن سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ آپ نے رسول اور نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے ان حوالہ جات کا عنوان یوں قائم کیا ہے :-

"مرزا غلام احمد مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوےٰ کرنے کی وجہ سے بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کذاب اور دجال ہیں"

ماشاء اللہ کیا شاندار عنوان ہے اور کیا شرافت ہے کہ بات کہنے نہیں پائے اور دو چار صلواتیں سنا دیں۔ کیا دنیا میں ایسا پست طریق کبھی کسی نے دیکھا ہے۔

مستقل صاحب شریعت نبوت کا کوئی ثبوت نہیں

عنوان سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نے مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے مگر جو حوالے دیئے گئے ہیں ان میں ایک بھی ایسا نہیں جس میں مستقل اور

صاحب شریعت نبی ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہو۔ کسی ایک حوالہ میں اشارہ تک نہیں کہ میں مستقل یا صاحب شریعت نبی ہوں۔ ان حوالہ جات میں نبی اور رسول کے الفاظ تو ضرور آتے ہیں مگر مستقل اور شرعی نبی ہونے کا کوئی ذکر نہیں عنوان کچھ کہہ رہا ہے اور جو حوالہ جات دیئے ہیں وہ کچھ اور ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ دورنگی کیوں؟ عنوان اصل حوالوں سے مطابقت نہیں رکھتا۔ ظاہر کچھ باطن کچھ۔ عنوان کی رُو سے تو فاضل مصنّف کو لازم تھا کہ وہ بیّن اور صاف حوالوں سے یہ ثابت کرتے کہ حضرت مرزا صاحب نے مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ مگر یہ عجیب بے عنوانی ہے کہ عنوان کچھ اور ظاہر کرتا ہے اور متن کچھ اور۔ من چہ مے سرایم و طنبورہ من چہ مے سراید۔ شاید ایسے ہی موقعہ پر بولا جاتا ہے۔ جس صورت میں ایسا کوئی حوالہ ہی ہاتھ نہیں آیا تھا تو فاضل مصنّف کو کس بلا نے گھیر لیا تھا کہ وہ ایسا عنوان قائم کرتے۔ اور خلاف بیانی کے مرتکب ہوتے۔

بہرحال عنوان بالا کے تحت فاضل مصنف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے پانچ جملے ایسے پیش کئے ہیں جن میں آنجناب نے نبی اور رسول کے الفاظ......... استعمال فرمائے ہیں علاوہ ازیں حضرت کی کتاب نزول المسیح سے پانچ اشعار نقل کر کے بزعم خود یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ گویا حضور نے تمام انبیاء سے افضل ہونے

کا دعویٰ کیا ہے۔ جو بالبداہت ایک غلط الزام ہے۔

جہاں تک نبی اور رسول کے الفاظ کا سوال ہے۔ اگرچہ بعض حوالے کتب نبوت کے بعد دیئے گئے ہیں۔ تاہم ان سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت نے مستقل اور صاحب شریعت نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے۔

ایک ہی لفظ کے مختلف معنے یہ امر ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کسی لفظ کے معنی کرنے میں محل۔

موقعہ اور قرینہ کو دیکھنا چاہیئے۔ ایک ہی لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً عرش کا لفظ ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے ثم استوی علی العرش۔ کان عرشہ علی الماء۔ رفیع الدرجات ذو العرش۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عرش ہے جس سے کوئی چیز لگا نہیں کھا سکتی۔ لیکن یہی لفظ ملکۂ سبا کے ذکر میں بھی آیا ہے ولھا عرش عظیم۔ دونوں جگہ ایک ہی لفظ استعمال ہوا ہے مگر ان دونوں کے معنی اور مفہوم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی طرح سورۃ یٰسین میں اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے انک لمن المرسلین یعنی تو رسولوں میں سے ہے۔ اسی سورۃ یٰسین میں ہے واضرب لھم مثلاً اصحاب القریۃ اذ جاءھا المرسلون۔ یہاں مرسلون کا لفظ جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے حقیقی رسولوں کے لئے

نہیں بلکہ حواریوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ لفظ دونوں جگہ ایک ہی ہے مگر دونوں کے معنوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول فرمایا تو آپ کے ایک خادم مجدد کو بھی نبی اور رسول کے الفاظ سے مخاطب فرمایا۔ لفظ تو ایک ہی ہے مگر ان دونوں کے معنی اور مفہوم میں بہت بڑا فرق ہے۔

نبی کا لفظ مجازی یعنے محدثیت کے معنوں میں

وہ فرق کیا ہے۔ اس کی خود صاحب الہام نے تشریح فرما دی ہے۔ چنانچہ اپنی ایک آخری کتاب میں فرماتے ہیں:۔

"سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ"

(الاستفتا ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۴)

جس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ میرے الہامات میں نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ آتے ہیں۔ مگر ان کو حقیقی معنوں میں نہیں لینا چاہیئے محض مجازی طور پر خدا نے یہ الفاظ میرے حق میں استعمال فرمائے ہیں۔

اب اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی ہو۔ صاف لفظوں میں فرما دیا کہ مجھے حقیقی نبوت کا دعوٰے نہیں۔ میری نبوت مجازی ہے اور وہ مجازی نبوت کیا ہے؟ وہ محدثیت ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:۔

"آنے والا مسیح محدّث ہونے کی وجہ سے مجازی نبی بھی ہے" (ازالہ اوہام)

اَلْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ۔ اب حق کھل گیا۔ کوئی شک شبہ باقی نہ رہا۔ اب کسی معترض کا حق نہیں کہ وہ آپ کی طرف حقیقی نبوت کا دعوےٰ منسوب کرے۔ اور کسی معترض کا حق نہیں کہ وہ آپ کے الفاظ نبی اور رسول کے وہ معنے کرے جو خود مدعی نے نہیں کئے۔ توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ کہاں جائز ہے؟ حضرت مرزا صاحبؒ نے تو قاعدہ کلیہ کے طور پر ایک قطعی فیصلہ دے دیا کہ میری نبوّت مجازی ہے۔ اور خدا نے مجازی طور پر پر میرا نام نبی رکھا ہے جس کو دوسرے لفظوں میں محدث کہتے ہیں گویا مجازی نبوّت اور محدثیت متبادل الفاظ ہیں اور محدثت کا وجود اُمت میں مسلم ہے۔ لہٰذا ان جملوں میں جو شیخ الجامعہ ...... نے پیش کئے ہیں۔ اگر رسول اور نبی کے الفاظ آئے ہیں تو وہ مدعی کے اپنے اقرار اور بیان کے بموجب مجازی معنوں میں یا یوں کہئے کہ محدثیت کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ ولا غیر۔

ہمیں اپنے مخالفین پر افسوس آتا ہے کہ وہ تحقیق سے کام نہیں لیتے۔ اور بغیر سوچے سمجھے اعتراض کر دیتے ہیں۔ ان کی نظر نبی اور رسول کے الفاظ پر تو پڑی ہے لیکن ان کی جو تشریح خود حضرت

مرزا صاحب نے کی ہے اس پر نہیں پڑتی۔ اگر یہ حضرات تحقیق سے کام لیں اور انصاف کو مد نظر رکھیں تو حضرت مرزا صاحب پر نبی ہونے کا اعتراض ہرگز نہ کریں کیونکہ آپ نے بار بار وضاحت فرما دی ہے کہ یہ الفاظ حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ مجازی طور پر استعمال ہوئے ہیں جو محض محدثیت پر دلالت کرتے ہیں۔

الفاظ کے مجازی استعمال میں مسیح ناصری سے مماثلت

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل خدا کے ایک سچے نبی سے بھی یہی واقعہ پیش آیا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے لئے ابن اللہ کا لفظ استعمال کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ لفظ کا مجازی استعمال تھا حقیقی نہ تھا مگر قوم نے اعتراض کیا اور کہا کہ ہم تجھے اس لئے پتھراؤ کرتے ہیں کہ تو آدم زاد ہو کر خدا کا بیٹا ہونے کا جھوٹا دعوے کرتا ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ اگر میں نے خدا کا بیٹا اپنے آپ کو کہہ دیا تو کیا غضب ہو گیا۔ تمہارے بزرگ تو خدا بھی کہلوائے گئے۔ لیکن قوم کب سنتی تھی۔ یہی حال مسیح ثانی کا ہوا آپ نے الفاظ نبی اور رسول بطور مجاز استعمال کئے مگر قوم نے ان کو حقیقت پر محمول کیا۔ اور بغیر سوچے سمجھے الزام دے دیا۔ کہ اس نے حقیقی طور پر نبی اور رسول ہونے کا دعوے کیا ہے، معاذ اللہ من ذالک۔

مکالمہ الٰہیہ اور محدثیت کا وجود امت میں

آیئے اب آپ کو مکالمہ الٰہیہ اور محدثیت کے بارہ میں سلف صالحین کے مذہب سے روشناس کرائیں اور بتائیں کہ اس باب میں حضرت مرزا صاحب ہی منفرد نہیں۔ بلکہ آئمہ دین نے بھی اس امت کے اندر کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو تسلیم کیا ہے محدثات کے وجود کو مانا ہے ظلِ نبوت کا اقرار کیا ہے۔ نیز اس امر کا کہ امت میں ایسے افراد پیدا ہوں گے جو انبیائے کرام سے مشابہت رکھیں گے اور کہ وہ اس پایہ کے اصحاب ہیں کہ اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو وہ نبی ہی ہوتے۔ وہ انبیاء کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں یہاں تک کہ تمام کمالات اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں وغیرہ ذالک۔

ان بزرگوں اور حضرت مرزا صاحب کے مذہب کا مقابلہ کر کے دیکھ لو کچھ تفاوت نظر نہ آئے گا۔ البتہ حضرت کا بیان زیادہ اصفی اور اجلٰے ہے۔ اور ایسا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ آپ کو خدا کے فضل سے اس کوچہ کا زیادہ علم اور زیادہ تجربہ تھا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

محدث سے کثرت مکالمہ مخاطبہ حضرت مجدد الف ثانی کا بیان	حضرت

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکالمہ الٰہیہ اور محدّث کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

اعلم ایھا الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذالک الافراد من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وقد یکون ذالک لبعض المکمل من من متابعیھم بالتبعیۃ والوراثۃ ایضاً واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدّث کما کان امیر المومنین رضی اللہ عنہ (مکتوب پنجاہ)

یعنی اے صدیق جان لے کہ اللہ سبحانہ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی ایسا ہوتا ہے جیسا ان کے سامنے اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے لئے ہے اور کبھی انکے پیروؤں میں سے بعض کے لئے جو کمال حاصل کر چکے ہیں بہ سبب پیروی اور وراثت کے بھی ایسا کلام ہوتا ہے اور جب یہ قسم کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کثرت سے ہو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے ۔ جیسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ ۔

(مکتوب پنجاہ)

کامل تابعین رنگ نبوّت سے رنگین ہو کر ظلّی نبوّت حاصل کرتے ہیں

ظلّی نبوّت اور افرادِ امت کے انبیاء کے رنگ میں رنگین ہونے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"مکمل تابعانِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بجہت کمال متابعت وفرط محبت بلکہ بمحض عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیاء متبوعہ خود را جذب می نمایند و بکلیّت برنگ ایشاں منصبغ میگردند حتّیٰ کہ فرق نمے ماند درمیان متبوعان وتابعان الا بالاصالۃ والتبعیۃ والاوّلیۃ والآخریۃ فکیف یتصور المساوات بین الاصل والظل" (جلد ا مکتوبات ۲۴۸)

"یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے کامل تابعدار کمال متابعت اور کثرت محبّت کی وجہ سے بلکہ محض عنایت بخشش سے اپنے نبی متبوع کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں اور کلی طور پر ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں حتّیٰ کہ متبوع اور تابع میں کوئی فرق نہیں رہتا مگر صرف اصالت اور تابعداری اور مقدم اور مؤخر ہونے کا۔ پس اصل اور ظل میں مساوات کیونکر متصور ہوسکتی ہے"

(جلد ا مکتوبات ۲۴۸)

ولایت نبوت کا ظل ہے
(شرح فتوح الغیب)

شرح فتوح الغیب میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے کلام فحینئذٍ تکون وارث کل رسول ونبی وصدیق کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"پس اس وقت تو ہوگا میراث خوار کل پیغمبروں ورصدیقوں کا جو کچھ کہ ان سے رہا ہے اور مرتبہ علم اور دین اور منصب ارشاد وہدایت تجھ کو ملے گا کیونکہ ولایت نبوت کا ظل ہے۔"

پھر مرتبہ اوتیت جوامع الکلم کے ذیل میں لکھا ہے:۔

"جو خاص کلام حضرت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ہے اور ان کلمات سے ہر کلمہ جامع سالکان راہ قرب اور وصول کے لئے ایک قاعدہ کلیہ اور کامل دستور العمل ہے چونکہ ولایت در حقیقت نبوت کا ظل ہے پس جو کچھ اس شخص میں ہے وہ سایہ میں بھی ہویدا ہوگا خصوصاً ملایت کبرے میں"

(شرح فتوح الغیب صفحہ نمبر ۱۲-۱۳)

مزکیٰ ومصطفیٰ لوگ رسالت کے ظل ہیں۔
(شاہ اسمٰعیل شہید)

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب صراط مستقیم مطبوعہ نولکشور میں فرماتے ہیں۔

"اور بہتیرے ایسے مزکّٰی و مصفّٰی ہوں گے کہ انکو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مشابہت ہو گی اور رسالت کے ظلّ ہوں گے اور جس موقعہ سے انبیاء لوگ علوم غیبیہ اخذ کرتے تھے اسی جگہ سے یہ لوگ بھی حاصل کریں گے۔ اس واسطے ایسے لوگ انبیاء کے استاد بھائی کہلاتے ہیں الغرض یہ لوگ اس درجہ کے ہوتے ہیں کہ اگر نبی کا ہونا ختم نہ ہوتا تو منصب نبوّت پہ یہ لوگ فائز ہوتے۔ حاصل کلام ایسے لوگ قیامت تک ہوا کریں گے۔" (تمہید صراط مستقیم مترجمہ عبد الجبار)

منصب امامت ظلّ نبوّت ہے۔ (شاہ اسمٰعیل شہید)

پھر لکھا ہے:۔

"اور باوجودیکہ عہدۂ نبوّت کا کام ختم ہوا تب بھی واسطے متفاوت ہونے اوقات اور اشخاص کے عہد امامت کے مقرر ہوئے اور منصب امامت کا کہ حقیقت میں ظلّ نبوّت کا ہے اب نبی نہ ہوں گے مگر امام الزمان .... ہوا کریں گے۔"

(مقدمہ صراط مستقیم ص۱۱)

محدّث اور نبی میں صرف قوّت اور فعل کا فرق ہوتا ہے (حضرت مسیح موعودؑ)

اب حضرت مسیح موعودؑ کا کلام بھی سن لیجئے فرماتے ہیں:۔

" و یشرب المحدث من عین یشرب منها النبی فلاشک انہٗ نبی لولا سد الباب وهذا هو السّرّ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اذا سمّی الفاروق رضؓ محدّثاً فقفا علی اثرہ قولہٗ لو کان بعدی نبیٌ لکان عمرؓ وما کان هذا الا الاشارة الی ان المحدث یجمع کمالات النبوة فی نفسہ ولا فرق الا فرق الظاهر والباطن والقوة والفعل"

(حمامة البشری ص۸۲)

" یعنے محدّث اسی چشمہ سے پیتا ہے جس سے نبی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو وہ نبی ہی ہوتا اور اس میں یہی بھید ہے جو رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا اس میں یہ اشارہ تھا کہ محدث کے اندر تمام کمالات نبوت جمع ہوتے ہیں اور ان میں کچھ فرق نہیں ہوتا سوائے ظاہر اور باطن

کے با قوت اور فعل کے۔"

حضرت مرزا صاحب کا کلام آئمہ کے بیانات کے مطابق ہے

کس قدر پُر معز اور عالمانہ کلام ہے۔ حضرت مرزا صاحب بھی فرماتے ہیں کہ اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو یہ لوگ یعنے محدثین نبی ہوتے۔ اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید صاحب علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں:۔

"اور یہ لوگ اس درجہ کے ہوتے ہیں کہ اگر نبی کا ہونا ختم نہ ہوتا تو منصب نبوت پر یہ لوگ فائز کئے جاتے"

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ محدث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس چشمہ سے نبی۔ اور حضرت شہید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"جس موقعہ سے انبیاء لوگ علوم غیبیہ اخذ کرتے تھے اسی جگہ سے یہ لوگ بھی اخذ کر سکیں گے"

حضرت نے محدث اور نبی میں کمال مشابہت بیان کی ہے حضرت شہید علیہ الرحمۃ بھی لکھتے ہیں کہ:۔

"ایسے لوگ انبیاء کے استاد بھائی کہلاتے ہیں۔"

یعنے ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں۔جس سے کمال مشابہت

اور اتحاد ثابت ہوتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلی نبوت اس کو عطا کرتا ہے جو نبوت کا ظل ہے اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے" (چشمہ معرفت ۳۲۵)

پھر فرماتے ہیں:۔

"و خدا را مکالمات و مخاطبات است با اولیائے خود دریں امت و ایشاں را رنگ انبیاء دادہ میشود و ایشاں در حقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ"

(مواہب الرحمان صـ۶۶)

دیکھئے۔ اگر حضرت مسیح موعود نے ولایت کو ظلِ نبوت تحریر فرمایا ہے تو یہی بات شرح فتوح الغیب میں موجود ہے۔ اور لکھا ہے کہ ولایت نبوت کا ظل ہے اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ منصب امامت کا حقیقت میں ظل نبوت کا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کو رنگ انبیاء دیا جاتا ہے تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بھی برنگ ایشاں منصبغ بگردند کہکر اسی کی تصدیق

کی ہے اگر حضرت مسیح موعودؑ نے محدثوں کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ یہ اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں تو یہی حضرت مجددؒ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ:۔

"گویا ہر دو (تابع و متبوع) از یک چشمہ آب می خورند
و ہر دو آغوش یک کنار اند و ہر دو در یک بستر اند و
ہر دو در رنگ شیر و شکر اند۔ تابع کجا و متبوع کدام
و تبعیت کرا در اتحاد نسبت تغائر گنجائش ندارد"

اب اہل علم و فہم خود سمجھ لیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ اور آئمہ سلف کے مذہب میں کیا فرق ہے پھر یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آئمہ سلف جو بات کہیں وہ تو صحیح لیکن اگر وہی بات حضرت مرزا صاحبؑ کہدیں تو وہ کفر ہو جاتی ہے۔ عوام الناس کا تو ذکر ہی کیا ہے وہ تو یہ باتیں جانتے ہی نہیں اور نہ ان کو سن سکتے ہیں افسوس تو اُن لوگوں پر ہے جو صاحبان علم ہیں کہ وہ غور و فکر کئے بغیر ایک صادق انسان پر کفر و ارتداد کا فتوے داغ دیتے ہیں۔ برادران اسلام کی خدمت میں جنہیں حقیقت حال کا علم نہیں یہ گذارش ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ آپ تو بار بار لکھ چکے ہیں مجھے سوائے کثرت مکالمہ مخاطبہ کے اور کوئی دعوےٰ نہیں اور یہ وہ چیز ہے جو اکابر اہل سنت والجماعت میں مسلم ہے۔ یہ محدثیت ہے۔ اسی کو جزوی

یا مجازی طور پر نبی کہا جا سکتا ہے اور جیسا کہ ہم یہ تفصیل پہلے ذکر کر آئے ہیں۔ مجازی نبی ولی ہی ہے جسے انبیاء سے شدید مشابہت حاصل ہوتی ہے۔

کاملین اُمت پر انبیاء کے ناموں کا اطلاق

اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وما من نبی الا لہ نظیر فی امتی وابوبکر نظیر ابراھیم وعمر نظیر موسیٰ وعثمان نظیر ھارون وعلی ابن طالب نظیری ومن سرّہ ان ینظر الی عیسٰی ابن مریم فلینظر الی ابی ذر غفاری (کنز الاعمال جلد ۶ صفحہ ۱۹۲) یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس قدر انبیاء گذرے ہیں اُن میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی نظیر یا مثیل میری اُمت میں سے ضرور ہوتا ہے چنانچہ ابوبکر رض ابراہیم علیہ السلام کا مثیل ہے۔ اور عمر رض حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل اور عثمان رض ہارون علیہ السلام کا مثیل اور علی ابن طالب رض میرا مثیل ہے اور جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھنا چاہے تو وہ ابوذر غفاری کو دیکھ لے۔

اُمت کے اکابر اولیاء نے بھی اس مشابہت انبیاء کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمت اپنے مکتوبات کی جلد اول مکتوب ۲۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما در طرف ولایت مناسبت بہ حضرت ابراہیمؑ و در طرف دعوت کہ مناسبِ مقامِ نبوت است مناسبت بحضرت موسےٰ دارند و حضرت ذی النورین در ہر دو طرف مناسبت بہ حضرت نوحؑ دارند و حضرت امیر در ہر دو طرف مناسبت بہ حضرت عیسےٰؑ دارند صلوٰۃ اللہ علےٰ نبیناءؐ علیہم السلام

یعنے حضرت ابوبکر صدیق و فاروق حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں اور دعوت کے لحاظ سے جو نبوت کا مقام ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت عثمان ذی النورین دونوں پہلوؤں سے حضرت نوح علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت امیر یعنے حضرت علیؓ دونوں پہلوؤں سے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی کے متعلق تذکرۃ الاولیاء میں ہے :-

" گفتند خدائے عزّ و جل را بندگان اند بہ دل ابراہیم موسےٰ و محمدؐ علیہم الصلوٰۃ والسلام گفت آں ہمہ منم

یعنے لوگوں نے کہا اللہ عزّ و جل کے ایسے بندے

بھی دنیا میں ہوتے ہیں جو حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل رکھتے ہیں۔ اس پہ بایزید بسطامی نے فرمایا "وہ سب میں ہوں"۔

مجدد و محدث کی شان مولینا ابوالکلام آزاد کی نظر میں

اب ہم آخر میں زمانہ حاضرہ کے بہت بڑے عالم مولنا ابوالکلام کا مذہب دربارہ شان مجدد و محدث تحریر کر کے اس موضوع کو ختم کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:—

"ازاں جملہ سب سے اعلیٰ و امثل طبقہ ان اخص الخواص نفوس مزکی کا ہے جن کا قائد توفیق الٰہی و سائق فیضان ربانی عزائم امور کے لئے چن لیتا ہے وان ذالك لمن العزم الامور اور جن کا نور علم و عمل مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ اور جن کا قدم طریق منہاج نبوت پر واقعہ ہوتا ہے۔ انہی افراد خاصہ کو حدیث بخاری میں محدث (بالفتح) کے لفظ سے تعبیر فرمایا یہی مورد و مصداق حدیث مجدد کے ہیں جو مختلف طرق سے مروی ہے اور اس لئے بلحاظ صحت مطلق اس کی صحت میں کلام نہیں

یہی لوگ ہیں جن کا وجود فی الحقیقت نظام حق وہدایت
کا مقوم و منتظم ہے اور انبیائے کرام کی اصل
وراثت انہی میں منتقل ہوتی ہے۔"
(تذکرہ صفحہ ۹۳)

سُن لیا آپ نے؟ یہ عہد حاضرہ کے بہت بڑے عالم کا بیان ہے
فرمائیے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ کی حالت مریمی اور حالت عیسوی

مہدی کے کلام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمانوں کا فتویٰ کفر

بزرگان سلف فرما گئے ہیں کہ جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو علماء ظواہر اُن کی سخت مخالفت کریں گے اور انہیں دشمنِ اسلام قرار دے کر اُن کی تخریب کے درپے ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ امام ممدوح کی نظر قرآن مجید پر بڑی گہری ہوگی۔ وہ حقائق و دقائق قرآنیہ اور غوامض و اسرار الٰہیہ کو کھولیں گے اور ایسے ایسے نکاتِ علمیہ بیان کریں گے کہ علمائے وقت بوجہ فقدان علم و قلت تدبر اُن کے سمجھنے سے قاصر ہوں گے اور اپنی خامی کو محسوس کرنے کی بجائے الزام امام معصوم کو دینگے کہ یہ شخص کتاب و سنت کے خلاف باتیں بیان کرتا ہے قصور اپنے فہم کا اور الزام دوسروں پر۔ فیاللعجب ـــ

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

یہ وہ معاملہ ہے کہ تقریباً تمام آئمہ دین اور بزرگانِ امت کو اس سے دوچار ہونا پڑا۔ کیا امام مالک رح۔ کیا امام بخاری رح کیا امام ابو حنیفہ رح کیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کیا حضرت شیخ احمد سرہندی رح اپنے

اپنے زمانہ میں سب نے علمائے وقت کے ہاتھوں اذیت پائی اور دکھ اٹھایا۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی اسی گروہ کے ایک فرد تھے۔ جن کو علماء نے اپنے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنایا جس قدر کوئی شخص بڑا ہوتا ہے اسی قدر اس کی مخالفت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ غالباً جس قدر مخالفت آپ کی ہوئی پہلے کسی مجدد یا امام وقت کی نہیں ہوئی لیکن اگر غور و خوض سے کام لیا جاتا تو معلوم ہو جاتا کہ جس شخص کی مخالفت کی جاتی ہے اس کے قلم و زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہیں نکلا جو قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف ہو اور یہ محض مخالفین کے فہم کا نقص ہے کہ وہ آپ کی کلام پر اعتراض کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بار بار آپ کو اپنی کتب میں یہ جملہ دہرانا پڑا ما فهموا کلامی یعنے ان لوگوں نے جو معترض ہو رہے ہیں میرے کلام کو نہیں سمجھا۔

مولویوں کا خشک علم اور کوری باطن

آپ کے پاکیزہ اقوال اور آپ کے رشد و ہدایت سے پھر پور کلمات طیبات کیا ہیں گویا معرفت الٰہیہ کے لآلی بدا ہیں لیکن ان کے پرکھنے والے دنیا میں کتنے ہیں؟ عوام کا یہ حال ہے کہ انہیں نہ قرآن مجید کے رموز و اسرار سے آگاہی ہے اور نہ بزرگانِ دین کے مذہب سے واقفیت، علماء کا یہ عالم کہ نہ انہیں فہم و فراست اور نہ نظر میں وسعت البتہ خشک علم پر غرور ضرور ہے اور یہی غرہ انہیں قبول صداقت کے رستہ میں روک کا باعث ہے۔ حضرت فرماتے

ہیں سے

گر علمِ خشک و کوریٔ باطن نہ زادہ زدے
ہر عالم و فقیہہ شدے ہمچو چپا کرم
علم آں بود کہ نورِ فراست رفیق اوست
ایں علم تیرہ را بہ پشیزے نمی خرم

حالتِ مریمی اور حالتِ عیسوی حضرت نے ایک عجیب دقیقۂ معرفت اپنے متعلق تحریر فرمایا ہے جس میں حضور کے حالت مریمی سے حالت عیسوی کی طرف انتقال کا ذکر ہے۔ لیکن بے سمجھ لوگوں کو ایسے حقائق سمجھنے کی کہاں عقل محض ناوانی سے اس کے متعلق ایسی ایسی باتیں مشہور کیں کہ خدا کی پناہ اور ہمارے مہربان برقِ الجامعہ صاحب نے بھی بطریق اعتراض بار بار اس کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس نکتہ کی کسی قدر وضاحت کر دی جائے۔

سو واضح ہو کہ سورہ تحریم کی آخری آیات[1] میں اللہ تعالیٰ نے

---

[1] وہ آیات یہ ہیں: — وضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امرأت فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظلمین ۝ ومریم ابنت عمران التی

(باقی بر ص۳۶۱)

مومنین کی مثال دو عورتوں سے دی ہے۔ ایک مثال تو فرعون کی بی بی سے دی ہے۔ یہ ان مومنین کی مثال ہے جو ابھی کلی طور پر نفس دُنی کے پنجہ کے نیچے سے آزاد نہیں ہوئے بلکہ فرعون کی بی بی کی طرح دعائیں لگے ہوئے ہیں کہ خدا انہیں اس کے پنجہ سے

بقیہ حاشیہ (صفحہ ۳۶۰)

احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمٰت ربھا وکتبہ وکانت من القانتین ۵ (التحریم)

ترجمہ:۔ اور اللہ ان لوگوں کی ہدایت کے لئے مثال دیتا ہے (ایک تو) فرعون کی بی بی سے جب اس نے کہا کہ میرے رب اپنے حضور میں جنت میں میرے لئے گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل اور ظالم قوم سے نجات دے۔ اور (دوسری مثال) مریم بنت عمران سے ہے جس نے اپنے سوراخ کی حفاظت کی (یعنے تمام شہوات نفسانیہ اور جذبات نفسانیہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا) پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی (یعنے اپنے مکالمہ سے اسے مشرف فرمایا) اور وہ اپنے رب کے کلمات کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرتی تھی اور فرمانبرداروں میں سے تھی۔ یہاں فنفخنا فیہ میں ضمیر مذکر کی ہے۔ یہ اس لئے لائے ہیں کہ مومن سے کمال مماثلت ہوگئی یا جو مومن اس مقام پر پہنچتا ہے اسکو اللہ تعالےٰ مکالمہ سے مشرف فرماتا ہے اور وہ نہ صرف خدا تعالیٰ کی وحی کا مصدق بن جاتا ہے بلکہ خدا کی کتابوں پر بھی اسکا وجود بطور دلیل ٹھہر جاتا ہے ؞

رہائی کی توفیق عنایت کرے یہ گویا نفس لوامہ کی حالت ہے۔ اور دوسری مثال حضرت مریم علیہا السلام سے دی ہے یہ ان مومنین مخلصین کی شان ہے جو کلی طور پر نفس کے پنجہ سے آزاد ہو چکے ہیں، اور خدا نے انہیں نفس مطمئنہ عطا فرمایا ہے۔ اور وہ کلیتہً آستانۂ الٰہیہ پر سر رکھے ہوئے ہیں اور ان کی حالت انقطاع الی اللہ کی ہو چکی ہے اور یہ روحانیت کا بھی بلند مقام ہے۔ یہ وہ حالت ہے کہ اُن پر رُوح القدس نازل ہوتی ہے اسی کو استعارہ کے طور پر کہتے ہیں کہ وہ مریم کی طرح حاملہ ہوئے ہیں۔ جس سے مسیح ابن مریم پیدا ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ روح القدس کے نزول کے بعد وہ حالت مریمی سے مسیح ابن مریم کی حالت میں ترقی کر جاتے ہیں۔ یہ تھا راز حکمت جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے متعلق تجزیہ فرمایا ہے کہ میں پہلے مریم بنا پھر رُوح القدس سے حاملہ ہوا اور اس سے ابن مریم کی حالت میں انتقال ہوا۔ جس پر جہلاء نے بڑے بڑے حاشیے بڑھا کے تمسخر اُڑایا اور آپ کو پاگل اور دیوانہ اور مخبوط الحواس مشہور کیا۔ بعض وقت بڑے بڑے پوسٹر شائع کر کے دیواروں پر آویزاں کئے گئے اور ان میں لکھا گیا مرزا غلام احمد عورت تھا یا مرد، کبھی یہ کہا گیا کہ دیکھو جی مرد ہو کر عورت بننے کا شوق چرایا ہے۔ وغیرہ وغیرہ من الہفوات۔ اب پڑھیئے حضرت صاحب کا اپنا کلام۔ فرماتے ہیں:-

"...... اس لئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی ...... پھر جب دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ پر درج ہے عیسٰی کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسٰی بنایا گیا۔ پس میں اس طور سے ابن مریم ٹھہرا۔"

(الحکم ۲۰ ستمبر ۱۹۰۲ء)

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"پھر اسی براہین احمدیہ میں مجھے مریم کا خطاب دیکر فرمایا نفخت فیک من روح الصدق۔ یعنے اے مریم تجھ میں صدق کی روح پھونک دی گئی ہے۔ استعارۃً کے طور پر روح کا پھونکنا اس حمل سے مشابہ تھا جو مریم صدیقہ کو ہوا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

روحانی کیفیات

پھر فرماتے ہیں:۔

"غرض اس جگہ مریم سے مراد وہ مریم نہیں

جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں تھی، بلکہ ایک رُوحانی مشابہت کے لحاظ سے جو مریم اُم عیسےٰؑ کے ساتھ مجھے حاصل تھی میرا نام براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں مریم رکھ دیا۔ پھر دوسری تجلی میرے پر نازل فرما کر اسکو نفخ رُوح سے مشابہت دی۔ اور جب وہ رُوح معرض وجود اور ظہور میں آئی تو اس رُوح کے لحاظ سے میرا نام عیسےٰؑ رکھا گیا۔ پس اس لحاظ سے مجھے عیسےٰ ابن مریم کے نام سے موسوم کیا گیا"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹)

اب ان تینوں مقامات کو پڑھ جائیے۔ ایک صاحب عقل و علم فوراً سمجھ جائے گا کہ یہ رُوحانی منازل ہیں جو مرد مومن سطے کرتا ہے۔ یہ ایک دقیقہ معرفت ہے جو حضرت نے بیان فرمایا ہے لیکن افسوس معترضین نے اس کو کچھ سے کچھ بنا لیا۔ اور ایسا رنگ دیا گیا کہ پڑھنے والوں کے دل میں عجیب قسم کی بدگمانیاں اور بدظنیاں پیدا ہو گئیں۔

شیخ الجامعہ کی تحریف شیخ الجامعہ صاحب کو اگر اس پر اعتراض ہی کرنا تھا تو کم از کم حضرت کی اصل عبارت تو دیکھ لیتے تاکہ تحریف کے مرتکب تو نہ ہوتے۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے یہ لکھا ہے:-

"...... ۱۹۰۱ء کے بعد...... مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا مثیل مسیح بنے پھر دو سال تک مریم بنے رہے پھر دس ماہ حاملہ بھی رہے۔ پھر مسیح بنا"...... الخ

(صفحہ ۸۶)

پھر دوسری جگہ لکھا کہ:-

"اس کے بعد مثیل مسیح ہونے کا دعوےٰ کیا اس کے بعد مرزا دو برس تک صفت مریمیت کے ساتھ مریم بنے رہے اس کے بعد مریم کی طرح حضرت عیسےٰ کی روح مرزا میں پھونکی گئی۔ مرزا دس ماہ تک حاملہ رہنے اس کے بعد مریم سے عیسےٰ بنتے۔" (صفحہ ۸۹)

اب ناظرین کرام غور فرمائیں۔ جو کچھ حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمایا ہے اس میں اور جو کچھ شیخ الجامعہ صاحب نے لکھا ہے اس میں کس قدر فرق ہے۔ حضرت صاحب تو فرماتے ہیں استعارہ کے طور پر روح کا پھونکنا اس حمل سے مشابہ تھا جو مریم صدیقہ کو ہوا پھر فرماتے ہیں کہ "روحانی مشابہت کے لحاظ سے میرا نام مریم رکھا گیا۔ پھر فرماتے ہیں کہ دوسری تجلی مجھ پر نازل فرما کر اس کو نفخ روح سے مشابہت دی" معزز ناظرین کرام دیکھئے وہ الفاظ اور فقرات جو اس روحانی کیفیت کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت نے استعمال فرمائے ہیں اور جو اس کیفیت کی اصل جان ہیں اور جن سے اصل

حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔ ان کو ہمارے نئے دوست شیخ الجامعہ نے بالکل چھوڑ دیا۔ اور جو کچھ لکھا اس رنگ میں لکھا کہ حقیقت پر پردہ پڑجائے، اور لوگوں کو مضحکہ کا موقعہ مل جائے۔ اگر مکرم شیخ الجامعہ صاحب کو اس پر کچھ اعتراض تھا تو خوشی سے اعتراض کرتے۔ . . . . مگر اصل عبارت میں تحریف کرنے کا ان کو کوئی حق نہ تھا۔ اور ہمیں امید ہے کہ ہر صاحب انصاف ہماری اس بات کی تائید کرے گا۔

مولانا روم کا تائیدی کلام

بہرحال ہم ناظرین کرام کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت کی تحریر کا وہی مقصد ہے جو سورۂ تحریم کی آخری آیات کا ہے جن کا حوالہ ہم اوپر دے آئے ہیں۔ آیئے آپ کو امت محمدیہ کے مسلم اور سب سے بڑے ولی حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کی کلام فصاحت نظام سے دکھائیں کہ کس طرح ایک کامل مومن مریم بنتا اور پھر مریم سے ابن مریم بنتا ہے۔ اپنی مثنوی دفتر دوم میں فرماتے ہیں:-

آخر ایں جاں با بدن پیوستہ است
ہیچ ایں جاں با بدن مانستہ است
تاب نور چشم با پیہ است جفت
نور دل در قطرۂ خونی نہفت
شادی اندر گردہ و غم در جگر
عقل چوں شمع درون مغز سر

رائحہ در انف و نطق در لساں
لہو در نفس و شجاعت در عیاں
ایں تعلقہا نہ بے کیف است و چوں
عقلہا در دانش چونی زبوں
جانِ کل با جانِ جزو آسیب کرد
عقل ازو در سے شد در جیب کرد
ہمچو مریم جاں ازاں آسیب جیب
حاملہ شد از مسیحِ دلفریب
پس زجانِ جاں چو حامل گشت جاں
از چنیں جانے شود حامل جہاں
پس جہاں زاید جہانے دیگرے
ایں حشر او را نماید محشرے
تا قیامت گر بگویم بشمرم
من ز شرح ایں قیامت قاصرم

خلاصہ مطلب یہ کہ جس طرح انسان کی جان کا تعلق بدن سے ہے۔ آنکھ کے نور کا ڈھیلے سے تعلق ہے۔ جس طرح خوشی کا گردے سے اور غم کا جگر سے تعلق ہے۔ جس طرح عقل کا دماغ سے اور بولنے کا زبان سے تعلق ہے۔ جس طرح لہو و لعب کا نفس سے اور شجاعت کا بازوؤں سے تعلق ہے جنہیں انسان سمجھ نہیں سکتا کہ

کس طرح ایک غیر مادی چیز کا مادی چیز سے تعلق ہوتا ہے مگر اس کا انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ سب تعلقات موجود ہیں۔ اسی طرح کُل کا جزو کے ساتھ یعنی اللہ تعالےٰ کی رُوح کا انسان کی رُوح کیساتھ تعلق پیدا ہو جاتا ہے، اور اس تعلق سے جس طرح عورت مرد سے نطفہ لیتی ہے اسی طرح عقلِ انسانی اس سے ایک موتی حاصل کرتی ہے پھر انسان کی جان مریم کی طرح اس تعلق سے حاملہ ہو جاتی ہے اور اس حمل سے مسیح پیدا ہوتا ہے۔ یعنے وہ بندہ حالتِ مریمی سے حالتِ مسیح ابنِ مریم کی طرف ترقی کر جاتا ہے (یہ تھا وہ نکتہ حکمت جس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگوں نے شور مچایا، پھبتیاں اڑائیں۔ عوام تو عوام خواص نے بھی اس نکتہ کو نہ سمجھا اور جو چاہا سو کہا) پھر اس کے آگے مولانا فرماتے ہیں کہ یہ مسیح جو بنتا ہے وہ مسیح نہیں ہوتا جو زمانہ ماضی میں گذر چکا بلکہ یہ وہ مسیح ہوتا ہے جس کی شان کا اندازہ لگانا مشکل ہے پھر اللہ تعالےٰ کی رُوح سے جب انسانی رُوح حاملہ ہوتی ہے تو اس رُوح سے ایک جہان کی روحیں حاملہ ہوتی ہیں۔ یعنے روحانی طور پر مستفیض ہوتی ہیں تب اس سے دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا ہوتا ہے جسے ایک روحانی قیامت کہنا چاہیئے اور وہ اس قدر تعداد ہوتا ہے کہ اس کی شرح بیان نہیں کی جا سکتی۔

ان اشعار میں حضرت مولانا رومؒ علیہ الرحمۃ نے دراصل قرآن مجید

کی سورۃ تحریم کی آخری آیات کی تفسیر کی ہے جو ہم اسی مضمون میں پہلے دے آئے ہیں۔ جن میں ان مومنین مخلصین کو حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام سے تشبیہہ دی گئی ہے جو روحانیت کے بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں اور ہوا و ہوس دنیوی سے بالاتر ہو کر کلی طور پر خالق حقیقی کے سامنے جھک جاتے ہیں اور ان میں تبتل اور انقطاع الی اللہ کا پورا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وقت ان پر روح القدس نازل ہوتا ہے اور اسی بطور استعارہ کہا جاتا ہے کہ وہ مریم کی طرح حاملہ ہوتے ہیں

جس سے ابن مریم پیدا ہوتا ہے، دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ وہ حالت مریمی سے عیسوی حالت کی طرف ترقی کر جاتے ہیں۔

اس زمانہ کا عظیم الشان روحانی انسان	اس زمانہ میں وہ عظیم الشان انسان جو پہلے مریم بنا اور پھر روح القدس سے حاملہ ہو کر مسیح ابن مریم بنا مرزا غلام احمد تھا۔ حوام کالانعام

کو گیا معلوم کہ یہاں کسی جسمانی حمل کا ذکر نہیں۔ بلکہ روحانی کیفیت کا ایک نقشہ ہے۔ فرماتے ہیں..... استعارہ کے رنگ میں مجھے..... حاملہ ٹھہرایا گیا۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"استعارہ کے طور پر روح کا پھونکنا حمل سے مشابہ تھا"

پھر فرماتے ہیں:۔

"خدا نے ایک دوسری تجلی فرمائی اور اسکو نفخ روح سے مشابہت دی" غرض یہاں تو سارا معاملہ ہی روحانی ہے

قرآن پر اور مولینا روم پر اعتراض کرو

اور اگر روحانی حمل پر بھی اعتراض ہے تو وہ سب سے پہلے امت محمدیہ کے مسلمہ ولی بلکہ ولیوں کے سردار حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ پر وارد ہوتا ہے جنہوں نے اپنی مثنوی میں بسط سے روحانی حمل کا ذکر فرمایا ہے۔ افسوس ہے کہ خود تو یہ معترضین روحانی علوم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اور اعتراض دوسروں پر کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اعتراض تو خود قرآن مجید تک جا پہنچتا ہے جس نے کہ مومنوں کو فرعون کی بیوی سے تشبیہہ دی ہے اور مرد کامل کو خاص طور پر مریم سے تشبیہہ دے کر اس میں مریم کی طرح نفخ روح کا ذکر کیا ہے فافہم یا اخی ارشدک اللہ

حالت مریمی سے حالت عیسوی میں انتقال کی مزید وضاحت۔

سلطان القلم حضرت مسیح موعودؑ نے حالت مریمی سے حالت عیسوی میں انتقال کی کیفیت کو جس میں درحقیقت مرد مومن کے روحانی ارتقاء کا ذکر ہے۔ نہایت خوب صورت پیرایہ میں ایک نظم کے ذریعہ بھی واضح فرمایا ہے

فرماتے ہیں:- ؎

آنکہ گوید ابن مریم چوں شدی
ہست او غافل ز رازِ ایزدی

آں خدائے قادر و ربّ العباد
در براہیں نامِ من مریم نہاد
مدّتے بُودم برنگِ مریمی
دست نا دادہ بہ پیرانِ زمی
ہمچو بکرے یا فتم نشو و نما
از رفیقِ رادِ حق نا آشنا
بعد ازاں آں قادر و ربِّ مجید
رُوح عیسیٰ اندر آں مریم دمید
پس بہ نفخش رنگِ دگر شُد عیاں
زاد زاں مریم مسیحِ ایں زماں
زیں سبب شُد ابنِ مریم نامِ من
زانکہ مریم بُود اوّل گامِ من
بعد ازاں از نفخِ حق عیسیٰ شدم
شد زجائے مریمی برتر قدم

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۹)

شمس تبریز کا کلام

یہ ایک نکتۂ حکمت اور دقیقۂ معرفت ہے جسے اہل اللہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں اس کوچہ سے کچھ آگاہی نہیں وہ اس کو کیا سمجھیں یہی وجہ ہے کہ وہ اس پر مسخر و استہزا کرتے ہیں حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کا کلام تو آپ

پڑھ چکے۔ اب آپ کے استاد حضرت شمس تبریز علیہ الرحمۃ کا ایک شعر بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں ؎

من آں نفخم کہ در مریم دمیدم
من آں روحم کہ عیسےٰ را روانم
(کلیات شمس تبریزی ص ۲۹۳)

فرماتے ہیں "میں وہ نفخ ہوں جو مریم میں پھونکی گئی میں وہ روح ہوں جو عیسیٰ کی جان و دل ہے"

کیا آپ اس کلام پر بھی زبان تمسخر کھولیں گے اگر حضرت مرزا صاحب ایسے کلام پر قابلِ الزام قرار دیئے جا سکتے ہیں اور ان کا مذاق اڑایا جا سکتا ہے۔ تو مولانا روم اور آپ کے استاد کا مذاق بھی اڑائیے۔ یہ تو انصاف نہیں کہ اگر مرزا صاحب ایک بات کہیں تو وہ نہ صرف مخبوط الحواس ہی قرار دیئے جائیں بلکہ ان کو کافر اور دجّال اور کذاب کے خطابات سے نوازا جائے لیکن اگر وہی بات ایک دوسرا شخص کہے تو اسے خدا کا ولی بلکہ ولیوں کا سردار سمجھا جائے۔ بات دراصل یہ ہے کہ آپ لوگ حضرات اولیائے کرام کے کلام اور ان کے مدارج روحانی اور ان کے دقائق معرفت سے تو بے بہرہ ہوتے ہیں اور الزام دوسروں پر لگاتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو فہم و ذکا عطا فرمائے۔ ایک آدھ شعر حضرت شمس تبریز رح کا اور بھی سن لیجئے۔ آپ

فرماتے ہیں ؎

من آں جانم کہ ہمچو جاں نہانم
من آں ماہم کہ اندر لامکانم
من آں شمسِ سماواتِ یقینم
کہ نورِ ماہ و مہرِ آسمانم

(کلیاتِ شمس تبریز صفحہ ۲۹۳)

فرماتے ہیں کہ :- "میں وہ جان ہوں جو جان کی طرح مخفی ہوں - میں وہ چاند ہوں جو لامکان کے اندر ہے - میں یقین کے آسمانوں کا وہ سورج ہوں کہ چاند اور سورج کی روشنی میرے آسمان سے ہے"۔

کیوں صاحب! اس کلام کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ میں وہ چاند ہوں جو لامکان کے اندر ہے، کیا یہ خدائی کا دعوے نہیں ہے؟ اب کیا فتوے آپ سُنتے ہیں؟ کیا آپ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو خدا ماننے کے لئے تیار ہیں؟ اگر نہیں تو کیا کفر کا فتوے اُن پر دیں گے؟ بینوا و توجروا۔

کیا انبیا کی طرح قطعی اور یقینی وحی کا دعویٰ تمام انبیاء پر فضیلت کے مترادف ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار کے غلط معنے

کتاب "دو نبی" کے صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹ پر فاضل مصنف نے حضرت سلطان القلم کے چند اشعار نقل کر کے بزعم خود یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا حضور نے نہ صرف نبوت کا ہی دعوےٰ کیا ہے بلکہ تمام انبیاء سے افضل ہونے کا بھی دعوےٰ کیا ہے۔ جو بالبداہت غلط ہے۔

وہ اشعار یہ ہیں ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا

ہمچو قرآں منزہ اش دانم
از خطا ہمین ست ایمانم

پہلے شعر ــــ آنچہ دادست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

کا صاف سیدھا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ جو جام ہر نبی کو دیا گیا وہ مجھے بھی پورا پورا دیا گیا۔ وہ جام جیسا کہ اگلے اشعار سے ظاہر ہے کا ہے کا ہے؟ وہ ہے عرفان و یقین کا جام اور بس۔ اس میں کوئی دعوے نبوت کا نہیں اور نہ اس میں انبیاء پر فضیلت کا دعوے ہے محض یہ فرمایا ہے کہ عرفان و یقین میں میں بھی کسی سے کم نہیں لیکن حضرت شیخ الجامعہ صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے فرماتے ہیں:-

"یعنے جو کمالات سارے انبیاء علیہم السلام میں تقسیم ہوئے وہ سب تمام تنہا مرزا غلام احمد کو دیئے گئے۔ اس شعر میں تمام صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبی سے مرزا کے افضل ہونے کا دعوے پایا جاتا ہے"

(کتاب دو نبی صفحہ ۱۰۸)

سبحان اللہ! شعر کا ترجمہ کرتے ہوئے تو مولانا صاحب نے قلم ہی توڑ دیا۔ بڑے بڑے فارسی دان اور دقیقہ رس لوگ آپ کے اس ترجمہ اور تشریح پر عش عش کر اٹھیں گے۔ آپ کے ہاتھ چومیں گے اور داد سخن فہمی اور سخن سنجی دیں گے۔ قائل کا مطلب کچھ ہو اس

کی پروا نہیں مقصد صرف یہ ہے کہ موقعہ ہو تو کوئی الزام کوئی تہمت ضرور لگا دینی چاہیئے۔ جہلا کا ذکر نہیں۔ ان کو سخن فہمی سے کیا تعلق۔ لیکن صاحبان علم آپ کی اس تشریح پر آپ کے متعلق کیا خیال کریں گے؟ یہی کہ آپ ایک معمولی فارسی شعر کا مطلب سمجھنے سے بھی عاری ہیں، جایئے کسی فارسی دان سے دریافت کیجئے۔ اس شعر سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے تمام نبیوں سے خواہ وہ صاحب کتاب اور صاحب شریعت ہوں افضل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ البتہ یہ دعوےٰ ضرور کیا ہے کہ آپ علم و معرفت میں انبیاء سے کم نہیں اور یہی حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا منشاء اور مفہوم ہے۔ پھر اعتراض کیسا؟ اور مفت کا واویلا کیوں؟

انبیائے کرام کی عظمت حضرت مرزا صاحب کی نظر میں

آیئے آپ کو حضرت کے کچھ اشعار انبیاء کے متعلق سنائیں۔

ہر رسولے آفتاب صدق بود
ہر رسولے بود مہر انورے
ہر رسولے بود ظلِ دین پناہ
ہر رسولے بود باغِ مثمرے
گر بدنیا نامدے این خیلِ پاک
کارِ دیں ماندے سراسر ابترے

ہر کہ شکِ بعثتِ شاں نارد بجا
ہست او آلائے حق را کافرے

آں ہمہ از یک صدف صد گوہر اند
متحد در ذاتِ واصل و گوہرے

اُمتے ہرگز نہ بودہ در جہاں
کاندراں نامد بوقتے منذرے

اوّل آدم آخرِ شاں احمدؐ است
اے خنک آنکس کہ بیند آخرے

انبیاء روشن گہر ہستند لیک
ہست احمدؐ زاں ہمہ روشن ترے

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم
ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

کیا غیر نبی کا الہام انبیاء کی طرح قطعی اور یقینی نہیں ہو سکتا

کیا یہ کہنا کہ مجھے عرفانِ الٰہی کا وہی جام پلایا گیا ہے جو انبیاء کو پلایا گیا اور اپنی وحی پر ویسا ہی یقین ہے جیسا کہ انبیاء کو اپنی وحی پر یقین ہوتا ہے تمام انبیاء پر فضیلت اور دعویٰ نبوت پر دلالت کرتا ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ اُمتِ مرحومہ میں کوئی بھی ایسا انسان نہیں ہو سکتا جس کو کامل عرفان حاصل ہوا ہو یا یقینی اور قطعی وحی اس پر نازل ہوئی ہو۔ گویا جتنے راستباز اس اُمت

میں گذرے جتنے مجدد دین و ملہمین اور محدثین ہوئے وہ سب کے سب نعوذ باللہ عرفان الٰہی سے بے نصیب اور یقینی اور قطعی الہام سے بے بہرہ رہے۔ پھر ان کو راستباز کہنا ہی فضول ہے۔ کیونکہ جس کو عرفانِ الٰہی پورے طور پر حاصل ہی نہیں اور جو الہام ان کو ہوتا ہے وہ یقینی نہیں بلکہ مشکوک ہے کہ ممکن ہے کہ شیطان کی طرف سے ہو تو پھر ان کو راستباز کیسے مانا جا سکتا ہے اور ان کی اقتداء کیونکہ ہو سکتی ہے۔ پہلی امتوں میں تو غیر نبیوں کو بھی ایسا قطعی اور یقینی الہام ہوتا رہا جو غلطی سے پاک ہونے میں انبیاء کی وحی کا حکم رکھتا تھا جیسے حضرت موسیٰ کی والدہ کا الہام جس کے مطابق انہوں نے اپنے لختِ جگر کو دریا میں ڈال دیا۔ حضرت خضر کا الہام جس کے رو سے انہوں نے ایک بچہ کو قتل کر دیا، اور ایسا ہی حضرت مریم کا الہام۔ کیا یہ اُمت ہی ایسی گئی گذری ہے کہ اس کے کامل افراد کو بوجہ غیر نبی ہونے کے نہ کامل عرفان حاصل ہو سکتا ہے اور نہ وہ اپنے الہام کو خطا اور غلطی سے پاک یقین کرتے ہیں۔

قطعی اور یقینی الہام کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی وضاحت

حضرت مسیح موعود نے نزول المسیح میں جہاں یہ اشعار لکھے ہیں نثر میں بھی اس حقیقت کو واضح کیا ہے جس سے دعوے نبوت کے اثبات کی بجائے نفی ہوتی ہے چنانچہ فرماتے ہیں :-

"...... جو شخص تاریکی میں پڑا ہوا ہے۔ اور اس سے بے خبر ہے کہ خدا کا قطعی اور یقینی کلام بھی اس کے بندوں پر نازل ہوا کرتا ہے۔ وہ خدا کے وجود سے بھی بے خبر ہے۔ لہذا وہ بھی اپنی طرح تمام دنیا پاؤں کے نیچے پامال دیکھتا ہے اور اس کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ بجز وساوس اور اضغاث واحلام اور حدیث نفس کے اور کچھ نہیں اور غایت کار وہ ظنی طور پر الہام الٰہی کا خیال دل میں لاتا ہے۔ مگر ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ جس دل پر در حقیقت آفتاب وحی اپنی تجلی فرماتا ہے اس کے ساتھ نفس اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی۔ کیا خالص نور کے ساتھ ظلمت رہ سکتی ہے؟ پھر جس حالت میں موسیٰ کی ماں کو بھی یقینی الہام ہوا جس پر پورا یقین رکھ کر اس نے اپنے بچہ کو معرض ہلاکت میں ڈال دیا اور خدا تعالیٰ کے نزدیک مجرم اقدام قتل کی مجرم نہ ہوئی۔ تو کیا یہ امت اسرائیلی کے خاندان کی عورتوں سے بھی گئی گذری ہے؟ اور پھر اسی طرح مریم کو بھی یقینی الہام ہوا جس پر بھروسہ کر کے اس نے قوم کی کچھ پروا نہ کی۔ تو حیف ہے اس امت محمدیہ پر جو ان عورتوں سے بھی کمتر ہے۔ پس اس صورت میں یہ امت خیر الامم کا ہے کو ہوئی بلکہ شر الامم اور

افضل الامم ہوئی۔ اسی طرح خضر جو نبی نہیں تھا۔ اس کو علم دیا گیا تو کیا اگر اس کا الہام ظنی تھا یقینی نہیں تھا تو کیوں نہوں نے اس پر عمل کیا۔ پس اگر ایک شخص اپنی نابینائی سے میری وحی سے منکر ہے تاہم اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے اور پوشیدہ دہریہ نہیں تو اس کے ایمان میں یہ بات داخل ہونا چاہیئے کہ یقینی قطعی، مکالمہ الٰہیہ ہو سکتا ہے اور جیسا کہ خدا تعالےٰ کی وحی یقینی پہلی امتوں میں اکثر مردوں اور عورتوں کو ہوتی رہی اور وہ نبی بھی نہ تھے اس اُمت میں بھی یقینی اور قطعی وحی کا وجود ضروری ہے تا یہ اُمت بجائے افضل الامم ہونے کے احقر الامم نہ ٹھہر جائے۔ سو خدا نے آخری زمانہ میں اکمل اور اتم طور پر یہ نمونہ دکھایا۔"

پھر آگے چل کر صفحہ ۱۴۱ پر اسی بحث کے ضمن میں حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

" اس تمام بیان کا خلاصہ در خلاصہ یہ ہے کہ تازہ کلام الٰہی خدا کی شریعت کا پشتیبان ہے اور اس کشتی کو جو طوفانوں کے سبب غرق ہونے لگتی ہے جلد تر کنارہ تک پہنچانے والا ہے۔ مگر شاید کوئی بھول نہ جائے اس لئے بار بار کہا جاتا ہے کہ کلام الٰہی سے مراد وہ

کلام الٰہی ہے جو زمانہ کے لئے تازہ طور پر اُترتا ہے
اور اپنی خاصیت سے ملہم اور اس کے ہمنشینوں پر ثابت
کرتا ہے کہ یہ یقینی طور پر خدا کا کلام ہوں اور ایسا
ملہم طبعاً اس میں اور خدا کے دوسرے کلمات میں
جو پہلے نبیوں پر نازل ہوئے من حیث الوحی کچھ فرق
نہیں سمجھتا گو دوسری وجوہ سے کچھ فرق ہو"۔

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود نے اس حقیقت کو صاف طور پر واضح فرما دیا ہے کہ اپنی وحی کو قرآن اور دوسرے انبیاء کی طرح منزہ سمجھتے اور عرفان الٰہی میں انبیاء سے کم نہ ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے اگر دعوے نبوت مراد ہوتا اگر تمام انبیاء پر اپنے آپ کو افضل قرار دینا مقصود ہوتا تو اُمِّ موسٰی اور حضرت مریم اور حضرت خضر کی مثالیں نہ دیتے۔ اور نہ یہ فرماتے کہ:۔

"پہلی امتوں میں اکثر مردوں اور عورتوں کو وحی ہوتی رہی
ہے اور وہ نبی نہ تھے"۔

اسی طرح صرف اپنے لئے ہی نہیں امت محمدیہ کے لئے عام طور پر یقینی اور قطعی کلام الٰہی کو ضروری قرار نہ دیتے۔ لیکن ان تمام مثالوں سے آپ نے اس حقیقت نفس الامری کو واضح کر دیا ہے کہ منقولہ بالا اشعار میں آپ کی مراد محض اس قدر ہے کہ آپ کو جو الہام ہوتا ہے وہ ویسا ہی یقینی اور خطا سے منزہ ہے جیسے انبیاء

...... کا الہام یقینی اور خطا سے منزہ ہے اور آپ باوجود غیر نبی ہونے کے امت کے دوسرے راستبازوں کی طرح عرفان الٰہی کے اس مقام پر کھڑے ہیں جہاں انبیاء کھڑے ہوتے ہیں۔ اس سے بڑھکر آپ کی کوئی مراد نہیں نہ اس میں دعویٰ نبوت ہے اور نہ اپنی وحی کو دوسرے انبیاء کی وحی سے افضل قرار دیا ہے۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ ہم اپنے اور انبیاء کے الہام میں صرف من حیث الوحی کچھ فرق نہیں سمجھتے، گو دوسرے وجوہ سے فرق ہو۔ باوجود اس کے یہ کہنا کہ ان اشعار میں آپ نے دعویٰ نبوت کیا ہے یا اپنی وحی کو دوسرے انبیاء کی وحی سے افضل قرار دیا ہے بالکل غلط بیانی ہے اور خلقِ خدا کو دہوکا دینا ہے۔

صالحین امت کی انبیاء سے مماثلت

مکرم شیخ الجامعہ صاحب! اعتراض کرنے سے پہلے ذرا قرآن و حدیث پر یا کم از کم آئمہ دین اور سلف صالحین کے مذہب پر بھی نظر ڈال لینی چاہیئے۔ انسان وہ بات کیوں کہے جس سے بعد میں شرمندگی اٹھانی پڑے ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل آپ خود بھی جانتے ہیں اور میں نے بھی بار بار آپ کی خدمت میں عرض کی ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ کوئی نعوذ باللہ کھلونا ہے جو بچوں کا دل بہلانے

کے لئے دے دیا گیا ہے یا اس میں کچھ حقیقت ہی اگر حقیقت ہے، تو وہ کیا ہے۔ بالبداہت جو حقیقت اس میں ہے وہ یہی ہے، کہ اس امت میں ایسے ایسے بزرگ نفوس ہوں گے جن کا علم و عرفان نبیوں کی طرح ہوگا۔ ورنہ مماثلت اور مشابہت کا مطلب کیا؟ عرفان ہی تو اصل چیز ہے جو اولیاء اللہ کو انبیاء کے پہلو بہ پہلو کھڑا کرتی ہے اور اسی کی بناء پر ان کو انبیائے کرام کا مثیل ٹھہرایا گیا ہے۔ اسی طرح دوسری حدیث وما من نبی الا لہ نظیر فی امتی بھی آپ کو معلوم ہوگی۔ اس میں بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے بزرگ نفوس کو انبیاء کے ساتھ مماثلت اور مشابہت دی ہے۔ ظاہر ہے کہ مماثلت اور مشابہت علم اور عرفان میں ہی ہو سکتی ہے، ولا غیر۔

محدث اور انبیاء کی وحی ایک ہی سرچشمہ سے

آپ کو محدث کی حدیث تو یاد ہی ہوگی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ آپ یہ فرمائیں کہ محدثین کو خدا سے قطعی اور یقینی الہام ہوتا ہے یا مشکوک نہیں ہوتا اگر مشکوک ہو تو نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دیکھو ن غلط ٹھہر جاتے۔ محدث سے خدا کلام کرتا ہے۔ دونوں کی وحی کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔

شاہ اسمٰعیل شہید کے نزدیک محدث کا مرتبہ

اسی حقیقت کے متعلق شاہ اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اور بہتیرے ایسے حزبی اور مصطفےٰ ہوں گے کہ ان کو
انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کے ساتھ مشابہت ہو گی
اور رسالت کے ظل ہوں گے اور جس موقعہ سے انبیاء
لوگ علومِ غیبیہ اخذ کرتے تھے اسی جگہ سے یہ
لوگ بھی حاصل کریں گے اس واسطے ایسے لوگ
انبیاء کے استاد بھائی کہلاتے ہیں ۔ الغرض یہ
لوگ اس درجہ کے ہوتے ہیں کہ اگر نبی کا ....
.... ہونا ختم نہ ہوتا تو منصب نبوت پر یہ لوگ
فائز ہوتے" (تمہید صراط مستقیم)

دیکھا آپ نے ؟ حضرت شاہ صاحب شہید یہ کہہ کر کہ ایسے لوگ انبیاء کے استاد بھائی کہلاتے ہیں ۔ ان کو اور انبیاء کو ایک ہی سطح پر کھڑا کر رہے ہیں، کیونکہ وہ اسی چشمہ سے پانی پیتے ہیں، یعنی علوم غیبیہ حاصل کرتے ہیں جس سے انبیاء علیہم السلام ۔ پھر لکھا ہے کہ اگر سلسلۂ نبوت کا منقطع نہ ہوتا تو یہی لوگ نبی ہوتے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا یہ محدثین کا مقام ہے جو بالفعل نہیں تو بالقوۃ نبی .... ہوتے ہیں اور اس لئے خدا ان کو نبیوں جیسا عرفان اور نبیوں جیسی معرفت عطا کرتا ہے ۔ فتح الباری میں امام قرطبی کا قول ہے :۔

فقال القرطبی المسلم الصادق الصالح هو الذی یناسب حاله	(استیاز اور صالحین اکرام انبیاء کی طرح

حال الانبیاء فاکرم بنوع مما اکرم به الانبیاء هو الاطلاع علی الغیب قرطبی کہتا ہے کہ راستباز اور صالح وہ ہوتا ہے جس کا حال انبیاء کے حال سے مناسبت رکھتا ہے۔ پس اس کا اسی قسم سے اکرام کیا جاسکتا ہے جس سے انبیاء کا اور وہ اطلاع علی الغیب ہے۔"

جب ایک صادق صالح مسلم کی یہ کیفیت ہے کہ اس کا حال انبیاء کے حال سے مشابہت رکھتا ہے اور انبیاء کی طرح اطلاع علی الغیب پاتا ہے۔ تو محدث جو بالقوت نبی ہے بدرجہ اولیٰ انبیاء سے مشابہت اور مماثلت رکھتا ہے، اور بدرجہ اولیٰ خدا کی وحی سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ ایسی وحی جو انبیاء کی طرح شک وشبہ سے پاک اور قطعی اور یقینی ہے۔

ایسی وحی پر حق الیقین اور عرفان نہ رکھنے والا دوسروں کو ہدایت کس طرح دے سکتا ہے	غور فرمائیے اگر ایک محدث ایک مجدد ایک مامور من اللہ

کی وحی بھی شک وریب سے پاک نہیں۔ اگر اپنی وحی کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی اسکو ایمان نہیں جیسا کہ قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان ہے تو وہ دوسروں کی ہدایت اور رہنمائی کس طرح کر سکتا ہے جس شخص کا اپنا دل حق الیقین اور کامل عرفان سے

درجہ پر پہنچا ہوا نہیں۔ بلکہ شک اور ظن سے بھرا ہوا ہے وہ دوسروں کو نیکی اور ہدایت کی طرف کیونکر بلا سکتا ہے اور کس طرح انہیں یقین دلا سکتا ہے کہ اللہ تعالے اس سے ہمکلام ہوتا ہے کیا یہ صحیح نہیں ؎

ہست آں وحی نیرہ سو تحقی
کہ نہ بود است بر یقین مبنی

اولیاء اللہ کا عرفان اس امت میں بے شمار ایسے انسان ہو گذرے ہیں جنہوں نے اپنے نورِ عرفان اور یقینی اور قطعی الہام الہیٰ کے فیض سے سینکڑوں، ہزاروں انسانوں کو فسق و فجور سے نکال کر عارف باللہ اور ملہم من اللہ بنا دیا۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت احمد جام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

چیزے کہ انبیاء را حاصل نہ بود کل
آں چیز بے مشقت آساں شد است مارا

دیکھا جناب شیخ الجامعہ صاحب! حضرت مرزا صاحب نے تو صرف اس قدر فرمایا تھا کہ خدا نے مجھے انبیاء جیسا عرفان عطا فرمایا ہے مگر جام صاحب علیہ الرحمۃ ایک قدم آگے رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جو چیز انبیاء کو حاصل نہیں ہوئی وہ بے مشقت ہم کو حاصل ہوئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے تو انبیاء سے محض مماثلت اور مشابہت ہی ظاہر کی تھی۔ لیکن جام صاحب علیہ الرحمۃ

ہے تو صاف لفظوں میں انبیاء پر فضیلت ظاہر کی ہے۔ کیا اسکے لئے آپ کچھ فتوے صادر فرما سکتے ہیں ، یا کہ آپ کے تمام فتاوی حضرت مرزا صاحب کے لئے ہی مخصوص ہیں ؟ یہ تو بے انصافی ہے کہ مرزا صاحب اگر ایک بات کہیں تو کافر اور کاذب ٹھہر جائیں اور اگر ویسی ہی یا اس سے بھی بڑھ کر بات کوئی دوسرا کہے تو آپ اس کو شیر مادر کی طرح پی جائیں اور فتوے لگانا تو درکنار آپ ٹس سے مس بھی نہ ہوں ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بایزید بسطامی انبیاء کے مقام پر

امت محمدیہ میں آپ کو بیسیوں ایسے اولیاء اللہ ملیں گے جنہوں نے بڑے بڑے دعوے کئے اور لوگوں نے ان کے دعاوی کو تسلیم بھی کیا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی مسلمہ طور پر ولی مانے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ:-

"گفتند خدائے عزّ و جلّ را بندگانند بدل ابراہیم و موسیٰ و محمد علیہم السلام گفت آں ہمہ منم"

یعنے لوگوں نے کہا کہ اللہ عزّ و جلّ کے ایسے بندے بھی دنیا میں ہوتے ہیں جو حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دل رکھتے ہیں اس پر حضرت

بایزید نے فرمایا وہ سب میں ہی ہوں"۔

دیکھا جناب شیخ الجامعہ صاحب! حضرت بایزید بسطامی بیک وقت ابراھیم بھی ہیں، موسٰے بھی ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ آپ تو حضرت مرزا صاحب سے کے محض اس قدر کہنے پر کہ میری وحی انبیاء کی وحی کی طرح شک وشبہ سے پاک ہے اور وہ یقینی اور قطعی ہے اس قدر آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔ حضرت بایزید کے متعلق جناب کیا فرمائیں گے جو ابراھیم بھی ہیں موسٰے بھی اور حضرت محمد رسول اللہ بھی؟

بایزید کے فضائل انہی حضرت کا ایک اور قول بھی تذکرۃ الاولیاء میں سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:۔

"میرا نشان محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان سے اونچا ہے"

"سبحانی ما اعظم شانی"

(تذکرۃ الاولیاء فارسی صفحہ ۱۲۷)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میری صفتیں غیب کے اندر غیب ہیں پس جو ایسا ہو وہ کیونکر کوئی شخص ہو سکتا ہے بلکہ وہ زبان حق ہوتا ہے اور بولنے والا تو حق ہوتا ہے بی ینطق و بی یسمع و بی یبصر اس واسطے خدا بایزید کی

کی زبان پر گفتگو کرتا ہے"۔

حضرت مجدد الف ثانی کی شان

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور مراد بھی میری ارادت کا سلسلہ بغیر کسی واسطہ کے اللہ سے متصل اور میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا قائم مقام ہے، سبحانہٗ۔ پس میں محمد رسول اللہ کا مرید بھی ہوں اور اس کا پیر بھائی بھی ہوں" (مکتوبات جلد سوم مکتوب نمبر ۸۷)

اب کیا فرماتے ہیں شیخ الجامعہ صاحب، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا بیان بالا پڑھئے۔ اور غور سے پڑھئے۔ کس قدر زوردار الفاظ ہیں، فرماتے ہیں کہ محمد رسول کا مرید بھی ہوں اور پیر بھائی بھی۔ میری ارادت کا سلسلہ بغیر کسی واسطہ کے اللہ سے متصل اور میرا ہاتھ اس کے ہاتھ کا قائم مقام ہے۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا دعوےٰ ہو سکتا ہے۔ اس پر ہماری کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ شیخ الجامعہ صاحب تو حضرت مرزا صاحب کے محض اتنے دعوےٰ پر کہ ان کی وحی شک و شبہ سے پاک ہے اور ان کو اس پر ایسا ہی یقین ہے جس طرح قرآن مجید پر، جز بز ہو رہے تھے کہ حضور نے اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل قرار دیا ہے۔ مگر مجدد صاحب نے تو یہاں تک فرما دیا ہے کہ ان کا ہاتھ خدا کے ہاتھ کا قائم مقام ہے

اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید بھی ہیں اور پیر بھائی بھی، فرمائیے شیخ الجامعہ صاحب آپ کا حضرت مجدد صاحب کے متعلق کیا فتوے ہے؟ بیّنوا تؤجروا۔

حضرت مرزا صاحب کو محض محدثیت کا دعویٰ ہے

سنئے حضرت! امت میں اولیاء اللہ نے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں۔ حتیٰ کہ انا الحق کہنے والے بھی اس اُمت میں ہوگذرے ہیں لیکن حضرت مرزا صاحب نے تو کبھی کوئی ایسا دعوے نہیں کیا۔ وہی محدثیت کا دعویٰ ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، وہی خدا سے ہمکلامی کا دعویٰ ہے جو رجال یکلمون الخ اور حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے ارشاد کے مطابق امت میں جاری اور ساری ہے۔ اگر حضور نے نبی یا رسُول کا لفظ استعمال فرمایا تو اس کی تشریح بھی کر دی ہے کہ یہ محض مجازی طور پر ہے حقیقی طور پر نہیں کیا سو تفصیلہ۔

حضرت مرزا صاحب کی وحی یقینی ہے لیکن قرآن کے برابر نہیں

ہاں یہ درست ہے کہ آپ کو اپنی وحی پر یقین کامل ہے اور ہونا چاہئیے اور آپ کی وحی شک و شبہ سے پاک و صاف ہے اور یہ نہایت ضروری ہے اور الفاظ "مثلہ قرآن منزہ اش دانم" الخ سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئیے۔

یہ محض منزہ بجنے پاک و صاف ہونے میں قرآن سے مشابہت دی ہے۔ ورنہ قرآن مجید کی وحی سب سے اعلیٰ اجلیٰ اور اصفیٰ ہے جیسا کہ آپ کی کتب کے متعدد مقامات سے ظاہر ہے اور کوئی وحی قرآن کی وحی سے لگا نہیں کھا سکتی، یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

قرآن کی شان اور عظمت حضرت مرزا صاحب کی نظر میں

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

"سزا خدا کی لعنت اُن پر جو دعوے کریں کہ وہ قرآن کی مثل لاتے ہیں۔ قرآن شریف معجزہ ہے جس کی مثل کوئی جن و انس نہیں لا سکتا۔ بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل کوئی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد اور کوئی وحی ہو۔ اس لئے کہ وحی ربانی میں خدا کی تجلیات ہیں۔ اور یقینی بات ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلی جیسی خاتم الانبیاء پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہو گی۔ جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیاء کی وحی کی شان نہیں اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ انہیں وحی کیا جائے" (الہدیٰ صٓ ۱۳)

پھر ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں:-

"......... وہ (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو جو تمام

اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اتم ہے۔ واکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور نیّر کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو، کوئی فکر ایسی بُرہان عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسے قوی اثر کو دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر شوکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈال آیا ہے۔ وہ بلا شبہ صفات کمالیہ حق تعالےٰ کا ایک نہایت مصفّٰی آئینہ ہے جس میں وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ تک پہنچنے کے لئے درکار ہے"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳ و ۲۴، حاشیہ)

کیا یہ تقرات حضور کی صداقت کی دلیل نہیں؟ خدا آپ لوگوں کو ان باتوں کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے خاندان کی توہین کا الزام

یہ الزام غلط فہمی یا عداوت کا نتیجہ ہے

جن دنوں میں مانگر ول میں تھا۔ ایک دن نواب صاحب مرحوم نے فرمایا کہ جب بار بار یہ اعتراض ہمارے سامنے آیا کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ آپ کو گالیاں دی ہیں اور کیا کچھ نہیں کہا تو ہم نے سوچا کہ تحقیق کرنا چاہیئے کہ اصل بات کیا ہے چنانچہ ہم نے مخالف و موافق دونوں قسم کی آراء جمع کیں اُن پر ایک ناقدانہ نظر ڈالی۔ اچھی طرح موازنہ کیا اور بالآخر ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے اور یہ معترضین حضرات کی غلط فہمی یا عداوت کا نتیجہ ہے کہ وہ مرزا صاحب پر ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کا اصل مقصد حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دینا نہیں بلکہ مسیحی حضرات کا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منہ بند کرنا ہے۔

مثیل مسیح مسیح کو گالیاں نہیں دے سکتا

مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم پروفیسر پٹیالہ کالج بہت بڑے عالم شخص تھے۔ حضرت صاحب کے مخالف ہی نہیں بلکہ مکفرین میں سے

تھے۔ حضرت صاحب کی بعض کتب میں اُن کا ذکر بھی آتا ہے۔ ایک دن باتوں ہی باتوں میں فرمانے لگے کہ فلاں صاحب میرے پاس آیا کرتے تھے ایک دن انہوں نے مرزا صاحب کے خلاف بہت کچھ کہا۔ میں سنتا رہا۔ آخر میں یہ بھی کہا کہ دیکھئے مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ اور تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر یہ حضرت عیسٰے کو گالیاں دینے والی بات غلط ہے۔ تم جانتے ہو کہ مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعودؑ یعنی مثیل مسیح ہونے کا ہے۔ اگر وہ حضرت مسیح کی توہین کریں ان کو بُرا بھلا کہیں تو یہ تو خود اُن کی ذات پر پڑتا ہے اور اس میں خود اُن کی ذلت ہے۔ مرزا صاحب ایسے کچے آدمی نہ تھے کہ اپنے ہاتھوں اپنی ذلت کریں۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا اور کہنے لگا کہ بات تو یہی درست ہے۔ لیکن عام طور پر یہی مشہور ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں اور ان کی توہین کی ہے۔

الزام سے پہلے تحقیق اور عقل سے کام لو۔

یہ مختصر سے دو واقعے میں نے اس لئے بیان کئے ہیں کہ انسان اعتراض سے پہلے تحقیق کر لے اور عقل خداداد سے کام لے کہ کہاں تک یہ اعتراض صحیح ہے اور کہاں تک غلط ہے مگر جو ڈگر یہاں پڑی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ کسی نے مخالفت کیخلاف کوئی بات کہہ دی خواہ صحیح ہے یا غلط بس اس کو لے اڑے اور

اس کا ڈھول پیٹنا شروع کر دیا۔ نہ تحقیق سے غرض نہ تدقیق سے سروکار لاکھ کوئی سمجھائے کہ حضرت! یہ بات غلط ہے ایک نہیں سنیں گے اور اپنی ہی رٹ لگائے جائیں گے۔

افسوس تحقیق کرنے والے اور عقل سے کام لینے والے دنیا میں بہت کم ہیں۔ حالانکہ خدا اور خدا کے رسول کا حکم ہے کہ جب کوئی ایسی ویسی بات سنو اس کی تحقیق کر لیا کرو اور عقل سے کام لیا کرو مگر جن کو یہ حکم دیا گیا تھا وہی اسی کی خلاف ورزی کرتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہر وہ شخص جو نواب صاحب ٹانگرول کی طرح تحقیق سے کام لے گا اس کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب کا دامن اس الزام سے کہ آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی ہے بالکل پاک ہے اور ہر وہ شخص جو مولوی محمد اسحاق کی طرح عقل کو کام میں لائے گا وہ سمجھ جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب حضرت مسیح کی توہین نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اسکے مثیل ہیں

رسول کریم کی توہین کے جواب میں مسیح کا نقشہ انجیل سے پیش کیا گیا

ہمارے معترضین اتنا نہیں سوچتے کہ رسول تو اور بھی تھے کیا وجہ تھی کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کیئے اور دوسروں کے متعلق نہ کیے اصل بات یہ ہے کہ اب تو حالات بدل چکے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ پنجاب مذاہب

کی رزمگاہ بنا ہوا تھا۔ ہر ایک مذہب اور فرقے والا دوسرے کو کھا جانے کو دوڑتا تھا۔ اور بڑھ بڑھ کر وار کرتا تھا۔ ہمارے موجودہ زمانے کے عیسائی صاحبان ہمیں معاف فرمائیں اگر ہم یہ کہیں کہ اس وقت کے عیسائی حضرات اسلام پر بڑے سخت حملے کیا کرتے تھے اور سید المعصومین اور امام المطہرین سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے تھے جو ایک مسلمان کے لئے ناقابل برداشت تھے۔ اس پر حضرت مرزا صاحب نے محض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت سے مجبور ہو کر اناجیل میں جو نقشہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دیا گیا ہے اسے بطور الزامی جواب کے عیسائیوں کے سامنے رکھ دیا۔

حضرت مسیح کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا اپنا عقیدہ

یہ حضور کا ذاتی عقیدہ نہ تھا۔ اور خود انہوں نے اس کے متعلق تصریح کر دی تھی اور بڑے واضح الفاظ میں فرما دیا تھا کہ یہ میرا ذاتی عقیدہ نہیں۔ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا مقرب نبی مانتا ہوں۔ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے اناجیل سے بطور الزامی جواب کے لکھا ہے۔ وغیرہ۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"ہم ناظرین پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے سچے نبی اور اس

کے پیارے تھے۔ اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے اور حضرت موسیٰ کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔ ..... ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں ہے۔"

(نور القرآن)

پھر ایک اور جگہ فرماتے ہیں :-

" اور اگر یہ اعتراض ہے کہ کسی نبی کی توہین کی ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو اس کا جواب بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اور ہم سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور تعظیم سے دیکھتے ہیں بعض عبادات جو اپنے محل پر چسپاں ہیں وہ بہ نیت توہین نہیں بلکہ بتائید توحید ہیں انما الاعمال بالنیات

اور تمہارے جیسے عقل والوں نے صاحب تقویۃ الایمان
کو بھی اسی خیال سے کافر کہا تھا کہ بعض کلمات ان کو اس
کتاب میں ایسے معلوم ہوئے کہ گویا وہ انبیاء کی توہین
کرتا ہے اور چوہڑوں اور چماروں کو ان کے برابر جانتا ہے
ہماری طرح ان کا بھی یہی جواب تھا کہ انما الاعمال
بالنیّات" (انوار الاسلام صفحہ ۳۴)

ایسا ہی آریہ دھرم کے سرورق کے آخری صفحہ پر ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۹ حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۱۳ ایام الصلح سرورق صفحہ ۲۔ جنگ مقدس صفحہ ۷ کتاب البریہ صفحہ ۳۱ اور مختلف تقاریر اور مکتوبات میں بار بار اس بات کو دہرایا ہے کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ عیسائیوں کے اس یسوع کے متعلق بطور الزامی جواب لکھا ہے جس کا ذکر اناجیل میں ہے اور اناجیل میں ہی یہ تمام باتیں اُن کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔

جھوٹی تہمت گناہ کبیرہ ہے

اب ان تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی شخص حضرت مرزا صاحب پر معترض ہو تو یہ اس کی مرضی ہے۔ ایک سلیم الفطرت کے لئے تو اس قدر ہی کافی ہے۔ لیکن بعض لوگ شقی القلب ہوتے ہیں وہ کبھی سیدھی بات نہیں مانتے۔ خدا ان کو سمجھ دے۔ اعتراض کرنے والے حضرات نہیں سوچتے کہ کسی بے گناہ پر کوئی الزام لگا دینا کس قدر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔ دوسرے پر جھوٹی تہمت لگانا کس قدر

اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہے۔ خدا جانے لوگ ویرم بہ بریا فقد احتمل بہتاناً واثماً مبیناً کے وعید کو کیوں بھول جاتے ہیں۔

الزامی جواب دینے میں مرزا صاحب اکیلے نہیں

یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب ہی پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے الزامی جوابات کا یہ طریق اختیار کیا تھا مشہور اور معروف فاضل اجل حضرت مولانا رحمۃ اللہ صاحب کی علیہ الرحمۃ نے بھی عیسائی حضرات کے ساتھ مناظرہ کرتے ہوئے یہی طریق اختیار کیا تھا۔ اور اسی قسم کے الزامی جوابات دیئے تھے اور جو وجہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے اس طریق کے اختیار کرنے کی بیان فرمائی ہے، بعینہٖ وہی وجہ حضرت مولانا مرحوم نے بھی بیان فرمائی ہے۔ ازالہ اوہام آپ کی مشہور و معروف کتاب ہے جس میں آپ نے عیسائی حضرات کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔

ہم ان الزامی جوابات کو جو مولانا رحمۃ اللہ صاحب کی نے اپنے زمانہ کے ان پادریوں کے جواب میں لکھے ہیں، جنہوں نے حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک الزامات لگائے اور بے ادبی کے کلمات لکھے۔ ذیل میں شیخ الجامعہ کے ملاحظہ کے لئے نقل کر کے دریافت کرتے ہیں کہ اگر یہ جوابات توہینِ مسیح پر دلالت کرتے ہیں تو مولانا رحمۃ اللہ مرحوم پر آپ کیا فتوے لگائیں گے، الزامی جوابات

کے متعلق آپ عذر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"چوں پادری صاحبان الفاظ بے ادبانہ بجناب خیر البشر صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کلام اللہ الاکبر و حدیث آں سرور بر زبان و تحریر آوردہ از عاقبت خود نمی ترسند و اولہ سخنطہ مے انگارند پس بناچاری در جواب ایں فرقہ ادلہ ہائے الزامی بطور تقریر نقل کردہ شدند در روایات کتب مقدسہ شاں ہم بطور مشتے نمونہ از خروارے علیحدہ آوردہ شد حاشا و کلا کہ اعتقاد ہجو و مذمت کدامے نبی از انبیاء علیہم السلام باشد یا اہانت شریعت مقرر فرمودۂ شاں در نظر بود بلکہ بہ ازاں زبان تبرا زہمچو امور مے نمائیم و اعتقادات رسالت رسولان بر حق بجملہ عقائد ما است - یعنی چونکہ پادری صاحبان جناب خیر البشر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور حدیث نبوی کے متعلق بے ادبی کے کلمات زبان پر لاتے اور تحریر کرتے ہیں اور اپنی عاقبت سے نہیں ڈرتے اور دھوکہ دینے والے دلائل لکھتے ہیں پس ناچار ہم نے ان کے جواب میں اسی رنگ میں الزامی جواب نقل کئے ہیں اور ان کی کتب مقدسہ کی روایات کو بطور مشتے نمونہ از خروارے علیحدہ لکھ دیا ہے اور حاشا وکلا کسی نبی کی ہجو اور مذمت کرنا ہمارے اعتقاد میں داخل

نہیں تو ہی انکی مقرر کردہ شرائع کی اہانت مد نظر ہے
بلکہ ہزار بار میں اس قسم کے خیالات سے بیزاری ظاہر
کرتا ہوں اور خدا تعالےٰ کے سچے رسولوں کی رسالت
پر اعتقاد رکھنا ہمارے عقائد میں سے ہے"

(ازالہ اوہام ص۵)

یہ بعینہ وہی عذر ہے جو حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے ہم اُوپر نقل کر چکے ہیں اس عذر کے بعد آپ اناجیل کی بعض آیات نقل کر کے لکھتے ہیں:-

"و دریں آیات مصرح است کہ منکران آنحضرت مردے اکول بادہ پرست میدانستند وآں زن پائیہائے آنحضرت می بوسید وعطر می مالید از وقت تشریف آوردن آں جناب زن مذکور را از بوسیدن پائیہا نہ ایستاد و مشاہدہ ہمیں حال فریسی وغیر آں بے اعتقاد مے شدند وآنجناب مرتاد خواہر اورا دوست مے داشتند پس منکر خواہد گفت کہ چوں جوان زیبا بودند ازیں جہت زناں عاشق شدہ ہمراہ آنجناب میگشتند و از مالِ خود خدمت مے کردند و عشق و محبت آنجناب بہ نسبت بعض تحقق و بعض بہ مقتضائے بادہ پرستی حاجت۔ وائی ازاں زناں مے فرمودند و حاجت نکاح نمی داشتند چنانچہ ہزارہا فقراء ہنود کنارہ نشین دربائے

جمن وگنگ بہمیں طریق از نکاح فارغ اند۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۶۸)

یعنی ان آیات سے ظاہر ہے کہ جناب یسوع کے منکر انہیں کھاؤ۔ اور بادہ پرست سمجھتے تھے اور وہ عورت ان کے پاؤں کو چومتی تھی اور عطر ملتی تھی اور جس وقت سے آپ تشریف لائے...... وہ عورت آپ کے پاؤں چومتی رہی اور وہاں سے نہ اٹھی اور اسی حال کو دیکھ کر فریسی اور دوسرے لوگ بے اعتقاد ہو گئے اور آپ نے انہی افعال کی بناء پر اس فاحشہ عورت کے گناہوں کو بخش دیا اور بہت سی عورتیں آپ کے ساتھ رہتی تھیں پس منکر کہے گا کہ چونکہ آپ خوبصورت جوان تھے اس لئے عورتیں آپ پر عاشق ہو کر ساتھ ہو جاتی تھیں اور اپنے مال سے خدمت کرتی تھیں۔ اور بعض کے متعلق تو آپ کا عشق و محبت محقق تھا۔ اور شراب نوشی کی وجہ سے ان عورتوں کی حاجت روائی فرماتے تھے اور نکاح کی حاجت نہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ دریائے گنگا و جمنا کے کناروں پر ہزارہا فقیر بیٹھے ہیں اور اس طریق کو اختیار کر کے نکاح سے فارغ ہیں۔"

یہ مولانا رحمۃ اللہ کی مرحوم کے جوابات ہیں، دیکھ لیجئے ان سے حضرت

مسیح کی توہین مقصود ہے یا ان میں تخیلی یسوع کا نقشہ پیش کیا گیا ہے
یہی نقشہ حضرت مرزا صاحب نے بھی عیسائیوں کی توہین رسول کے
جواب میں پیش کیا ہے جس کو محض مخالفت اور عناد کی وجہ سے
توہین مسیح قرار دیا جاتا ہے، اگر یہ مسیح علیہ السلام کی توہین ہے تو سب
سے پہلے مولانا رحمۃ اللہ صاحب پر فتوے لگا دیئے۔

مولانا آل حسن کا جواب عیسائیوں کو اور صرف مولانا رحمۃ اللہ پر ہی منحصر نہیں ایک اور عالم دین مولانا
آل حسن نے بھی اپنی کتاب "استفسار" میں جو مولانا رحمۃ اللہ کی کتاب ازالۃ
الاوہام کے حاشیہ پر مندرج ہے، اسی قسم کے جواب عیسائیوں کو
دیئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اور عیسائیوں کے اصول پر ہر گاہ خدا کا ایک عورت کے
پیٹ میں نطفہ اور علقہ اور مضغہ اور جنین بن کر رہنا
اور مخرج معلوم سے نکلنا اور جوان ہو کر ملعون ہونا اور
تین دن دوزخ میں رہنا جائز ہے تو حضرت خاتم النبیین کو
اگر بہت سی عورتوں سے نکاح کرنے کی خدا اجازت
دے تو کونسی اس قدوسیت میں قباحت عائد ہوتی ہے"

پھر لکھا ہے:۔

"تیسری انجیل کے آٹھویں باب کی دوسری اور تیسری
درس سے ظاہر ہے کہ بہتیری رنڈیاں اپنے مال سے

سے حضرت عیسٰی کی خدمت کرتی تھیں اور ساتھ ساتھ
پھرا کرتی تھیں پس اگر کوئی یہودی از راہ خیانت اور
بد باطن کے کہے کہ حضرت عیسٰی خوشرو جوان تھے زنِ زانیاں
اُن کے ساتھ صرف حرامکاری کے لئے رہتی تھیں
اسی واسطے حضرت عیسےٰ نے بیاہ نہ کیا اور ظاہر
یہ کرتے تھے کہ مجھے عورت سے رغبت نہیں تو
کیا جواب ہوگا ۔"

ان تمام حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب اس معاملہ میں منفرد نہیں بلکہ شیخ الجامعہ کے بزرگوں نے بھی الزامی جوابات کا وہی طریق استعمال کیا تھا جو حضرت مرزا صاحب نے کیا تو ظاہر ہے کہ اگر یہ توہین انبیاء ہے تو اکیلے مرزا صاحب ہی اس کے مرتکب نہیں ہیں دوسرے بھی ہیں۔ اگر اس کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کافر ٹھہرتے ہیں تو اسں بتایا آپ کے بزرگ بھی کافر ٹھہرتے ہیں، آپ ان کے متعلق کیوں فتوے نہیں دیتے ؟ فعل تو ایک ہی ہے مگر یہ کہاں کی عدالت ہے کہ اگر زید وہی فعل کرے تو وہ کسی سزا کا مستحق نہ ٹھہرے ۔ لیکن اگر بکر کرے تو وہ سزاء کا مستحق ٹھہر جائے۔

تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ ؏

محفل کا نرالی دیکھا ہم نے یہ آداب الٹا

انبیاء علیہم السلام کی توہین تفاسیر میں

سنیئے شیخ صاحب مکرم! حضرات

انبیاء علیہم السلام کے متعلق کتب تفاسیر میں ایسی ایسی باتیں لکھی ہیں کہ ان کا بیان کرنا بھی ناپسندیدہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق نعوذ باللہ جھوٹ بولنے کا قصہ تو مشہور بات ہو گیا یہ حضرت ابراہیم جیسے عظیم الشان نبی صادق کی توہین نہیں ہے کہ انکی طرف جھوٹ ایسی برائی منسوب کی جائے کیا ایسے تمام لوگوں کے متعلق جنہوں نے انبیاء جیسے پاک اور معصوم گروہ کے بارہ میں ناگفتنی باتیں مشہور کیں اور ان کی توہین کو روا رکھا آپ کوئی فتویٰ دیں گے حضرت مرزا صاحب پر تو آپ بات بات پر بل پڑتے ہیں ذرا اپنے گھر کی بھی خبر رکھا کریں حضرت مرزا صاحب نے تو ایک پاک مقصد کیلئے یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دشمنوں کا منہ بند کرنے کے لئے عیسائیوں کو الزامی جواب دیئے۔ لیکن جن لوگوں نے حضرت سلیمانؑ۔ حضرت داؤدؑ، حضرت لوطؑ اور خود حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ناگفتنی الزام لگائے ہیں ان کا کیا عذر ہو سکتا ہے؟ کیا وہ توہین انبیاء کے مرتکب نہیں ہوئے؟ ضرور ہوئے ہیں۔ اور مکرم شیخ الجامعہ صاحب آپ کی بہادری کے ہم قائل ہو جائیں گے اگر آپ ان پر بھی ایک گرما گرم فتویٰ داغ دیں لیکن آپ ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ آپ کا غیظ و غضب محض حضرت مرزا صاحب تک ہی محدود ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے انبیاء کو معصوم ثابت کیا۔

لیکن اگر آپ تحقیق کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب پہلے شخص

ہیں جنہوں نے عصمت انبیاء پر مضامین لکھے اور ان کو تمام گناہوں سے معصوم ثابت کیا۔ یہ کتنی بڑی خدمت ہے جو آپ بجا لائے پادری حضرات تو یہی کہتے تھے کہ سب انبیاء گنہگار ہیں سوائے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے لیکن حضرت مرزا صاحب نے عصمتِ انبیاء ثابت کر کے عیسائی حضرات کو خاموش کر دیا۔ کیا ان کی اس خدمت کا یہ اجر مل رہا ہے کہ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے انبیاء کی توہین کی ہے ؎

تفو بر تو اے چرخِ گردوں تفو!

حضرت مرزا صاحب نے کبھی کسی نبی یا رسول یا خدا کے کسی ولی یا بزرگ کی توہین نہیں کی آپ وہ بزرگ ہیں کہ آپ نے غیر اقوام کے پیشواؤں کی بھی تعظیم کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ کرشن اور رام چندر کو بھی اپنے اپنے زمانے کے مصلح قرار دیا اور ان کے متعلق تعریفی کلمات لکھے۔

ولنعم ما قال المسیح الموعود ؎

ہر رسولے آفتابِ صدق بود ✽ ہر رسولے بود مہرِ انورے
ہر کہ شکر بعثتِ شاں نا دبجا ✽ ہست او آلائے حق را منکرے
انبیاء روشن گہر ہستند لیک ✽ ہست احمد زاں ہمہ روشن ترے
ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم
ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

کفر کا فتویٰ

ایک جید مفتی کا فتویٰ کفر

کتاب دو نبی کے صفحہ ۱۴۸ سے ۱۵۶ تک ایک بہت بڑے جید مفتی صاحب کا فتویٰ احمدیوں کے کفر پہ شائع کیا گیا ہے۔ جو ہمارے لئے کوئی نئی بات نہیں۔ ایسے کئی فتوے شائع ہوئے اور پھر اپنی موت مر گئے۔ اور فتوے دینے والے بزرگوں کو سوائے یاس و حسرت کے کچھ حاصل نہ ہوا ؎

کفر و ما التکفر منك بیں عنا
کذالك قال الاولون قد مروا

فتووں کے باوجود جماعت احمدیہ کی ترقی

باوجود ان فتووں کے جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے بڑھتی گئی۔ اور شجرِ احمدیت خدا کے فضل سے خوب پھلا پھولا اور بار برگ بار ہوا۔ آج چار دانگِ عالم میں احمدیت کا ڈنکہ بج رہا ہے۔ جاؤ دنیا کے دُور دراز کونوں میں نکل جاؤ، وہاں بھی تم کو مرزا غلام احمد کے نام لیوا ملیں گے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں مرزا غلام احمد کا کوئی نہ کوئی مبلغ نہ بیٹھا ہو ؎

نصرتِ حق بیں مسخر بحر و بر ما کردہ ایم ؛ می پرد بر ہر دیارے پرچمِ اقبال ما

اور اگر ہم خدا اور خدا کے رسولؐ کے احکام اور اپنے امام کی ہدایات کے پابند رہے تو انشاء اللہ یوماً فیوماً قدم ترقی کی طرف ہی پڑے گا نہ پہلے فتووں نے کچھ بگاڑا اور نہ یہ نیا فتوےٰ ہمارا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ غور کر کے دیکھ لو کہ یہ خدا کا کتنا بڑا فضل ہے کہ ہم کافر کہلا کر بھی دنیا کے ہادی بن گئے ہے

ہم نے ٹھہر ٹھہر دیں خدا کے حکم سے
فتوے ہائے کفر سارے دب گئے تحت الثریٰ

ہم خدا کی نظروں میں کافر نہ ہوں۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں کافر نہیں بنا سکتی اور یہ کفر کے فتوے چیز ہی کیا ہیں ہے

ہم مسلمان ہیں ہمیں کافر بنا سکتا ہے کون
پاؤں میں ہم روندتے ہیں فتوائے تکفیر کو

مسلمان کی تعریف کے متعلق نئی ریسرچ

معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب نے یہ فتوے بڑی کاوش اور دماغ سوزی سے تیار کیا ہے اس میں آپ نے بزعم خود کفر و اسلام کی حقیقت کھول دی ہے اور ثابت کر دکھایا ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون کافر۔ لیکن قابل غور بات ہے کہ آج سے چند سال قبل جب حکومت پاکستان کی ایک تحقیقاتی عدالت کی طرف سے علمائے وقت سے مسلمان کی تعریف کا مطالبہ کیا گیا۔ تو کوئی دو عالم بھی کسی جامع و مانع تعریف پر متفق نہ ہو سکے کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ مگر کسی سے مسلمات کی مکمل

تعریف نہ بیان ہو سکی۔ اور معاملہ معلّق ہی رہا۔ شاید ہمارے تسیخ الجامعہ صاحب کے فاضل مفتی صاحب نے اب نئی ریسرچ کر کے کفر و اسلام کی حقیقت معلوم کر لی ہے اگرچہ وہ مُشتے بعد از جنگ کی ہی مصداق ہے۔ لیکن اس نئی ریسرچ کی حقیقت بھی ہم انشاءاللہ آگے چل کر کھول دیں گے اور ان پر واضح کر دیں گے کہ جو فتوے انہوں نے بڑی کاوش اور دماغ سوزی سے مرتب فرمایا ہے وہ احمدیوں پر نہیں بلکہ خود اُن پر ہی چسپاں ہوتا ہے اور وہی اس کے مصداق اور مستحق ٹھہرتے ہیں ؎ ولا غیر۔

کافر بنانے والے خود ہی کافر بن گئے

انہی دنوں جبکہ علماء سے مسلمان کی جامع و مانع تعریف بیان کرنے کی درخواست کی گئی علمائے کرام نے یہ بھی اقرار کیا کہ مسلمانوں کا ایک بھی فرقہ ایسا نہیں جس پر اس کے مخالف فریق کی طرف سے کفر کا فتوے نہ لگایا گیا ہو۔ گویا تمام فرقے ایک دوسرے کے نزدیک کافر ہی ہیں اس پر اخبار صدق نے کیا خوب لکھا تھا کہ اس موقعہ پر جس قدر خفت ہمارے علمائے کرام کو اُٹھانی پڑی، اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خیر سے گئے تو تھے میرزائیوں کو کافر بنانے کے لئے اور خود ہی کافر بن کر چلے آئے۔ کیا یہ عبرت کا مقام نہیں کہ مرزائیوں کو کافر کہنے والے خود بھی کفر کی زد سے نہ بچے اور اپنے کفر کا اپنے منہ سے ہی اقرار کر لیا۔

صد ہزاراں کفر در جانت نہاں ٭ رو چہ نالی بہر کفر دیگراں

سب فرقوں کا ایک دوسرے پر کفر کا فتوے

اور کیا یہ امر واقع نہیں کہ سنّیوں نے شیعوں کے خلاف اور شیعوں نے سُنّیوں کے خلاف، مقلدّوں نے غیر مقلّدوں کے خلاف، دیوبندیوں نے بریلویوں کے خلاف اور بریلویوں نے دیوبندیوں کے خلاف کفر کے فتوے دے رکھے ہیں وقس علیٰ ہذا۔ غرض سب پر کُفر کے فتوے لگ چکے ہیں اور سب کافر بن چکے ہیں، پھر اسلام کیا ہوا؟ اور مسلمان کون رہا؟

فتوئی کُفر نہیں بازیچہ اطفال

عقلمندوں کے نزدیک یہ فتوے پرکاد کی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ محض بازیچۂ اطفال ہے۔ یہ کھیل ہے جو کھیلی جاتی ہے۔ اور بے کار لوگ ایسی کھیل کھیلاتے ہی رہیں گے، بقول مولانا شبلیؒ مرحوم ؎

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

یہ شغل بے کاراں ہے۔ یہ فتوے بازی نہیں پتنگ بازی ہے۔ جس طرح کسی کو پتنگ بازی کی عادت پڑجاتی ہے اور کسی کو کبوتر بازی کی، اسی طرح ہمارے مولویوں کو کفر بازی کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ دنیا ان کو لاکھ بُرا کہے اور ان کے اس فعل کی مذمت کرے مگر وہ اپنی عادت سے مجبور ہیں، کوئی اُن کی سُنے یا نہ سُنے مگر یہ اپنی رٹ لگاتے ہی جائیں گے ؏ کس نشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

علماء کی حالت پر حالی کا مرثیہ علماء کی اس افسوسناک روش پر بڑے بڑے صاحبدل بزرگ ست تاسف ملتے دنیا سے چلے گئے۔ چنانچہ چودھویں صدی کا سب سے بڑا قومی شاعر حالی کس حسرت اور افسوس سے علماء کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہتا ہے ؎

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
جگر جس سے شق ہو وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی

یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اُن سے جائے
تو گردن پہ بارِ گراں لے کے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اس میں لائے
تو قطعی خطاب اہلِ دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اس کی نکلا زباں سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے
کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے

کبھی خوک اور سگ ہیں اس کو بتاتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستوں چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں عشقِ رسولِ امیںؐ کے
جو چاہے کہ خوش ان سے مل کر ہو انساں
تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلماں
نشاں سجدہ کا ہو جبیں پر نمایاں
تشرع میں اُس کے نہ ہو کوئی نقصاں
لبیں بڑھی ہوں نہ داڑھی چڑھی ہو
ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو
عقائد میں حضرت کا ہمداستاں ہو
ہر اک اصل میں فرع میں ہم زباں ہو
حریفوں سے اُن کے بہت بدگماں ہو
مریدوں کا ان کے بڑا مدح خواں ہو
گر ایسا نہیں ہے تو مردودِ دیں ہے
بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہے
نہ سُنّی میں اور جعفری میں ہو اُلفت
نہ نعمانی و شافعی میں ہو ملّت
وہابی کی صوفی سے کم ہو نہ نفرت ؛ مقلّد کرے نامقلّد پہ لعنت

رہے یہ اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پہ ہنسے سارا عالم
کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ
تو شیطان سے اسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مقصد سے ہو استفادہ
رہ حق سے ہے بہ طرف اسکا جادہ
شریعت کو کرتے ہیں برباد دونو
ہیں مردود شاگرد و استاد دونو
(مسدّس حالی)

ان اشعار کا لکھنے والا کوئی مردود مرزائی نہیں ہے بلکہ ایک ایسا بزرگ ہے جن کی مسدّس قبولیت عامہ کا تمغہ حاصل کر چکی ہے۔ اور جسے مولودخواں حضرات مجالس میلاد میں جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔ میرزا غلام احمد کا کیرکٹر جو ہے سو ہے مرزا کو کافر بنانے والے حضرات ان اشعار میں اپنا کیرکٹر بھی ذرا ملاحظہ فرمائیں ؏
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر
سچ فرمایا ہے مولانا حالی نے کہ ان حضرات کا مقصد یہ ہے کہ سدا
رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پہ ہنسے سارا عالم
ہمارے علماء اسی میں خوش ہیں کہ مسلمانوں میں باہم لٹھ چلتا ہی رہے اور

کلمہ گو کافر بنتے ہی رہیں اور اگر کوئی خدا کا بندہ ان کو ایسے کام سے روکے تو پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جائیں بقول مولانا حالی

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ
تو شیطان سے اسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے ہو استفادہ
رہِ حق سے ہو برطرف اسکا جادہ
شریعت کو کرتے ہیں برباد دونو
ہیں مردود شاگرد و استاد دونو

مولویوں کا ناکام حربہ ایک دفعہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت العلماء سے کہا کہ مسلمانوں میں یہ تکفیر بازی کا سلسلہ ختم کرنا چاہیئے اس کے جواب میں مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس کو کیونکر ختم کیا جا سکتا ہے یہی تو لے دے کے مسلمانوں کو سیدھا رکھنے کا ہمارے پاس ایک حربہ ہے۔ اگر اس کو ختم کر دیا جائے تو اسلام کیسے باقی رہ سکتا ہے۔ گویا اسلام اگر باقی رہ سکتا ہے تو تکفیر بازی سے سبحان اللہ! بالفاظ دیگر حفاظت اسلام اور تمکین و شوکت اسلام اب سمٹ کر تکفیر بازی میں آگئی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

دین ملا فی سبیل اللہ فساد جب ایک مرد مومن حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور کے ہاتھ پر سینکڑوں انگریز

ولایت میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو محض حسد کی بناء پر ان حضرات نے اپنے کفر کے فتاویٰ اور بھی تیز کر دیئے اور لوگوں کو ان کی امداد سے روکنا چاہا کمال الدین کا کام دیکھئے اور ان حضرات کا فعل ملاحظہ کیجئے وہ جہاد کرتا ہے اور یہ فساد کرتے ہیں۔ سچ فرمایا تھا حکیم الامت علامہ اقبال نے ؎

دینِ ملّا فی سبیل اللہ فساد

مولانا شبلیؒ کا نوحہ

علماء کی اس روش پر مولانا شبلی مرحوم نے ایک نظم لکھی تھی جو درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں ؎

اک مولوی صاحب سے کہا میں نے کہ کیا آپ
کچھ حالتِ یورپ سے خبردار نہیں ہیں
آمادۂ اسلام ہیں لندن میں ہزاروں
ہر چند ابھی مائلِ اظہار نہیں ہیں
جو نام سے اسلام کے ہو جاتے تھے برہم
ان میں بھی تعصب کے اب آثار نہیں ہیں
افسوس مگر یہ ہے کہ واعظ نہیں پیدا
یا ہیں تو بقول آپ کے دیندار نہیں ہیں
کیا آپ کے زمرہ میں کسی کو نہیں یہ درد
کیا آپ بھی اس کے لئے تیار نہیں ہیں

جھلا کے کہا یہ کہ یہ کیا سوئے ادب ہے
کہتے ہو وہ باتیں جو سزاوار نہیں ہیں
کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے ہم بھی تو کچھ بیکار نہیں ہیں

احادیث میں علمائے سوء کا نقشہ

علماء کے اونچے طبقہ مثلاً مولانا حالیؒ مولانا شبلی نے اس تکفیر بازی کو ہمیشہ بنظر حقارت دیکھا اور مسلمانوں کے لئے اس کو سخت ضرر رسان سمجھا، یہ علماء سوء کا مشغلہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر کلمہ گوؤں کو کافر بناتے رہتے ہیں ایسے ہی علماء کے حق میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی وہ احادیث ہیں جن میں علماء کو فتنہ و فساد کا موجب ٹھہرایا ہے گویا علامہ اقبال کا مصرعہ

کارِ ملاّ فی سبیل اللہ فساد

انہی احادیث کا خلاصہ ہے۔ چنانچہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے کہ:-

مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماءھم اشر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ یعنے اسلام پر ایک ایسا انحطاط کا زمانہ آئے گا کہ اسلام برائے نام رہ جائے گا۔ مسلمانوں کی مسجدیں بھری ہوں گی مگر وہ ہدایت سے خالی ہوں گی۔ علمائے زمانہ آسمان کے نیچے بدترین لوگ ہوں گے ان سے ہی فتنہ نکلے گا اور

اور انہی میں لوٹ جائے گا۔ ایک دوسری حدیث میں اس سے بھی زیادہ سخت اور خطرناک الفاظ ہیں:۔ تفزع فی امتی فیصیر الناس الی علماء ھم فاذا ھم قردۃ وخنازیر۔ میری امت میں گھبراہٹ پھیل جائیگی لوگ اپنے علماء کی طرف جائینگے اور وہ بندر اور سور بنے ہوئے ہونگے۔ یہ ایسے الفاظ ہیں کہ انہیں دیکھ کر دل کانپ جاتا ہے۔

علمائے یہود کے نقش قدم پر

ان حالات میں موجودہ زمانہ کے علماء سے کسی خیر و برکت کی امید رکھنا ایسا ہی ہے جیسے سراب سے پانی کی توقع کرنا (الا ماشاء اللہ) قبول حق کے رستہ میں علم بھی ایک بہت بڑی روک ہوتی ہے العلم حجاب الاکبر آپ کی خدمت میں ہم کیا عرض کریں البتہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے کہتے ہیں کہ وہ علماء کے فتووں سے غلطی نہ کھائیں۔ یہ فتوے کچھ چیز نہیں ہیں۔ علماء ہمیشہ غلطی کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ مکہ کے ان پڑھ بُت پرست تو آخر ایک ایک کرکے ایمان لے آئے مگر علماء یہود جنکی کتابوں میں بڑے واضح الفاظ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیشگوئیاں اور نشانات موجود ہیں منکر ہی رہے۔ انہوں نے ماریں کھائیں۔ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں آگ لگائی۔ جلا وطنی کی مصیبتیں جھیلیں لیکن ایمان نہ لائے۔ علمائے یہود حضرت مسیح علیہ السلام کی تکذیب میں بھی پیش پیش تھے۔ ان پر کفر

کا فتویٰ لگایا اور صلیب دینا چاہا۔ اسی طرح وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں بھی سب سے آگے قدم زن تھے آپ سے بدعہدیاں کیں۔ اذیتیں پہنچائیں اور قتل کرنے کے منصوبے کئے۔ غرض یہ علماء ہیں جو زیادہ تر غلطی کا شکار ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی غلطی میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس لئے ہر عقلمند کا فرض ہے کہ وہ اپنی عقل سے کام لے اور ان حضرات کے فتاوے کی اندھا دھند تقلید سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔

من از بمدر دیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

بزرگانِ اُمّت کی تکفیر تاریخ اٹھا کر دیکھو تو امت محمدیہ میں جو بڑے بڑے آئمہ اور مجددین ظاہر ہوتے رہے اُن کے ساتھ ان علماء نے کیا سلوک کیا۔ اگر ان حضرات کو کسی حکومت میں رسوخ حاصل ہوتا تو بس پھر کیا تھا کسی غریب کو موت کے گھاٹ اتارا کسی کو پھانسی پر لٹکوا دیا۔ کسی کو درّے لگوائے کسی کو جیل میں ڈلوایا۔ کسی کو جلا وطن کرایا۔ اگر حکومت میں دخل نہ تھا تو کفر کے فتوے تو کہیں گئے ہی نہ تھے خوب پیٹ بھر کر گالیاں دیں اور تکفیر کی مسجدوں سے نکالا۔ مناکحت اور کالمت کے تعلقات منقطع کئے۔ اور جس قدر

اذیت دی جا سکتی تھی دی کوئی خدا کا بندہ ایسا نہ تھا جو ان کے ظلم و ستم سے بچا ہو۔

دور جانے کی بات نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر اور کون ہوگا۔ ان کو منافق اور غاصب کہنے والے حضرات اب تک بکثرت موجود ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ائمہ کرام کو کافر کہنے والے اور ان کی توہین کرنے والے بھی دنیا میں موجود ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنیوالے بھی کوئی غیر مسلم نہ تھے مسلمانوں کا ہی ایک باغی طاغی گروہ تھا۔ حضرت امام جعفرؒ جیسے بزرگ انسان کے قتل کرنے کے منصوبے باندھے گئے، سازش کی گئی، اور ایک وزیر کو اس کام کے لئے منتخب کیا گیا لیکن خدا نے دشمن کے ارادہ کو پروان نہ چڑھنے دیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحؒ جیسے فقیہ خادم شریعت مرد مجاہد کو جاہل، بدعتی، زندیق کا خطاب دیا گیا۔ آپ کو قید خانہ میں ڈلوایا گیا۔ جہاں آپ کو زہر دیا گیا جس سے آپ کی وفات واقع ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (دیکھو سیرت النعمان۔ علامہ شبلی)

حضرت امام شافعی رحؒ کو مولوی صاحبان نے اضر من ابلیس کہا۔ رافضی نام رکھا۔ آپ بغداد تک بیعزتی کے ساتھ قید کرکے لیجائے گئے۔ راہ میں لوگ آپ کو گالیاں دیتے تھے۔

(دیکھو تذکرۃ الاولیا صفحہ ۱۹ و نظم الدرر فی سلک السیر صفحہ ۱۶۷) حضرت امام مالک پر اس قدر ظلم و ستم کیا گیا کہ پچیس برس تک جمعہ و جماعت کے لیے باہر نہ نکل سکے۔ ذلت کے ساتھ قید میں رکھے گئے ایسی بیرحمی کے ساتھ لوگوں نے آپ کی مشکیں باندھیں کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گیا۔ اونٹ پر کھڑا کر کے پھرایا گیا ایک مسئلہ کے انکار کی وجہ سے آپ کو ستر کوڑے مارے گئے۔

(دیکھو تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد)

حضرت امام احمد بن حنبل رح کو قید کیا گیا، چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں اسی حالت میں آپ کو بغداد سے طرطوس تک لے گئے۔ اور حکم دیا گیا کہ بلا کسی کی مدد کے خود ہی اونٹ پر سوار ہوں اور خود ہی اونٹ سے اتریں۔ بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہل بھی نہ سکتے تھے اٹھتے بیٹھتے اور گر پڑتے تھے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بھوکے پیاسے جلتی دھوپ میں بٹھائے گئے اور اور آپ کو لگاتار کوڑے اس طرح مارے گئے کہ ہر جلاد دو ضربیں پوری طاقت کے ساتھ لگا کر پیچھے ہٹ جاتا اور پھر نیا تازہ دم جلاد اس کی جگہ لیتا۔ خلیفہ معتصم باللہ نے کہا کہ اگر خلق قرآن کا اقرار کر لو تو خدا کی قسم ابھی اپنے ہاتھوں سے تمہاری بیڑیاں کھول دوں گا مگر آپ انکار کرتے رہے اور فرماتے رہے کہ اللہ کی کتاب میں سے یا اس کے رسول کی حدیث سے دکھا دو تو میں اقرار کر لوں گا۔

(تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۰)

حضرت جنید بغدادی رح جن کو سلطان المحققین مقتدائے اہلِ تصوف مانا جاتا ہے۔ پہلا شخص ہے جس نے علم اشارات منتشر کیا۔ آپ کو کافر اور زندیق کہا گیا ہے۔

(تذکرۃ الاولیا صفحہ ۳۰۰)

آپ کے قتل کرنے کا ایک ناپاک منصوبہ گھڑا گیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔

حضرت شیخ شبلی رح پر کفر کا فتوے لگایا گیا، اور آپ کو قتل کرنے کا قصد کیا گیا۔ آپ کو بیمارستان لے گئے۔ اور بند کر دیا گیا اور ایک مدت تک کہتے رہے کہ شبلی دیوانہ ہو گیا ہے۔ مگر آپ فرماتے کہ میں تمہارے نزدیک دیوانہ ہوں اور تم میرے نزدیک دیوانہ ہو۔ (دیکھو تذکرۃ الاولیا صفحہ ۵۰۸)

آنجناب پر کفر کا فتوے لگایا گیا۔ (نظم الدرر فی سلک السیر صفحہ ۱۶۸)

حضرت ذوالنون مصری رح پر اہل مصر نے زندیق ہونے کا فتوے لگایا (تذکرۃ الاولیا ص۹۳) آپ کو مصر سے جلاوطن کر کے بغداد بھیجی گیا اور قید کیا گیا۔ اور گردن میں طوق ڈال گیا۔

(نظم الدرر فی سلک السیر ص۲۷)

حضرت منصور پر کفر کا فتوے لگا کر آپ کو قتل کیا گیا۔ لکھا

ہے کہ وزیرِ حکومت نے علماء کو جمع کر کے ایک کتاب ان کی پیش کی اور منصور کو بلوا کر پوچھا گیا کہ یہ عبارت تم نے کیوں لکھی ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ عبارت میری نہیں ہے۔ میں نے فلاں کتاب سے نقل کی ہے۔ اس پر کہیں قاضی ابو عمر ملکی کی زبان سے نکل گیا او کشتنی! میں نے تو وہ کتاب اوّل سے آخر تک پڑھی ہے اس میں تو کہیں یہ عبارت نہیں ہے۔ بس کشتنی کے لفظ کا بہانہ مل گیا۔ وزیر صاحب نے فوراً کہا کہ فتوے قتل مل گیا۔ کیونکہ قاضی صاحب نے منصور کو کشتنی کہدیا۔ مختصر یہ کہ پورا ایک سال قید رکھنے کے بعد بتاریخ ۱۴ ذی قعد ۳۱۹ھ منصور کو قتل گاہ میں لایا گیا اور مخالفین کی تمنائیں پوری ہوئیں۔

(دیکھو مشاہیر اسلام وصوفیہ کرام تیسرا صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۳۔ مؤلفہ محمد الواحدی مدیر نظام المشائخ)

حضرت امام محمد محی الدین ابن عربی رح جنہیں اب دنیائے اسلام سرتاج صوفیاء اور شیخ اکبر مانتی ہے ان پر بھی کفر کا فتوے لگایا گیا اور انہیں زندیق اور ملحد کہا گیا۔

آداب المریدین سلسلہ نقشبندیہ صفحہ ۱۸۳ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عربی نہ صرف فروعی مسائل میں بلکہ اصول و عقائد میں بھی آزادانہ رائے رکھتے تھے جس کی بناء پر آپ ایک عالم ربانی اور فقیر کامل ہونے کے باوجود علماء کے زمانے کے نزدیک ملحد و لا مذہب

قرار دیئے گئے، اور نہایت زور سے آپ کی تکفیر کی گئی۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ جن کی کتاب اصح الکتب مانی جاتی ہے۔ اور محدثین میں ایسی شان کا انسان کوئی نہیں گزرا انکو اس قدر تنگ کیا گیا کہ آخر آپ بخارا سے نکلے اور نیشاپور گئے پھر وہاں سے سمرقند گئے اور دعا کی کہ اے خدا زمین باوجود کشادگی کے مجھ پر تنگ ہو گئی ہے۔ اب مجھ کو زندگی سے نجات دے۔ پھر ۲۵۶ھ میں وہیں وفات پائی۔ (دیکھو تاریخ امام بخاری مؤلفہ سید ابوالحسن کھچپالوی صفحہ ۲۴، ۲۵) (و مقدمہ مشارق الانوار صفحہ ۴۵)

اور نظم الدرر فی سلک السیر صفحہ ۱۶۷ میں لکھا ہے کہ امام بخاری کو زندیق کہا گیا۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی تصانیف کو جلا دیا گیا اور آپ پر زندیق اور ملحد ہونے کا فتویٰ لگایا گیا۔ کتاب الغزالی مولانا شبلی صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ ہر فرقہ کے بڑے بڑے علماء مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تھے انہوں نے فتوے دیا کہ ان تصنیفات اور خاصکر احیاء العلوم کا مطالعہ معصیت ہے۔ سپین کے علماء نے جن کا سرگروہ قاضی عیاض تھا۔ ان کی تصانیف بادشاہ کے حضور پیش کیں اور رائے دی کہ یہ سب کی سب جلا دینے کے قابل ہیں۔ چنانچہ کل کی کل جلا دی گئیں، یہ واقعہ سنہ ۵۰۳ھ کا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر درج ہے کہ امام صاحب کے عقاید

کو علماء نے زندیقانہ اور ملحدانہ کہا۔ حضرت سرمد شہید رح پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان کو شہید کیا گیا۔ تذکرۃ الخیال میں ہے کہ سرمدؒ کی اس رباعی پر جبہ پوشان شرع کے کان کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس کو کفر قرار دیا کیونکہ اس سے معراج جسمانی سے انکار لازم آتا ہے ۔

ہر کس کہ سر حقیقتش باور شد
او پہن تر از سپہر ستادر شد
ملا گوید کہ بر فلک شد احمد
سرمد گوید فلک بر احمد در شد

پھر کیت مفتی دین نے عالمگیر سے کہا کہ کفر کا کافی مواد ہاتھ آگیا۔ خلاصہ یہ کہ آپ کو شہید کیا گیا ۔ (سلسلہ مشاہیر و صوفیا کرام ص ۲۰۱)

حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی نے ہر قسم کے الزامات لگائے ۔ کتاب تلبیس ابلیس میں طائفہ صوفیاء کو جاہل، مجنون احمق کہا گیا ۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۳۲ و ۳۴)

علیٰ ہذا القیاس دوسرے اولیاء اللہ مثلاً حضرت شیخ علائی کو شہید کیا گیا ۔ حضرت شیخ عبد اللہ نیازی رح کو کوڑے لگوائے گئے ۔ حضرت شیخ جمال الدین دہلوی کو جلا وطن کیا گیا ۔ حضرت شیخ داؤد رح کو اذیتیں پہنچائی گئیں ۔ (ملاحظہ ہو تذکرہ مولانا آزاد) شیخ الاسلام عبد اللہ نیازی رح پر بت پرستی کا الزام لگایا گیا (دیکھیے رسالہ صوفی ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء) حضرت

ابن تیمیہ رحؒ کو قید کیا گیا۔ قید خانہ میں بھی آپ تصنیف کے کام میں لگے رہے۔ پھر آپ سے قلم دوات بھی چھین لی گئی۔ حضرت امام داؤد ظاہری رحؒ امام ابن حزم ابن قیم رحؒ پر طرح طرح کے الزام لگائے گئے۔ اور سید محمدؒ جونپوری کو قتل کیا گیا۔ (دیکھو تذکرہ مولانا آزاد)

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحؒ پر الزام لگایا گیا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں حضرت صدیق اکبر رضؓ سے بہتر اور فائق ہوں اس بات پر آپ کو جہانگیر بادشاہ کے سامنے طلب کیا گیا۔ مگر آپ نے اس کی پوری تشریح کر دی اور رہائی پائی۔ پھر خوشامدیوں نے بادشاہ کے کان بھرنے شروع کئے، کہ شیخ احمد رحؒ نے ایک جماعت تیار کی ہے اور ہزاروں جاں نثار اس نے اپنے شاگرد جمع کر لئے ہیں، اور قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا کرے۔ اور بغاوت کر کے سلطنت پر قابض ہو جائے۔ اور مشورہ دیا کہ بادشاہ کو سجدۂ تحیت جائز ہے اور شیخ احمد کو مجبور کیا جائے کہ وہ بادشاہ کو سجدہ کرے۔ مگر خدا کے شیر نے سجدہ سے انکار کر دیا اس پر دشمنوں نے شورش برپا کی اور تمام علماء نے شیخ کے خلاف فتوے صادر کر دیا۔ چنانچہ شیخ صاحب دو سال تک قید رہے۔

(خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۶۱۲)

حضرت مجدد صاحب رحؒ کے مفصل حالات کے لیے دیکھو تذکرہ مولانا آزاد۔ توزک جہانگیری۔ (نیز سلسلہ مشاہیر اسلام د

صوفیائے کرام نمبر ۱۳ صفحہ ۱۹ رسالہ منڈی بہاؤالدین)

سرسید پر کفر کا فتویٰ

سرسید مرحوم پر کفر کا فتوے لگایا گیا۔ علماء کی طرف سے آپ کے کالج کی مسماری کا بھی حکم دیا گیا۔ مولانا حالی نے حیات جاوید میں سرسید مرحوم پر اسی قسم کے فتوے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مکہ معظمہ کے اربعہ مذاہب کے مفتیوں کے فتوے کا خلاصہ لکھتے ہیں :-

"یہ شخص ضال اور مضل۔ بلکہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنہ سے بڑھکر ہے۔ خدا اس کو سمجھے۔ ضرب اور حبس سے اس کی تادیب کرنی چاہیئے"

اور صفحہ ۲۸۷ پر مدینہ منورہ کے فتوے کا خلاصہ لکھا ہے :-

"جو کچھ در مختار اور اس کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے اس کا محصل یہ ہے کہ یہ شخص یا تو ملحد ہے یا شریعت سے کفر کی جانب مائل ہو گیا ہے۔ گرفتاری سے پہلے توبہ کرلے تو قتل نہ کیا جاوے ورنہ اس کا قتل واجب ہے"

اور حیات جاوید صفحہ ۲۸۸ پر حرمین الشریفین کا فتویٰ علی گڑھ کالج کے متعلق یوں درج ہے :-

"یہ مدرسہ جس کو خدا برباد کرے اور اس کے بانی کو خدا ہلاک کرے اس کی اعانت جائز نہیں، اگر یہ مدرسہ بن

کہ تیار ہو جائے تو اس کو منہدم کرنا اور اس کے مددگاروں سے انتقام لینا واجب ہے"

علمائے دیوبند کے خلاف بریلویوں کا فتوے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی کتاب حسام الحرمین کے صفحہ ۰۰ ایک حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بانئے مدرسہ دیوبند اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق لکھا ہے:-

کلھم مرتدون باجماع أهل اسلام

کہ یہ تمام علماء اور ان کے متبع جماع اہل اسلام کے رو سے مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔

علمائے بریلی کی طرف سے ایک پوسٹر چھپا جس میں ایک خوبصورت شجرہ میں تین سو مفتیوں کے دستخط درج ہیں۔ اس میں علمائے دیوبند مولانا شاہ صاحب تھانوی۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب۔ مولانا محمود حسن صاحب وغیرہ تمام علمائے دیوبند پر نام بنام فتوے درج کیا ہے کہ:-

کہ یہ قطعاً مرتد اور کافر ہیں" اور ان کا کفر و ارتداد اشد درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا مرتد و کافر ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سے بالکل مجتنب اور محترز رہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے

پیچھے بھی نماز پڑھنے نہ دیں۔ جو ان کو کافر نہ کہے گا وہ خود
کافر ہو جائے گا۔ اور اس کی عورت اس کے عقد سے باہر
ہو جائے گی اور جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔ از روئے
شریعت ترکہ نہ پائے گی اس فتوے کو باجماع علماء و
مفتیان مکہ و مدینہ و ہندوستان لکھا گیا ہے اور لکھا ہے
کہ اگر ان مفتیوں کے اسمائے مبارکہ معہ مختصر احوال سب
کے سب درج کئے جاتے ہیں تو وہ کئی مجلدات میں
بھی نہ آ سکیں گے"

نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی طرف سے ۱۴۰ صفحات
کی ایک کتاب موسومہ تمہید الایمان بآیات القرآن شائع ہوئی ہے
اس کتاب میں ۳۳ علماء حرمین الشریفین کے فتوؤں کو جمع کر کے شائع
کیا گیا ہے اور ہر ایک فتوے کے آخر میں مفتی صاحب کی مہر ثبت ہے
اس مجموعہ میں صرف مسلمانوں کو ہی کافر بنانے کا ذکر ہے۔ اور کسی اور
مذہب کا ذکر نہیں۔ ان فتووں کی ساری عبارتوں کو نقل کرنے کی یہاں
گنجائش نہیں البتہ چند عبارات بطور نمونہ اس کتاب کے صفحہ ۷۷ و ۷۸ سے
نقل کرتا ہوں :-

"فرقہ وہابیہ شیطانیہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہے
ابلیس لعین کے پیرو ہیں۔ تکذیب خدا کرنے والوں کے
دم چھلے۔ ان کا پیر ابلیس سے جھوٹا ہے۔ دین میں خائن

اور اللہ پر مفتری دغاباز۔ مکار، آنکھوں کا اندھا ہے کافر ہے۔ یہ مسلمان نہیں ہے سرکش ہے شیطان کے چیلے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ وہ باجماع امت کافر ہیں اور اللہ کے نزدیک زیاں کار اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے قیامت تک رسول کریم صلعم کی تکذیب کرتے ہیں انکے کفر میں شک نہیں۔ یہ لوگ گمراہ ہیے دین حق کے معاند۔ اللہ نے انہیں پست کیا۔ کجی والے۔ بیکارہ۔ سرکش۔ بکی۔ بدمذھبی کے گروہ۔ علمائے اہل سنت کے شہابوں سے جل کر سیاہ۔ کافر سرکش۔ تمام اہل سنت کے نزدیک سزاوار تذلیل باجماع امت مرتد، بدبخت۔ دین کے دشمن خدا کے مقہور۔ معاند۔ مفسد۔ گروہ شیطان۔ زیاں کار مردود بے دین، کمینے۔ کجی والے۔ مشرک۔ ظالم۔ جھگڑالو۔ دین سے نکل گئے۔ جیسے تیر نشانہ سے۔ خدا نے ان کو گمراہ کر کے چھوڑ دیا۔ بے دین ہیں۔ دنیا میں ہر خواری اور آخرت میں ذلت والے عذاب کے مستحق ہیں"

یہ ہے جناب مختصر سی کیفیت ان فتووں کی جو تمہارے علمائے کرام اپنے اپنے وقت میں بڑے بڑے علماء اور صلحاء اور اولیائے کرام اور صوفیائے عظام اور آئمہ دین و مجددین و محدثین کے متعلق دیتے رہے ہیں۔ ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں

کیا ان حضرات نے کسی بھلے مانس کو چھوڑا ہے۔ کس کو ان حضرات نے برا بھلا نہیں کہا۔ کس کو کافر و دجال اور مضل نہیں ٹھہرایا۔ کس کو قید و بند کی سلاسل میں نہیں جکڑا۔

جب مرزا صاحب اسی گروہ صادقین کے فرد تھے

مرزا غلام احمد بھی اس پاک گروہ کا ایک فرد تھا وہ ان فتووں سے کیونکر بچ سکتا تھا۔ اس سنت قدیمہ سے وہ کیونکر مستثنیٰ رہ سکتا تھا۔ یہ تو اس کے صادق ہونے کی دلیل ہے ؂

کس بچشم یار همدم بے نہ شد
تا بچشم غیر زندیقے نہ شد

ابتداء میں جب قوم نے آپ پر کفر کا فتوے لگایا۔ آپ بہت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ آپ کے کشف میں تشریف لائے اور تسلی دی کہ غم نہ کر خدا تیرے جیسے موتی کو ضائع نہیں کرے گا۔ وہ تیری مدد کرے گا آپ نے شعر ذیل میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حضرت رسول کریم صلعم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؂

ہیچ کس بر من نظر هم غمگیں دل ننمود شفقت
جز تو کاندر غمها رحمت نمودی بار بار

ہمارے شیخ الجامعہ صاحب بڑے خوش ہو ہو کر بار بار اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ علماء کے متفقہ فیصلوں کی رو سے مرزا صاحب کا فر بنا کر ہی

فتوے ہیں تو آپ کو ان پر ناز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ نادم ہونا چاہیئے کہ یہ تو وہی باتیں ہیں جو علماء اپنے اپنے وقتوں میں صلحاء و فقہاء اور اولیاء و صوفیا کے متعلق کہتے رہے ان پر ناز کیسا، اور ان کو حضرت مرزا صاحب کے خلاف بطور دلیل پیش کرنا کیا معنے؟ یہ فتوے تو ظاہر کرتے ہیں کہ جس طرح پہلے بزرگان امت اور مصلحین امت کو علماء نے اپنے فتووں کا تختہ مشق بنایا اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو بھی بنایا۔ ان سے تو مرزا صاحب کی بزرگان پیش سے مماثلت اور مشابہت ثابت ہوتی ہے۔ اور یہی امر حق ہے کہ جس طرح پہلے خدا کے نیکو کار بندوں کو علماء سوء نے ستایا اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو اس زمانہ کے علماء نے ستایا۔ آپ کا قصور کچھ نہ تھا سوائے اسکے کہ آپ چاہتے تھے کہ مسلمان مسلمان ہو جائیں ؎

چاکم گداختست از غم ایمانت اے عزیز

ویں طرفہ تر کہ من بگمان تو کافرم

مرزا غلام احمد کی صداقت کی گواہی تو زمین و آسمان نے دی یہ فتاوے کیا چیز ہیں ؎

ہر دم فلک شہادت صدقم ہمی دہد

تو بنگر کدام عقل کہ زمیں گشت منکرم

احمدیوں پر فتوائے کفر اور اسکی حقیقت

اب ہم اصل فتوے کی طرف آتے ہیں جو ملک برما کے سب سے بڑے مفتی صاحب نے احمدیوں کے خلاف زیب رقم فرمایا ہے اور جو کتاب کے ۹ صفحوں پر ممتد ہے۔ مفتی صاحب ممدوح کو گلہ ہے کہ لوگ کفر و اسلام کی حقیقت سے ناواقف محض ہیں اس لئے کبھی مسلمان کو کافر اور کبھی کافر کو مسلمان کہنے کی شدید غلطی کر رہے ہیں۔

اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ جس طرح کافر کو مسلمان سمجھنے کی غلطی کرتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کو کافر سمجھنے کی بھی غلطی کرتے ہیں۔ اس فقرہ کے دوسرے جزو سے ہمیں بھی اتفاق ہے بیشک بڑے بڑے مفتی صاحبان اور علمائے کرام مسلمانوں کو کافر کہنے کی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں بہرحال حضرت مفتی صاحب نے بڑی عرقریزی سے یہ فتوے تیار کیا ہے تاکہ بقول صاحب موصوف لوگ دور حاضر کے قادیانی، چکڑالوی، اہل قرآن اور نیچریوں کے ملحدانہ فتنوں سے بچیں۔

کفر کی پہلی صورت

مفتی صاحب کے نزدیک کفر کی تین صورتیں ہیں۔ کفر کی پہلی صورت یہ ہے کہ:-

"کھلے طور پر خدا کو خدا نہ مانا جائے یا رسول کو رسول

نہ مانا جائے" (صفحہ ۱۵۱)

خدا کا شکر ہے کہ کفر کی پہلی صورت کے لحاظ سے مفتی صاحب کے نزدیک ہم لوگ کافر نہیں ہیں۔ یعنے مفتی صاحب کو مسلم ہے کہ ہم خدا کو خدا اور رسول کو رسول مانتے ہیں۔ گویا ہم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پر ایمان رکھتے ہیں (کس بھولے بھالے انداز سے مفتی صاحب نے ہمارے اسلام کا اقرار کر لیا ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ یہ کلمہ ہی اسلام کا لُب لباب ہے اور اس کے اقرار سے انسان مسلمان کہلاتا ہے) غرض کفر کی یہ صورت ہم پر عائد نہیں ہوتی۔ اور جہاں تک خدا اور خدا کے رسول کے ماننے کا سوال ہے ہم مسلمان ہی ہیں۔

کفر کی دوسری صورت لیکن بقول مفتی صاحب کفر کی دوسری قسم ہم پر عائد ہوتی ہے وہ کفر کی دوسری صورت کیا ہے؟ فرماتے ہیں:-

"خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت کا اقرار کرے لیکن ان کے فرمائے ہوئے احکام میں سے کسی حکم کو صحیح نہ مانے یا اس پر اعتراض کرے" (صفحہ ۱۵۱)

یہ ہے کفر کی دوسری صورت جس کی رو سے ہم کافر قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"اس بناء پر اگر کوئی کلمہ شہادت پڑھتا ہو نماز روزہ، حج،

سبھی ارکان اسلام ادا کرتا ہو لیکن ضرورت دین کے
خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے ہونے
کا قائل ہو یا جہاد کے منسوخ ہونے کا قائل ہو، یا نبیوں
میں سے کسی کی توہین کرتا، یا قرآنی تعلیم کے خلاف
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی پاک دامن ماں حضرت
مریم علیہا السلام کو گالیاں دیتا ہو بہر حال کسی ایک حکم
کا انکار کرے یا اعتراض کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔
...... مرزا غلام احمد قادیانی اور لاہوری پارٹی مرزا
بشیر الدین قادیانی کا کفر اس دوسری قسم کے انکار کی بنا پر
ہے۔" (صفحہ ۱۵۲-۱۵۳)

جزاک اللہ مفتی صاحب! بڑی تکلیف فرمائی جناب نے کس قدر دقیق نکتہ تھا جو آپ نے حل فرما دیا۔ علم نازاں ہے آپ کی اس ریسرچ پر اور عقل شاد ہو رہی ہے آپ کی طبع رسا پر۔ بڑی دور کی کوڑی آپ لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خواہ کوئی کلمہ شہادت بھی پڑھتا ہو، اور نماز، روزہ، حج، سبھی ارکان اسلام بھی ادا کرتا ہو لیکن ضرورت دین نہ مانتا ہو تو وہ کافر ہے مگر گذارش یہ ہے کہ قرون اولیٰ میں تو جس کسی کو مسلمان بنایا جاتا تھا اس کو صرف کلمہ شہادت ہی پڑھا دیا جاتا تھا اور بس وہ مسلمان ہو جاتا تھا اور سب مسلمان اسکو مسلمان سمجھتے تھے۔ لیکن اب شاید آپ کلمہ شہادت کے پڑھانے کو کافی نہیں سمجھتے

بلکہ اب جس کو مسلمان بناتے ہوں گے اس کو کلمہ شہادت پڑھانے کے بعد ضروریاتِ دین کی ایک لمبی چوڑی فہرست بھی اس کے گلے میں لٹکا دیتے ہوں گے اور کہہ دیتے ہوں گے کہ یہ کلمہ شہادت کچھ چیز نہیں جب تک تم ضروریاتِ دین پر ایمان نہ لاؤ گے مسلمان نہیں ہو گے بلکہ کافر کے کافر ہی رہو گے۔ خدا پر ایمان خدا کے رسول پر ایمان ۔ نماز پڑھنے ، روزہ رکھنے اور حج ادا کرنے کا ذرہ بھر فائدہ نہیں جب تک کہ تم ضروریاتِ دین پر صدق دل سے ایمان نہ لاؤ۔ اور چونکہ ضروریاتِ دین کے متعلق اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔ زید کے نزدیک ضرورتِ دین کچھ اور ہو سکتی ہیں، اور بکر کے نزدیک کچھ اور۔ اس لئے ہشیار رہنا چاہیئے کہ ضروریاتِ دین حقیقی طور پر وہی ضروریاتِ دین ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں کسی ایرے غیرے کی بنائی ہوئی ضروریاتِ دین نہ ماننا ورنہ کافر اور قطعی جہنمی بن جاؤ گے۔ ماشاء اللہ کیا عجیب فتوے ہیں یہی وہ رونا تھا جو مولانا حالی روتے گئے ؎

کوئی مسئلہ پوچھنے اُن سے جائے
تو گردن پہ بارِ گراں لے کے آئے
اگر بد نصیبی سے شک اس میں لائے
تو قطعی خطابِ اہلِ دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اس کی نکلا زباں سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے

جو چاہے کہ خوش ان سے مل کر ہو انسان
تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلمان
نشاں سجدہ کا ہو جبیں پر نمایاں
تشرع میں اس کے نہ ہو کوئی نقصاں
لبیں بڑھ رہی ہوں نہ داڑھی چڑھی ہو
ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو
عقائد میں حضرت کا ہمداستاں ہو
ہر ایک اصل اور فرع میں ہم زباں ہو
حریفوں سے اُن کے بہت بدگماں ہو
مُریدوں کا ان کے بڑا مدح خواں ہو
گر ایسا نہیں ہے تو مردود دیں ہے
بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہے

کلمہ شہادت میں احکام دین کا اقرار اجی قبلہ مفتی صاحب آپ کے فتوے کی بنا ہی غلط ہے۔ جو شخص اسلام قبول کرتا ہے اور کلمہ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ پر ایمان لاتا ہے وہ قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتا ہے۔ پھر وہ خدا کے کسی حکم کا کس طرح انکار کر سکتا ہے یا اس پر اعتراض کیونکر کر سکتا ہے۔ وہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ پر ایمان لاتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے

پھر انکار کیسا اور اعتراض کیوں ؟ ہاں وہ قرآن حکیم کی کسی آیت یا کسی لفظ کے معنے میں دوسروں سے اختلاف کر سکتا ہے اور یہ اختلاف تو اُمتِ محمدیہ میں شروع ہی چلا آ رہا ہے ایسے اختلافات سے تفاسیر بھری پڑی ہیں۔

ضروریاتِ دین اب ہم ان ضروریات دین کو لیتے ہیں جو آپ نے خصوصیت سے اپنے فتوے میں بیان کی ہیں اور ان کی بنا پر آپ نے احمدیوں کو کافر قرار دیا ہے یعنے ایسے تمام لوگ کافر ہیں جو۔

(۱)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے ہونیکے قائل ہوں

(۲)۔ یا جہاد کے منسوخ ہونے کے قائل ہوں

(۳)۔ یا نبیوں میں سے کسی نبی کی توہین کرتے ہوں

(۴)۔ یا قرآنی تعلیم کے خلاف حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان کی پاک دامن ماں کو گالیاں دیتے ہوں۔

ہم کو کافر قرار دینے کی یہ چار شقیں بیان کی گئی ہیں اب ہم ایک ایک شق کو نمبروار لیتے ہیں۔

ہم آنحضرت صلعم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کے قائل نہیں پہلی شق ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کی شق ہے۔ یعنے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کو مانے گا وہ کافر ہو جائے گا۔

بہت خوب! لیکن ہم تو بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی آنے کے قائل ہیں اور نہ کسی پرانے نبی کے۔ اور اب پھر اپنے امام کے لفظوں میں کہتے ہیں کہ:۔

"ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں"

اب اس سے بڑھ کر اور کیا عرض کریں۔ اگر لفظ نبی بطور مجازا استعمال کیا گیا ہو تو اس سے دعوئے نبوت لازم نہیں آجاتا۔ قرآن کریم کی رُو سے مجازی طور پر لفظ "اب" اور ابن اللہ کا استعمال کرنا جائز ہے تو پھر لفظ نبی کیوں جائز نہیں۔

مفتی صاحب کا اعتقاد کہ پرانا نبی آسکتا ہے

لہذا ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کے قائل اور نہ پرانے کے البتہ آپ لوگ پرانے نبی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آنیکے قائل ہیں جو صریح ختم نبوت کے خلاف ہے اور آیت قرآنی خاتم النبیین کے منافی ہے

ختم نبوت کا منکر کون؟

اب فرمائیں ختم نبوت کے حکم کا منکر کون ہوا اور کس نے قرآنی آیت کی کھلے بندوں تکذیب کی؟ ہم نے یا آپ نے؟ اب اس پہلی شق کی رُو سے کفر کا فتوے کس پر عائد ہوتا ہے؟ ہم پر تو عائد ہو نہیں سکتا کیونکہ ہم اب بھی خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نہ آنحضرتؐ کے بعد کسی پرانے نبی کے قائل ہیں اور نہ کسی نئے نبی کے۔ کیا آپ ہمارے

بالمقابل قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بعد کسی بھی نبی کے آنے کے قائل نہیں۔ نہ نئے کے اور نہ پرانے کے؟ بس پتہ لگ جائے گا کہ ختم نبوت کا منکر کون ہے اور کفر کی یہ شق کس پر عائد ہوتی ہے۔ اب پڑھئے جھوم جھوم کر حکیم مومن علی خاں کا مصرع ؏

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اجی مفتی صاحب مکرم! شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر سنگباری کرنا کہاں کی دانائی ہے۔ پہلے ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر تو دیکھو پھر دوسروں کی آنکھ کا تنکا تلاش کر لینا۔ ذرا پہلے اپنے عقیدے کو درست کرو پھر ضروریات دین کا نام لو۔

منسوخی جہاد کا الزام

اب ہم کفر کی دوسری شق کو لیتے ہیں اور وہ ہے منسوخی جہاد۔ اس کے متعلق بھی حلفیہ عرض ہے کہ ہم نے نہ جہاد کے قرآنی حکم کو منسوخ ٹھہرایا ہے اور نہ ہمارے امام نے۔ ہاں یہ لکھا ہے کہ جہاد کی جو شرائط ہوتی ہیں اس ملک میں اس زمانہ میں وہ شرائط نہیں پائی جاتیں اس لئے جہاد جائز نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں وجوه الجهاد معدومة فی هذا الزمن وهذا البلاد۔ جہاد کی ایک ضروری شرط یہ ہے:۔ وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ الذین یقاتلونکم جب تک یہ شرط موجود نہ ہو جہاد فرض نہیں ہوتا حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار

فرمایا کہ قرآن مجید کا ایک شوشہ اور ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ کوئی حکم منسوخ ہو۔ البتہ آپ لوگ قرآن مجید کی متعدد آیات منسوخ قرار دیتے ہیں اور اس طرح سے قرآن مجید میں اختلاف تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں باری تعالےٰ کا صریح حکم موجود ہے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ یعنے اگر قرآن مجید اللہ کے سوا کسی اور کیطرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف ہوتا قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ مان کر آپ درحقیقت اس میں اختلاف ثابت کرتے ہیں، اور اختلاف کی صورت میں یہ کلام الٰہی ہی نہیں رہ سکتا۔ دیکھا آپ کا کیسا سخت حملہ قرآن مجید پر ہے کہ قرآن مجید، قرآن مجید ہی نہیں رہتا۔ قصہ کوتاہ یہ کہ کفر کی یہ شق بھی ہم پر عائد نہیں ہوتی ہم تو قرآن شریف کی کسی آیت یا کسی حکم کو منسوخ نہیں سمجھتے البتہ آپ لوگ کئی احکام کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ دوسری شق کفر کی بھی آپ پر ہی عاید ہوتی ہے۔ ماشاء اللہ، آپ نکلے تھے احمدیوں کو کافر بنانے کے لئے تو خود ہی اُلجھنوں میں پھنس گئے ہے

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

توہین انبیاء کا الزام

کفر کی تیسری شق نبیوں کی توہین ہے۔ یہ الزام بھی سراسر غلط اور افتراء محض ہے۔ نہ ہم

نے کبھی کسی نبی کی توہین کی اور نہ ہمارے امام نے وہ تمام انبیاء کی دل سے عزت کرتے تھے۔ اور بلا استثنے سب کو واجب التعظیم سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں ۔

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم
ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

انبیاء کے معجزات کے متعلق فرماتے ہیں ۔

معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

حضرت مرزا صاحب نے عصمت انبیاء پر مضامین لکھے اور ان کے دامن کو ہر برائی سے اور ہر گناہ سے جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے پاک وصاف کیا۔ اس لئے انبیاء کی توہین کا فتوے حضرت مرزا صاحب پر یا ہم پر تو عاید نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ آپ لوگ اس فتوے کے ماتحت آتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے نزدیک جملہ انبیاء سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے مس شیطان سے محفوظ نہیں پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام جیسے پاک اور صادق نبی کے متعلق آپ کا عقیدہ ہے کہ انہوں نے جیسا کہ بخاری میں ہے تین دفعہ جھوٹ بولا۔ نعوذ باللہ من ذالک کیا یہ ایک عظیم الشان نبی کی ہتک نہیں؟

پھر دوسرے انبیاء مثلاً حضرت یوسفؑ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، علیہم السلام کے متعلق ہتک آمیز باتیں تفاسیر میں موجود ہیں اور نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننا اور حوائج بشری سے مستثنیٰ تسلیم کرنا کیا حضرت سید الانبیاء کی توہین نہیں؟ غرض کفر کی یہ تیسری شق بھی آپ پر ہی عاید ہوتی ہے ہم پر عائد نہیں ہوتی۔

حضرت عیسیٰؑ کو گالیاں دینے کا الزام

اب ہم کفر کی چوتھی شق کو لیتے ہیں۔ اور وہ ہے حضرت عیسٰے علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دینا۔ نعوذ باللہ من ذالک حضرت عیسیٰؑ اور آپ کی والدہ کو گالیاں دینے والا تو ملعون اور بے ایمان ہے نہ تو ہم نے کبھی ایسا کیا اور نہ ہمارے امام نے۔ یہ محض افتراء اور بہتان ہے فلعنۃ اللہ علے المفترین۔

حضرت مرزا صاحب کا دعوٰے مثیل مسیح ہونے کا ہے کیا آپ اپنے مثیل کو گالیاں دے سکتے تھے؟ ہرگز نہیں البتہ جن کلمات کو گالیاں سمجھا جاتا ہے وہ درحقیقت انجیل سے نقل کئے ہیں اور بطور الزامی جواب کے عیسائیوں کے خلاف استعمال کئے ہیں۔ قبل ازیں ہم اس بارہ میں مفصل لکھ چکے ہیں۔

کفر کی تیسری صورت

ابھی کفر کی تیسری صورت باقی ہے۔ آیئے

اب دیکھیں یہ صورت کہاں تک ہم پر چسپاں ہوتی ہے۔ وہ صورت یہ ہے:۔

"یہ بھی نہ ماننے کی ہی ایک صورت ہے کہ خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت کا بھی اقرار کرے اور زبان سے یہ اقرار کرے کہ میں اللہ اور رسول کے تمام احکام کو مانتا ہوں لیکن احکام کے معنے اللہ اور رسول کے بتلائے ہوئے اور آپ کے بلاواسطہ شاگردوں (صحابہ کرام) کے سمجھے ہوئے معنی کے خلاف کوئی نئے معنی گھڑ کر آپ کے احکام کو ٹال دے۔ مثلاً کوئی کہے کہ میں صلوٰۃ کو فرض مانتا ہوں مگر صلوٰۃ کے معنے لغت میں دعا کرنے والے کے ہیں۔ اس لئے صلوٰۃ کے معنے دعا ہے فرض ہے یہ رکوع اور سجدہ والی نماز فرض نہیں، یا یوں کہے کہ اذان کو شعائر اسلام سمجھتا ہوں اذان کے معنے چونکہ اعلان کے ہیں اور اعلان گھنٹے کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے۔ لہذا اذان سے گھنٹہ بجانا مراد ہے محض الفاظ کے ساتھ اعلان کرنا مراد نہیں ہے، قرآن مجید ایسے شخص ملحد اور حدیث ایسے شخص کو زندیق قرار دیتی ہے......"

پھر آگے صفحہ ۴۵ پر لکھا ہے:۔

"لاہوری یعنی مولانا محمد علی کی پارٹی مرزا کی صرف نبوت کا انکار کرتی ہے۔ باقی مرزا کی تمام کفریات کی حرف بحرف تائید کرتی ہوئی قرآن مجید و حدیث کے معنے کو اللہ اور رسول اور صحابہ کے بیان کئے ہوئے معنی کے خلاف کرنے کی وجہ سے لاہوری پارٹی بھی کافر و مرتد ہے"۔ (صفحہ ۱۵۴)

اس عبارت کے شروع میں یہ فرمایا کہ ایسا شخص قرآن کی رو سے ملحد اور حدیث کی رو سے زندیق ہے مگر آخر میں فرمایا کہ کافر اور مرتد ہے۔ نیز اس بیان میں تو یہ لکھا ہے کہ محمد علی کی پارٹی مرزا کی نبوت کا انکار کرتی ہے۔

اور صفحہ ۱۵۸ پر لکھا ہے:۔

"(۱) قادیانی محمودی جماعت (۲) لاہوری جماعت دونوں دراصل ایک ہی ہیں۔ دونوں مرزا کی نبوت کو ماننے والے اور مسلمانوں کے دشمن ہیں لیکن لاہوری جماعت سب سے زیادہ خطرناک جماعت ہے"۔ (صفحہ ۱۵۸)

خیر اس تضاد کو چھوڑیئے۔ تذبذب، بیانی، بے ربطی اور تضاد تو اس کتاب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ لیکن ہمارا سوال فتوی کفر کے سے ہے۔ کفر کی اس تیسری صورت کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"احکام کے معنے اللہ اور رسول اور صحابہ رسول کے بتائے ہوئے معنوں کے خلاف معنے کرکے ان احکام کو ٹال دیا جائے"

لیکن مفتی صاحب مکرم نے ہمارے متعلق کوئی ایسی مثال پیش نہیں کی جس کی رُو سے کفر کی یہ صورت ہم پر منطبق ہوسکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کوئی مثال ان کو ہمارے متعلق نہیں ملی۔ اگر ملتی تو وہ ضرور بیان کرتے۔ جس طرح کفر کی دوسری قسم کے ضمن میں انہوں نے چار قسمیں ہمارے کفر کی بیان کی تھیں، یہاں بھی کوئی ایک آدھ بیان کر دیتے اور جو مثال صلوٰۃ اور قرآن کی بیان کی وہ بالبداہت ہمارے متعلق تو ہو نہیں سکتی۔ ہم نے تو کبھی ایسے معنے صلوٰۃ اور اذان کے کئے نہیں۔ جو معنے صلوٰۃ اور اذان کے مفتی صاحب مکرم کرتے ہیں وہی معنے کرتے ہیں۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ یہ مثال انہوں نے ہمارے متعلق بیان نہیں کی بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہی گھر کے کسی فرقہ کی مثال بیان کر رہے ہیں۔ اور وہ انہیں مبارک ہو۔

کفر کی تیسری صورت مفتی صاحب پر عائد ہوتی ہے

پس کفر کی یہ تیسری صورت بھی ہم پر چسپاں نہیں ہوتی، بلکہ معاف فرمائیں وہ آپ پر ہی چسپاں ہوتی ہے دیکھئے قرآن مجید میں الفاظ خاتم النبیین وارد ہوئے ہیں اس کی

تفسیر حضرت نبی کریم صلعم نے لانبی بعدی کی ہے لیکن آپ حضرت نبی کریمؐ سے بتائے ہوئے معنوں کے خلاف معنے کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے قائل ہیں۔ آپ کے نزدیک گویا حضرت محمد رسول اللہ کا یہ قول کہ لانبی بعدی صحیح نہیں۔ صحیح یوں ہے لانبی بعدی الا عیسیٰ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی آپ یہ تاویل کرتے ہیں کہ وہ پہلے کے نبی ہیں۔ یہ صریح باطل تاویل ہے۔ کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے کہ پہلے جو نبی بنا ہو وہ آسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر آپ کیوں ایسی باطل تاویل کرتے ہیں جو صریح رسول اللہ کے فرمودہ کے خلاف ہے۔ پس پھر آپ اپنے کفر کا فکر کیجئے ہمیں کیا کہتے ہیں؟

اب رہا صحابہ کے خلاف معنے کرنے کا سوال۔ تو اس کے مجرم بھی آپ ہی ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقعہ پر جب صحابہ میں سراسیمگی پھیل گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جید صحابی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو کوئی کہے گا کہ آنحضرت صلعم وفات پا گئے ہیں اس کا سر اڑا دیا جائیگا تب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت نبی کریم کو وفات شدہ دیکھ کر حجرہ سے باہر نکلے اور صحابہ رضؓ کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا اور یہ آیت پڑھی ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یعنے

حضرت محمد رسول اللہ صلعم ایک رسول ہی تھے آپ سے پہلے جس قدر رسول آئے وہ وفات پا گئے۔ اسی طرح آپ بھی وفات پا جائیں تو یہ انکار کا مقام نہیں اس پر سب صحابہ کو حضور صلعم کی وفات کا یقین ہوگیا اور حضرت عمر رض نے حضرت ابوبکر رض سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ نے مجھے بھولی ہوئی آیت یاد کرائی۔ اب اس موقعہ پر نہ صرف حضرت ابوبکر صدیق نے ہی بلکہ تمام صحابہ نے آیت مذکورہ میں جو لفظ خلت آیا ہے اس کے معنی وفات کے لیے ورنہ سارا استدلال ہی غلط ہو جاتا۔ غرض لفظ خلت پر صحابہ رض کا اجماع ہوگیا یہاں اس کے معنے وفات کے ہیں لیکن آپ حضرات لفظ خلت کے معنے وفات کے نہیں لیتے کیونکہ اس طرح سے آپ کے اس عقیدہ کی بیخ و بنیاد ہی اکھڑ جاتی ہے جس کی رُو سے آپ مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں۔ اب فرمایئے صحابہ کرام کے بتائے ہوئے معنوں کے خلاف کون قدم اٹھاتا ہے؟ ہم یا آپ؟ اور یہ کفر کی تیسری صورت کس پر عائد ہوتی ہے ہم پر یا آپ پر؟ بینوا و توجروا ۔

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھیئے گا ذرا دیکھ بھال کر

اور اس جلیل القدر انسان کا نام بھی آپ نے سنا ہوگا جس کے تفقہ فی الدین کے لئے سرور کائنات نے دعا فرمائی اور جماعت

صحابہ میں بوجہ اپنے علم وفضل اور تفسیر قرآن حکیم اس کو امتیاز خصوصی
حاصل ہے وہ ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کیا
آپ کو معلوم ہے کہ انہوں نے انی متوفیک کے کیا معنے کئے
ہیں؟ بخاری میں موجود ہے کہ انہوں نے اس کے معنے ممیتک
کئے ہیں ؎

فرزند عم مصطفےٰ - ارشاد فرماتے ہیں کیا
دیکھئے جیسے ہو شک ذرا۔ کیا ہے بخاری میں رقم

لیکن اس جلیل القدر مفسر قرآن کی تفسیر اور معنوں کو چھوڑ کر آپ لوگ
متوفیک کے معنے پورا پورا بھر لینا یا پورا پورا لے لینا
کرتے ہیں۔ بتایئے صحابہ کرام کے بتائے ہوئے معنوں سے
کون انحراف کرتا ہے ہم یا آپ؟ اور یہ کفر کی تیسری صورت کس
پر منطبق ہوتی ہے ہم پر یا آپ پر؟

یہ ہے جواب کل کائنات آپ کے فتوے کی جواب پہ نے

خدا جانے کتنی مدت کے بعد مولانا انور شاہ صاحب صدر مدرس
دارالعلوم دیوبند اور شبیر احمد مولانا مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات
دارالعلوم دیوبند کی کتب نادر کی ورق گردانی کے بعد بصد کاوش
خونریزی طیار کیا تھا یہ فتوے لٹا آپ کے گلے پڑ گیا ؏

پھر اکار کرے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

دیکھئے اس بیت عنکبوت کی جو آپ نے تیار کیا تھا تانا بانا بکھر گئی

اور طرفۃ العین میں ھبآء منثوراً ہوگیا۔

کفر کی جو صورتیں آپ نے پیش کی ہیں ان کا اصل مقصد تو جیسا کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے احمدیوں کو پھانسنا ہے۔ مگر یہ ایک ناکام کوشش ہے ظاہر ہے کہ احمدیوں پر تو اس کا اثر کوئی نہیں ہو سکتا آپ خود ہی اس کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

قرآنی ارشاد کی بنا پر احمدی کافر نہیں

مثلاً کفر کی دوسری صورت جو آپ نے تجویز فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت کا بھی اقرار کرے لیکن اگر وہ ان کے فرمائے ہوئے احکام میں کسی حکم کو صحیح نہ مانے یا اس پر اعتراض کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اب غور فرمایئے ایک احمدی تو فوراً کہہ سکتا ہے کہ میں خدا اور رسول خدا کے فرمائے ہوئے تمام احکام کو صحیح مانتا ہوں اور میں کسی حکم پر اعتراض نہیں کرتا۔ البتہ آپ خود اس جرم کے مرتکب ہوتے ہیں مثلاً قرآن مجید میں ہے:۔

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو تم کو السلام علیکم کہے اس کے متعلق مت کہو کہ تو مومن نہیں ہے

ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا آپ کے نزدیک خدا کا یہ حکم صحیح ہے، کیا اس پر آپ کوئی اعتراض تو نہیں کرتے تو بسم اللہ احمدیوں کو بھی

معیار پر پرکھ لیجئے کہ وہ مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہتے ہیں یا نہیں تو کیا اس حکم کے مطابق ان کو آپ مومن مسلمان کہنے پر تیار ہونگے؟ اور اگر تیار نہیں تو بتائیے آپ کس منہ سے کہتے ہیں کہ آپ اس حکم کو صحیح مانتے ہیں اور آپ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جرأت سے کام لیکر خدا کا حکم مانیں

کیا آپ کے اپنے مسلمات کی رُو سے خدا کے حکم کو صحیح ماننا اور اس پر عمل کرنا اور اسکو اپنا عقیدہ بنانا ضروریات دین میں سے نہیں؟ ضرور ہے! تو پھر فرمائیے آپ کس طرح اس سے انحراف کرتے ہیں؟ خدا کے حکم سے انحراف یا بغاوت کیا کفر نہیں؟ یہ تو آپ کے اپنے مسلمات کی رُو سے ضروری ٹھہرتا ہے کہ جو خدا کے حکم کا انکار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ ذرا ہمت کیجئے اور ایمانی جرأت سے کام لے کر اعلان کر دیجئے کہ آپ خدا کے اس حکم کو صحیح مانتے ہیں اور اس پر اپنا اعتقاد رکھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں؟ اس حکم کے مان لینے پر سب کفر بازیاں مٹ جائیں گی اور امت محمدیہ میں جو تفرقہ آپ نے ڈال رکھا ہے وہ دُور ہو جائے گا۔

قرآن اور حدیث کو حکم بناؤ

آپ کے فتوے پر مزید جرح کرنا طوالت کا موجب ہوگا اس لئے اس جگہ ہم اس کو ختم کرتے ہیں۔ اور آپ کو قرآن مجید کی طرف

بلاتے ہیں۔ اور اس کے بعد حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کیطرف اور یہی فیصلے کا صحیح طریق ہے۔ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکنا اور ارباب من دون اللہ کے اقوال پر حصر کرنا ایک باہوش مسلمان اور ایک صاحب عقل وفہم عالم کی شان کے شایاں نہیں۔ آپئے قرآن مجید کو اپنا حکم وعدل ٹھہرائیں۔ اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کو مشعل راہ بنائیں۔ اور اس باب میں جو فیصلہ حضور صلعم نے دیا ہے اس کے سامنے سر جھکا دیں اور اسکے قبول کرنے میں سینوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے:۔ فلا وربک لایؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ یعنے قسم ہے آپ کے رب کی کہ یہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ اپنے تنازعات میں آپ کو حکم نہ بنائیں اور پھر آپ جو فیصلہ صادر فرمائیں اس کے لئے اپنے سینوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اس کو پوری پوری طرح تسلیم کر لیں۔

مسلمان کی تعریف از روئے قرآن

پہلے ارشادِ خداوندی ملاحظہ ہو:۔

"...... ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین"

وآتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ - والیتمیٰ
والمساکین وابن السبیل - والسائلین
وفی الرقاب ج واقام الصلوٰۃ وآتی الزکوٰۃ
والموفون بعھدھم اذا عاھدوا ج والصابرین
فی الباسآء والضرآء وحین الباس اولٰئک الذین
صدقوا واولٰئک ھم المتقون ط

(سورۃ البقرہ آیت ۱۷۸)

یہ تعریف ہے جناب ایک کامل مسلمان، ایک سچّے اور ایک حقیقی مومن کی، کیا صاف صاف لفظ ہیں - کوئی پیچ نہیں کوئی اُلجھن نہیں - ایک متقی مسلمان اور ایک حقیقی مومن کے کیا اوصاف ہونے چاہئیں، وہ اس جامع اور مانع تعریف میں بیان فرما دیئے ہیں فرماتے ہیں کہ نیک شخص کون ہے وہ جو خدا پر - قیامت پر، ملائکہ پر، خدا کی بھیجی ہوئی کتابوں پر اور خدا کے رسولوں پر ایمان لاتا ہے - جو اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہو کر قریبیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوالیوں پر اپنا مال خرچ کرتا ہے اور غلاموں کو آزاد کرتا ہے - وہ نماز کو قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور جب کوئی عہد کرے تو اس کو پورا کرتا ہے، وہ مصائب و آلام اور جنگوں میں صبر و استقلال کا بہترین نمونہ ہے یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے دعوئے ایمان میں سچے ہیں اور یہی لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں -

احمدی کے اوصاف دیکھئے یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک متقی مسلمان کے اوصاف بیان فرما دیئے ہیں اور بحمد اللہ وہ سب اوصاف ایک احمدی میں پائے جاتے ہیں، ایک احمدی خدا پر ایمان لاتا ہے یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے، وہ خدا کے فرشتوں پر ایمان لاتا ہے، وہ خدا کی کتابوں پر ایمان لاتا ہے۔ وہ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنا مال قریبیوں رشتہ داروں اور یتامیٰ اور مساکین اور مسافروں پر خرچ کرتا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ خدا کے دین کی اشاعت پر اپنا مال صرف کرتا ہے وہ نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور فریضہ حج بھی بجا لاتا ہے۔

غرض وہ تمام شرائط ایمان کو مانتا ہے اور تمام ارکان اسلام کی پابندی کرتا ہے۔ اور دوسری صفات عالیہ مثلاً عہد کا پورا کرنا اور مصائب میں مستقل مزاج اور صابر رہنا اس کا شعار ہے وہ اس قدر قوی الایمان ہے کہ دشمنوں کی ننگی تلواریں اسے ڈرا نہیں سکتیں، اور وہ تلواروں کے سائے کے نیچے بھی حق بات ہی کہتا ہے چنانچہ جب مولانا سید عبد اللطیف شہیدؓ سے علمائے کابل کا مناظرہ ہوا تو سپاہی ننگی تلواریں لے کر ان کے سر پر کھڑے تھے اور جب زمین میں گاڑ کر ان پر پتھروں کی بارش کی گئی تو اس وقت بھی اُف تک نہ کی اور آخر وقت تک صبر و

استقلال کا بے نظیر نمونہ دکھایا۔

ایسا ہی ۱۹۵۳ء میں جب احمدیوں کے خلاف فتنہ و فساد برپا کیا گیا اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے لئے سب طرف سے مخالفین کھڑے ہو گئے۔ مرکز احمدیت احمدیہ بلڈنگس لاہور کی بجلی کاٹ دی گئی اور پانی بند کر دیا گیا اور قریب تھا کہ آگ لگا دی جائے، اور جانوں اور مکانوں کو نذر آتش کر دیا جائے۔ ایسی حالت میں افراد جماعت مستقل مزاجی سے آنے والے واقعات کا مقابلہ کرنے کے لئے ڈٹے ہوئے تھے حضرت امیر قوم کے رشتہ دار کار میں لیکر آئے کہ وقت ہے نکل چلو آگ لگنے والی ہے لیکن امیر نے کہا کہ مرنا منظور مگر میں اپنے امام کے مقام کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤنگا اور جماعت کو چھوڑ کر خود اپنی جان لے کر نکل جاؤں یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ یہ صبر و استقلال کا وہ نمونہ ہے جو راستبازوں اور نیکوکاروں کے سوائے دوسری جگہ ملنا مشکل ہے۔ غرضیکہ ایک احمدی کے اندر وہ تمام صفات موجود ہیں جو آیت بالا میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ پس احمدی ایک کامل مسلمان ہے۔ فالحمد للہ علے ذالک۔

پس ہم آپ کے فتوے کو کیا کریں۔ اس کو اپنے پاس ہی رکھیں، یہ تو جناب کی اپنی ہی تصویر ہے، اور اس میں جناب کے اپنے ہی خدوخال نظر آتے ہیں۔ آئیے ہم آپ کو مزید اپنا مقام بتائیں

جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں اس زمانہ کے امام کی طفیل عطا فرمایا ہے اور وہ مقام ہے مفلحون کا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

ولتکن منکم امۃ یدعون
الی الخیر ویامرون بالمعروف
وینھون عن المنکر واولئک
ھم المفلحون

اس آیت کے مطابق ہم ہی خدا کے فضل سے مفلحون کا وہ گروہ ہیں جن کے سپرد دعوت الی الخیر۔ امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر کا عظیم الشان کام کیا گیا۔

یہ کسی مشیخت یا تکبر کا اظہار نہیں بلکہ محض اظہاراً للحق اور بطور تحدیث نعمت عرض کیا ہے ورنہ ہم کیا چیز ہیں - ہمارا امام بھی فرما گیا ہے ؎

یہ سراسر لطف و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

یہ مولےٰ کریم کا کرم اور فضل ہے کہ اس نے ہم کو مفلحون کے گروہ میں شامل کر لیا ورنہ ہم اس منصب کے کب قابل تھے ہاں آپ کے فتوے کی رُو سے ہم کافر ہیں لیکن اللہ کے فتوےٰ کے بموجب ہم مؤمن مسلمان، متقی اور مفلح ہیں۔ فالفرق بیّن۔ مگر ہم حاسدوں کے حسد کا کیا علاج کر سکتے ہیں ؎

بمیری تا برہی اے حسود کیں رنجے ست
کہ از مشقتِ آں جز بمرگ نتواں رست

حضرت نبی کریم صلعم کا فتویٰ

اللہ تعالےٰ کے اس فتوے کے بعد اب ہم اپنے مطاعٌ مقتدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوے کی طرف رجوع کرتے ہیں، وہاں صاف لفظوں میں لکھا ہے :-

من صلّٰی صلٰوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ (بخاری)

یعنے جو ہماری نماز پڑھے جو ہمارے قبلہ کو قبلہ مانے اور جو ہمارا ذبیحہ کھائے۔ وہ مسلم ہے۔ اس کے لئے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے۔

احمدی اس فتوے کے مصداق ہیں

لیجئے اب فیصلہ ہو گیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوے کی رو سے بھی احمدی لوگ مسلمان ثابت ہوتے ہیں کیونکہ احمدی وہی نماز پڑھتے ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ اس میں سرمو تفاوت نہیں۔ احمدی اسی کو اپنا قبلہ مانتے ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے امت کے لئے بحکم خداوندی مقرر فرمایا، احمدی وہی ذبیحہ کھاتے ہیں جو حضرت

محمد رسول اللہ صلعم نے کھایا اور جائز رکھا۔ جو چیز حضرت
محمد رسول اللہ صلعم نے حلال قرار دی اسی کو احمدی بھی حلال مانتے
ہیں اور جو چیز حضور نے باذن الٰہی حرام قرار دی اسی کو احمدی
بھی حرام سمجھتے ہیں ولا غیر۔ کیا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس حکم اور اس فتوے کے بعد بھی احمدیوں کے اسلام میں
کچھ شک رہ گیا؟ خدا اور خدا کے رسول کے فتوے کے مطابق
ہم بفضلہ تعالےٰ مسلمان ہیں وانظر الی ما قال المسیح موعود

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب
معجزاتِ انبیائے سابقیں
آنچہ در قرآں بیاں شد بالیقیں
بر ہمہ از جان و دل ایمانِ ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم

غرض خدا کا کلام اور محمد رسول اللہ کا کلام ہمیں مومن مسلمان قرار دیتا ہے کیا آپ خدا کے کلام اور خدا کے رسول کے کلام کے سامنے اپنا سر جھکائیں گے؟ اگر آپ فی الواقعہ مسلمان ہیں تو ضرور جھکائیں گے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کریں گے اور خود آپ کے مسلّمات کی رُو سے مسلمان کی تعریف یہی ہے کہ وہ خدا اور خدا کے رسُول کے ہر حکم کو صحیح مانے اور اس پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ آیئے اگر آپ سچے ہیں تو اس حکم کو صدق دل سے قبول کر لیں اور بلا چون و چرا اس کے سامنے گردن تسلیم خم کر دیں۔ اس میں آپ کا بھی بھلا ہے اور کل مسلمان قوم کا بھی بھلا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔

اہلِ قبلہ کو کافر کہنا بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کرنا ہے ؎

کلمہ گویاں را چرا کافر نہی نام اے اخی
گر تو داری خوفِ حق دیخِ کفر خود برار

مارِ آستین کون ہے؟

ہمارے اور مخالفین کے عقائد میں تقابل

شیخ الجامعہ کی غلط بیانی جناب شیخ الجامعہ اپنی کتاب کے صفحہ ۸۵ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

"بعض مسلمانوں سے ڈرتے ہیں اور کھلم کھلا نبوت کا اظہار نہیں کرتے۔ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع کہکر ظلّی نبی، بروزی نبی، مجازی نبی کہکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے بغاوت کرتے ہیں اور در پردہ اپنے گمراہ دین کی اشاعت کرتے ہیں جیسے مرزا محمدؐ علی لاہوری اور خواجہ کمال الدین وغیرہ مرزا غلام احمد کے شاگردوں وغیرہ میں سے ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد ظلّی نبی ہیں، مجدّد ہیں، اور مثیل مسیح ہیں، یہ لوگ مسلمانوں کے لئے مارِ آستین ہیں" (صفحہ ۸۵)

مکرم شیخ الجامعہ! یہ آپ کی صریح غلط بیانی یا غلط فہمی ہے۔ عقائد کے معاملہ میں ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ ہم اس جری اور بہادر شخص کے ماننے والے ہیں جس نے مخالفین کی چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے

انا المسیح انا المسیح کا نعرہ لگایا۔ وہ ایسا نڈر انسان تھا کہ افغانستان کی حکومت میں رہ کر اور نصاریٰ کے کابل غلبہ کے وقت کسرِ صلیب کا دعویٰ کیا، وہ خدا کا پہلوان اکیلا یورپ کی مقتدر سلطنتوں کے مقابلہ میں کھڑا ہوا بلکہ یورپ کے بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کو خوب کھول کھول کر اسلام کا پیغام پہنچایا وہ کسی سے نہ ڈرا اور نہ ہم ڈرنے والے ہیں۔ ؎

پکارِ دیں نہ ترسم از جہانے
کہ دارم رنگِ ایمان محمد

کیا آپ کو کابل کے واقعات معلوم نہیں کہ کس طرح مرزا غلام احمد کے ماننے والوں نے سنگسار ہونا قبول کیا مگر حق نہ چھوڑا پھر آپ نے کس طرح فرما دیا کہ ہم لوگوں سے ڈرتے ہیں۔ ہم تو ببانگ دہل حضرت مرزا صاحب کو مجدد اور مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں، ہاں نبی نہیں مانتے اور نہ یہ آپ کا دعوےٰ تھا۔ باقی رہا یہ کہ ہم حضرت نبی کریم کے باغی ہیں اور مسلمانوں کے لئے مارِ آستین۔ تو آیئے ہم آپ کو بتائیں کہ مسلمانوں کے لئے مارِ آستین کون لوگ ہیں؟ اسلام کے لئے مارِ آستین وہ لوگ ہیں جو منہ سے اسلام کا دعوےٰ کرتے ہیں مگر اُن کے اعتقادات ایسے خطرناک ہیں جن سے اسلام کی رگِ حیات پر نشتر چل جاتی ہے۔ سنئے! یہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ خُدا

جھوٹ بول سکتا ہے لاحول ولاقوۃ الّا باللہ۔ یہ کس قدر خطرناک عقیدہ ہے جو ذات باری کے متعلق تجویز کیا گیا ہے۔ اگر (خاک بدہنِ قائل) خدا جھوٹ بول سکتا ہے تو کل کو یہ بھی کہہ دیا جائے گا کہ خدا چوری بھی کر سکتا ہے۔ اور اسی قسم کے دوسرے ناگفتنی جرائم کا ارتکاب بھی کر سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک ثم نعوذ باللہ من ذالک ایسے قبیح جرائم کے ارتکاب کا امکان حضرت جل جلالہٗ کی طرف منسوب کرنا کس قدر ذات پاک حضرت باری جل شانہٗ وعم نوالہٗ کی توہین اور ہتک ہے۔ خوب غور کر کے دیکھ لو۔ یہ عقیدہ اس قدر خطرناک ہے کہ اس سے تو خدا خدا ہی نہیں رہتا، لیکن اس کے خلاف ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خدا جامع ہے جمیع صفات حسنہ اور اوصاف حمیدہ کا اور وہ منزہ اور پاک ہے جمیع عیوب اور نقائص سے۔ جھوٹ بولنا اور چوری کرنا یا اس قسم کے دیگر جرائم مذمومہ کے ارتکاب کا امکان اس ذات کی طرف منسوب کرنا اس کی صفات عالیہ مقدسہ مطہرہ کے صریح خلاف اور منافی ہے۔ جو امر صفات باری تعالےٰ کے منافی ہو، اس کے ارتکاب کا امکان تجویز کرنا کس قدر حق سے بعید اور خلافِ تعلیم قرآن ہے۔ اب صاحبانِ عقل وفہم تو دہی فیصلہ کر لیں کہ ان دونوں معتقدات میں سے کونسا عقیدہ مبنی علی القرآن وحدیث ہے اور کونسا اس کے خلاف، کیا آپ ایسے خدا پر

ایمان لائیں گے جو تمام صفات کاملہ تامہ کا جامع اور نقائص و عیوب سے پاک و صاف ہے۔ یا ایسے خدا پر جو وقت پر جھوٹ بھی بول سکتا ہے اور نعوذ باللہ دوسرے جرائم کا ارتکاب بھی کر سکتا ہے۔ حالانکہ یہ امور مشنوعہ اور مذمومہ اس کی صفات کے صریح منافی ہیں۔ یقیناً آپ ایسے خدا پر ہی ایمان لائیں گے جو ہر خوبی ہر حُسن اور ہر کمال کا مالک ہے، اور جو ہر بدی اور عیب سے پاک و صاف ہے اور کسی بدی یا عیب کا ارتکاب اس کی ذات و صفات کے خلاف ہے، پھر آپ بتائیں کہ جو لوگ یہ مانتے ہوں کہ خدا جھوٹ جیسی بدی کے ارتکاب پر قادر ہے کیا وہ اسلام کے لئے مایۂ ناز ہیں یا باعث ننگ؟ - یہ لوگ منہ سے تو اسلام اسلام کرتے ہیں مگر عقیدہ اس قدر خلاف اسلام ہے کہ جو کامل اور ہمہ صفت موصوف خدا اسلام نے پیش کیا ہے اس کے متعلق ایسی ایسی قبیح صفات تجویز کرتے ہیں جن سے اس کی صفات عالیہ کاملہ تامہ کو سخت بٹہ لگتا ہے۔ یہ صرف حضرت محمد رسول اللہ کی بغاوت نہیں بلکہ خود خدائے ذوالجلال سے بغاوت ہے، کیا ایسے عقائد لے کر مغرب میں جہاں دنیا کے بڑے بڑے مفکر.... بال کی کھال اتارتے ہیں یہ لوگ کامیاب ہو سکتے ہیں اور خدا کا ایسا تخیل اور تصور اہل علم و عقل کو اپیل کر سکتا ہے اور انہیں اسلام کا قائل کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کوئی عقلمند ایسا تصور

خدا کے متعلق ماننے پڑینا رنہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق ایسی بات تو زبان پہ ہی لائی نہیں جاسکتی کیونکہ یہ بالبداہت صفات خداوندی کے خلاف ہے اور اس سے بڑے بڑے فساد لازم آتے ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ مارآستین نہیں تو کیا ہیں؟

قرآن میں ناسخ و منسوخ کا عقیدہ رکھنے والے

ان بزرگوں نے خدا تعالےٰ کے ساتھ تو یہ سلوک کیا یعنے اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کیں جو سراسر اس کی صفات کے منافی تھیں دوسری طرف قرآن مجید سے ایسا سلوک کیا جس سے اس کے کلام الہیٰ ہونے پر بڑی بھاری ضرب لگتی ہے۔ ان حضرات کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض آیات منسوخ ہیں یعنے پہلے خدا نے ایک بات کہی پھر اس کے خلاف دوسری بات کہدی۔ اس سے تو خدا کے علیم ہونے پر بڑی زد پڑتی ہے۔ اور اس سے تو بالبداہت قرآن مجید .... میں اختلاف ثابت ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ یعنے اگر یہ قرآن اللہ کے سوائے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اسمیں بہت سا اختلاف پایا جاتا۔ اللہ تعالےٰ تو قرآن مجید میں اختلاف کی نفی کرتا ہے اور اختلاف کی صورت میں اسکو من عند غیر اللہ فرماتا،

جس صورت میں قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ہے۔ اختلاف لازم آگیا اور اگر اختلاف ہے تو یہ خدا کا کلام نہیں رہ سکتا۔ یہ ہے ان بزرگواروں کا سلوک قرآن مجید سے اس سے تو قرآن مجید قرآن مجید ہی نہیں رہتا کیا یہ صریح خدا سے بغاوت نہیں؟ پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیات قرآن سے باہر رہ گئی ہیں مگر ان کا حکم جاری ہے۔ مثلاً رجم کی آیت جو اگرچہ قرآن سے باہر رہ گئی ہے مگر اس کا حکم جاری ہے۔ یہ قرآن مجید کی کاملیت اور اس کی محفوظیت پر ایک بہت بڑی ضرب ہے۔ جس صورت میں قرآن مجید کی بعض آیات قرآن سے باہر ہیں تو نہ تو قرآن مجید ہی کامل رہا اور نہ محفوظ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا لہ لحافظون۔ غرض ان حضرات نے ناسخ و منسوخ کا ایک عجیب و غریب جھمیلہ بنا رکھا ہے جس سے کلام مجید کا کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ اور نہ وہ ایسی کتاب رہ جاتی ہے جو اختلافات سے پاک ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک کامل کتاب ہے۔ یہ ایک محفوظ اور ایسی کتاب ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ قرآن مجید میں اختلاف ماننا ان عیسائی معترضین کی تائید اور حمایت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں نہ صرف غلط واقعات ہی بیان کئے گئے ہیں بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں اختلافات بھی ہیں۔ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ دعوے تو ہم کریں اسلام کا اور ہمارے اعتقادات

ایسے ہوں جن سے مخالفین اسلام کی تائید اور حمایت لازم آتی ہے۔ یہ اسلام دوستی ہے یا اسلام دشمنی۔ اور کیا ایسے لوگ اسلام کے خیر خواہ ہیں یا اسلام کے لئے مار آستین؟ منہ سے دعویٰ اسلام اور در پردہ دشمنانِ اسلام کے عقائد کی تائید اور حمایت۔ کیا ان سے کوئی زیادہ مار آستین ہو سکتا ہے؟

ہمارے عقائد

اور ہم جنہیں ہمارے بزرگ شیخ الجامعہ صاحب مار آستین قرار دیتے ہیں... بانگ دل کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ناسخ و منسوخ نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ اور مذہب ہے کہ اس کی ایک آیت بھی منسوخ نہیں۔ سارے کا سارا قرآن مجید واجب العمل ہے ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت قرآن مجید سے باہر نہیں، بلکہ قرآن مجید جو بین الدفتین موجود ہے ہر نوع کامل مکمل اور محفوظ ہے۔

اسلام کے لئے مار آستین کون ہے؟

اب اے صاحبان دانش و بینش انصاف کیجئے کہ ان دو گروہوں میں سے کس فریق کے عقائد مبنی بر قرآن اور مطابق اسلام ہیں؟ کیا اس فریق کے جو یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں اختلاف ہے اور اس کی بعض آیات بعض کے خلاف ہیں اور یہ کامل بھی نہیں کیونکہ اس کی بعض آیات اس سے باہر ہیں اگرچہ ان کا عمل امت میں جاری ہے، یا اس فریق کے جو یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ یہ غیر مکمل اور

اور غیر محفوظ ہے ؟ بلکہ یہ ہر طرح سے کامل اور محفوظ ہے اور اس کی کوئی آیت اس سے باہر نہیں۔ جو کلام الٰہی حضرت محمد رسول اللہؐ پر نازل ہوا وہ سب اس میں موجود ہے۔ یقیناً ثانی الذکر گروہ ہی راستی پر ہے اور اسی کے عقائد صحیح اور مطابق اسلام ہیں اور گروہ اوّل کے عقائد صریح غلط اور مخالفین اسلام کے عقائد کے مؤید اور حامی ہیں اور ایسا گروہ ہی اسلام کے لئے مار آستین کا حکم رکھتا ہے۔

حضرت عیسیٰ کی والدہ کے سوائے سب انبیاء کے گنہگار ہونیکا عقیدہ

اب اور سنئے! ان حضرات نے ایک روایت سے غلط استدلال کرکے یہ عقیدہ بھی بنا رکھا ہے کہ سوائے حضرت مریمؑ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے کوئی متنفس مس شیطان سے محفوظ نہیں رہا۔ گویا سوائے ایک حضرت عیسےٰ اور ان کی والدہ ماجدہ کے تمام بڑے بڑے انبیاء اور رسول گنہگار تھے اور ان میں سے کوئی گناہ کی آلائش سے پاک نہ تھا۔ استغفراللہ، استغفراللہ یہ تو ایسا عقیدہ ہے کہ حضرت سید المعصومین والمطہرین صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی زد میں آجاتے ہیں۔ کیا یہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے بغاوت نہیں ؟ یہ تو صریح نصاریٰ کے عقائد کی تائید اور حمایت ہے۔ وہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ سوائے حضرت عیسےٰ کے سب رسول اور نبی گناہ کے

مرتکب ہوتے ہیں۔ صرف حضرت مسیحؑ ہی معصوم ہیں۔ کوئی اور نبی معصوم نہیں۔ اور اس سے وہ حضرت مسیحؑ کی خدائی کا استدلال کرتے ہیں۔ اب مقام غور ہے کہ یہ کس قدر خطرناک عقیدہ ہے، اگر انبیاء ہی گناہوں سے پاک نہ ہوں تو پھر اور کون ہو سکتا ہے؟ اگر انبیاء ہی گناہوں سے پاک نہ ہوں تو وہ دوسروں کو گناہوں سے پاک کرنے کی تعلیم کیونکر دے سکتے ہیں؟ انبیاء تو خود معصومیت اور پاکبازی کا نمونہ ہوتے ہیں۔ اگر نمونہ ہی غلط ہو تو دوسرے اس سے کیا اثر لے سکتے ہیں۔ ان حضرات کی گرفت سے شاید ہی کوئی نبی بچا ہو۔ ورنہ تقریباً ہر نبی کے متعلق ایسی ایسی باتیں بنا رکھی ہیں جن سے صریح ان کی توہین اور ہتک لازم آتی ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے عظیم الشان نبی کے متعلق جن کی قرآن مجید میں باری تعالےٰ نے بار بار تعریف فرمائی ہے اور جنکو صدیقاً نبیا فرمایا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے نعوذ باللہ تین دفعہ جھوٹ بولا۔ اسی طرح حضرت یوسفؑ۔ حضرت داؤدؑ۔ حضرت سلیمانؑ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کے متعلق ایسی ایسی باتیں تفاسیر میں بیان کی گئی ہیں کہ جن کے اعادہ سے بھی شرم آتی ہے۔ غرض ان لوگوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ سوائے حضرت عیسٰے علیہ السلام اور ان کی والدہ کے کوئی متنفس مس شیطان سے نہیں بچا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ جیسے عظیم الشان نبی نے جھوٹ بولا اور اسی

طرح ان لوگوں نے دوسرے انبیاء کی توہین میں بھی کمی نہیں کی ۔ اور ناگفتنی امور ان کی طرف منسوب کیئے ہیں ۔

تمام انبیاء معصوم ۔۔۔ ہمارا عقیدہ

اس کے برخلاف ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء معصوم ہیں اور ہمارے نبی اکرم و افضل حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ سید المعصومین اور سید المطہرین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اور مریمؑ اور ابنِ مریم کے مس شیطانی سے محفوظ رہنے کی جو روایت بیان کی جاتی ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ مریم صفت عورت اور عیسٰی صفت مرد سب شیطانی مس سے پاک ہیں ولاغیر۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ کسی نبی نے کبھی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا ۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے تین دفعہ جھوٹ بولا تو دجھوٹ ہے ۔ وہ خدا کے سچے نبی تھے اور ان کی طرف جھوٹ منسوب کرنا صریح گمراہی اور ضلالت ہے ۔

اب صاحبان عقل و دانش خود سوچ لیں کہ کس فریق کا عقیدہ صحیح ہے اور کس کا غلط؟ کیا حضرت ابراھیمؑ جیسے صدیق نبی پر جھوٹ کی تہمت لگانا ان کی توہین نہیں ہے ؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر کہاں ہیں وہ حضرات جو فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے انبیاء کی توہین کی ہے ۔ انبیاء کی توہین کرنے والے تو خود یہ لوگ ہیں یہ دوسروں پہ کیا الزام لگائیں گے ۔ بہرحال مرزا غلام احمد

سب سے پہلا شخص ہے جس نے انبیاء کی معصومیت ثابت کی ہے۔ اور مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے ورنہ عیسائی حضرات نے حضرت مسیح کی الوہیت کی یہی ایک بڑی دلیل بنا رکھی تھی کہ خود مسلمانوں کے نزدیک عیسٰے اور مریم معصوم ہیں، اور باقی سب انبیاء حتٰی کہ سید المطہرین محمد رسول اللہ صلعم بھی معاذ اللہ گنہگار ہیں۔ یقیناً وہ اصحاب جو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں وہ درحقیقت قوم نصاریٰ کے عقائد کی حمایت کرتے ہیں۔ کیا یہ کفر کی تائید نہیں؟ ضرور ہے، اور کفر کی تائید کرنے والے حضرات صحیح معنوں میں اسلام کے لئے مارِ آستین کہلا سکتے ہیں نہ کہ وہ جو ان عقائد کے مخالف اور ان کا رد کرتے ہیں۔

حیاتِ مسیح — ایک خلافِ اسلام عقیدہ آیئے پھر آپ کو بتا دوں کہ اسلام کے لئے مارِ آستین کون لوگ ہیں۔ یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جو منہ سے تو اسلام اسلام کہتے ہیں مگر جن کے عقائد مخالفین اسلام کے عقائد جیسے ہیں۔ مثلاً یہ حضرات مانتے ہیں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام الان کما کان آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔ ان پر اب تک موت وارد نہیں ہوئی، اور وہ بجسدہ العنصری دو ہزار سال سے آسمانوں پر متمکن ہیں۔ ان کے دشمن ان کو صلیب دلوانا چاہتے تھے۔ مگر اللہ نے ان کو ان کے دشمنوں کے پنجہ سے بچانے کے لئے آسمانوں

پر اُٹھا لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہی عقیدہ عیسائی حضرات کا ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دو ہزار سال سے بجسدہ العنصری الآن کما کان آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔ اب صاحبانِ عقل غور فرمائیں کہ انبیاء میں سے صرف حضرت عیسےٰؑ ایسے ہیں جن کے متعلق ایسا اعتقاد رکھا جاتا ہے اور کسی نبی کے متعلق ایسا اعتقاد نہیں۔ تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سے اس زمین پر بچاتا رہا ہے۔ کیا حضرت نوحؑ کیا حضرت ابراہیمؑ کیا حضرت موسےٰؑ اور دوسرے انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سب کو دشمنوں نے بڑی بڑی ایذائیں پہنچائیں اور انہیں تباہ وبرباد کرنا چاہا۔ لیکن اللہ تعالےٰ ان سب کو زمین پر ہی اپنی حفاظت میں رکھتا رہا اور کسی کو آسمان پر نہیں اُٹھایا۔ حضرت عیسےٰ کو اوپر اُٹھانے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی کیا وہ انکو دوسرے انبیاء کی طرح زمین پر ہی اپنی حفاظت میں نہیں لے سکتا تھا؟ پھر اس سے تو سید الرسل حضرت محمدؐ رسول اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین لازم آتی ہے کہ نبیوں کا سردار تو زمین کے اندر آرام کر رہا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں زندہ موجود ہیں ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفونِ یثرب را نہ دادند ایں فضیلت

مسیح علیہ السلام کی اس خصوصیت سے بھی عیسائی لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ درحقیقت مسیح خدا کا بیٹا تھا وہ اب تک زندہ موجود ہے اور خدا کے پاس آسمانوں میں بیٹھا ہے ۔ اُدھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :-

"ہم نے نبیوں کا جسم ایسا نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھائیں یا وہ ہمیشہ ایک حالت پر رہیں اور ان میں تغیّر واقع نہ ہو۔ وما جعلنٰھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین"

جس صورت میں یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور اب تک اُن پر کوئی تغیّر واقع نہیں ہوا وہ کھانا کھانے سے بھی بے نیاز ہیں تو یہ صفات نبیوں کی تو نہیں ہو سکتیں۔ یہ صفات تو ان کو نبیوں کے زمرہ سے نکال کر خدائی کے تخت پر بٹھا رہی ہیں۔ اب اے حضرات! غور فرمائیے یہ عقیدہ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام اب تک آسمانوں پر زندہ ہیں اور وہ حوائج بشری سے بھی پاک اور بے نیاز ہیں کس قدر خطرناک ہے۔ کھانے سے بے نیاز ہونا اور خلود کا ہونا یعنے کسی تغیّر کا جسم انسانی پر وارد نہ ہونا تو خدا کی صفات ہیں۔ انسان کی صفات نہیں ہو سکتیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے ان کو خدا یا چھوٹا خدا بناتے ہیں اور یہ صریح

حمایت اور تائید ہے دین نصاریٰ کی، انصاف کرو کہ کیا ایسا عقیدہ رکھنے والے اسلام کے لئے مارِ آستین نہیں تو اور کیا ہیں؟ سنو! ہمارا عقیدہ ہرگز یہ نہیں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمانوں پر گئے ہیں اور وہ وہاں اب تک الآن کما کان زندہ موجود ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ فوت ہو چکے جس طرح تمام انبیاء فوت ہوتے رہے ہیں۔ اب خود فیصلہ کر لو کہ کونسا عقیدہ صحیح ہے اور کونسا غلط، اور کون لوگ درپردہ اسلام کے باغی اور مارِ آستین ہیں اور کون اسلام کے اصل متبع؟ بینوا وتوجروا۔

نزولِ مسیح کا غلط عقیدہ

پھر ان حضرات کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ یہ بھی نصاریٰ کا اعتقاد ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے بڑے بڑے فساد لازم آتے ہیں۔ اس دنیا کے سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس طرح سے تو آپ آخری نبی نہیں رہ سکتے۔ اور قرآن مجید میں جو خاتم النبیین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں وارد ہوا ہے وہ غلط ثابت ہوتا ہے اور بجائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عیسٰی علیہ السلام دنیا کے آخری نبی قرار پاتے ہیں، غرض یہ عقیدہ صریح

قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اور اس سے دین نصاریٰ کی تائید اور حمایت لازم آتی ہے۔ یقیناً ایسا عقیدہ رکھنے والے ہی اسلام کے لئے مارِ آستین اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں۔

ایک بات قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنے میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔ یعنے اس امت کے علماء وہی کام کر سکتے ہیں جو بنی اسرائیل کے نبی۔ جس صورت میں اُمتِ محمدیہ کے علماء اس پایہ کے ہیں کہ وہ اسرائیلی نبیوں کا کام سرانجام دے سکتے ہیں تو پھر اصلاحِ اُمّت یا اصلاح دنیا کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا ضرورت؟ یہ کام تو خود علماء ئے اُمتِ محمدیہ ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں تو یہ سلسلہ قائم تھا کہ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا۔ مگر اب نبوّت ختم ہو چکی ہے۔ کوئی نبی میرے بعد نہیں آئے گا۔ البتہ میرے خلفاء ہوں گے اور وہ نبیوں کے قائم مقام ہوں گے۔ پس جس صورت میں حضرت نبی کریمؐ کے خلفاء نبیوں کے قائم مقام ہیں اور وہ نبیوں کا سا کام کر سکتے ہیں تو پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی

کیا ضرورت ہے یہ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ بگڑے تو امت محمدیہ اور اس کی اصلاح کے لئے باہر سے ایک غیر قوم کا نبی آئے ۔ حالانکہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر زبردست رُوحانی قوتوں کے مالک ہیں اور حضور کی اتباع اور حضور کے فیوض اور انفاس قدسیہ سے ایسے ایسے اصحاب اس امت کے اندر پیدا ہو سکتے ہیں جو انبیاء کی سی روحانی طاقت رکھتے اور اصلاح عالم کا کام بخیر و خوبی سر انجام دے سکتے ہیں۔ اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کی توہین ہے کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے باہر سے کوئی نبی آئے قرآن کریم کی آیت استخلاف میں بھی دین کی تمکنت اور قوت کے وقت امن کے قیام کو خلفائے محمدیہ کے وجود سے وابستہ کیا گیا ہے ۔

وفات مسیح قرآن مجید سے

غرض حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ہر پہلو اور ہر صورت سے ممتنع اور ناممکن ہے ۔ اور قرآن مجید کی تعلیم کے صریح خلاف ہے جس میں صریح الفاظ میں حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر ہے ۔ یا عیسیٰ انی متوفیک اے عیسےٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں متوفیک کے معنے بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زبان سے ممیتک لکھے ہیں ۔ اور سورۃ مائدہ میں فلما توفیتنی

موجود ہے۔ یعنے جب باری تعالےٰ نے حضرت عیسٰے علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا تم نے ان سے کہا تھا کہ تم مجھے اور میری ماں کو خدا مانو۔ تو اس وقت حضرت عیسٰے علیہ السلام اپنی بریّت پیش کریں گے اور جواب دیں گے کہ جب تک میں دنیا کے اندر رہا اس وقت تک کا حال تو مجھے معلوم ہے لیکن فلمّا توفیتنی انک انت الرقیب علیہم۔ یعنی جب تو نے مجھے وفات دے دی تو اے باری تعالےٰ اس وقت کا حال خود آپ کو ہی معلوم ہے۔ اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں تو یہ جواب صحیح نہ ہوگا ان کو یوں کہنا چاہیئے کہ میں دوبارہ دنیا میں گیا۔ ان کو غلط عقائد میں گرفتار پایا پھر میں نے انکی اصلاح کی۔ مگر وہ تو ان کے بگڑنے کے متعلق لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لانے والے نہیں۔ الفاظ رافعک الیّ کے غلط معنے کئے جاتے ہیں۔ رفع سے مراد رفع رُوحانی ہے نہ کہ جسمانی اور یہ الفاظ متوفیک کے بعد آتے ہیں یعنے پہلے توفّی واقعہ ہوگا اور پھر رفع جس سے ظاہر ہے کہ یہ رفع روحانی ہے نہ کہ جسمانی پھر بخاری کی ایک دوسری حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لا سکتے۔ بلکہ فوت ہو چکے ہیں۔ جناب حضرت نبی کریم صلعم کا وصال ہوا تو بعض صحابہ کو اس

کا یقین نہ آیا۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو کوئی کہے گا کہ حضرت محمد رسول اللہ فوت ہو گئے ہیں اس کا سر اڑا دیا جائے گا۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے صحابہ کرام کو جمع کر کے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ ومامحمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول تھے اور آپ سے پہلے جس قدر رسول آئے وہ سب فوت ہو گئے۔ اس لئے اگر آپ فوت ہو جائیں تو کیا تعجب۔ اس پر صحابہ کو یقین ہو گیا کہ فی الواقعہ حضور صلعم کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے بھی فرمایا کہ اے ابو بکر آپ نے ہمیں بھولی ہوئی آیت یاد کرائی۔ اب حضرت ابو بکرؓ نے یہ آیت پڑھ کر لفظ خلت کے معنوں کی بھی وضاحت کر دی اور واضح کر دیا کہ یہاں خلت کے معنے موت کے ہیں۔ اگر خلت کے کچھ اور معنے کئے جائیں تو پھر حضرت ابو بکر کا استدلال ہی غلط ٹھہرتا ہے۔ غرض عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ایک یقینی چیز ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ یہ نصاریٰ کا عقیدہ ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا تو درپردہ دین نصاریٰ کی تائید ہے۔ اب خدا را انصاف کیجئے کہ کیا وہ لوگ جن کے عقائد سے دین نصاریٰ کی تائید لازم آتی ہے کیا اسلام کے لئے مارآستین کا حکم

نہیں رکھتے ؟ بینوا وتوجروا - اور کیا یہ لوگ قرآن کے باغی نہیں ہیں ؟

حضرت عیسٰی کے خالق طیر ہونے کا غلط عقیدہ

پھر اور سنئے ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے کچھ پرندے بھی خلق کئے تھے۔

جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے کہ چمگادڑان پرندوں میں سے ہے جو حضرت عیسٰے علیہ السلام نے خلق کئے - گویا خالق ہونے کی بھی ان کو طاقت حاصل تھی - حالانکہ خالقیت کی صفت محض ذات باری کے لئے مخصوص ہے - اور قرآن مجید میں صاف لفظوں میں موجود ہے کہ اللہ نے ہی تمام چیزیں پیدا کی ہیں - اور وہی ایک خالق ہے - لیکن ایک طرف تو حضرت عیسٰے کی طرف یہ صفات منسوب کی جاتی ہیں کہ وہ دو ہزار سال سے زندہ ہیں گویا ان پر کوئی تغیر ہی واقع نہیں ہوا - وہ اب تک ویسے کے ویسے ہی ہیں جیسے کہ آسمان پر گئے تھے - حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق مگر دوسری طرف حضرت عیسٰے کو اس قاعدہ کلیہ سے مستثنٰی قرار دیا جاتا ہے پھر ان کے متعلق یہ مانا جاتا ہے کہ وہ حوائج بشری سے بھی بے نیاز ہیں یعنی نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، نہ ان کو بول لگتا ہے نہ براز - بھلا بتائیے جس انسان کی یہ صفات ہوں کیا وہ بشر کہلائے گا ؟

ایسی ہی.... باتوں کی بناء پر تو عیسائی حضرات ان کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ وہی باتیں مسلمان علماء ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پرندے بھی خلق کئے ہیں یک نہ شد دو شد۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب ان کے خدا یا ایک چھوٹا خدا ہونے میں کیا فرق رہ گیا؟

اللہ تعالےٰ تو قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

قل اللہ خالق کل شئی وھو الواحد القھار

(سورۃ الرعد آیت ۱۷)

اس سے پہلے فرمایا:۔

ام جعلوا للہ شرکآء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم۔ کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک تجویز کئے ہیں جنہوں نے اس کی طرح کچھ مخلوق پیدا کی ہے جس کی وجہ سے اس کی اور دوسروں کی مخلوق ان کے لئے مشتبہ ہو گئی ہے؟

باوجود ان بین الفاظ کے یہ حضرات یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے کچھ پرندے ضرور بنائے تھے۔ ان حضرات نے انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر کے غلط معنے کر کے خدا ئے خالق کل شئی کے ساتھ حضرت عیسیٰ کو بھی ایک

چھوٹا خالق بنا رکھا ہے ؎

مولوی جی! کیا یہی توحید ہے ؛
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے ؛
ہے وہی اکثر پرندوں کا خدا
اس خدا دانی پہ تیری مرحبا

یہ حضرات جو اس قسم کی غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں قرآن مجید پر تدبر نہیں کرتے۔ اصول تفسیر سے بھی ناواقف ہوتے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ جس صورت میں خالقیت کی صفت محض ذات باری تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے تو پھر حضرت عیسےٰ کس طرح خالق بن گئے۔ یہ تو ان لوگوں کے عقائد کی تائید کرتا ہے جو ان کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں یعنے عیسائیوں کی ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میّت را

ان حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے کہ لفظ خلق کے معنے پیدا کرنے کے بھی ہیں اور اندازہ کرنے کے بھی۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آیا ہے انی اخلق لکم وہاں پیدا کرنے کے معنے نہیں ہوسکتے بلکہ اندازہ کرنے کے معنے ہو سکتے ہیں، مزید یقین کے لئے سلسلہ احمدیہ کی تفاسیر کا مطالعہ کریں۔ تخلیق ذات باری کے لئے مخصوص ہے۔ اور اس کے

خلاف عقیدہ رکھنا قرآن مجید کی تعلیم کی مخالفت کرنا اور مخالفین اسلام کے دین کی تقلید یا ان کی تائید و حمایت کرنا ہے۔ اور درحقیقت ایسے لوگ ہی اسلام کے لئے مارِ آستین کا حکم رکھتے ہیں اور ایسے لوگ ہی اسلام کے باغی ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کی طرف احیائے موتیٰ کے عقیدہ کا غلط انتساب

پھر اور سنئے ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردے زندہ کیا کرتے تھے۔ یہ ایک اور خدائی اختیار اور اقتدار ہے جو حضرت عیسیٰ کو دیا جاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سب نبیوں کے سردار تھے ان کو تو یہ اقتدار نہ دیا گیا مگر حضرت عیسیٰؑ کو دیا گیا۔ کیا یہ بھی دین نصاریٰ کی تائید و حمایت نہیں؟ فرمایئے کیا ان عقائد کے ساتھ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں اب تک زندہ موجود ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں آکر دنیا کی اصلاح کریں گے۔ ان عقائد کے ساتھ کہ وہ حوائج بشری کھانے پینے سے بے نیاز ہیں ان عقائد کے ساتھ کہ وہ خالق بھی تھے اور انہوں نے کچھ پرندے خلق بھی کئے۔

کیا ان عقائد کے ساتھ نصاریٰ میں تبلیغ اسلام کی جا سکتی ہے

ان عقائد کے ساتھ کہ حضرت عیسیٰ مُردے زندہ بھی کیا کرتے تھے۔ کیا ہم نصاریٰ

میں اسلام کی تبلیغ کر سکتے ہیں اور انہیں مسلمان بننے کی تحریک کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں وہ اسلام کی کیا فضیلت ہے جو ہم ان کے سامنے پیش کریں — اسلام کی وہ کونسی خوبی ہے جو ان کو اپیل کر سکے گی؟ وہ تو صاف کہدیں گے کہ پہلے ایسی ہستی پیش کرو جو مسیح کی سی خوبیوں کی حامل ہو۔ وہ تو صاف کہدیں گے کہ ہم تو صرف اسی کو مانیں گے جو اپنی طاقتوں میں بے مثل و بے نظیر ہے بلکہ جو خدائی کی طاقتوں کا مالک اور ان میں شریک ہے۔ وہ تمہارے اسلام کو دُور سے ہی سلام کریں گے اور کہدیں گے کہ مسیح جیسی مقتدر ہستی کو چھوڑ کر ہم کسی دوسری ہستی کے قائل نہیں ہو سکتے، یہ ہے حضرات آپ صاحبوں کے اعتقادات کا نتیجہ۔ کیا یہ اسلام دوستی ہے یا اسلام دشمنی؟ ایسے اعتقادات رکھنا جن سے اسلام کمتر اور کمزور اور مخالفین اسلام کا مذہب افضل اور اعلےٰ ثابت ہو۔ اسلام کے لئے مارِ آستین بننا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے مُردے زندہ کرنے کا مطلب

ہم ہرگز نہیں مانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے مردے زندہ کرتے تھے جن کی رُوح جسد عنصری سے پرواز کر گئی تھی بلکہ ہمارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مُردے زندہ کرنے کا مطلب صرف رُوحانی مُردے زندہ کرنا ہے یا ایسے مریض جو خطرناک طور پر بیمار ہوں اور بظاہر ان کی حالت یاس انگیز ہو

اور اللہ انہیں حضرت عیسیٰ کی دعا سے یا ان کے علاج سے شفا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے بطور اصول قرآن مجید میں فرمایا ہے

وحرام علیٰ قریۃ اھلکنٰھآ انھم لا یرجعون۔

مرے ہوئے دوبارہ اس دنیا میں نہیں بھیجے جاتے۔ لیکن یہ حضرات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ ایسے مردے زندہ کیا کرتے تھے جن کی روح جسد عنصری سے پرواز کر چکی ہوتی تھی نہ تو قرآن مجید پر تدبر کرتے ہیں اور نہ انہیں اصولِ تفسیر کا کچھ علم ہے اس لئے قرآن مجید کے مطالب سمجھنے میں غلطی کھاتے ہیں اور ایسے ایسے عقیدے گھڑتے ہیں جن سے اسلام کے نام پر حرف آ جاتا ہے اور اعدائے ملت کو حملہ کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کے معجزات کو ایسا رنگ دے دیا گیا ہے کہ جس سے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہ جاتا اور عیسائیت کے مقابلہ میں ایک عضو بیکار بن جاتا ہے۔ در حقیقت ایسے لوگ اسلام کے لئے مارِ آستین ہیں اور ایسے لوگ اسلام سے بغاوت کرنے والے ہیں وغیرہ

اے ناظرین با تمکین! یہ ایک مختصر خاکہ ہے ہمارے مخالفین کے اعتقادات کا۔ ہر ایک صاحبِ عقل و انصاف خود غور کرکے دیکھ لے کہ کیا ان عقائد کی رو سے خدا کی صفات پر، خدا کے کلام پر، خدا کے انبیاء پر زد نہیں آتی؟ یہ تو ایسے عقائد ہیں کہ ان سے

صریح اسلام سے بغاوت لازم آجاتی ہے اور اسلام دشمنوں کے ہاتھ میں ایک ادنیٰ شکار بن کر رہ جاتا ہے

حضرت مرزا صاحب کے احسانات

اور اگر ہمارے ہادی علیہ السلام نے ہمیں ہدایت نہ کی ہوتی تو ہمارے عقائد بھی یہی ہوتے وہ ہادی کون ہے جس نے ہمیں صحیح اعتقادات کی تلقین کی ان کا نام نامی اور اسم گرامی

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے

جن کو خدا نے اس صدی کا مجدد بنا کر بھیجا اور انہیں مسیح موعود اور مہدی معہود کا خطاب دیا۔ یہ اس محسن کا احسان ہے کہ اس نے اس زمانہ میں جب کہ ایمان ثریا پر اُڑ گیا تھا ہدایت کا رستہ بتایا اور جو غلطیاں ہمارے عقائد و اعمال میں پڑ گئی تھیں ان کو دفع کر کے اسلام کا اصلی چہرہ دکھایا۔ دین کی کشتی غرق ہو رہی تھی اس نے آ کر بچائی۔ دین موت کے منہ میں تھا اس نے نجات دلائی ایسے محسن سے منہ موڑ کر ہم کہاں جائیں ہمارے جسم کا بال بال شکر گذار ہے کہ اس نے ہمیں صحیح عقائد پر گامزن کیا اس نے ہمیں گناہوں کی زندگی سے نکالا۔ ہم سے بیعت توبہ لی اور قال اللہ اور قال الرسول پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کی۔ اس نے ہم سے خدمت خلق اور بالخصوص اہل اسلام کی خدمت کے لئے

عہد لیا۔ اس نے ہم کو تلقین کی کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں اور اشاعت و تبلیغ کی خدمت بجا لائیں۔ اس نے کوئی پیر خانہ یا گدی نہیں بنائی بلکہ اشاعت و تبلیغ دین کا ایک زبردست ادارہ قائم کیا اور ہمیں تعلیم دی کہ ہم اشاعت اسلام کے لئے اپنے اموال دیں اور اس کام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اس سے بڑھ کر اس کا کیا احسان ہوگا کہ اس نے ہمیں کام سپرد کیا جو بڑے بڑے انبیاء کے سپرد ہوتا رہا یعنی دعوت و تبلیغ حق کا کام۔ ہم کیا چیز تھے۔ اس نے ہمیں دنیا کا ہادی بنا دیا اس نے ذرّوں کو آفتاب بنا دیا۔ ہم جاہل تھے اس نے ہمیں علم و فضل کی خلعت سے سرفراز کیا۔ آج اس کی جماعت میں خدا کے فضل سے مفسّرین بھی ہیں۔ محدث بھی ہیں، فقیہہ بھی ہیں۔ مناظر اور مبلغ بھی ہیں، مفکر اور فلاسفر بھی ہیں۔ نہ صرف عربی اور فارسی کے فاضل بلکہ انگریزی کے فاضل عبرانی کے فاضل اور سنسکرت کے فاضل اور جرمن اور ڈچ زبان کے فاضل بھی ہیں۔ دنیا کی شاید ہی کوئی بڑی زبان ہو جس میں قرآن مجید کے تراجم نہ کئے گئے ہوں پھر بڑے بڑے ملکوں میں مساجد تعمیر کیں۔ ایک برلن کی مسجد ہی کو دیکھو کس قدر شاندار بنوائی ہے۔ اس کے مینار صرف احمدی مستورات کے زیورات سے بنے ہیں۔ جس قوم کی مستورات میں ایسا دینی جذبہ ہو۔ کیا کوئی قوم اس کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ آج دنیا کے تقریباً ہر ملک میں مرزا غلام احمد کے مبلغ دین حق کی تبلیغ میں مصروف ہیں کیا یہ کچھ کم کارنامہ ہے؟..

وہ کارنامہ ہے جو اب تک کسی سے عمل میں نہ آسکا تبھی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا ہے کہ اس امت کو کیا ڈر جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر پر مسیح ابن مریم۔

بتائیے ایسے محسن کا دامن ہم کس طرح چھوڑ دیں اور ایسے محسن کے شکر گذار نہ ہوں تو کیا کریں۔ اس نے ہمارے نفسوں کو پاک کیا۔ اور ہمیں ایسے نیک کام پر لگایا کہ دنیا کی قومیں اس پر رشک کرتی ہیں یقیناً وہ اسلام کا بہت بڑا محسن تھا۔

اس کو خدا نے آدم بھی کہا ہے یعنے اس سے ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اور وہ دور ہے جدید اسلامی لٹریچر کے ظہور کا وہ دور ہے ایک عظیم الشان تبلیغی نظام کے قیام کا جس سے ساری دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی منادی کی جاتی ہے اور اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھایا جاتا ہے۔ یہ سب اس مرد خدا کی قوت قدسی کا نتیجہ ہے جو سچا متبع ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سچا خادم ہے دین اسلام کا۔ علیہ الف الف تحیۃ والسلام۔

حضرت مسیح موعودؑ پر الوہیت اور ابنیت کا مدعی ہونے کا ناپاک الزام

حضرت نبی کریم صلعم پر بت پرستی کا الزام

ازمنۂ وسطیٰ میں یورپ نے جہاں اور بہت سی باتیں اسلام و بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کے خلاف افتراء کیں ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بت پرستی کی تعلیم دیتے تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جہالت اور کذب بیانی کی مثال اس سے بڑھ کر کہیں نہیں ملے گی۔ وہ شخص وہ فقید المثال شخص جو سطح ارض پر توحید باری تعالےٰ کا سب سے بڑا علمبردار تھا جس نے تمام دنیا میں توحید پھیلائی جس نے عرب و عجم سے اصنام پرستی کا قلع قمع کیا جس نے تمام قسم کی عناصر پرستیوں اور شرک کی تمام نجاستوں سے ربع مسکون کے ایک کثیر حصہ کو پاک و صاف کیا۔ اس کے متعلق ایسا قابل نفرت اور ناپاک افتراء! استغفر اللہ! استغفر اللہ۔

حضرت مسیح موعودؑ پر دعویٰ ابنیت و الوہیت کا افتراء

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس

روشنی کے زمانہ میں بھی اسی کے لگ بھگ کچھ کیفیت نظر آ رہی ہے اور افسوس پر افسوس اس بات کا ہے کہ وہ کیفیت خود ہمارے اندر پائی جاتی ہے۔ غیر کا کیا گلہ کریں اور دوسروں کا رونا کیا روئیں خود ہمارے ہادیان مذہب اور ہمارے علمائے کرام ہی اس افسوسناک کیفیت کے بانی نظر آتے ہیں حسرتا و احسرتا! آج ہمارے کانوں میں یہ آواز آ رہی ہے کہ مرزا صاحب نے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کیا تھا ع

بدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن

وہ شخص وہ عظیم الشان شخص جو کسر صلیب کے لئے مامور ہو کر آیا جو الوہیت و ابنیت کے عقائد باطلہ فاسدہ کی تردید و تغلیط اور تثلیث کی بجائے توحید قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوا۔ اسی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خود خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا مدعی تھا۔ ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبی ست

کیا ابنیت مسیح کی تردید کرنیوالا خود اس کا مدعی ہو سکتا ہے؟

ایھا الناظرین! ذرا چشم بصیرت کھولئے اور انصاف کیجئے کہ کیا وہ شخص جس کی بعثت کا مقصد وحید اور جس کا مشن اور منصب ہی الوہیت و ابنیت مسیح کا تار و پود بکھیرنا اور خدائے واحد و قہار کی توحید

اور اس کا جلال اور اس کی عظمت قائم کرنا تھا۔ اور جس نے اپنے عمل سے ایسا کر کے دکھا بھی دیا اور دنیا کے مذہب میں ایک انقلاب عظیم پیدا کیا۔ کیا اس کے لئے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ خود خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کرے؟ ایک طرف کسرِ صلیب کا دعوےٰ اور دوسری طرف خود خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا ادعا؟ کیا کبھی ضدین جمع ہو سکتی ہیں! اور کیا کبھی دو تلواریں ایک میان میں سما سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں اور وہ شخص نہایت احمق ہے جو ایسا خیال کرے۔ لیکن دنیا میں احمقوں اور مخبوط الحواسوں کی کمی نہیں۔

غلام کی نسبت آقا سے اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم المرتبت انسان کے لئے ایسی ایسی دور از قیاس اور ناممکن باتیں تصنیف کی جا سکتی ہیں تو حضرت مرزا صاحب بے چارے کس شمار میں ہیں۔ آپ تو حضور صلعم کے ایک خادم اور غلام ہی ہیں ایک سچے خادم اور سچے غلام کو اپنے آقا سے کچھ نہ کچھ نسبت تو ضرور ہونی چاہیئے دنیا خدا کے ماموروں اور برگزیدوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتی آئی ہے لیکن اس قسم کے الزامات اور اتہامات اور ظلم وستم سے ان بزرگوں کی شان میں کچھ کمی واقع نہیں ہو جاتی، بلکہ جوں جوں ان پر سختیاں کی جاتی ہیں اُن کے صبر کرنے پر خدا کے ہاں ان کے

مدارج بلند ہوتے ہیں۔ ونعم ما قال المسیح الموعود ۔

کس بچشم یار صدیقے نہ شد
تا بچشم غیر زندیقے نہ شد

دوستو! الزام کو مرزا صاحب کی کتابوں سے ثابت کرو۔ حضرت مرزا صاحب کی کتابیں اور آپ کی تعلیم دنیا سے ناپید نہیں ہو گئی۔ وہ بفضل خدا حرف بحرف محفوظ و مامون ہے۔ ان میں سے ایک لفظ ہی ایسا دکھاو جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ آپ نے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوے کیا تھا۔ مرزا غلام احمدؑ کو بدنام کرنے والو آؤ! ایک اسی بات پر ہمارا اور تمہارا فیصلہ ہو جائے۔ بتاؤ کس جگہ اور کونسی کتاب میں کس تحریر یا تقریر میں آپ نے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوے کیا ہے؟ دوسری کتابوں کو چھوڑ کر صرف کشتی نوح کو ہی لے لو جس میں آپ کی تعلیم موجود ہے یا کم از کم دس شرائط بیعت کو لے لو، سچے ہو تو بتاؤ کہاں آپ نے لکھا ہے کہ آپ خدا یا خدا کا بیٹا ہیں۔ اور کہاں آپ نے یہ تعلیم دی ہے کہ مجھے خدا یا خدا کا بیٹا مانو۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ آپ موحدین امت کے سرتاج اور اس زمانہ میں توحید کے سب سے بڑے علمبردار تھے۔ شرائط بیعت کی سب سے پہلی اور چوٹی کی شرط ہی یہ ہے کہ بیعت کرنے والا آخری دم تک ہر قسم کے

شرک سے اجتناب کرے گا اور قال اللہ وقال الرسول کو اپنا دستور العمل بنائے گا۔

توحید الٰہی کا عشق و ولولہ جس لطیف خلوص اور سوز و گداز سے آپ نے توحید الٰہی کا ذکر کیا ہے اسے دیکھ کر بڑے بڑے اہل اللہ اور صوفی دم بخود رہ جاتے ہیں۔ عشاق بارگاہ ربی وجد میں آجاتے ہیں جب آپ عشق و محبت الٰہیہ کی باتیں کرتے ہیں تو سننے والوں کے گریبان آنسوؤں سے تر ہو جاتے ہیں ایک صوفی نے تو مجھ سے بیان کیا کہ وہ مخالف تھا لیکن جب اس نے آئینہ کمالات اسلام کے ابتدائی اوراق جو بیان توحید سے مزین ہیں پڑھے تو وہ زمین پر ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تھا۔ یہ تو ایک مسلمان کا حال ہے ایک غیر مسلم لارڈ ہیڈلے جیسا شخص جب آپ کا فلسفہ اسلام پڑھتا ہے تو وہ تصویر حیرت بن جاتا ہے اور اسی عالم میں بول اٹھتا ہے۔۔ اخاہ! آج مجھے معلوم ہوا کہ اسلام سچا ہے۔

"زندہ خدا" کی اصطلاح حضرت مرزا صاحب نے قائم کی مرزا غلام احمد وہ پہلا شخص ہے جس نے "زندہ خدا" کی اصطلاح قائم کر کے دنیا کو اس خدا سے روشناس کرایا جو مختلف زمانوں میں بڑے بڑے نبیوں، اور

رسولوں پر ظاہر ہوتا رہا اور جو اپنی ازلی ابدی صفات میں ہمیشہ اور بے عدیل ہے۔

کشتی نوح کا ایک فقرہ

اللہ تعالیٰ کی تحمید و تقدیس اس کی عظمت و جلال اور توحید پر آپ نے جو کچھ لکھا وہ ہزاروں صفحات پر ممتد ہے۔ یہاں حسب ضرورت صرف ایک فقرہ آپ کی کتاب کشتی نوح سے نقل کرتا ہوں۔ طالبان حق سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:-

"پیروی کرنے کے لائق یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق کل خدا ہے۔ جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا۔"

(کشتی نوح ص۱۰)

اب بتائیے صاحبان! کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا اور کیا ایسی تعلیم دینے والا خود خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مخبوط الحواس کون ہے

عقل و فہم کے مدعیو! تم بڑے مزے لے کر مرزا کو کبھی کذاب اور کبھی مخبوط الحواس لکھتے ہو کیا تمہیں اپنی کذب بیانی اور مخبوط الحواسی کا بھی کچھ علم ہے؟ تم تو کہتے ہو کہ ہم نے مرزا کی ساری کتابیں

پڑھی ہیں۔ کیا ان کتابوں میں اور آپ کی تعلیمات میں تم کو یہ چھوٹا سا فقرہ کہیں نظر نہیں آیا؟ اگر تمہارے ہوش و حواس درست ہوتے یا تمہاری آنکھیں ہوتیں، تم عقل سے کام لیتے تو ضرور نظر آجاتا۔ لیکن بدحواسی کے عالم میں نہ تم عقل سے کام لیتے ہو اور نہ آنکھوں سے۔ جو شخص آفتاب نصف النہار کا انکار کر دے وہ لایعقل اور اندھا نہیں تو اور کیا ہے؟

توحید الٰہی کو دوبارہ قائم کرنیوالا شخص

سنو! اسلام کے اس انحطاط کے زمانہ میں جب ایمان ثریا پر اٹھ گیا تھا اور کفر و شرک انتہا کو پہنچ چکا تھا اور ایک دنیا الوہیت و ابنیت مسیح کے عمیق شرک میں غرق ہو چکی تھی ایسے زمانہ میں جس شخص نے علم توحید بلند کیا وہ مرزا غلام احمد ہی ہے جس شخص نے خدائے واحد و قہار کی عظمت اور اس کے جلال کی دنیا میں منادی کی اور نشانات ارضی و سماوی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید کو ثابت کیا۔ جس نے محض عوام کو ہی نہیں بلکہ تثلیث کے بڑے بڑے علمبرداروں اور بادشاہوں کو توحید کی دعوت دی اور جس کے نام لیوا اب تک کفر و شرک کے بڑے بڑے مراکز میں مشرک اقوام کو کلمہ توحید پڑھا رہے ہیں۔ وہ مرزا غلام احمد ہی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا ایسے شخص کے متعلق تم کہتے ہو کہ اس نے خود خدائی کا

دعوے کیا تھا یا وہ خدا کا بیٹا بنتا تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک

عیسائیوں سے بحث ومناظرہ

حضرت مرزا صاحب کی ساری عمر تو عیسائیوں سے لڑتے پھرتے گذری۔ جس کا ہمارے مخالفین کو بھی اعتراف ہے چنانچہ رنگون کے شیخ الجامعہ ایک جگہ اپنی فحش کلامی کو انتہاء پر پہنچانے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"...... ہوش وحواس کھو کر کبھی عیسائیوں سے
مرزا بھڑتے تھے اور کبھی مسلمانوں سے" (ص۹۸)

ماشاءاللہ! شیخ الجامعہ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کا عیسائیوں سے لڑنا بھڑنا یا بحث ومناظرہ کرنا ہوش وحواس کے کھوئے جانے کا نتیجہ تھا۔ شاید اسی وجہ سے شیخ الجامعہ صاحب عیسائیوں کی طرف رجوع نہیں فرماتے اور ان کا سارا زور قلم مرزائیوں کے خلاف ہی صرف ہوتا ہے۔ مناظرے تو تقریباً سب انبیاء اپنے اپنے مخالفین سے کرتے رہے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں سے مناظرہ کیا۔ اور امت کے اندر بھی بڑے بڑے علماء اور متکلمین مناظرہ کرتے رہے۔ مثلاً قریب کے زمانہ میں مولانا رحمت اللہ علی اور سید آل حسین کا نام لیا جاسکتا ہے کیا ان علمائے کرام کا عیسائیوں سے مناظرہ کرنا ان کے ہوش وحواس گم ہوجانے

کا نتیجہ تھا ۔ خیر یہاں اس سے بحث نہیں ۔ جہاں تک عیسائیوں سے لڑنے بھڑنے یا بحث مباحثہ کا سوال ہے وہ شیخ الجامعہ کو بھی مسلم ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب خود مدعی الوہیت و ابنیت تھے تو عیسائیوں سے کس طرح نبرد آزما ہو سکتے تھے عیسائی تو فوراً بول اٹھتے کہ اجی جناب ! آپ ہمیں کیا کہتے ہیں آپ کا اپنا دعویٰ خدائی کا اور خدا کا بیٹا ہونے کا ہے اگر مسیح خدا یا خدا کا بیٹا ہو گیا تو کیا یہ تعجب ہے لیکن عیسائیوں نے کبھی ایسا نہ کہا اور وہ ایسا کیونکر کہہ سکتے تھے جب وہ جانتے تھے کہ مرزا صاحب کا کوئی ایسا دعویٰ ہی نہیں عیسائی تو اس حقیقت کو سمجھتے تھے مگر ہمارے علمائے کرام پر یہ حقیقت واضح نہ ہوئی اور نہایت دلیری سے وہ بات کہہ دی جس کو صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے

کا فرشتا سا نزار خود لوی ست

برین مولویت بباید گریست

دوسری کتابوں کو چھوڑ کر ایک جنگ مقدس کو ہی لے لو جس میں عیسائیوں کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کے مناظرہ کی کیفیت درج ہے ۔ کیا اس میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ الوہیت و ابنیت کو پیش کیا ہے یا مسیح کی الوہیت و ابنیت کا قلع قمع کیا ہے ۔

حضرت مرزا صاحب کے پیدا کردہ ایمان کے ثمرات

ایسے حقائق کی موجودگی میں یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے خود خدا ہونے کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر حق سے بُعد اور خلاف واقعات ہے جو شخص مدت العمر کفار اور مشرکین کو توحید کے چشمہ کی طرف بلاتا رہا جس نے اپنے مریدوں کے دلوں میں خدا کا ایسا یقین اور ایسا ایمان پیدا کر دیا کہ وہ اس کے عاشق زار بن گئے۔ وہ توحید کے منار بن گئے انہوں نے خدائے واحد کی عبادت کے لئے کفرستانوں میں مسجدیں بنوائیں اور نہ صرف مردوں نے ہی بلکہ ان کی مستورات نے زیورات بیچ بیچ کر خانۂ خدا تعمیر کرائے۔ اور سینکڑوں ایسے تھے جو ولایت کے درجہ تک پہنچ گئے کیا ایسے ہی شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خود خدائی کا دعویدار تھا؟

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

حضرت مسیح اور آنحضرت صلعم کے متعلق مفتریات

لیکن اگر غور کیا جائے تو اس قسم کی مفتریات کوئی نئی بات نہیں۔ دنیا کے لوگ خدا کے مامورین اور برگزیدوں سے ایسا ہی سلوک کرتے آئے ہیں۔ یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کہا کہ:۔

"تو آدم زاد ہو کر ابن اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے"

اور خود ذات مقدس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہ صرف یہ افتراء کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ من ذالک بُت پرستی کی تعلیم دیتے تھے بلکہ آیات ید اللہ فوق ایدیھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ سے غلط استدلال کرتے ہوئے یہ افتراء بھی کیا گیا کہ نعوذ باللہ آپ خود خدا ہونیکا دعویٰ کرتے تھے۔ سارا قرآن مجید تو توحید توحید پکار رہا ہے اور ایک خدائے واحد و قہار اور ایک خالق ذوالجلال کی تعلیم سے بھرا ہوا ہے مگر ظاہر پرستوں نے ایک آدھ متشابہ آیت لیکر محض حماقت سے آپ کو خدائی کا دعویدار قرار دے دیا یہی حال ہم یہاں دیکھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی ساری کتابیں توحید کی تعلیم سے بھری پڑی ہیں۔ محض ایک الہام یا خواب کی بناء پر جو قابل تعبیر ہے آپ کو خدائی کا مدّعی قرار دیدیا فیا للعجب!!

حضرت مرزا صاحب کا ایک کشف اور شیخ الجامعہ کی مخشگوئی

شیخ الجامعہ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ و ۹۸ پر لکھتے ہیں:-

"اس کے بعد مرزا نے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا چنانچہ لکھتے ہیں رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت انی ھو فخلقت السموات والارض وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ ترجمہ میں نے

خواب میں دکھایا گیا کہ میں بعینہ اللہ ہوں اور یقین کیا کہ
میں وہی ہوں۔ پھر میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا
کیا اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے
زینت دی"۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۵۲)

پھر اس سے آگے اس فحشگوئی سے کام لیتے ہوئے جو شیخ الجامعہ کی
نمایاں خصوصیت ہے لکھتے ہیں :-

"خلاصہ یہ ہے کہ ۴۸ سال کی عمر میں ....[1] کی
فرقت اور رقیب کی وجہ سے ہوش و حواس
کھو کر کبھی عیسائیوں سے مرزا صاحب جھگڑتے تھے
اور کبھی مسلمانوں سے لڑتے تھے۔ اسی بدحواسی میں کبھی
مریم بنے۔ حاملہ بنے۔ عیسیٰ بنے۔ خدا کا بیٹا بنے
خود خدا بن بیٹھے بھلا ایسا مخبوط الحواس شخص پیغمبر بن
سکتا ہے"۔ وغیرہ وغیرہ من الھفوات (ص ۹۸)

ہم اس فحشگوئی کا جواب سوائے فلعنۃ اللہ علی الکاذبین کے
اور کیا عرض کریں اذا لم تستحی فافعل ما شئت ؎

دشنام اگر دہد سفیہے
چارہ نبود بجز شنیدن

---

[1] نقاط ہمارے ہیں۔ ناقل

گر پائے کسے سگے گزید
نتواں پائے سگے گزیدن

سابق مکذبین کی پیروی جھوٹے الزام اور جھوٹے اتہام لگانے والو اسُن رکھو، قسم ہے ربّ العزت کی کہ مرزا غلام احمدؐ کو سوائے خدا اور خدا کے رسُول کے اور کسی کا عشق نہ تھا چنانچہ فرماتے ہیں :-

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اگر آپ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب مخبوط الحواس ہیں تو اس کا کچھ افسوس نہیں آپ سے پہلے بھی خدا کے راستبازوں اور برگزیدوں کو لوگ دیوانہ اور مجنون کہتے آئے ہیں ۔ تشابھت قلوبھم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لتتبعن سنن من قبلکم تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے ۔ باقی رہا مریم اور حاملہ ہونے کا سوال سو اس کے متعلق ہم قرآن مجید اور کلام آئمہ دین سے ایسا دندان جواب دے چکے ہیں جس کی تردید جناب شیخ الجامعہ مع اپنے رفقا کے الی یوم القیامۃ نہیں ۔۔۔ کر سکتے ۔

خواب کا بیان دعوےٰ نہیں ہو سکتا قطع نظر ان سب باتوں کے یہاں سوال حضرت مرزا صاحب کا دعوے خدائی

کا ہے۔

شیخ الجامعہ نے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ خدائی کی بنیاد جس چیز پر رکھی ہے وہ ایک رؤیا ہے۔ ایک خواب ہے۔ حضرت نے خواب میں دیکھا کہ آپ خدا ہیں۔ حالانکہ خواب انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا کیا خواب میں خدا بن جانے سے آپ خدا ہو گئے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ کیا اس خواب کی بناء پر آپ نے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور لوگوں سے اپنی خدائی منوائی؟ براہ مہربانی آپ وہ دعوےٰ کہیں دکھائیں کہ مرزا صاحب کا وہ دعوےٰ کہاں ہے؟ اور کہاں لکھا ہے کہ "میں خدا ہوں اور مجھے خدا مانو" سوال تو دعوےٰ کا ہے نہ کہ خواب کا۔ شیخ الجامعہ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا وہ دعوےٰ کہاں ہے، اور اس کے کیا الفاظ ہیں۔ محض خواب بیان کر دینے سے تو دعوےٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مدعی صاف صاف لفظوں میں اعلان نہ کرے۔ براہِ مہربانی وہ اعلان آپ دکھلائیں۔ وہ کہاں ہے! کس جگہ ہے؟ کس کتاب میں ہے؟ خوب یاد رکھئے کہ ایسا دعوےٰ اور ایسا اعلان آپ الیٰ یوم القیامۃ نہیں دکھا سکتے۔ اور محض ایک خواب کی بناء پر آپ حضرت مرزا صاحب کو خدائی کا مدعی نہیں گردان سکتے۔

حضرت یوسفؑ کا خواب

اگر خواب کی بناء پر انسان مدعی گردانا جا سکتا ہے تو کیا کہیں گے، آپ حضرت

یوسف علیہ السلام کے متعلق جنہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی خواب اپنے والد سے بیان کی۔ اگر ان کا باپ شیخ الجامعہ جیسا ہوتا تو انہیں ڈانٹ پلا دیتا کہ جاؤ تم خدا ہونے کا دعوےٰ کرتے ہو، سجدہ تو خدا کے لیے ہے تم خدا بنتے ہو لیکن انکا باپ نعوذ باللہ کوئی کج فہم اور مخبوط الحواس شخص نہ تھا بلکہ خدا کا ایک برگزیدہ انسان تھا وہ خوب جانتا تھا کہ یہ ایک خواب ہے اور خواب قابلِ تعبیر ہوتا ہے۔

خدا بننے کے خواب کی تعبیر اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی بھی ایک خواب ہے اور تعبیر طلب ہے۔

اب ذرا کتُبِ تعبیر کو آپ اُٹھا کر دیکھیں ان میں کیا ہے۔ سب سے معتبر کتاب تعطیر الانام فی تعبیر المنام ہے۔ اس میں مرقوم ہے:

"من رای فی المنام انہ صار سبحانہ تعالیٰ
فسوف یھدی الی صراط المستقیم"
یعنے جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ خدا بن گیا ہے
تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اسے ہدایت کی
منزلِ مقصود پر پہنچا دے گا۔

یہ ہے حضرت مرزا صاحب کے خواب کی تعبیر۔ نہ کہ وہ جو آپ بوجہ عناد سمجھ بیٹھے ہیں۔

خواب تعبیر طلب ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسان ایسی خواب دیکھ سکتا ہے اور یہ اس سے مراد قرب خداوندی ہے نہ یہ کہ انسان خود خدا بن جاتا ہے یا ایسا خواب دیکھنے والے کو خدائی کا دعویدار قرار دیا جاسکتا ہے۔ فرمایئے شیخ الجامعہ صاحب! آپ کا ادعا کیا ہوا۔ جو خواب حضرت مرزا صاحب کی آپ نے بیان کی ہے اس سے تو خدائی کا دعوےٰ نہیں نکلتا اس سے کچھ اور ہی مطلب نکلتا ہے۔ آپ نے کس بناء پر مرزا صاحب پر خدائی کے دعوےٰ کا التزام لگا دیا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خواب میں انسان کا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ قدرت جو چاہے نظارہ دکھا دے۔ بظاہر ایک خواب کا نظارہ کچھ اور ہوتا ہے اور اس کی تعبیر کچھ اور۔ دیکھئے خلیفہ ہارون الرشید کی ملکہ زبیدہ نے خواب دیکھا کہ انسان اور چرند اور پرند اُن سے مباشرت کر رہے ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ فی الواقعہ ایسا ہوگا ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کی تعبیر نہر زبیدہ تھی جو انہوں نے کھدوائی اور جس سے انسان چرند و پرند سب فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اور سنئے۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی منتخب الکلام فی تفسیر الاحلام میں ہے:۔

وحکی ان رجلا رای فی منامہ کانہ بال
فی المحراب فسال معبراً فقال یولد لک

غلامًا یصیر اماماً یقتدی بہ۔ "حکایت ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ محراب میں پیشاب کر رہا ہے ایک معبّر سے اُس نے پوچھا اس نے کہا کہ تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو امام ہوگا اور اس کی اقتداء کی جائے گی"
(منتخب الکلام فی تعبیر الاحلام برحاشیہ تعطیر الانام صہ ۴۷)
(آئینۂ احمدیت صہ ۲۳)

اگر شیخ الجامعہ جیسے بزرگ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی جاتی تو وہ عصا لیکر مارنے کو دوڑتے کہ ارے احمق! ایسی گستاخی محراب میں پیشاب کرتے ہو۔ مگر خواب کی تعبیر دینے والا صاحب علم وعقل انسان تھا کوئی مخبوط الحواس یا کج فہم نہ تھا۔ اس لئے اس نے وہی تعبیر کی جو صحیح تھی۔

شیخ الجامعہ صاحب! جس طرح ہم نے پہلے چند ایک مطالبات آپ سے کئے ہیں یہ بھی ہمارا مطالبہ ہے کہ آپ حضرت مرزا صاحب کا وہ اعلان دکھائیں جو آپ نے رؤیا کی تعبیر کی بناء پر کیا کہ میں خدا ہوں۔ مگر یاد رکھیں کہ آپ الی یوم القیامۃ ایسا اعلان نہیں دکھا سکتے۔

آیئے اب آپ کو وہ تشریح سنائیں جو اس خواب کے | حضرت مرزا صاحب کی بیان کردہ تعبیر

دیکھنے والے نے خود کی ہے فرماتے ہیں:۔

"وما نعنی بھذہ الواقعۃ کما یعنی فی کتاب اصحاب وحدۃ الوجود وما نعنی بذالک ما ھو مذھب الحلولیین بل ھذہ الواقعۃ توافق حدیث النبی صلعم اعنی بذالک الحدیث البخاری فی بیان مرتبۃ قرب النوافل لعباد اللہ الصالحین۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۶)

یعنی میں اس خواب کے وہ معنے نہیں لیتا جو وحدت وجود کی کتب میں پائے جاتے ہیں اور نہ ہی وہ معنے لیتا ہوں جو حلولیوں کے مذہب میں لئے جاتے ہیں بلکہ اس واقعہ کا وہی مطلب ہے جو حدیث نبوی صلعم کا ہے یعنے بخاری کی اس حدیث کا جو صالح بندوں کے نوافل کے ذریعے قرب حاصل کرنے کے متعلق بیان کی گئی ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب کوئی صالح بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کے دوسرے اعضا ء

جوارح بن جاتا ہوں جن سے وہ نقل و حرکت کرتا اور
چلتا پھرتا ہے"۔

دیکھا جناب! یہ ہے مطلب اس خواب کا۔ اور دیکھا آپ نے توحید کے کس بلند مقام پر حضرت مرزا صاحب کھڑے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس خواب کا وہ مطلب نہیں ہے جو وحدت الوجود والے لیتے ہیں یا جو حلول کے قائل لیتے ہیں، جن کا عقیدہ ہے کہ خدا بندے میں حلول کر جاتا ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ اس کا وہی مطلب ہے جو قرب نوافل والی حدیث کا ہے غور فرمایا آپ نے؟ حضرت مرزا صاحب کتاب و سنت سے سرِ مو فرقِ انحراف نہیں کرتے اور قرآن و حدیث سے ایک انچ بھر ادھر اُدھر نہیں جاتے۔ اپنی خواب کو حدیث کے ماتحت اور تابع کیا ہے۔ یہ ہے اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر زمین و آسمان بنانے کے متعلق فرماتے ہیں:-

"ان ھذا الخلق الذی رایتہ اشارۃ الی
تائیدات سماویۃ و ارضیۃ۔ یعنے یہ زمین و
آسمان کو پیدا کرنا جو میں نے دیکھا اس سے تائیدات
سماوی و ارضی کی طرف اشارہ ہے"۔

اسی طرح آپ اپنی کتاب چشمۂ مسیح کے صفحہ ۳۵ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

" ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے نئی زمین و آسمان پیدا کیا اور پھر میں نے کہا کہ آؤ اب انسان پیدا کریں ...... اس کشف کا مطلب یہ تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر وہ تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے"

ایک جگہ عیسائیوں کو الزامی جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

" اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوعؑ کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہو سکتی ہے اور سب سے بڑھکر ہمارے سید و مولیٰ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ آپؐ کی وحی صرف یہی نہیں کہ جس نے تجھ سے بیعت کی اس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ بلکہ آپؐ کے ہر فعل کو اپنا فعل قرار دیا"

(کتاب البریہ صفحہ ۷۹)

اب غور فرمائیں صاحبان علم و عقل ! حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

" نعوذ باللہ میری خدائی "

گویا آپ دعویٰ خدائی سے خدا کی پناہ مانگ رہے ہیں

دعوے خدائی پر لعنت اور تبرّا بھیج رہے ہیں۔ غرض آپ نے اپنی خواب کی خود تشریح کر دی اور فرمایا کہ خدا بننے کا وہی مطلب ہے جو قرب نوافل والی حدیث کا ہے۔ اور زمین و آسمان پیدا کرنے کا مطلب ارضی و سماوی تائیدات ہے نعوذ باللہ کے الفاظ فرما کر خدائی کے دعوے سے کھلے طور پر برئیت ظاہر کی۔

اب آپ کیا فرماتے ہیں شیخ الجامعہ صاحب! جو عمارت آپ نے حضرت مرزا صاحب کو بدنام کرنے کے لئے کھڑی کی تھی وہ تو خود حضرت مرزا صاحب کے بیانات کے سامنے زمین بوس ہو گئی۔ آپ نے کس بل بوتے پر کہدیا تھا کہ مرزا صاحب نے خدا بننے کا دعوےٰ کیا۔ تعجب ہے کہ آپ لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کی صاف و صریح عبارات کیوں نظر نہیں آتیں۔ بات یہ ہے کہ جو کچھ بعض جہلا اور غیر ذمہ دار لوگوں نے لکھا ہے اس کو ہمارے علماء اُٹھا کر لکھ مارتے ہیں۔ نیت اچھی نہیں اس لئے دانستہ لوگوں کو بھکاتے ہیں اور پھر خواہ کتنی ہی بات غلط ہو اس پر اڑ جاتے ہیں۔ اُن کو لاکھ سمجھائیں ہرگز نہیں سمجھیں گے۔

منصور کا نعرہ انا الحق

حاصل کلام حضرت مرزا صاحب نے تو خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ آیئے آپ

کو بتائیں کہ خدائی کا دعوےٰ کرنے والے کون بزرگ ہیں۔ کیا ان پر بھی آپ کذاب اور کافر ہونے کا فتوےٰ لگائیں گے؟ سنئے جناب منصور سب سے بڑے بزرگ ہیں جن کا نعرہ انا الحق زبان زد خلائق ہے اور بچہ بچہ ان کو جانتا ہے۔ انہوں نے صاف لفظوں میں انا الحق کا نعرہ بلند کیا اس وقت کے شیخ الجامعہ نے تو انہیں سولی پر لٹکوا دیا تھا لیکن آج کا شیخ الجامعہ انہیں ایک بہت بڑا ولی یقین کرتا ہے یہ انقلاب کس طرح واقعہ ہو گیا۔ کیا اُس زمانہ میں انا الحق کے کچھ اور معنے تھے اور اب کچھ اور معنے ہو گئے؟ لفظ وہی ہیں تو معنی کس طرح بدل گئے؟ آج کہا جاتا ہے کہ منصور جس نے انا الحق کہا تھا سچا تھا۔ مفتیوں کی غلطی تھی جنہوں نے اسے کافر ٹھہرا کر شہید کرا دیا۔

حضرت مرزا صاحب نے ایسا نعرہ نہیں لگایا

لیکن حضرت مرزا صاحب تو اپنے متعلق کبھی ایسا لفظ زبان پر نہیں لائے۔ آپ ان کو خدائی کا مدعی قرار دیتے ہیں کہ کس طرح کافر و کذاب کا خطاب دے رہے ہیں۔ یہ تعجب ہے کہ جو شخص صاف لفظوں میں اپنے متعلق انا الحق کہتا ہے۔ وہ تو ولی بن گیا اور جو ایک بھی ایسا لفظ زبان پر نہیں لاتا بلکہ اس لفظ سے "نعوذ باللہ" کہہ کر اپنی بریت ظاہر کرتا ہے اسکو

خدائی کا مدعی کہا جاتا اور کافر اور کذاب ٹھہرایا جاتا ہے ع

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

بایزید بسطامیؒ کا نعرہ

اُمتِ محمدیہ میں صرف منصورؒ ہی نے اَنَا الحق کا نعرہ نہیں لگایا اور بھی بزرگ ایسے ہیں، جنہوں نے یہی نعرہ لگایا اور اس قسم کے الفاظ اپنے متعلق استعمال کئے جو خدائی پر دلالت کرتے تھے۔ اس کے لئے تذکرۃ الاولیاء کا مطالعہ کرنا چاہیئے حضرت بایزید بسطامی ایک مسلم ولی اللہ گذرے ہیں وہ فرماتے ہیں:۔

"میرا نشان محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان سے بہت اُونچا ہے۔ سبحانی ما اعظم شانی

(تذکرۃ الاولیاء فارسی صفحہ ۱۲۷)

پھر تحریر فرماتے ہیں:۔

"میری صفتیں غیب در غیب ہیں۔ پس جو ایسا ہو وہ کیونکر کوئی شخص ہو سکتا ہے بلکہ وہ زبان حق ہی ہے اور بولنے والا حق ہوتا ہے۔ بے نطق وبے سمع وبے بصر اسی واسطے خدا بایزید کی زبان پر گفتگو کرتا ہے"

مجدد الف ثانی کا کلام

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک آدھ فقرہ سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:۔

"میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا قائم مقام ہے۔ سبحانہ، پس میں محمد رسول اللہ کا مرید بھی ہوں اور ان کا پیر بھائی بھی"
(مکتوبات مجدد الف ثانی جلد سوم مکتوب ۸۷)

حضرت پیران پیر کا ایک شعر حضرت پیرانِ پیر سید عبد القادر جیلانی رح کا ایک آدھ شعر بھی سن لیجئے، فرماتے ہیں:—

انا الواحد الفرد الکبیر بذاتہ
انا الواصف الموصوف علم طریقتی

میں ہی وہ واحد اور فرد کبیر بذات خود ہوں
میں ہی واصف اور میں ہی موصوف اور اپنے طریقے کا نشان ہوں۔

ملکت بلاد اللہ شرقاً و غرباً
وان شئت لافنیت الانام بلحظتی

خدا کے مشرقی اور مغربی ممالک کا میں مالک ہوں اور اگر میں چاہوں تو تمام لوگوں کو ایک لحظہ میں فنا کر دوں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا دعویٰ انا الحق آپ ہندوستان کے رب سے

بڑے ولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کا دعویٰ انا الحق بھی سن لیجئے، فرماتے ہیں :۔

"من نمی گویم انا الحق یار میگوید بگو
چوں نہ گویم چوں مرا دلدار میگوید بگو
آنچہ نتواں گفت اندر صومعہ با زاہداں
بے تحاشا بر سر بازار میگوید بگو
گفتمش رازے کہ دارم با کہ گویم در جہاں
نیست محرم با در و دیوار میگوید بگو
آتشِ عشق از درختِ جانِ من بر زد علم
ہرچہ با موسٰے بگفت آں یار میگوید بگو
اے صبا گر پرسدت کز ما چہ میگوید معین
ایں دوئی را از میاں بردار میگوید بگو

کیا ان اشعار میں حضرت معین الدین چشتی نے صاف لفظوں میں انا الحق کا نعرہ نہیں لگایا بلکہ لکھا ہے کہ خدا نے مجھے کہا کہ میں انا الحق کا نعرہ لگاؤں۔

ان بزرگوں کو کیا کہیں اب کیا فرماتے ہیں ہمارے بزرگ شیخ الجامعہ۔ بزرگانِ سلف کے آپ نے دعاوی انا الحق ہونے کے دیکھ لئے اب فرمایئے کہ کیا یہ سچے تھے تو پھر آپ کو دوسروں پہ زبان طعن کھولنے

کا کیا حق ہے؟ ع

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

پہلے آپ اپنے گھر کی خبر لیں، دوسروں کی آنکھ کا تنکا آپ کو نظر آجاتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا؟ مرزا صاحب نے تو کہیں انا الحق کا نعرہ نہیں لگایا۔ مرزا صاحب نے تو محض ایک خواب ہی دیکھی تھی اور اس خواب کی تعبیر بھی بتا دی کہ اس کا مطلب وہی ہے جو حدیث میں قرب نوافل کا ہے اس طرح سے اپنی خواب کو شریعت کے ماتحت کر دیا۔ لیکن بزرگوں نے تو اپنے کلمات کی کوئی تعبیر نہ کی، باوجود اس کے وہ سب آپ کے اور ہمارے مسلمہ بزرگ اور اولیاء اللہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر ان بزرگوں کے نعرے حقیقت پر مبنی ہیں تو کیا آپ ان کو خدا ماننے پر تیار ہیں؟ اور اگر صحیح نہیں تو بسم اللہ ان پر فتویٰ دیں جو ایسے مدعیوں کے متعلق دیا جاسکتا ہے۔ مرزا صاحب نے تو باوجود اس کے کہ انہوں نے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا تھا اور انا الحق کا کبھی نام تک بھی نہ لیا تھا ان کو آپ نے خدائی کا مدعی قرار دے دیا۔ اور جو لوگ صریح الفاظ میں انا الحق انا الحق پکار رہے ہیں ان کو آپ ولی اور خدا رسیدہ مانتے ہیں۔

تلك اذا قسمة ضيزى۔

کن فیکون کے اختیارات کا الزام

آپ نے الہام انما امرک اذا اردت شیئاً ان یکون له کن فیکون۔ پر اعتراض کیا ہے کہ اس میں مرزا نے خدا کی شان کن فیکونیت کا اپنے اندر پائے جانے کا دعویٰ کیا ہے اور اس کا ترجمہ کیا ہے اے مرزا تیری یہ شان ہے کہ تو جس چیز کو کہہ دے کہ ہو وہ ہو جاتی ہے۔ الہام میں تو اے مرزا کے الفاظ کہیں نہیں۔ مگر آپ نے اپنے پاس سے ہی یہ الفاظ لگا دیئے ہیں تاکہ تحریف کا حق ادا ہو جائے۔ اجی حضرت! یہ خدا کا کلام بندے کی طرف سے ہے۔ جیسا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس سے پہلے قل کا لفظ محذوف سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی قل کو محذوف سمجھ لیجئے۔ بس اب کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کہو انما امرک اذا۔ الخ حضرت مرزا صاحب نے کبھی ایسا دعوے نہیں کیا کہ انہیں کن فیکون کے اختیارات حاصل ہیں۔

انت منی بمنزلۃ ولدی کا الہام

پھر دعوے ابنیت کے ثبوت میں آپ نے حضرت صاحب کا یہ الہام لکھا ہے انت منی بمنزلۃ ولدی۔ یہ بھی آپ کی صریح غلط فہمی ہے۔ کیونکہ جہاں حضرت نے یہ الہام

لکھے ہیں وہاں یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ خدا بیٹے اور بیٹیوں سے پاک ہے۔ یہ کلام متشابہ ہے اور قابل تاویل یعنی اس سے مقصد محض اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کا پیار ہے ولاغیر۔ یہ کلام بطور مجاز ہے۔ حقیقی معنے اس میں نہیں پائے جاتے۔ شیخ الجامعہ صاحب مکرم! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بطور مجاز یا استعارہ خدا کا کسی کو بیٹا کہنا جائز ہی نہیں، بلکہ فصیح استعارہ ہے انہی مجازی معنوں میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو ابن اللہ کہا تھا اور یہود نے شور مچایا کہ یہ آدم زاد ہو کر ابن اللہ ہونے کا جھوٹا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور عیسائی حضرات نے اس کو حقیقت پر محمول کر کے حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا قرار دیدیا۔

قرآن میں ابن اللہ کا مجازی استعمال

اسی طرح آج ہمارے علمائے کرام حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کو جو بطور مجاز ہے حقیقی معنے دے کر آپ کو ابنیّت کا مُدعی قرار دے رہے ہیں حالانکہ اورتو اور خود قرآن مجید میں یہ لفظ بطور مجاز خدا کے مقرب بندوں کے لئے استعمال ہوا ہے چنانچہ سورۃ مائدہ میں ہے وقالت الیھود والنصارٰی نحن ابناء اللّٰہ واحباءہ یعنے یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اب ذرا تفاسیر کو اٹھا کر دیکھئے۔ ان میں کیا لکھا ہے۔ بیضاوی میں ہے :-

او المقربون عندہ کقرب الاولاد من والدھم یعنے ابناء اللہ کے یہ معنے ہیں کہ ہم اللہ کے حضور میں ایسے مقرب ہیں جیسے اولاد کی قربت اُن کے والد سے ہوتی ہے۔ اور تفسیر کبیر میں اس کی مزید تشریح اس طرح سے ہے:-

"ان لفظ الابن کما یطلق علی ابن الصلب فقد یطلق علی من یتخذ ابناء واتخاذہ ابنا بمعنی تخصیصہ بمزید الشفقۃ والمحبۃ فالقوم ادعوان عنایت اللہ بھم اشد واکمل عنایتہ بکل ما سواھم لاجرم عبر اللہ تعالیٰ عن دعوتھم انھم ابناء اللہ۔ یعنے اس لفظ کا اطلاق جس طرح صلبی بیٹے پر ہوتا ہے اسی طرح اس پر بھی ہوتا ہے جو بیٹا بنایا جائے اور کسی کو بیٹا اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اس کو زیادہ شفقت، اور محبت سے مخصوص کیا جاتا ہے۔ پس یہود و نصارے نے جب دعوے کیا کہ اللہ تعالے کا فضل اور عنایت اُن کے ساتھ اوروں کی نسبت زیادہ اور کامل ہے تو اللہ تعالے نے اُن کے دعوے کو ان الفاظ سے تعبیر کیا کہ وہ ابناء اللہ ہیں"

میرے مکرم دوست! کیا آپ سمجھے کہ ابن اللہ کے کیا معنے ہوتے ہیں۔ اگر اعتراض کرنے سے پہلے ذرا آپ تفاسیر پر نظر ڈال لیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ لوگ کیا کہیں گے کہ آپ کو ابن اللہ کے معنے بھی نہیں آتے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ابن اللہ کا لفظ کلام الٰہی میں بطور مجاز بھی استعمال ہوتا ہے۔ تفسیر کبیر میں صاف لکھا ہے کہ

"یہود و نصاریٰ نے تو خود ابناء اللہ ہونے کا دعوے نہ کرتے تھے وہ محض یہ کہتے تھے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی عنایات اور اس کی شفقت اور محبت کے لئے مخصوص ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے اس دعوے شفقت و محبت کو ابناء اللہ کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔"

پس جب خود اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لئے ابناء اللہ یا ابن کا لفظ مجازاً استعمال کرتا ہے تو کون ہے جو اس کو ناجائز قرار دے؟ اور اور جس صورت میں خود صاحب الہام نے لکھ دیا ہے کہ یہ لفظ بطور مجاز استعمال ہوا ہے تو پھر کسی معترض کا کیا حق ہے کہ وہ اسکو ناجائز کہے اور اس سے حقیقی ابنیت کا مفہوم نکالے۔ ع

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست

صوفیا میں خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ

غرض حضرت مرزا صاحب نے تو خدا تعالےٰ کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا البتہ حضرات صوفیا اور اولیا کرام کو خدا کے بیٹے ہونے کا دعوےٰ ضرور ہے۔ مثنوی میں حضرت مولانا نے روم فرماتے ہیں ؎

گفت اطفالِ حق اند این اولیاء
در غریبی فرد از کار و گیاہ

اولیاء اطفالِ حق اند اے پسر
غائبی و حاضری بس باخبر

برتر اند از عرش و کرسی و خلا
ساکنانِ مقعد صدق و صفا

اولیاء را ہست قدرت از اللہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

تو ہمیدانی یحبونہ و لا یحبونہ
خود ہمیدانی کہ حوری یا عجوزہ

کیوں صاحب ملاحظہ فرمایا جناب نے؟ کیسے صاف الفاظ ہیں، اولیاء کو خدا کے بیٹے قرار دیا گیا ہے۔ اور حاضر و غائب باخبر اور عرش و کرسی سے برتر اور اعلےٰ ظاہر کیا گیا ہے اور ان کے لئے اس قدر قدرت کو تسلیم کیا ہے کہ وہ کمان سے نکلے

ہوئے تیر کو بھی واپس لے آتے ہیں۔ اور آخر میں ان باتوں پر معترض ہونے والوں کو زجر و توبیخ کی ہے کہ تم اس گروہ پر تو اعتراض کرتے ہو اور تمہیں اتنا علم نہیں ہے کہ تم خود کیا ہو مرد ہو یا کوئی بوڑھی عورت؟ یعنے خود تمہارے اندر کوئی خوبی بھی ہے، یا نقص ہی نقص ہیں۔

ان لوگوں پر کیا فتویٰ ہے اب ہمارا شیخ الجامعہ صاحب سے سوال ہے کہ وہ حضرت مولانا رُوم رحمۃ جیسے ولی اللہ کے ارشاد کے مطابق کیا اولیاء اللہ کو خدا کے بیٹے ماننے پر تیار ہیں؟ کیا ان کو فی الواقعہ خدا کا بیٹا مانتے ہیں؟ اگر مانتے ہیں تو پھر ان کو دوسروں پر اعتراض کا کوئی حق حاصل نہیں اور اگر نہیں مانتے تو پھر ان کے نزدیک ایسا دعوے کرنے والوں کے متعلق ان کا کیا فتوٰے ہے کیا وہی فتوٰے جو وہ حضرت مرزا صاحب پر لگاتے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو بسم اللہ ذرا ہمت کریں اور اپنے قلم سے ایسا فتوٰے تحریر کر کے مشتہر کر دیں۔ یہ تو کوئی انصاف نہیں کہ زید ایک بات کہے تو وہ گردن زدنی قرار پائے اور اگر بکر وہی بات کہے تو اسے حق و صداقت پر مبنی تسلیم کیا جائے۔ شیخ الجامعہ آپکا اعتراض حضرت مرزا صاحب پر نہیں بلکہ بڑے بڑے برگزیدگان خدا پر پڑے گا۔ آپ اپنے ہاتھوں سے ذلت اور رسوائی

کا سامان مہیا کر رہے ہیں ؎

گر کنی تف سوئے روئے خود کنی
ور زنی بر آئینہ بر خود کنی
ور بہ بینی روئے زشت آنہم توئی
ور بہ بینی عیسیٰ مریم توئی

حضرت مسیح موعودؑ پر دیوانہ ہونے کا الزام

دیوانوں کا فرزانوں پر الزام دیوانگی

تقسیم ملک کے بعد جو خون خرابہ وقوع میں آیا۔ وہ تاریخ عالم میں نظیر نہیں رکھتا۔ کئی دن تک کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ ہندو مسلمانوں کو اور مسلمان ہندوؤں کو موت کے گھاٹ اتارتے رہے۔ بڑے بڑے عالیشان مکانات جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے گلی کوچے لاشوں سے پٹ گئے۔ مال و جان کا وہ اتلاف ہوا کہ توبہ ہی بھلی۔ ہوتے ہوتے یہ متوحش خبریں پاگل خانے میں بھی پہنچ گئیں۔ اور پاگل حضرات کی گفتگو کا موضوع بن گئیں وہ آپس میں باتیں کرتے اور کہتے تھے :۔

"کیا یہ شہر والے پاگل ہو گئے ہیں کہ ایک
دوسرے کا خون بہا رہے ہیں؟"

کیا خوب! دوسروں کو تو پاگل بتا رہے ہیں اور اپنی خبر نہیں کہ حضور والا خود کیا ہیں۔ یہی حال ہمارے مخالفین کا ہے۔ ماشاء اللہ خود تو عقل سلیم سے بے بہرہ ہیں اور حضرت مرزا صاحب جیسے بزرگ باہوش بزرگ کے متعلق جو سو

عالمِ علمِ لُدنّی دانش آموزِ جہاں
عقلِ دُور اندیش علم و فضل کا گنجینہ دار

کا مصداق ہے کہتے ہیں کہ مخبوط الحواس اور جنونی تھا ع
بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

حضرت نبی کریم صلعم پر دیوانگی کا الزام لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں۔ خدا کے مقرب نبیوں اور رسولوں کو دنیا کے لوگ پاگل اور دیوانہ کہتے رہے۔ حتّٰی کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم الشان ہستی کو جو ؂

شُد عیاں از وے علیٰ وجہ الاتم
جوہرِ انساں کہ بود آں مضمر سے

کا مصداق ہے۔ جو انک لعلیٰ خلق عظیم کے بلند مقام پر فائز اور جو سید ولدِ آدم اور متمم مکارم اخلاق ہے دنیا کے لوگ دیوانہ کہنے سے نہ رکے۔ تا بہ دیگراں چہ رسد ابولہب کا تو تکیہ کلام ہی یہ تھا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو میرا بھتیجا مگر پاگل ہو گیا ہے (نعوذ باللہ من ذالک)

حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ انقلاب لیکن آخر واقعات نے ظاہر کر دیا کہ جس شخص کو دیوانہ کہا جاتا تھا وہ اس قدر دانا ثابت ہوا کہ سب داناؤں کی

داناییاں اس کے سامنے گرد ہو کر رہ گئیں اور اس نے ایک ایسا
انقلاب پیدا کر دیا کہ دنیا نقشِ حیرت بن گئی ؎

یک طرف حیراں اند وشاہانِ وقت
یک طرف مبہوت ہر دانشورے

کیا ایک دیوانے سے توقع ہو سکتی ہے کہ وہ کوئی انقلاب پیدا کر کے دکھائے ہرگز نہیں انقلاب تو بڑی چیز ہے اس سے تو کوئی مفید اور نتیجہ خیز کام بھی ظہور میں نہیں آسکتا۔ کیا کسی دیوانے کی مثال پیش کر سکتے ہو جس نے دین کا یا دنیا کا کوئی نافع کام سرانجام دیا ہو۔ ہرگز نہیں۔ اور بفحوائے ن والقلم وما یسطرون ما انت بنعمت ربک بمجنون جوں جوں علوم دنیا میں اشاعت پذیر ہونگے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی صداقت اور حضور کے علم و حکمت کا آفتاب روشن سے روشن تر ہوتا جائے گا۔

حضرت مرزا صاحب پر دیوانگی کا الزام

آج ہمارے علمائے کرام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے خادم حضرت مسیح موعودؑ کو مخبوط الحواس۔ دیوانہ اور پاگل کہہ کہہ کر خوش ہو رہے ہیں، اور بزعم خود سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بہت بڑا تیر مار لیا ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ تو سنتِ قدیمہ ہے کہ مامورین اور مصلحین کو

دنیا کے لوگ دیوانہ اور پاگل کہتے رہے اس سے تو حضرت مرزا صاحب کا کاذب ہونا نہیں بلکہ صادق ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دیکھو خدا کی شان! دشمن اپنے ہاتھوں حضور کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہے۔ اور جس بات کو وہ بزعم خود حضرت مرزا صاحب کے کذب کی دلیل سمجھتا ہے وہی بات آپ کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچا رہی ہے ؂

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

دیوانہ کون اور دانا کون؟

دوستو! کیا تم حضرت مرزا صاحب کو پاگل اور دیوانہ کہکر بدنام اور ذلیل کرنا چاہتے ہو یاد رکھو تمہاری یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔ نہ پہلے مصلحین و ماموریں کا ان الفاظ سے کچھ بگڑا اور نہ مرزا صاحب کا کچھ بگڑ جائے گا۔ بلکہ تمہیں اپنی حالت پر غور کرنا چاہئیے کہ تم کن لوگوں سے اپنی مماثلت قائم کر رہے ہو؟ کیا ان سے جو تم سے پہلے خدا کے برگزیدوں کو پاگل اور دیوانہ کہتے رہے؟ اگر اس پاک گروہ کی معیت میں تم حضرت مرزا صاحب کو دیوانہ کہنا چاہتے ہو تو بسم اللہ۔ چشم ما روشن دل ما شاد بڑی خوشی سے حضرت مرزا صاحب کو دیوانہ کہو۔ لیکن آخر واقعات خود شہادت دیں گے کہ بایکم المفتون؟ دیوانہ کون ہے اور دانا کون!

قادیان کا دیوانہ دعوت اِلیٰ اللہ کا پیغام دیتا ہے

آیئے ذرا دیکھیں یہ دیوانہ کہتا کیا ہے؟ اس حقیقت سے ہر چھوٹا بڑا واقف ہے کہ یہ انتہائی مادیت کا زمانہ ہے قلوب پر مادیت کی حکومت مسلط ہے۔ دنیاوی عزت و وجاہت اور دنیاوی زر و دولت اقوامِ عالم کا نصب العین بنا ہوا ہے آہ خدا اور خدا کی حکومت دلوں سے اُٹھ گئی مادی ترقی کے ساتھ ساتھ تعیش نفس کے رستے کھل گئے۔ لوگ خدا سے بیگانہ ہو گئے۔ ہاں بعض سعید روحیں ایسی بھی تھیں جو زمانے کا یہ نقشہ دیکھکر دل ہی دل میں کڑھتی تھیں مگر بے بس بے چین کچھ نہ کرسکتی تھیں۔ اصلاح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی جن دلوں سے خدا اور اس کی حکومت نکل چکی ہو ان میں دوبارہ خدا کی حکومت قائم کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اسی اثنا میں ایک پُرشوکت آواز قادیان کے ایک گاؤں سے اُٹھی کہ اے خدا کے بندو! میں تمہارے لئے اپنے سینے میں محبت اور رحم کے جذبات لے کر آیا ہوں، اور

"میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے سونے کی ایک کان نکالی ہے۔ مجھے جواہرات کے ایک معدن پر اطلاع ہوئی ہے۔ اور خوش قسمتی سے مجھے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے تمام بنی نوع بھائیوں

پر تقسیم کروں تو رب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت
مند ہو جائیں گے۔ جس کے پاس آج دنیا میں سب سے
بڑھ کر سونا اور چاندی ہے وہ ہیرا کیا ہے

سچّا خُدا

اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچّا ایمان اس پر لانا
اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا
اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت
پاکر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم
رکھوں" (اربعین ۱/۲)

اے صاحبان عقل و ہوش۔ کیا آپ نے قادیان کے دیوانے کی
بات سنی؟ اس پر ہماری کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ایک
عقلمند خود دیکھ سکتا ہے کہ یہ شخص اسی قسم کا دیوانہ ہے جس طرح
اس سے پہلے بڑے بڑے داعی الی اللہ اور مصلحین عالم ہو
گذرے ہیں۔ پھر اور سنئے فرماتے ہیں:۔

"کیا بد بخت ہے وہ انسان جس کو اب تک پتہ نہیں
کہ اس کا ایک خدا ہے۔ جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا
بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے
خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی

اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ
جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے
لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے ملے۔ اے
محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے
گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا
کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھاؤں اور
کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا
یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے علاج
کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"۔

صاحبان! دیکھا آپ نے یہ دیوانہ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ خدا خدا کہہ رہا ہے۔ یہ خدا کی منادی کر رہا ہے۔ یہ خدا کی طرف لوگوں کو بُلا رہا ہے یہ تو ففروا الی اللّٰہ کا قرآنی حکم سُنا رہا ہے کیا اس کو دیوانگی کہا جا سکتا ہے؟ کیا دیوانے ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں؟ پھر کیا وہ اپنے نفس کے لئے کچھ چاہتا ہے! کیا کسی نفسانی غرض نے اس کو بے چین کیا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں اس کے اندر سے خدا بول رہا ہے۔ خدا کا ایک نہایت گہرا نقش اس کے دل و دماغ پر کندہ ہے۔ وہ خدا سے دُور رہنے والوں کو خدا کی دعوت دے رہا ہے۔ وہ بہت بے چین اور مضطرب ہے کہ کسی طرح لوگ اپنے مالک اپنے خالق

اپنے خدا سے پیوند جوڑیں مخلوق خدا کی ہمدردی کا بے پناہ جذبہ اس کو ماہئ بے آب کی طرح تڑپا رہا ہے - یہ تو وہی آواز ہے جو خدا کے بڑے بڑے نبی اور رسول بلند کیا کرتے رہے ہیں۔ یہ اسی قسم کا دیوانہ ہے جیسے اس سے پہلے خدا کی طرف سے اس کا نام کو بلند کرنے کے لئے آتے رہے ہیں۔ قادیان کا دیوانہ خوب جانتا تھا کہ خدا کا انکار ہی سب خرابیوں کی جڑ ہے - جب تک خدا پر ایمان پیدا نہیں ہوگا کوئی اصلاح کارگر نہیں ہو سکتی - خدا پر ایمان ہی سرچشمہ ہے تمام نیکیوں کا اور تمام اخلاق فاضلہ کا اس دیوانے نے اصل مرض کی تشخیص کرلی اور اس کے لئے علاج بھی تجویز کر دیا - دوستو! آپ نے دیوانے تو کئی دیکھے ہوں گے ان کی بڑیں بھی سنی ہوں گی کیا کبھی ایسا دیوانہ بھی آپ نے دیکھا ہے جو خدا کی طرف بلاتے - جو داعی الی اللہ ہو، اور خدا کی عزت اور اس کا جلال لوگوں کے دلوں میں بٹھائے ایسے دیوانے پر ہزاروں دانائیاں نثار اور لاکھوں عقلمندیاں قربان - اگر دعوت الی اللہ کرنے والے دیوانے ہی ہوتے ہیں تو میرزا صاحب فی الواقعہ بہت بڑے دیوانے تھے - اور ایک لحاظ سے وہ دیوانے ہی تھے - وہ اپنے خدا کے عشق کا دیوانہ تھا - وہ اپنے رسول کے عشق میں دیوانہ تھا - وہ اسلام کا دیوانہ تھا - اسی دیوانگی نے اس کو داناؤں کا دانا اور عقلمندوں کا

عقلمند بنا دیا ونعم ما قال المسیح الموعود :۔

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

قادیان کا دیوانہ خدا کا مشاہدہ اور تجربہ کراتا ہے

اس حقیقت سے ہر چھوٹا بڑا واقف ہے کہ یہ سائنس کے عروج کا زمانہ ہے طبائع سائنس کے رنگ میں رنگین اور ہر چیز کو سائنس کے معیار سے پرکھتی ہیں۔ جس چیز کو سائنس قبول کرے وہ مقبول اور جس کو سائنس رد کرے وہ مردود۔ دلائل بھی بہت بڑی چیز ہیں اور دلائل سے بڑے بڑے حقائق کھلتے ہیں۔ اور دلائل کے سامنے عقلمند سر جھکا دیتے ہیں لیکن فلسفیانہ دلائل کو سائنس خاطر میں نہیں لاتی۔ وہ تجربہ اور مشاہدہ کی طالب ہے۔ فلسفیانہ دلائل اس حد تک تو رہنمائی کر سکتے ہیں کہ اس کائنات کا کوئی خالق ہونا چاہیئے لیکن یہ یقین کہ وہ فی الواقعہ ہے بھی۔ ظاہری دلائل پیدا نہیں کر سکتے۔ سائنس کا مطالبہ تجربے اور مشاہدے کا ہے۔ وہ بغیر تجربہ اور مشاہدہ کے خدا کی ہستی کو نہیں مان سکتی۔ یہ تجربہ اور مشاہدہ کہاں سے لایا جائے۔ کیوں علمائے عصر! کیوں فقہائے زمان! اس کا کیا جواب ہے؟ کیوں سجادہ نشینو! تم بڑے بڑے بزرگوں کی گدی پہ بیٹھے ہو۔ تم زبدۃ العارفین اور قدوۃ السالکین بنے ہوئے

بتائیں کہ اس مطالبہ کا کیا جواب ہے؟ دوستو! دنیا کے اس کنارے سے اس کنارے تک پھر جاؤ تم کو اس کا جواب کہیں نہیں ملے گا اگر ملے گا تو اسی قادیان کے دیوانے سے ملے گا۔ جس نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ :-

"خدا وہ خدا جو ورا الورا ہے۔ جو نہاں در نہاں ہے جو نہاں در نہاں ہے جو لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل اور پوشیدہ ہے وہ موسئے عمران کی طرح مجھ پر جلوہ گر ہوا ہے۔ وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے میرے کان اس کی آواز سنتے ہیں میں اس کی تجلیات کا مظہر اور اس کے انوار کا شاہد ہوں۔ وہ مجھے غیب کی باتیں بتاتا اور عجیب نشانات سے اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ میں ذاتی تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا ہے اور یقیناً ہے ؎

آں خدائے کہ از و خلق و جہاں بے خبر اند

بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

ہر طالب حق کو میں اس کی ہستی سے خبردار کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ہاں میرے پاس آئیں۔ میرے پاس کچھ عرصہ قیام کریں۔ خدا ایسے نشانات دکھائے گا جس سے ثابت ہو جائے گا کہ خدا ہے اور ضرور ہے میں خود صاحب تجربہ ہوں۔ اور دوسروں کو اس تجربے

کامزا چکھا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ وہ آزمائش کے لئے
میرے پاس آئیں۔"

دیکھا صاحبان آپ نے! اگر ایک طرف یہ دیوانہ قرآنی فلسفہ سے ہر منکر دین کو خدا اور خدا کے رسول کی صداقت کو منوا رہا ہے تو دوسری طرف ایسے لوگوں کے لئے جو دلائل کو خاطر میں لانے والے نہیں اور تجربہ اور مشاہدہ کے دلدادہ ہیں ان کو ببانگ دہل للکار رہا ہے کہ میرا خدا ایسے ایسے نشان دکھانے پر بھی قادر ہے جس سے منکرین کو یقین کامل ہو جائے گا کہ وہ ہے اور یقیناً ہے اور جو اسے ڈھونڈے وہ اس کو ضرور ملتا ہے۔

صاحبان! انصاف سے کہئے کہ کیا اس زمانہ میں کسی اور نے بھی ایسا اعلان کیا۔ کیا منکرین اسلام منکرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ایسا چیلنج دیا؟ ہرگز نہیں، یہ محض قادیان کے دیوانے کا ہی کام تھا کہ دنیا کے بڑے بڑے فلاسفروں کو بڑے بڑے سائنس دانوں اور بڑے بڑے دہریوں اور مادہ پرستوں کو باواز بلند للکارا کہ:۔

آؤ میرے پاس آؤ میں تمہیں خدا دکھا دوں گا

چنانچہ فرماتے ہیں ؎

اے مزوّر گر بیائی سوئے ما
وز وقار ختت افگنی در کوئے ما

وز سر صدق و ثبات و غم خوری
روزگارے در حضورما بری
عالمے بینی ز ربانی نشان
سوئے رحماں خلق و عالم را کشاں
گر خلاف واقعہ گفتم سخن
راضیم گر تو سرم بری ز تن
راضیم گر خلق بر دارم کشند
از سر کیں باصد آزارم کشند
راضیم گر باشدم ایں کیفرے
خوں رواں بر خاک افتادہ سرے
راضیم گر مال و جان و تن رود
و آنچہ از قسم بلا بر من رود
لیک گر تو زیں سخن پیچی سرے
بر تو ہم نفرین ربّ اکبرے
زیں سخن ہا ہر کہ روگرداں بود
آں نہ مردے رہزنِ مرداں بود

ہستی باری تعالیٰ پر کامل یقین اللہ اکبر! کس قدر یقین ہے خدا کی ہستی پر۔ کس قدر یقین ہے کہ خدا آپ کے ذریعے منکرین کو اپنا نشان دکھائے گا۔ جس سے

ان کے قلوب خدا کی ہستی پر بول اُٹھیں گے ایک طرف آپ دلائل کے انبار لگا رہے ہیں اور دلائل سے خدا اور خدا کے رسول کی صداقت کا لوہا منوا رہے ہیں۔ دوسری طرف آپ ان لوگوں کو جو فلسفیانہ دلائل کے قائل نہیں بلکہ تجربہ اور مشاہدہ کے طالب ہیں...... چیلنج دے رہے ہیں کہ بسم اللہ آؤ میرے پاس آؤ۔ تم خود تجربہ کر کے دیکھ لو گے کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ فرماتے ہیں ؎

عالمے بینی ز ربانی نشاں
سوئے رحماں خلق و عالم اکشاں

یعنے تم ایسے نشان دیکھو گے جو لوگوں کے قلوب کو خدا کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے۔ پھر فرماتے ہیں کہ

"اگر اس کے خلاف ہو یعنے اگر نشان نہ دکھا سکوں تو جو سزا چاہو دو۔"

کیا دیوانوں کے کام ہیں اب ایسے عقلمند خود اندازہ لگا لو کہ جس شخص کو مخبوط الحواس دیوانہ اور پاگل کہا جاتا ہے فی الواقعہ وہ ایسا ہی ہے؟ کیا پاگل بھی کبھی دنیا کو خدا سے دُور دیکھ کر مضطرب اور بے چین ہوتے ہیں کیا پاگل بھی لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور عزت اس کا جلال بڑھانے کے لئے کوشاں دیکھے گئے ہیں؟ کیا پاگل بھی

کبھی دہریوں، مادہ پرستوں کو خدا کی ہستی منوانے کے چیلنج دیا کرتے ہیں۔ کیا پاگل بھی دنیا میں کوئی انقلاب پیدا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ کیا پاگل ایک عظیم جماعت قائم کر کے دنیا میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے عظیم الشان کام کو پروان چڑھا سکتے ہیں۔ اگر فی الواقعہ ایسے پاگل ہوں تو ہمیں ان کا کوئی نشان اور پتہ بتاؤ اور اگر نہیں تو یاد رکھو تمہارے دیوانہ کہنے سے مرزا غلام احمد دیوانہ نہیں بن جائے گا ہاں تمہاری نسبت اُن لوگوں سے قائم ہو جائے گی جو خدا کے دوستوں اور ماموروں کو پاگل اور دیوانہ کہتے رہے۔

آنحضرت صلعم سے تقابل قائم کرنے میں شیخ الجامعہ صاحب کی

بے راہ روی اور بے انصافی

تقابل جائز نہیں شیخ الجامعہ نے جو تقابل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مرزا صاحب کے درمیان قائم کیا ہے اس میں پہلے تو آپ نے حضرت نبی کریم صلعم کے حالات زندگی قلمبند فرمائے ہیں اور پھر حضرت مرزا صاحب کے حالات بیان کئے ہیں انہیں حالات کہنا ان کو غلط نام دینا ہے انہیں تحریفات اور مفتریات کا مجموعہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ ہم اصولاً اس تقابل کے مخالف ہیں۔ آقا اور غلام کا کیا تقابل؟ اصل اور ظل کا کیا مقابلہ؟ آفتاب عالمتاب کے سامنے ستاروں کی کیا حقیقت؟ اور مہر منیر کے بالمقابل ایک چراغ کی کیا حیثیت؟ ظلیت یا بروزیت کا دعوےٰ تو حضرت مرزا صاحب نے ضرور کیا ہے اور اس میں آپ منفرد نہیں بزرگان سلف آپ کے ساتھ ہیں۔ جس پر اس سے قبل ہم روشنی ڈال چکے ہیں مگر جلوہ افروز کرسئ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری اور مقابلے کا دعوےٰ نعوذ باللہ! ایسا کلمہ تو زبان پر لایا ہی نہیں جا سکتا۔

حضرت نبی کریمؐ کی شان حضرت مرزا صاحب کی نظر میں

حضرت مرزا صاحب نے اس کے متعلق ایک فیصلہ کن بات فرما دی ہے، اور وہ یہ ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

بعض احمق تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت سرورِ کائنات علیہ الف الف التحیات والتسلیمات سے افضل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے معاذ اللہ وہ تو فرماتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ میں حضرت سرورِ کائنات صلعم کے سامنے کچھ چیز ہی نہیں ہوں۔ اگرچہ بفیض اتباع حضرت سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم آپ رشد و ہدایت کے دریا پیدا کرتا رہے مگر جب حضور صلعم کا ذکر آیا تو یا انشراح صدر فرمایا ہے

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

اللہ اکبر! کیا شان ہے حضرت محمد رسول اللہ کی اور کیا اظہار عجز و انکسار ہے حضرت مرزا صاحب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ فرماتے ہیں کہ ہدایت کا جو چشمہ میں خلق خدا کو دیتا ہوں وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات

کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔
پھر فرماتے ہیں کہ ذاتی طور پر مجھ میں کوئی خوبی نہیں جو کچھ
ہے سب اسی پاک نفس کی طفیل اور اسی کا ہے ۔

این آتشم ز آتش مہر محمدی ست
وین آب من ز آب زلال محمدؐ است

اپنے نفس کا تو کچھ ذکر ہی نہیں سرورِ دو عالم کا حسن عالم افروز
آنکھوں میں بس رہا ہے جس طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں جمال محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہی نظر آتا ہے ۔

دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش
در ہر مکاں ندائے جمال محمدؐ است

اپنے آقا اپنے مطاع اور محبوب نبیؐ پر جان و دل سے نثار ہیں
نہ صرف آپ پر بلکہ آپ کی آل اولاد پر بھی جان چھڑک رہے ہیں
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است ۔

جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خطرناک دشمن کو
مقابلہ پر للکارا اور اس کی ویدہ دہنی کی وجہ سے اس کو ایک
ہیبت ناک نشان کی خبر دی تو وہاں بھی اپنے آپ کو حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام ہی پیش کیا ۔

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

آپ کی کتابیں پڑھ جاؤ۔ سب حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے محامد و محاسن سے پر ہیں اور سب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر فخر کا اظہار کیا گیا ہے ؎

ہر تر گمان دو ہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

پھر فرماتے ہیں :۔

"لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے نہ رسول ہے صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنےٰ خادم اور پیرو ہے اسی رسول مقبول کی برکت اور متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں"

(الحکم ۲۴ ؍جون ۱۹۰۱ء)

تقابل کا کوئی دعویٰ نہیں

آپ لوگ ایک مستقل نبوت کا مدعی قرار دے کر انہیں سرکار دو جہان کے مقابلہ پر کھڑا کرتے ہیں مگر وہ خود تو یوں فرماتے ہیں :۔

"اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)

کیوں جناب شیخ الجامعہ صاحب اس بات سے مدعی خود خدا کی پناہ مانگ رہا ہے اور نہایت زوردار لفظوں میں اس سے انکار کرتا ہے آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ آپ اسی بات کی تہمت اس پر لگا کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں اسے کھڑا کریں آپ کی یہ حرکت عقلمندوں کے نزدیک کب قابلِ ستائش ہو سکتی ہے وہ یہ تو آپکی صریح بے راہ روی اور بے انصافی ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا صرف مجدد ہونے کا دعویٰ ہے

ہاں اس میں شک نہیں کہ وہ بہت بڑی شان کا انسان ہے۔ وہ مجدد اعظم ہے۔ وہ اپنے وقت کا نائب سلطنت ہے۔ اس کی مملکت میں محمد رسول اللہ صلعم کی حکومت کے سوائے کسی دوسرے کو دخل نہیں۔ یہ دعوے بغیر دلیل نہیں بتاؤ کس نے اس زمانہ میں اس کے مقابل مجدد ہونے کا دعوے کیا؟ وہی ایک ہے جو ساری دنیا کی طرف مجدد بنا کر بھیجا گیا اور جس نے عین صدی کے سر پہ یہ اعلان کیا کہ

رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجددِ ایں دین و رہنما باشد

ماموریت کا تاج اس زمانہ میں صرف اسی کے سر پہ رکھا گیا اور فتح اسلام کا خطبہ اسی کے نام پر پڑھا گیا مگر بایں ہمہ وہ حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام ہی ہے ولا غیر۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات گرامی لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی کی مصداق ہے۔ آپ افضل الرسل اور سید المرسلین ہیں، آپ کے علوم نبوت کا مقابلہ کون کرسکتا ہے اور گو سب نبی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب اور اس کے پیارے تھے مگر جو کچھ حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا وہ کب کسی کو دیا گیا اور کون آپ کی خصوصیات کا مقابلہ کرسکتا ہے بقول حضرت مرزا صاحب :-

مقامیکہ رسید تی نہ رسید ہیچ نبی

شیخ الجامعہ کا تحکم | اور اگر شیخ الجامعہ کو یہ تقابل قائم کرنا ہی تھا تو اس کے لئے کوئی اصول ہونا چاہیئے تھا دنیا کی عدالتوں کا تو یہ دستور ہے کہ مدعی اپنا ایک بیان عدالت میں دیتا ہے۔ اس پر مدعا علیہ کو حق حاصل ہے کہ وہ مدعی کے مقابلہ میں اپنا بیان دے اور جو وقائع وہ پیش کرسکتا ہے کرے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مدعی کے دعوے دائر کرنے کے بعد مدعا علیہ کو پوچھا بھی نہ جائے اور مدعی صاحب خود ہی ایک بیان مدعا علیہ کی طرف سے گھڑ کر پیش کر دیں۔ لیکن شیخ الجامعہ صاحب نے جو تقابل قائم کیا ہے اس کی یہی کیفیت ہے۔ کہ مدعا علیہ کو تو صفائی کا موقعہ ہی نہیں دیا گیا اور اس کا بیان خود ہی قلمبند کر کے شامل مثل کر دیا گیا ہے۔ اور اس پر جج بھی وہ خود ہی بن بیٹھے ہیں

ع خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ

کیوں دوستو! کیا دنیا میں آپ نے کبھی ایسی عدالت کا نام بھی سُنا ہے جہاں ایک شخص مدعی بھی خود ہی ہو۔ مدعا علیہ بھی خود اور جج کی کرسی پر بھی خود ہی براجمان ہو، مگر اب تک آپ نے ایسی عدالت کا نام نہیں سُنا تو آئیے ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ یہ رنگون کے شیخ الجامعہ کی عدالت ہے۔ جو عدل و انصاف کے لئے قائم نہیں ہوئی بلکہ عدل و انصاف کا خون کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے۔

مکرم شیخ الجامعہ صاحب! آپ نے دین کو کیوں بچوں کا کھیل بنا رکھا ہے۔ آپ کے اس تقابل کی عقلمندوں کے نزدیک کوئی وقعت نہیں۔ اہلِ علم آپ کی اس حرکت پہ ہنسیں گے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ مجالس کی منڈلیوں میں کچھ دنوں کے لئے آپ کی ڈفلی بج جائے۔

شیخ الجامعہ کو حضرت مرزا صاحب کے حالات لکھنے کا حق حاصل نہیں۔	آپ جوش میں نہ آئیں ذرا ٹھنڈے دل سے ساری باتیں سن لیں۔ آپ نے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مقدسہ خود اپنے قلم سے تحریر فرمائے ہیں ؟

چشم ما روشن دل ما شاد

حضور صلعم کے حالات طیبہ ہم سب کے لئے نورٌ علیٰ نور

ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ حالات لکھنے والے آپ خود ہی ہیں یعنے وہ شخص جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق مانتا ہے تو کیا اس کے مقابل حضرت مرزا صاحب کے حالات لکھنے والا بھی ایسا ہی شخص ہے جو ان کو صادق مانتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ جب یہ صورت حالات ہے تو بتائیے کہ یہ میزان کیونکہ صحیح ہوگئی اور یہ توازن کس طرح درست ہوگیا ؟ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات لکھنے والا ایک ایسا شخص ہے جو حضور کو صادق مانتا ہے تو حضرت مرزا صاحب کے حالات بیان کرنے والا بھی ایسا ہی شخص ہونا چاہیئے جو آپ کو صادق مانتا ہو اور اس کے بعد نتیجہ ناظرین پر چھوڑ دیا جاتا تاکہ وہ خود اندازہ لگالیتے کہ حقیقت حال کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے حالات آپ نے خود کیوں لکھے ؟ آپ کون ہیں ؟ آپ تو حضرت مرزا صاحب کے دشمن ہیں اور دشمن بھی نہایت متعصب اور غالی۔ آپ ایسے دشمن کی بات کا کیا اعتبار ؟۔

اگر کوئی مخالف اسلام جس کا مقصد حضرت نبی کریم صلعم کی تکذیب ہو (نعوذباللہ من ذالک) اس قسم کا ڈھونگ رچائے (اور وہ اس طرح کرتے بھی رہتے ہیں) تو کیا آپ توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات

بلا کم و کاست صحیح صحیح بیان کرے گا؟ ہرگز نہیں اس کا بغض و تعصب کبھی اس کو ایسا کرنے کی اجازت نہ دے گا۔

یہی کیفیت یہاں ہے۔ جب آپ کا مقصد ہی حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کرنا ہے تو لازماً حضرت مرزا صاحب کی خوبیوں کو بھی آپ عیب ہی شمار کریں گے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے ست

حضرت مرزا صاحب رسول کریم صلعم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آئے تھے

انصاف تو یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے حالات آپ کسی احمدی سے لکھواتے پھر آپ کو بھی پتہ چل جاتا کہ اگر حضرت سرور کائنات صلعم اپنے دعوے نبوت میں سچے ہیں تو مرزا غلام احمد صاحب بھی اپنے دعاوی مجددیت و مسیحیت میں سچے ہیں۔ اور خدا خود ان کی سچائی کی گواہی دے رہا ہے، و نعم ما قال المسیح الموعود

آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند
می درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکارہا افتادہ اند
چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

صاد قیم و زطرف مولی با نشانہا آمدم
صد در علم وہدی بر روئے من بکشادہ اند

خود سچے تھے اور حضرت محمد رسول اللہ کی سچائی ثابت کرنے کے لیئے ہی دنیا میں آئے تھے، اور اسی کے لیئے انہوں نے ہر دکھ اور مصیبت کو بطیب خاطر قبول کیا تھا، کس درد سے فرماتے ہیں ؎

تیرے منہ کی ہے قسم اے مرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے
کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

دنیا کچھ کہے وہ اپنے محبوب نبی پر جان و دل سے فدا تھا۔ اور اس کے عشق کے نشہ سے مخمور تھا ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

مدعی الہام کی صداقت کا معیار اور حضرت مرزا صاحب

میری گذارش یہ ہے کہ مدعی الہام کی صداقت جانچنے کے لئے آپ اپنے پاس سے کیوں نئے نئے معیار قائم کر کے اپنے آپ کو بھی پریشان کر رہے ہیں۔ آپ قرآن مجید کی طرف کیوں نہیں آتے اور جو معیار اس پاک کتاب نے قائم کیا ہے اس

کی طرف کیوں توجہ نہیں فرماتے۔ یہ وہی لو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کا یقینی معیار ہے جس کی طرف میں پہلے بھی اشارہ کر چکا ہوں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق باری تعالےٰ فرماتے ہیں اگر یہ ہم پر تقول کریں یعنے وحی الٰہی کا جھوٹا دعوےٰ کریں تو ہم ان کو دائیں ہاتھ سے پکڑیں اور ان کی رگِ جان کاٹ ڈالیں۔ کیا یہ وعید محض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی ہے اور دوسرے لوگوں کے لئے جو وحی کا دعوےٰ کریں نہیں ہے؟ کیوں نہیں! جو تقول کا مجرم ہوگا وہ اس کا مستحق ہوگا اور ہلاک کیا جائے گا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال تک وحی نازل ہوتی رہی۔ حضور صلعم اصدق الصادقین تھے۔ حضورؐ کو اللہ تعالےٰ نے ۲۳ سال کے اندر اندر بے نظیر کامیابی عطا فرمائی۔ اور یہ مدت قطعی حجت ہے ہر مدعی الہام و وحی کے لئے۔ ایک جھوٹا مدعی ۲۳ سال کے اندر اندر ہی خدائی گرفت میں آکر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ باری تعالیٰ اس معاملہ میں بالخصوص غیور ہیں کیونکہ اس کے بغیر سلسلہ نبوت بھی مشتبہ ہو جاتا ہے اور جھوٹے اور سچے کی تمیز ہی اٹھ جاتی ہے حضرت مرزا کی طرف دیکھو آپ ۲۳ سال بلکہ ۳۰ سال سے بھی زیادہ عرصہ الہام و وحی الٰہی کے مدعی رہے۔ خدا کے فضل سے آپ کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا۔ یوماً فیوماً ترقی ہی کرتے گئے اور

آپ کی زندگی کے بعد آپ کی جماعت بھی ترقی کر رہی ہے اگر آپ جھوٹے ہوتے تو لو تقوّل الخ کے وعید کے مطابق آپ کو تو ۲۳ سال کے عرصہ کے اندر اندر ہلاک ہو جانا چاہیئے تھا اور آپ کا تمام کاروبار تباہ ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر یہاں تو اس کے برعکس ثابت ہوا۔ حضرت مرزا کی صداقت پر خود قرآن مجید نے مہر لگا دی اب کیا عذر رہا اور کیا ضرورت رہی اِدھر اُدھر بھٹکنے اور نئے نئے معیار تلاش کرنے کی۔ حضرت مرزا صاحب کو اس معیار پر خوب کس کر دیکھ لو وہ تو سو فیصدی سچے ثابت ہو گئے۔ فھو المراد۔

جھوٹے مدعیان الہام کے متعلق غلط روایات

بعض نا سمجھ اِدھر اُدھر کے قصے تمام پیش کر دیتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص نے جھوٹے نبوت کیا اور وہ پکڑے نہیں گئے۔ یہ سب غلط باتیں ہیں، خدا کا کلام کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے غلط اور مبالغہ آمیز روایات اور باتیں بنا رکھی ہیں خدا کے کلام کے سامنے غلط روایات کی کیا حیثیت؟۔ کلام الٰہی میں تو لو تقوّل کی ہے مدعی نبوت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی وحی اور الہام کو پیش کرے۔ اگر مفتری ہو گا اور جھوٹی وحی پیش کرے گا تو حسب تصریح نص قرآنی ۲۳ سال کے اندر اندر ضرور پکڑا جائے گا، اگر ایسا نہ ہو تو سلسلہ نبوت پر سے

امان ہی اُٹھ جاتے، اور لوگوں پر ہدایت کا صحیح رستہ مشتبہ ہو جاتے۔

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت اور قتل کے منصوبے

غور کرنے والوں کے لئے حضرت مرزا صاحب کی زندگی خود ایک بہت بڑا نشان ہے۔ جب آپ نے دعوٰے کیا۔ مخالفت کا ایک طوفان عظیم آپ کے خلاف اُمڈ آیا۔ غیر اقوام کے لوگ یعنے عیسائی اور ہندو تو پہلے ہی آپ کے دشمن تھے، اب اپنی قوم بھی دشمن ہو گئی۔ حکومت الگ آپ کو اشتباہ کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئی اور سفید کپڑوں میں سی آئی ۔ ڈی کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ جو آپ کی ہر نقل و حرکت کی گورنمنٹ میں رپورٹ کرتی تھی۔ جس شخص کا بچہ بچہ دشمن ہو اس کی زندگی کا معرض خطر میں ہونا ایک یقینی امر ہے۔ آپ کی جان لینے کی سازشیں شروع ہو گئیں۔ مسلمانوں میں سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اس کام میں پیش پیش تھے۔ ان کی تربیت کے ماتحت بعض غیور "جسور" مسلمانوں نے مرزا صاحب کے قتل کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور انہی میں سے ایک مولانا عمرالدین صاحب شملوی مرحوم بھی تھے۔ انہوں نے مولوی صاحب سے کہا کہ یہ تو کچھ مشکل ہی نہیں۔ مجھے حکم دیجئے میں ایک آن واحد میں اس مفتری کا کام تمام کر دیتا ہوں۔ اگر پکڑا گیا تو مضائقہ نہیں قوم میں غازی تو کہلواؤں گا اور سو فیصدی جنت کا حقدار رہوں گا۔ اور تاریخ میں بھی میرا نام زندہ

جائے گا ایک دشمن اسلام کو قتل کر کے ایک بہت بڑی دینی خدمت سرانجام دوں گا۔ اس کے جواب میں بٹالوی صاحب نے فرمایا کہ آپ کی ہمت و جرائت تو قابلِ داد ہے مگر کیا کہیں تمہارے جیسے کئی آئے اور انہوں نے بڑے بڑے حتمی وعدے بھی کئے۔ مگر جب قادیان گئے تو بس وہیں کے ہو گئے۔ پھر واپس نہ آئے۔ اور اگر تم نے بھی یہی مثال قائم کرنی ہے تو بہتر ہے کہ اس کا نام ہی نہ لو۔ لیکن مولانا عمر الدین مرحوم نے انہیں یقین دلایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ آپ دیکھ لیں گے کہ جو وعدہ کرتا ہوں اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر بھی اس کو پورا کروں گا۔ چنانچہ یہ خدا کا بندہ اس عزم بالجزم کے ساتھ قادیان گیا۔ مگر قادیان پہنچتے ہی واللہ یعصمک من الناس کا منظر آنکھوں کے سامنے آگیا جس شخص کو مفتری مفتری کہکر واجب القتل ٹھہرایا جاتا تھا جب اس پر نظر پڑی تو دیکھا کہ وہ تو از سرتا پا نور کا پتلا ہے۔ بشرے سے جلال ٹپک رہا ہے۔ پیشانی پر انوار الہیہ چمک رہے ہیں۔ زبان پر ہر وقت خدا اور خدا کے رسول کا نام ہے۔ جب وہ نصیحت کرتا ہے تو ہدایت کے چشمے بہا دیتا ہے۔ اس کی کلام میں اس قدر اثر ہے کہ لوگ سنتے ہیں اور رو دیتے ہیں۔ بڑا خلیق۔ بڑا صاحب وقار۔ سکون اور اطمینان کی دولت سے مالا مال، کون ہے جو خدا کے اس شیر پر ہاتھ ڈال سکے۔ دل پکار اٹھا ؎

جو خدا کے ہیں انہیں للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

دو چار نمازیں با جماعت ادا کیں لطف آ گیا۔ خدا کے حضور رو دیا۔ اور انشراحِ صدر ہو گیا۔ بصد عقیدت و خلوص بیعت کر لی ؎

شکار کرنے کو آئے شکار ہو کے چلے

وہ جو سر لینے گیا تھا خود اس نے اپنا سرِ عقیدت کے آستانہ پر رکھ دیا اور تاعمر اپنے مرشد کے گُن گاتا رہا اور مرتے دم تک اُس کے نام کی تبلیغ کرتا رہا۔ طاب اللہ ثراہ وجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بٹالوی صاحب نے اب عیسائیوں سے سازباز کی طرح ڈالی

؏ شاید کہ ہمیں بیضہ پر و بال بیارد

عیسائیوں کی منظم سازش اور اس کی ناکامی

عیسائیوں کی سازش ایک منظم سازش تھی یہ کوئی معمولی دیسی عیسائیوں کا گٹھ جوڑ نہ تھا۔ بلکہ انگریز پادری ہنری مارٹن کلارک جیسی بااثر اور بارسوخ شخصیت اس سازش کی رُوح رواں تھی۔

وما كنت لديهم اذ اجمعوا امرهم وهم يمكرون (سورۃ یوسف) حکومت کے ہر رُکن سے ڈاکٹر مذکور کے تعلقات تھے۔ اور بڑی عزت حاصل تھی۔ ان کی طرف سے اقدام قتل کے مقدمے کا پلان تیار کیا گیا۔ ایک مسلمان نوجوان عبدالحمید کو سکھایا پڑھا کر

آمادہ کیا گیا اور اس سے ایک جھوٹا بیان دلوایا گیا کہ مرزا صاحب قادیانی نے اسے ڈاکٹر مذکور کے قتل کرنے کے لئے متعین کر کے امرتسر بھیجا تھا۔ سازش من کل الوجوہ مکمل اور ہر پہلو سے مضبوط تھی بڑے بڑے وکلا کے مشورہ سے مقدمہ کو ایسی شکل دی گئی کہ جہاں تک قانون کا سوال ہے کوئی سقم باقی نہ رہ گیا اور بظاہر ہر عقل یہی تجویز کرتی تھی کہ سازش کا پلان اس قدر مضبوط اور محکم ہے کہ نامہاد ملزم کا بچنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ مقدمہ امرتسر میں انگریز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر کیا گیا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے تعمیل کے لئے وارنٹ امرتسر سے گورداسپور بھیجے گئے۔ بعض دوستوں کو بھی وارنٹ جاری ہونے اطلاع ہو گئی۔ وہ گھبرائے ہوئے حضرت صاحب کے پاس گئے۔ اور جھجکتے جھجکتے ہوئے وارنٹوں کا معاملہ حضرت صاحب کے گوش گذار کیا یہ وحشتناک خبر سن کر اس کوہ وقار انسان کے سکون میں ایک ہلکی سی جنبش بھی نہ آئی اور حسب معمول مسکراتے ہوئے نہایت اطمینان سے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں اگر خدا کے رستہ میں ہتھکڑیاں بھی پہننی پڑیں تو بسم اللہ۔ مگر آپ لوگ گھبرائیں نہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو رسوا نہیں کرے گا لیکن مخالفوں کے گھر میں گھی کے چراغ جل گئے۔ کیا عیسائی کیا مسلمان اور کیا ہندو جہاں خوشی کے

مارے نعلین بجا رہے تھے بس آج مرزا پھنس گیا۔ سب بٹالہ اور امرتسر کے پلیٹ فارم پر منتظر کھڑے تھے کہ اپنے دشمن کو ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا دیکھیں اور..... اپنا دل ٹھنڈا کریں مگر ان کو کیا معلوم کہ ع

یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے

کیسے وارنٹ اور کس کی گرفتاری۔ بھلا خدا کے شیروں پر بھی کوئی ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ کہاں گئے وہ وارنٹ اور کہاں گئے وارنٹ کی تعمیل کروانے والے؟ ان وارنٹوں کا نام و نشان ہی مٹ گیا۔ معلوم نہیں ان کو زمین کھا گئی یا پر لگا کر آسمان کی طرف اڑ گئے ایک ہفتہ گذر جانے کے بعد ڈپٹی کمشنر امرتسر کا تار ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے نام آیا کہ وہ وارنٹ غلطی سے جاری ہو گئے ہیں ان کو روک لیا جائے۔ مگر وہ تو خدا نے ہی روک لئے تھے۔ کیا ڈپٹی کمشنر اور کیا ڈپٹی کمشنر کا عملہ سب حیران کہ وارنٹ کہاں گئے مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ تصرف الٰہی اسی کا نام ہے۔ جس شخص کے متعلق یہ وارنٹ تھے اس کا تعلق زمینی نہیں آسمانی حکومت سے تھا۔ جس کا تعلق آسمان سے ہو زمین اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ بجائے اس کے کہ وارنٹ کی خبر سن کر وہ گھبراتا وہ تو خبر لانے والوں کو کہتا ہے کہ گھبراؤ نہیں خدا اپنے بندوں کو رسوا نہیں کرے گا" ایسے ہی موقعہ پر خدا کے ولی پہچانے جاتے ہیں اور ایسے ہی

بزرگ نفوس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ اولیاء
اللّٰہ لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون۔ کیا گھبرا
جاتے گئے حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
غار میں آپؐ کے رفیق نے تشویش کا اظہار فرمایا تو آپؐ نے زبان
حق ترجمان سے فرمایا لاتحزن ان اللّٰہ معنا۔ اور کیا گھبرا
جاتے گئے حضرت موسےٰ علیہ السلام جب قوم نے کہا کہ اے
موسےٰ ہم تو پکڑے گئے آگے دریا اور پیچھے دشمن کا ٹڈی دل لشکر
نہ راہ رفتن نہ جائے ماندن مگر آپ نے فوراً فرمایا۔ کلا ان معی
ربی سیھدین۔ ہرگز نہیں۔ خدا اسی دریا میں سے رستہ دے
دیگا۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح
حضرت امام غزالی رح حضرت امام ابن تیمیہ رح حضرت شاہ ولی اللہ رح
حضرت مجدد الف ثانی رح وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین
اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے۔ ان پر طرح طرح کی تکالیف اور
مصائب وارد ہوئے، ایذائیں دی گئیں مگر وہ کبھی گھبرائے نہیں۔
حضرت مرزا غلام احمد بھی انہی اولیاء اللہ میں سے اور انبیائے کرام
کا بروز اور ظل تھے وہ ایسے خطرہ کے عالم میں کیوں گھبراتے انبیائے
کرام کی طرح وہ عرفان الٰہی کی اعلیٰ منازل پر پہنچے ہوئے تھے ؎

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے

وہ خدا جس نے ان کو اپنا مامور بنا کر بھیجا تھا اس نے ان کو پہلے سے ہی خبر دے دی تھی کہ دشمن فتنہ بپا کریں گے مگر تمہارا بال بھی بیکا نہیں ہوگا۔ وہ تو خدا کی گود میں بیٹھا بول رہا تھا۔ ؎

بدبوئے حاسداں نہ رساند زیاں مرا
من سہر زماں زنافۂ یادش معطرم
من در حریم قدس چراغ صداقتم
دستش محافظ است زہر باد صرصرم
من می زیم بوحی خدائے کہ با من است
پیغام اوست چوں نفس روح پرورم

پلیٹ فارم پر ہتھکڑی کا منظر دیکھنے والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ بڑی مایوسی ہوئی۔ جب دیکھا کہ مرزا غلام احمد گرفتار ہو کر نہیں آیا۔ آخر ھَبَآءً مَّنثُوراً کا وظیفہ پڑھتے ہوئے اور اپنی ناکامی پر آنسو بہاتے گھروں کو لوٹ آئے ؎

خیالِ زلفِ بتاں میں نصیر پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل کر لکیر پیٹا کر

تفصیلات کا یہ موقعہ نہیں مگر انہیں چھوڑ کر مختصراً یہ ہے کہ مقدمہ گورداسپور کے انگریز ڈپٹی کمشنر ڈگلس کی عدالت میں شروع ہوا۔ فریقین کے گواہوں کی گواہی ہوئی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے عیسائیوں کی حمایت میں گواہی دی۔ انہوں نے

ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستارانِ میت را

مقدمہ کی تیاری میں عیسائی حضرات نے اپنی جان لڑا دی تھی۔ اور اپنی کامیابی کا انہیں سو فیصدی یقین تھا ورنہ وہ عدالت کا دروازہ ہی نہ کھٹکھٹاتے۔ انگریز کی حکومت، انگریز کی عدالت، انگریز ہی مدعی۔ اور مدعا علیہ کون؟ انگریزوں کے مذہب کا خطرناک دشمن جس کا دعوےٰ ہی کسرِ صلیب یا عیسائیت کا ابطال ہے۔ ہنری مارٹن کلارک کے تعلقات حکومتِ وقت سے اس سے بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ جب عدالت لنچ کے لئے برخاست ہوتی تو پادری صاحب بہادر مسٹر ڈگلس کے ساتھ ہی کھانا تناول فرماتے ہر طرف سے عدالت پر اثر ڈالا جا رہا ہے کہ (نعوذ باللہ) شیطان کا سر کچل دینا چاہیئے"

ہر عیسائی فرحاں و شاداں ہے کہ آج ان کا دشمن کیفرِ کردار کو پہنچ جائے گا اور ہمیشہ کے لئے اس فتنہ کا سدِ باب ہو جائیگا۔ بظاہر مقدمہ تو انہی کے حق میں جا رہا تھا۔ لیکن خدا نے اپنے بندے کو یہ خبر دی تھی کہ حق غالب آئے گا اور باطل نیست و نابود ہو گا۔ سب گواہیاں بھگت گئیں اور مقدمہ مکمل ہو گیا۔ اب فیصلہ باقی ہے عیسائی تبلیغ فیصلے کے منتظر تھے۔ مگر مرزا غلام احمد کی نظر آسمان کی طرف تھی فیصلہ وہی ہوگا جو آسمان پر ہوگا۔ اور اس کی اطلاع اللہ تعالیٰ پہلے

ہی اپنے بندے کو دے چکا ہے۔ ڈگلس فیصلہ لکھنے میں تامل کر رہا ہے۔ وہ جب فیصلہ لکھنے کے لئے قلم اٹھاتا ہے۔ تو دل دھڑکنے لگتا ہے اور ہاتھ کانپ جاتے ہیں، بے چین ہو کر ادھر ادھر ٹہلنے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مقدمے تو میں نے بہت کئے ہیں لیکن اس مقدمہ نے مجھے سرگرداں کر دکھایا ہے سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔ ایک طرف ہنری مارٹن جیسا شخص اور اس کی پارٹی دوسری طرف مرزا غلام احمد ہے۔ کھڑا ہوتا ہوں تو بیٹھتا ہوں تو، سوتا ہوں تو، جاگتا ہوں تو اس کی شکل بار بار میرے سامنے آتی ہے اور کہتی ہے :۔

"برطانیہ کے فرزند! انصاف کر انصاف کر"

اسی سوچ بچار میں اس کو ایک راہ مل جاتی ہے۔ اب تک عبدالحمید عیسائیوں کے قبضہ میں ہی تھا۔ اس کو عیسائیوں کے پنجے سے نکال کر الگ طور پر جب حقیقت حال بیان کرنے کے لئے کہا گیا تو وہ زار زار رونے لگ گیا اور اس نے کہا کہ میرا پہلا بیان بالکل غلط اور جھوٹ ہے وہ انہی عیسائی صاحبان کا سکھایا پڑھایا ہوا تھا ورنہ مجھے مرزا غلام احمد نے کبھی ہنری مارٹن کے قتل کے لئے بھیجا اور نہ میں اس غرض سے یہاں آیا۔ آلئٰن حصحص الحق (یوسف) حق کھل گیا۔ اور شیطان کا سر کچلا گیا خدا کا شیر مرزا غلام احمد عزت کے ساتھ بری کیا گیا۔ ان فی ذالک

لآیات لقوم یتفکرون - نصاریٰ کی حکومت - نصاریٰ کی عدالت اور نصاریٰ ہی مدعی اور مستغیث - اور جو بری قرار دیا گیا وہ کون؟ مرزا غلام احمد مدعی مسیح موعود - جس کا دعویٰ کسر صلیب کا ہے۔ اور جو عیسائی دنیا کے لئے بلائے بے درماں ثابت ہو رہا ہے۔ دیکھو وہ کس شان سے بری قرار پاتا ہے - ان فی ذالک لآیات لقوم یعقلون - عیسائی صاحبان اپنا سا منہ لے کر رہ گئے - اور زبان حال سے ؏

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

پڑھتے ہوئے گھروں کو سدھارے - خدا کا وعدہ انی مھین من اراد اھانتک دیکھو کس شان سے پورا ہوا ہے

ذلت ہیں چاہتے یہاں اکرام ہوتا ہے
کیا مفتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے

اور اس تاریخی مقدمہ کے متعلق تو آپ نے پہلے ہی اپنے دوستوں میں مشتہر کر دیا تھا کہ خدا مجھے عزت سے بری کرے گا اور دشمن شکست کھا جائے گا - یہ ایک بہت بڑا نشان تھا جو ظاہر ہوا ؏

چشم بکشا کہ بر چشم نشانیست کبیر

ڈگلس کا نام اور اس کا انصاف بھی تاریخ میں یادگار رہے گا - انگریز قوم میں خدا نے بعض اعلیٰ اوصاف بھی رکھے ہیں - اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود چاہتے تھے کہ یہ قوم ولت اسلام سے مالا مال ہو

ڈگلس کے دماغ پر تاعمر اس مقدمے کا اثر رہا چنانچہ بعض ہندوستانی مسلمانوں کو جب انگلینڈ میں اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تو اس نے اس مقدمے کا بڑی دلچسپی سے ذکر کیا۔ اور حضرت کے متعلق کہا کہ اس شخص کو ہم نے بڑا راستباز اور شریف پایا۔

اب اے صاحبان عقل و ہوش غور کرو! مفتری کا تو خود خدا دشمن ہوتا ہے۔ اس کے لئے لو تقول علینا الخ کا وعید ہے۔ وہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں ۲۳ سال کی مدت کے اندر اندر پکڑا جاتا ہے مگر یہاں معاملہ ہی دیگر ہے بجائے اس کے کہ اس کو ہلاک کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کو جلتی ہوئی آگ سے بچا لیتا ہے۔ اس کی حمایت میں کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کو قبل از وقت بشارت دیتا ہے کہ تم مظفر و منصور ہو گے تمہارے دشمن خائب و خاسر رہیں گے اور وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے۔

ہے سرِ راہ پر مرے وہ خود کھڑا مولا کریم
پس نہ بیٹھو میری راہ میں اے شریرانِ دیار

اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا وعدہ اور رسول اللہ صلعم کی طرف سے مسیح موعودؑ کو سلام	اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ دشمن آپ کے ہلاک کرنے کے درپے ہوں گے۔

اس لئے اس قادر قیوم نے آپ کو واللہ یعصمک من

الناس کا تسلی بخش وعدہ دے رکھا تھا۔ اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔ باوجود اس امر کے کہ قومیں آپ کی دشمن تھیں آپ بفضلہ تعالیٰ ہر نوع محفوظ و مامون رہے۔ اُدھر اُمت کے والی آپ کے مطاع اور آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنکے نام کو بلند کرنے کے لئے آپ نے دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا تھا آپ کو اپنا محبت آمیز سلام بھیجا تھا۔ من ادرک منکم عیسیٰ ابن مریم فلیقرأہ منی السلام یعنے جو شخص تم میں سے عیسیٰ ابن مریم کو پائے اسکو میرا سلام پہنچائے قطع نظر اظہار محبت کے یہ گویا تسلی کا پیغام تھا کہ مصائب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ گھبرانا نہیں باوجود سخت مخالفت اور قوموں کی دشمنی کے آپ سلامتی سے ہمکنار رہیں گے۔ کس قدر خوش نصیب ہے وہ ہستی جس کو دونوں جہان کا بادشاہ سلامتی کا پیغام بھیجے اور جس کو تمام جہان کا مالک و خالق سلامتی کا وعدہ دے سکے

تو چہ دانی او چہ سرّے داشت با یارِ ازل
او بداند یا خدائے رازدانِ سرِّ ما

کشوف میں حضرت نبی کریم صلعم کی زیارت

محض بسبیل تذکرہ۔ خاص خاص موقعوں پر بھی سرکار دوعالم آپ کے کشوف میں تشریف لاتے رہے۔ آپ تو حضور صلعم کے عاشق زار تھے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں اشعار آپ نے

حضورؐ کی مدح میں تصنیف فرمائے۔ جو قال نہ تھا بلکہ حال تھا۔ ایک دفعہ ایک قصیدہ آپ نے حضور صلعم کی مدح میں اور ایک حضورؐ کے صحابہ کی تعریف میں زیب قرطاس فرمایا۔ چونکہ دل کی گہرائیوں سے نکلا تھا۔ عشق صادق کی کشش محبوب دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے قادیان لے آئی۔ کہاں مدینہ منورہ اور کہاں قادیان کی بستی کہاں وہ عالی مقام جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قدسی تشریف فرما ہے جہاں سے حضورؐ نے اپنے غلام کو شرف زیارت بخشا۔

پہنچا کہاں سے ہے کہاں سلسلہ دراز عشق

دست مبارک میں کتاب تھی جس میں اشعار مرقوم تھے۔ حضورؐ نے تبسم فرماتے ہوئے آپ سے مخاطب ہوئے۔ پہلے اس قصیدہ پر انگشت مبارک رکھی جو حضور کی مدح میں تھا اور فرمایا ھذا لی یعنے یہ قصیدہ آپ نے میری تعریف میں لکھا ہے اور پھر اس قصیدہ پر جو حضورؐ کے صحابہؓ کی مدح میں تھا انگشت مبارک رکھکر فرمایا ھذا لاصحابی یہ قصیدہ میرے صحابہؓ کی تعریف میں ہے۔ یہ گویا خوشنودی اور قدردانی کا اظہار تھا۔

دیا ہے جان محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو یہ جام لبالب پلا دیا تم نے

ایک وقت تھا کہ دو سو علماء نے آپ پر کفر کا فتوے لگایا

یہ درحقیقت آپ کے لئے دُکھ اور رانددہ کی سب سے زیادہ سخت گھڑیاں تھیں۔ کیونکہ یہ تبلیغ ہدایت کے رستہ میں بہت بڑی روک تھی۔ ایسے وقت میں کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تسلی دی اور فرمایا کہ صبر کر خدا کے بندوں پر ایسے وقت بھی آیا کرتے ہیں۔ اشعار ذیل میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

ہیچ کس را بر منِ مظلوم و غمگیں دل نہ سوخت
جز تو کاندر خوابہا رحمت نمودی بار بار
یاد کن وقتیکہ در کشفم نمودی شکلِ خویش
یاد کن ہم وقتِ دیگر کامدی مشتاق وار

حضرت مرزا صاحب پر ہلاکت انگیز حملہ کیوں نہ ہو سکا؟

دوستو! دنیا میں قتل و خون کی اکثر وارداتیں سنتے رہتے ہو۔ کبھی کوئی گولی کا شکار ہو جاتا ہے اور کبھی خنجر اور بم وغیرہ کا۔ بر سر عام روز روشن میں ایسی وارداتیں ظہور میں آتی رہتی ہیں۔ شہر کے آباد کوچے میں رہتے ہوئے اور اپنے گھر میں محفوظ بیٹھے بٹھائے اگر قاتل کی چھری لیکھرام کا کام تمام کر سکتی ہے اور اگر راج پال کو دن دھاڑے ایک غازی موت کے گھاٹ اُتار سکتا ہے اور سرحد کا مذہبی دیوانہ اگر انارکلی جیسی آباد جگہ انگریز لیڈی کو چاقو سے ہلاک کر

ڈالتا ہے تو کیا مرزا غلام احمد کا خاتمہ کرنا کوئی مشکل کام تھا؟۔
ملک کا بچہ بچہ اس کا دشمن تھا۔ علمائے وقت نے اس کو مرتد قرار دے کر اس کے واجب القتل ہونے کا فتوےٰ دے رکھا تھا کہ (نعوذ باللہ) وہ مفتری ہے اور خدا کا دشمن کیا ایسے دشمنِ خدا و رسول کے خلاف سرحد کے غیور بھی کچھ ہاتھ پاؤں نہ ہلا سکے؟ پورے تیس سال تک وہ الہام و وحی کا مدعی رہا۔ مگر کیا مجال جو بال بھی بیکا ہوا ہو؟ کیا اس کے لئے دنیا بھر کی چھریاں اور چاقو کند ہو گئے تھے کیا اس کے لئے دنیا بھر کا بارود اور سکے کی گولیاں ختم ہو گئی تھیں؟

حضرت مرزا صاحب ہر وقت گھر کی چار دیواری کے اندر ہی محفوظ نہیں رہتے تھے۔ آپ پانچ وقت نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے نہ کوئی پولیس کا پہرہ ہے نہ کوئی حفاظت کا انتظام۔ قادیان سے باہر دوسرے شہروں کا سفر بھی آپ کرتے رہے۔ دہلی۔ لدھیانہ۔ امرتسر۔ سیالکوٹ۔ لاہور آتے جاتے رہے۔ کھلے میدانوں میں بڑے بڑے جلسوں میں لیکچر بھی دیتے رہے۔ کیا وجہ ہے کہ کسی نام نہاد غازی کا خنجر آپ پر چل نہ سکا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ صادق تھے۔ آپ خدا کی حفاظت میں تھے خدا کا وعدہ تھا کہ خدا آپ کو دشمنوں سے محفوظ و مامون رکھے گا واللہ یعصمک من الناس

پھر آپ سے یہ بھی وعدہ تھا کہ آپ طبعی موت سے فوت ہوں گے۔ چنانچہ آپ کا الہام تھا یا عیسیٰ انی متوفیک اے عیسیٰ میں تجھ کو وفات دوں گا کوئی دوسرا تم پر غالب نہیں آئے گا۔ اور کوئی دشمن تم کو ہلاک نہیں کرے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ آپ اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے۔ ہاں یہ بھی آپ سے وعدہ تھا کہ آپ طاعون سے فوت نہیں ہونگے چنانچہ اس کے متعلق آپ نے چیلنج دیا تھا کہ اگر مخالفین چاہیں تو وہ بھی اس قسم کی حفاظت کا اعلان کریں لیکن کسی کو کیا مجال کہ ایسا کرے۔ پس کیا یہ تعجب میں ڈالنے والی بات نہیں اور کیا یہ آپکی صداقت کی ایک بین دلیل نہیں کہ نہ تو خدا کی طرف سے کوئی ایسی اُفتاد آپ پر پڑی جس سے آپ ہلاک ہو کر دنیا سے اُٹھ جاتے اور آپ کا کاروبار تباہ و برباد ہو گیا ہوتا۔ اور نہ ہی کسی دشمن کا وار آپ پر چل سکا۔ بلکہ جب کبھی کسی دشمن نے آپ کی جان لینے کا ارادہ کیا خدا نے اس کو ناکام و نامراد رکھا۔ آپ تیس سال سے زیادہ عرصہ تک الہام و وحی کے مدعی رہے اور ہزاروں الہام ہوئے۔ آپ بڑے زور و شور اور مستعدی سے فرائض منصوبہ کو سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے استقلال اور استقامت کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ آپ کی زندگی میں مختلف مواقع آتے رہے جن میں آپ کے تقوے۔ توکل۔ صبر۔ رضا

بقضا کا امتحان ہو گیا۔ آپ ہر امتحان میں پورے اُترتے رہے۔
غرضیکہ آپ لو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کے
قرآنی معیار سے حضرت مرزا صاحب کو پرکھیں گے تو آپ پر آنجناب
کی صداقت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی، اور یہی وہ معیار
ہے جس پر ایک مُدّعی الہام و وحی کو پرکھنا چاہیئے اس معیار کو چھوڑ
کر اِدھر اُدھر کے ڈھکوسلوں پر بھروسہ کرنا صرف تضیع اوقات اور
حماقت ہے۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

حضرت مسیح موعودؑ کی حیاتِ طیبہ پر

منشیٔ الجامعہ کی قلمکاری

قلم در کفِ دشمن

کہتے ہیں کسی شخص نے شیر کی تصویر بنائی۔ پورے قد و قامت کا ہیبتناک شیر۔ جس کی دہشت سے انسان کا پتہ پانی پانی ہو جائے۔ اور عجیب یہ کہ اس کی پیٹھ پر ایک آدمی اس طرح سوار کیا گیا کہ گویا وہ اس پر پوری طرح قابض اور مسلط ہے۔ دیکھنے والے نے حیران ہو کر شیر سے پوچھا کہ اے جنگل کے بادشاہ! آپ تو ماشاءاللہ سب حیوانوں اور درندوں کے سردار ہیں۔ آپ کی بہادری اور شہ زوری مسلّم ہے۔ کون ہے جو آپ کی شجاعت کا مقابلہ کر سکے اور کس کو طاقت ہے کہ آپ کی پشت پر سوار ہو اور آپ کو مطیع بنائے۔ مگر دیکھتے ہیں تو یہ آ رہا ہے کہ آپ کی پیٹھ پر ایک آدم زاد سوار ہے۔ آپ پہ یہ بے بسی؟ شیر نے آہ بھر جواب دیا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ میں تمام حیوانات کا سردار اور بادشاہ ہوں۔ جنگل کی مملکت بلا دخل غیرے میری ہے۔ خدا نے میرے جیسی شجاعت اور بہادری کسی کو نہیں دی۔ کوئی حیوان یا کوئی انسان میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ وہ میرے اوپر سوار

ہواور مجھے اپنا غلام بنائے ؏

ولیکن قلم در کفِ دشمن است

مگر دشمن کے ہاتھ میں قلم ہے۔ اس نے جو چاہا بنا دیا۔ اس میں میرا کیا اختیار ہے۔

مکروہ اور گھنونی تصویر

یہی نقشہ ہم یہاں دیکھتے ہیں۔ وہ جو اس زمانہ میں روحانیت کا بادشاہ ہے، وہ جس کو خدائے ذوالجلال نے مجددیت اور مسیحیت کے تاج سے سرفراز فرمایا جس کے اسم گرامی پر فتح اسلام کا سکہ مضروب ہوا اور کسر صلیب کا خطبہ پڑھا گیا جس کے دم قدم سے اسلام کے اجڑے باغ میں پھر بہار آگئی ؎

چو غنچہ بود جہانے خموش و سربستہ

من آمدم بقدومیکہ از صبا باشد

اسی رجل عظیم اور بطل جلیل کی سوانح عمری قلمبند کرتے ہوئے رنگون کے شیخ الجامعہ نے اپنی کتاب کے اڑھائی صفحوں پر حضور کی ایسی مکروہ اور گھنونی تصویر کھینچی ہے کہ جسے دیکھ کر دل خون ہو گیا ؏

ولیکن قلم در کفِ دشمن است

ان کے ہاتھ میں قلم ہے۔ ان کو اختیار ہے جو چاہیں لکھ دیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

اس دنیا میں جہاں اللہ تعالےٰ کے بڑے بڑے صالح بندے آباد ہیں ایسے بھی بہت ہیں جو اپنی بساط کو تو پہچانتے نہیں۔ مگر شرفا کی آبرو ریزی میں پیش پیش ہیں افسوس ہے

اُچھل کر مینڈکی ہاتھی کے لات مارے ہے
کلاہِ حسن کو کوا اکھڑا اتارے ہے

لیکن خاک ڈالنے سے چاند چھپ نہیں سکتا۔ اور خدا نے جو چراغ اپنے ہاتھوں سے روشن کیا ہے، وہ بد اندیشوں کی پھونکوں سے بجھ نہیں سکتا۔ وہ روشن ہی رہے گا اور خود خدا کا ہاتھ اس کا محافظ ہے ؎

من در حریم قدس چراغِ صداقتم
دستش محافظ ست زہر بادِ صرصرم

حضرت مرزا صاحب نے تاریخ عالم میں نیا باب کھولا۔

مگر دوست! حضرت مرزا صاحب کی تو وہ ذات گرامی ہے کہ جس سے تاریخ عالم میں ایک نیا باب کھلا جس نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی طرح ڈالی یعنی ایسے زمانہ میں جبکہ بقول علامہ شبلی پرانا علم کلام کہنہ ہو کر بیکار ہو چکا تھا اور اسلام کے لئے ایک جدید علم کلام کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی اور علمائے زمانہ پر بے بسی اور بیکسی کا عالم چھا رہا تھا اور وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے تھے۔ اور نہیں

جانتے تھے کہ کیا کریں سے

تدابیر ساری ہیں بے کار اُن کی
نہیں چلتی توپوں میں تلوار اُن کی

ایسی حالت میں کس نے اپنے علم کلام سے تقدیر ملت کو پلٹ کر رکھ دیا اور فلسفۂ ضالہ جدیدہ کی دھجیاں بکھیر دیں؟ بتاؤ کس نے اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غالب کر دکھایا، اور بتاؤ کفر و شرک کی مملکت میں کس نے علمِ توحید بلند کیا؟ کس نے ایسے تاریک زمانہ میں یہ کشف دیکھا کہ اس نے لندن میں فصیح و بلیغ انگریزی میں تقریر کی ہے اور سفید پرندوں کو پکڑا ہے کس نے شاہانِ عظام کو پیغامِ اسلام دیا اور کس نے دشمنانِ اسلام کی زہریلی کچلیوں کو توڑ کر رکھ دیا؟ اگر آپ حضرت مرزا صاحب جیسے فقید المثال انسان کی سوانح عمری لکھنے بیٹھے تھے تو کچھ تو انصاف سے کام لیا ہوتا۔

معاصرین کا اعترافِ حق حضرت مرزا صاحب تو وہ بزرگ ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے حضور کو دیکھا وہ آپ کے زہد و عبادت آپ کے عشق قرآن، آپ کے انقطاع الی اللہ، آپ کے اخلاق فاضلہ، آپ کی خدمات عالیہ کے معترف ہو گئے۔ یہ لوگ مرزا صاحب کے دعاوی کے ماننے والے نہ تھے مگر حق بات کا کہنا انہوں نے اپنا اخلاقی فرض سمجھا۔

وقائع نگاری میں حق پوشی

لیکن اے شیخ الجامعہ! حضرت مرزا صاحب کے ان اوصاف محمودہ کو بیان کرتے وقت آپ کے ہاتھ کیوں شل ہو گئے؟ اور آپ کا قلم کیوں ٹوٹ گیا؟ آپ کو مخالفت سے کس نے روکا تھا۔ آپ بڑی خوشی سے حضور کے دعاوی کی مخالفت کرتے مگر جہاں تک وقائع نگاری کا سوال ہے آپ کو اس میں تو خیانت سے کام نہیں لینا چاہیئے تھا۔ دشنام طرازی میں تو ماشاء اللہ آپ بہت ماہر ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے وقائع نگاری کے کوچہ میں آپ کا کبھی گذر نہیں ہوا۔ آپ نے حق پوشی کی وہ مثال قائم کی ہے کہ یہود بھی شرمندہ ہو جائیں۔ سیالکوٹ میں حضور کی ملازمت پر تو خوب طنز کئے ہیں مگر ان کے متعلق جو وہاں کے بزرگوں نے چشم دید گواہیاں دی ہیں، اور ان کے اتقاء اور زہد و عبادت کا ذکر کیا ہے وہ آپ نے کیوں چھوڑ دیا؟ اگر آپ ایسے تاریخ نویس دنیا میں پیدا ہو جائیں تو فنِ تاریخ کی فاتحہ خوانی کرنی پڑے۔

کتاب براہین کے متعلق آپ نے یہ تو لکھدیا کہ اس کے بہانے مرزا صاحب نے لوگوں سے روپیہ وصول کیا مگر یہ امر کہ کس طرح یہ کتاب کفار پر صاعقہ ہو کر گری اور کس طرح اس نے مسلمانوں کے حوصلے بلند کر دیئے؟ اس کا کچھ ذکر ہی نہیں کیا آپ کے انتقال پر ملک کی مختلف اخبارات نے جو ریویو کئے

وہ کیوں آپ کو نظر نہ آئے۔ کسی بڑے آدمی کی سوانح عمری لکھنے سے پہلے انسان کو چاہیئے کہ وہ تعصّب اور دشمنی سے اپنا دل صاف کر لے ؎

تیز دار اوّل خویشتن را کن درست
نکتہ چیں را چشم می باید نخست

متعصب سے متعصب عیسائی بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات لکھتے رہے ہیں، اگرچہ انہوں نے بھی بہت کچھ زہر چکانی کی ہے۔ مگر واقعات میں کمی بیشی انہوں نے نہیں کی۔ لیکن شیخ الجامعہ کو حالات لکھنے سے تو غرض نہیں صرف گالیاں دینا ہی آپ نے تاریخ نویسی کا اصل مقصد سمجھا ہے۔ یہ بھی کوئی وقائع نگاری ہے کہ اصل حقیقت پر پردہ ڈال دیا اور ادھر ادھر کی اناپ شناپ باتیں جو مجاہیل نے ردّی محفل بنا رکھی ہیں لکھ ماریں۔

میں نے شروع میں ہی عرض کیا تھا کہ آپ کی کتاب اہل علم طبقہ میں ایک کوڑی کی حیثیت نہیں رکھتی اور اگر ہمیں خیال نہ ہوتا کہ اس سے عوام الناس پر برا اثر پڑے گا تو ہم اس کی طرف کبھی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے۔

حضرت مرزا صاحب کی زندگی پر مولانا عمادی کا تبصرہ | مکرم مولانا صاحب! جن لوگوں نے حضرت

کی زندگی پر تبصرے کئے وہ آپ کے ہی بھائی تھے ۔ یعنے حضرت کے دعاوی کے مخالف بھی تھے لیکن پھر بھی ان کو خدا نے دیانت و امانت سے بہرہ اندوز کیا تھا ۔ انہوں نے انصاف کا خون نہ کرنا چاہا اور قطع نظر حضور کے مخصوص دعاوی کے جو خوبیاں حضور میں پائیں ان کے بیان کرنے میں تحمل سے کام لیا ۔ ان میں سے ہی ایک اس زمانہ کے مشہور و معروف عالم اور صحافی مولانا عبداللہ العمادی تھے جنہوں نے اخبار وکیل میں موت عالم کے عنوان سے حضرت مرزا صاحب کے متعلق ایک مقالہ لکھا ۔ دیکھئے کیا فرماتے ہیں :۔

" وہ شخص وہ بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا ۔ اور زبان جادو وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں ، وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا ۔ جو شور قیامت ہو کہ خفتگان ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا ۔ یہ تلخ پیالہ یہ زہر کا پیالہ موت جس نے مرنے والے کی ہستی تہ خاک پنہاں کر دی ہزاروں لاکھوں زبانوں پر تلخ کامیاں بن کر رہے گی اور قضا کے حملہ

سے نے ایک جیتی جان کے ساتھ جن آرزوؤں اور تمناؤں کا قتل عام کیا ہے صدا مٹے ماتم مدتوں تک اس کی یادگار تازہ رکھے گی۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے امتداد زمانہ کے حوالہ کرکے صبر کر لیا جائے ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو، ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کرکے دکھا جاتے ہیں، مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض ادا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس

احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے، تاکہ وہ
عظیم الشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو
عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی
جاری ہے۔ ...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں
اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام
کی سند حاصل کر چکا ہے، اور اس خصوصیت میں وہ
کسی تعارف کے محتاج نہیں، اس لٹریچر کی قدر و
عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں
دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت
ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ
اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان
جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط
میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور
تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک
رہے تھے، اور اسلام کے لئے کچھ نہ کر سکتے
تھے یا نہ کرتے تھے۔ اگر ہم آج اپنے نئے اور پرانے
اختلافات سے قطع نظر کر کے محض اسلام کی خدمت غایت
و مقصود قرار دے لیں۔ تو یقیناً اس جوشیلے اور اسلام کی نعداد طاقت
سے چشم پوشی کرنے والے لاٹ پادری (بشپ) کی -

حملہ آور کی پشت گری کے لیے ٹوٹی پڑتی تھیں۔
اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم
تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ
اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا!!

مسلمانوں کی اس عدم مدافعت پر بحث کرتے ہوئے آگے چل کر مولانا عمادی صاحب حضرت مرزا صاحب کی طرف سے جو مدافعت کی گئی اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

" اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے، جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اسکی جان تھا اور ہزاروں، لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کر مغلوب کو غالب بنا کر دکھا دیا ہے۔ اگر ہم آج اپنے نئے اور پرانے اختلافات سے قطع نظر کر کے محض اسلام کی خدمت غایت المقصود قرار دے لیں تو یقیناً اس جوشیلے اور اسلام کی خداداد طاقت سے چشم پوشی کرنے والے لاٹ پادری (بشپ) کی

زندگی میں ہی جس نے ایک مسیحی مشن کی پچاس سالہ
جوبلی کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے، دوسری جوبلی
کے لئے دہلی کی مسجد عظمےٰ کے کیتھیڈرل بنائے
جانے کا ادعا دو اظہار کیا تھا وہ وقت آجائے
کہ اسلام کی رُوحانی فتوحات سینٹ پال کے گرجے
کو مریم و مسیح کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی عبادت گاہ
بنا دیں اور ناقوس کے بدلہ اشھد ان لا الٰہ الا
اللّٰہ و اشھد ان محمّد رسول اللّٰہ کا زمزمہ قدسی
فضا میں گونجنے لگے۔...... غرض مرزا صاحب کی یہ
خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی
کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف
میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت
ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت
تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور
حمایت اسلام کا جذبہ اُن کے شعار قومی کا عنوان
نظر آئے قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے
میں مرزا صاحب نے بہت خاص خدمت سرانجام
دی ہے۔ ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریک سے اس

دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آیندہ
ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع
ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز
کی جاسکیں۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذاہب غیر
پر اُن کی نظر بغایت وسیع تھی۔ اور اپنی ان معلومات
کا نہایت سلیقہ سے استعمال کرتے تھے تبلیغ و
تلقین کا یہ ملکہ اُن میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب
کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو وہ ان کے
برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گھر سے فکر میں
پڑ جاتا تھا، ہندوستان آج کل مذاہب کا عجائب خانہ
ہے اور جس کثرت سے چھوٹے موٹے مذہب یہاں
موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان
کرتے رہتے ہیں اس کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ
نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعوے تھا کہ میں ان
سب کے لئے حکم و عدل ہوں، اس میں کلام نہیں
کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں
کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی آیندہ امید
نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص
پیدا ہو جو اپنی اعلےٰ خواہش محض مذہب کے مطالعہ

میں صرف کہہ دے۔" فقط

کیوں شیخ الجامعہ صاحب! آپ نے اپنے بزرگوں کے بیانات کو ملاحظہ فرما لیا۔ ان بیانات سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اس زمانہ میں ایک بے مثل و بے نظیر انسان تھے۔ تقویٰ و طہارت میں علم و فضل میں، خدماتِ اسلام و حفاظت دین میں آپ کو وہ پایہ حاصل ہے کہ کسی دوسرے کو اس کے مقابل مجال دم زدن نہیں۔ اس کے مقابل میں آپ اپنا بیان بھی پڑھیں آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ آپ کا بیان سراسر خلاف حقیقت اور گمراہ کن ہے، اس میں کوئی صداقت نہیں کوئی سچائی نہیں البتہ ...... افتراء اور تہمتیں ضرور ہیں۔

قادیان کے متعلق شیخ الجامعہ کی انوکھی تحقیق اب ہم آپ کے بیان کو لیتے ہیں، اور اس پر کسی قدر تنقید ڈالتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک چھوٹے سے قصبے "قادیان" کے رہنے والے حکیم مرزا غلام مرتضےٰ کے گھر میں مرزا پیدا ہوئے۔ پنجابی زبان میں کادیان کیوڑہ کو کہتے ہیں چونکہ اس قصبہ کے اکثر لوگ کیوڑہ فروخت کرتے تھے اس لئے اس قصبے کا نام کادیان پڑ گیا۔ مرزا غلام احمد نے بہت کثیر رقم خرچ کر کے کادیان کا نام قادیان مخفف قاضیان

بنوایا تا لوگ ان کو قاضی خاندان کے سمجھیں۔" (دیکھو النجم)

مکرم بندہ! ذرا یہ تو فرمایئے کہ یہ النجم جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے تاریخ کی کونسی کتاب ہے؟ کس کی تصنیف ہے؟ کب چھپی؟ اور اس کے کونسے صفحے پر وہ عبارت درج ہے جو آپ نے نقل کی ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ آپ اس سرکاری گزٹ کی نقل بھی دے دیتے جس میں یہ اعلان کیا گیا ہو کہ کادیان کو قادیان میں تبدیل کیا جاتا ہے کہ آئندہ یہی نام سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات میں درج ہونا چاہیئے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے تو لکھا تھا کہ جس قدر حوالے دیئے جائیں گے وہ مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کی کتابوں سے دیئے جائیں گے۔ مگر النجم نہ تو حضرت مرزا صاحب کی کوئی کتاب ہے اور نہ آپ کے کسی مرید کی۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آپ کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔

مکرم دوست! یہ واقعہ ہی غلط ہے۔ نہ ہی مرزا صاحب نے کادیان کو قاضیان یا قادیان بنانے کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور نہ اس کے لئے اخراجات کثیرہ آپنے برداشت کئے۔ اور نہ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ النجم آپ کے ہی کسی دوست کی تصنیف

ہے جنہیں خلاف واقعہ باتیں بنانے میں مہارت تامہ حاصل ہے اور افسوس آپ پر ہے کہ آپ نے بغیر سوچے سمجھے انجم کا حوالہ دے کر ایک غلط بات لکھ ماری۔ یہی وہ بات ہے جو میں نے شروع میں عرض کی تھی کہ آپ تو تحقیقات نہیں کرتے اور جو کچھ دوسروں نے لکھا ہے آپ اس کو کالوحی من السماء سمجھ کر نقل کر دیتے ہیں آپ مکھی پر مکھی مارنا جانتے ہیں۔ جو ایک محقق کی شان سے بعید ہے۔ آپ یہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ آپ ایک غلط بیانی کے الزام میں پکڑے گئے۔ ایسے نادان دوستوں سے خدا بچائے جو اپنے ہی دوستوں کی ذلت اور رسوائی کا باعث ہوں۔ شیخ الجامعہ! دروغ گو را حافظہ نباشد۔ آپ انجم والے بزرگ سے اگر وہ زندہ ہوں پوچھیں کہ جو کچھ آپ نے قادیان کے متعلق لکھا ہے اس کا ماخذ کیا ہے۔ بلکہ اس کی سرزنش کریں کہ یہ کیا خلاف واقعہ تم نے لکھ دیا جس کی وجہ سے مرزائیوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔ ندامت کے مارے ان کے سامنے ہم سر نہیں اٹھا سکتے۔

قادیان کی صحیح تحقیق دیکھئے شیخ الجامعہ! آپ نکلے تھے حضرت مرزا صاحب کا کذب ثابت کرنے کے لئے مگر ماشاءاللہ خود ہی کذب کے مرتکب ثابت ہوئے، اور یہ سزا ہے حضرت مرزا صاحب جیسے صادق انسان کو کذاب اور

دجال کہنے کی کہ قدم قدم پر آپ لوگوں کا کذب اور دجل ثابت ہو رہا ہے آئیے ہم آپ کو قادیان کے متعلق صحیح صحیح اطلاع بہم پہنچائیں۔ سنئے خود ہمارے حضرت نے تحریر فرمایا ہے:۔

" میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور اُن کے ساتھ قریبؔ دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے اور ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہ شمال مشرق واقعہ ہے فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اسکا نام اسلام پور رکھا جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ قاضی رہا۔ اور پھر آخر کار قادی بنا اور پھر اس سے بگڑ کر قادیان بن گیا۔ اور قاضی ماجھی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ علاقہ ان دنوں سب کا سب ماجھہ کہلاتا تھا...... اور چونکہ ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات کی جاگیر داری کے اس علاقہ کی

حکومت بھی ملی تھی اس لئے قاضی ماجھی کے نام سے
مشہور ہوئے۔"

یہ ہے جناب شیخ الجامعہ صاحب اصل بات جس کو آپ نے کچھ کا کچھ رنگ دے دیا اور خلاف بیانی کے مرتکب بن گئے۔

حضرت مرزا صاحب کی تعلیم اور خاندانی حالات اس کے بعد شیخ الجامعہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مرزا نے ابتدائی عمر میں فارسی اور کچھ عربی کی درسی کتابیں پڑھیں، کتب درسیہ پوری نہیں ہوئی تھیں کہ فکر معاش کی وجہ سے تعلیم کو خیرباد کہنا پڑا۔ نہایت ہی تنگدستی سے گذارا تھا۔ مرزا نے نہایت تفصیل سے اپنی تنگدستی کے واقعات اور اس تنگدستی میں باپ دادوں کے مرنے کے واقعات کتاب استفتاء میں لکھے ہیں۔"

(ایضاً صفحہ ۸۷)

شیخ الجامعہ صاحب یہاں پھر آپ نے غلط بیانی سے کام لیا ہے کتاب استفتاء بے شک حضرت مرزا صاحب نے تصنیف کی ہے مگر اس میں تو کہیں حضور نے اپنی تنگدستی یا باپ دادوں کے مرنے کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں تو تمام تر لیکھرام والی پیشگوئی کا ذکر ہے، اور لوگوں سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق

استفتاء کیا ہے۔ اور نہ تو کوئی مضمون ہی اس میں نہیں۔ یہ آپ نے کہاں سے سمجھ لیا کہ کتاب استفتاء میں مرزا صاحب نے اپنی تنگدستی اور باپ دادوں کے مرنے کا ذکر کیا ہے۔ کیا آپ کے ہوش و حواس درست ہیں؟ آپ تو مرزا صاحب کو مخبوط الحواس بناتے ہیں حالانکہ آپ کے اپنے ہی ہوش ٹھکانے نہیں۔ یاد رکھیں حضرت مرزا صاحب پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آیا کہ تنگدستی کی وجہ سے آپ نے تعلیم کو خیرباد کہا ہو۔

آپ ایک رئیس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اور نہ خدا نے آپ پر بافراط رزق کے دروازے کھولے ہوئے تھے آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو گھر پر استاد رکھکر تعلیم دلوائی۔ کیا جو تنگدستی میں مبتلا ہو وہ استادوں کو ملازم رکھ کر بھی تعلیم دلوا سکتا ہے۔ خدا جانے آپ کس بسم اللہ کے گنبد میں چکر لگا رہے ہیں پھر عرض ہے کہ کیا تنگدستی کا ہونا کوئی عیب کی بات ہے؟ کہ اس کو بڑھا چڑھا کر آپ پیش کر رہے ہیں مفلسی، غریبی تنگدستی ایسی چیزیں نہیں کہ جن کی وجہ سے انسان کو مطعون قرار دیا جائے اس کا مضحکہ اڑایا جائے۔ اگر ایسا ہی ہو تو اس کو کیا کہو گے جس نے فرمایا الفقر فخری۔ مرزا صاحب اگر تنگدست تھے اور مشکل سے گذارہ کرتے تھے تو کوئی حرج نہیں۔ اس سے آپ کی ذات پہ کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا کیا حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہؓ کا فقر اور اُن کی

مالی تنگی آپ کو معلوم نہیں کہ آپ حضرت مرزا صاحب پر زبان طعن کھولتے ہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کا پیٹ پر پتھر باندھنا آپ نے کتب تاریخ میں نہیں پڑھا؟

حضرت مرزا صاحب کا علم لدنی

اور آپ نے جو حضرت کی تعلیم کے متعلق لکھا ہے کہ درسی کتابیں اچھی پورے طور سے نہیں پڑھی تھیں تو یہ تو حضور کی صداقت کی دلیل ہے کہ باوجود تھوڑی تعلیم حاصل کرنے کے ان کو خدا نے وہ علم عطا فرمایا کہ آپ جیسے جید علماء اس کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتے حضور نے فصیح و بلیغ عربی میں کتب تصنیف کیں اور ان کو بطور اعجاز کے پیش کیا اور علماء کو چیلنج دیا کہ ان کے جواب عربی میں لکھیں مگر وہ عاجز رہے بقول آپ کے حضور کی تعلیم تو زیادہ نہیں تھی یہ علوم کے دریا آپ نے کس طرح بہا دیئے ؟ یہ خدا کا دیا ہوا علم تھا خود فرماتے ہیں ؎

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

آپ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے مدرسہ کے تعلیمیافتہ تھے۔ آپ علم لدنی کے مالک تھے۔ باوجود اُمّی ہونے کے آپ نے ایسی نادر کتب تصنیف کیں کہ خود عرب کے لوگ انگشت بدندان رہ گئے اور فی الواقعہ یہ آپ کی صداقت اور آپ کے مستجاب اللہ ہونے کی دلیل ہے ۔

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

اعلیٰ عربی تصانیف سے مرزا صاحب کا مقابلہ کرو

شیخ الجامعہ! آپ تو خدا کے فضل سے منتہی ہیں، آپ کی تعلیم بڑی اعلیٰ ہے۔ بڑے بڑے علماء آپ کے رفیق کار ہیں آپ سے اس قدر گذارش ہے کہ مرزا صاحب کی متعدد کتابوں میں سے ایک کتاب کرامات الصادقین ہے اس میں چار قصیدے حضرت رسول کریمؐ کی مدح میں ہیں اور باقی نثر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ آپ بھی ایسی ایک کتاب جس میں چار قصیدے حضرت نبی کریمؐ کی نعت میں ہوں اور نثر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہو تصنیف فرمائیں تاکہ دنیا آپ کے علم و فضل کا لوہا مان لے اور مرزا صاحب کا دعوےٰ عربی دانی کا بے باطل ہو جائے۔

اُمّی ہونے کے باوجود فصیح و بلیغ عربی تصانیف

آپ کی اس تحریر سے کہ مرزا صاحب نے درسی کتب بھی پوری طرح نہیں پڑھی تھیں ایک ناواقف کو یہی دھوکہ لگ سکتا ہے، کہ حضرت مرزا صاحب ایک ان پڑھ انسان تھے ان کو کیا معلوم کہ باوجود ان پڑھ یا اُمّی ہونے کے وہ ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل تھے کہ دنیا کا کوئی عالم اُن کے علم و فضل کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ یوں لکھتے کہ اگرچہ تعلیم کم تھی مگر انہوں نے

فصیح و بلیغ عربی میں کتب تصنیف کیں لیکن آپ کو انصاف سے کیا غرض حضرت کی عربی کتب اب بھی موجود ہیں۔ نظم بھی اور نثر بھی۔ ان کو پڑھیئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ جس مرزا کے متعلق آپ نے لکھا ہے کہ درسی کتب پوری نہیں پڑھی تھیں۔ وہ علم و حکمت کا بحر بیکراں ہے۔ بڑے بڑے علماء کی گردنیں اس کے سامنے خم ہو گئیں اور بڑے بڑے اہل علم نے اعتراف کیا کہ ہم اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

حضرت کے شاگردوں کی بینظیر علمی خدمات پھر انہوں نے ایسے شاگرد پیدا کئے جو علوم اسلامیہ و دینیہ میں نظیر نہیں رکھتے۔ وہ علم میں بھی بے نظیر ثابت ہوئے اور خدمات دین میں بھی، آج محمد علی جیسا مصنف آپ کو کہیں نہیں ملے گا۔ کمال الدین اور صدر الدین جیسے مبلغ اسلام آپ کو کہیں نہیں ملیں گے۔ یہ تو مشتے نمونہ از خروارے ہے، ورنہ آپ کے شاگرد بفضل تعالیٰ زمانہ کے مفسر، محدث اور فقیہ ہیں جو قوم و ملت کیلئے مایۂ صد افتخار ہیں۔

تلاش روزگار کا غلط الزام اس کے بعد شیخ الجامعہ تحریر فرماتے ہیں:

" تلاش معاش میں دربدر ٹھوکریں

کھانے کے بعد آخر سیالکوٹ کے نصاریٰ کی

عدالت میں پندرہ روپے ماہانہ کی نوکری ملی۔ اتنی رقم

سے اطمینان کی زندگی بسر نہیں ہوتی تھی۔ اس وجہ سے
مختاری کا امتحان دے کر مختاری کا پیشہ شروع
کرنا چاہا۔ بڑی مشکل سے قانون انگریزی یاد کر کے
امتحان میں شامل ہوا۔ یہاں بھی بدنصیبی آڑے آئی۔
امتحان میں فیل ہو گئے" (صفحہ ۸۰)

افسوس ہے کہ شیخ الجامعہ کو اپنی غلط بیانیوں کی وجہ سے بار بار شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ مگر خود کردہ را علاجے نیست۔ نہ وہ ایسی غلط بیانیاں کرتے اور نہ شرمندہ ہوتے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ تلاش معاش میں مرزا صاحب نے در بدر ٹھوکریں کھائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا پورا پورا ریکارڈ شیخ الجامعہ کے پاس ہے۔ ذرا تشریح کر کے بتائیں کہ ملازمت کے سلسلہ میں کس کس جگہ انہوں نے ٹھوکریں کھائیں۔ کس کس کو اور کہاں کہاں انہوں نے ملازمت کے لئے درخواستیں دیں۔ کس کس کی سفارشیں دلوائیں۔ کس کس کے دروازے پر جا کر انہوں نے حاضری دی۔ اور کس کس کی انہوں نے منت سماجت کی۔ حسب عادت یہ بھی شیخ الجامعہ نے ایک گپ ہانک دی۔ سنو! مرزا غلام احمد کو تم نے دیکھا نہیں۔ اس کو تم نے پہچانا نہیں۔ جو کچھ تم سمجھتے ہو اس سے اس کی شان بہت بلند ہے۔ مرزا غلام احمدؑ وہ تھا کہ ملازمت کے لئے در بدر ٹھوکریں! استغفر اللہ! وہ تو وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں

پیسے دے کر جو فتوے چاہو لے لو۔ حضرت مرزا صاحب وہ انسان نہ تھے انہیں ملازمتوں اور نوکریوں کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ اور نہ وہ کرنا چاہتے تھے۔ پھر اس کی تلاش کے کیا معنے؟ اور دربدر ٹھوکریں کھانے کا کیا مطلب ان.... کو خدا نے دنیاوی کاموں کے لئے بنایا ہی نہ تھا وہ بلند مقاصد لے کر آئے تھے۔

خوشنودی الدین کے لئے ملازمت کا سلسلہ

مگر ہاں وہ ایک سعید بیٹے تھے۔ اور ماں باپ کا حکم ماننا بھی وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔ انہوں نے جو تھوڑے عرصہ کے لئے ملازمت کی وہ محض اپنے والد صاحب کی خوشنودی کے لئے کی ان کے والد چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا دنیاوی کاموں میں دلچسپی لینا سیکھے۔ اور معمولی ملازمت ماں باپ نے اس لئے قبول کر لی کہ بوجہ رئیس زادہ ہونے کے ان کے لئے ترقی کا میدان وسیع تھا۔ پہلے گورنمنٹ سروس میں آجانا ضروری تھا تاکہ حق پیدا ہو جائے۔ چنانچہ مرزا صاحب کا بڑا لڑکا مرزا سلطان احمد صاحب پٹواری سے ترقی کر کے ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے مگر یہ حقیقت ہے کہ حضرت مرزا صاحب ملازمت کرنا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ سیالکوٹ کی ملازمت ترک کرنے کے بعد ریاست کپورتھلہ سے اور پھر ریاست کشمیر سے ان کو بڑی اعلےٰ آسامیاں پیش کی گئیں۔ مگر وہ انکار کرتے رہے۔ سیالکوٹ کی ملازمت کے متعلق انہوں نے

اپنی خود نوشتہ سوانح میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"میرے والد صاحب اپنے آباؤ اجداد کے دیہات کے دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔..... اور وہ چاہتے تھے کہ میں دنیوی امور میں ہر دم غرق رہوں جو مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا۔ اور ان کے لئے دعا میں بھی مشغول رہا اور وہ مجھے دلی یقین سے برًّا بالوالدین جانتے تھے اور بسا اوقات کہا کرتے تھے کہ میں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے یعنی دین کی طرف۔ صحیح اور سچ بات

یہی ہے ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔ ایسا ہی ان
کے زیرِ سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری
عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر
ہوئی۔ آخر میرا جدا رہنا میرے والد صاحب پر بہت
گراں تھا اس لئے اُن کے حکم سے جو عین میری منشاء
کے مطابق تھا میں نے استعفاء دے کر اپنے تئیں
اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش
کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا"۔

سبحان اللہ کیا سعید بیٹا ہے گو دل نہیں چاہتا۔ کہ دنیا کے کام کاج میں دلچسپی لے مگر پھر بھی اپنے والد صاحب کا اس قدر احترام ہے کہ جو حکم دیتے ہیں بجا لاتے ہیں۔

نصاریٰ کی ملازمت اور تجارت میں نبی ہونا تقدس کے منافی نہیں

باقی رہا شیخ الجامعہ صاحب کا طعن کہ نصاریٰ کی عدالت میں ملازمت کی۔ تو کیا مسلمانوں کے لئے حکم ہے کہ وہ غیر مذہب والے کی ملازمت نہ کریں۔ اگر ایسا حکم قرآن یا حدیث میں ہو تو براہ مہربانی ہمیں بھی دکھائیں۔ اگر حضرت کسی غیر مسلم حکومت کی ملازمت کرتا کوئی قابلِ اعتراض امر نہیں ہے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود اصحابِ صُفّہ مارکیٹ میں چلے جاتے تھے جس کسی سے مزدوری مل جاتی کر دیتے۔ غرض ملازمت

کے معاملہ میں مسلم غیر مسلم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے مختاری کے امتحان میں فیل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اور اس پر طعن دیا ہے۔ مگر یہ بھی آپ کی غلطی ہے کیا مختاری کا امتحان حضرت مرزا صاحب کے تقدس کا معیار تھا اور اس میں فیل ہو جانے سے حضور کے تقدس میں فرق آگیا۔ ہرگز نہیں۔ پھر اعتراض کیسا۔ اور اس پر مضحکہ کے کیا معنے؟ کسی دوست کے کہنے پر آپ نے مختاری کے امتحان کا ارادہ کیا مگر اس کی تیاری کون کرتا، دن رات تو خدا کی عبادت میں لگے رہتے، قرآن مجید اور مطالعہ کتب دینیات آپ کا مشغلہ تھا۔ کتب قانون آپ کب اور کس وقت پڑھتے۔ جو کچھ ہوا وہ اللہ تعالے کی رضا کے ماتحت ہوا اور اللہ تعالے نے ثابت کر دیا کہ حضور دنیوی ملازمتوں اور دنیوی دھندوں کے لئے نہیں بنے تھے بلکہ آپ ان عظیم الشان مقاصد کے لئے بنے تھے جو بڑے بڑے مصلح لے کر آتے رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو کیا معلوم تھا کہ خدا نے آپ کو مختاری میں پاس نہ ہونے دیا کیونکہ آپ اس کے لئے پیدا نہیں ہوئے تھے۔ آپ دنیا کے ہادی بننے والے تھے۔ ایک بہت بڑی جماعت کے پیشوا بننے والے تھے۔ دنیا میں ایک تاریخی شہزادہ بننے والے تھے ہزاروں لاکھوں انسان آپ کی راہ میں آنکھیں بچھانے والے تھے، اور اس قدر مقبولیت آپ کو حاصل ہونے والی تھی کہ لوگ آپ

پر جانیں قربان کریں گے ؎

مقتدر است مرا از خدا حکومت عالم
ہزار ہا دل و جاں و دراہم فدا باشد

حضرت مرزا صاحب کو دولت یا دنیا کی محبت نہ تھی

اس کے بعد جناب شیخ الجامعہ صاحب فرماتے ہیں :-

" مرزا غلام احمدؐ فطرتاً چالاک آدمی تھا امتحان میں فیل ہونے کے بعد مبلغ اسلام بن کر اشتہار بازی تصنیف و تالیف سے شہرت حاصل کرنی چاہی - ابتداء آریوں کے مقابلے میں اشتہار بازی سے شروع کی - اور براہین احمدیہ چھپوانے کے بہانے سے پروپیگنڈا شروع کیا مسلمانوں سے چندہ ہزاروں روپیہ وصول کیا - اب رات دن زندگی آرام سے گذر رہی تھی - اسی اثنا میں مرزا کی ملاقات سر سید احمد خان صاحب بانی مسلم علیگڈھ یونیورسٹی اور شیعوں کے مجتہد سے ہو گئی - کہتے ہیں جب دولت کی ریل پیل ہونے لگ گئی تو انسان نفس امارہ کے ہاتھوں کھلونے لگتا ہے اسی قاعدہ کے مطابق مرزا نے جو پہلے ایک مبلغ اسلام تھا اب مجدد اور پھر مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا "

شیخ النجا کے اس بیان پر سوائے انا للہ و انا الیہ راجعون کے اور کیا کہیں؟ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مرزا صاحب ایک چالاک آدمی تھے، اور اس کا ثبوت یہ دیا ہے کہ انہوں نے اشتہار بازی اور تصنیف و تالیف سے شہرت حاصل کرنی چاہی پہلے آریوں کے خلاف اشتہار بازی شروع کی۔ پھر براہین احمدیہ کے بہانے سے لوگوں سے ہزاروں روپے وصول کئے جس سے دولت کی ریل پیل ہوگئی۔ گویا وہ دنیا کے طالب اور بندۂ نفس تھے۔ یہ کس قدر ظلم ہے جو ایسے شخص پر روا رکھا گیا ہے جس کے دل کے کسی گوشہ میں دنیا اور مال دنیا کی محبت نہ تھی وہ لوگ جو سالہا سال آنجناب کی خدمت میں رہے وہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ حضور درویشوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ دنیا یا مال دنیا کی ذرہ بھر محبت حضور کے دل میں نہ تھی۔ جو کچھ روکھا پھیکا ان کے سامنے رکھا گیا کھا لیا اور جو کچھ کسی نے دیدیا پہن لیا۔ نہ اعلیٰ کھانوں کی طرف رغبت اور نہ پُر تکلف لباس کا شوق۔ اگر ملازمت بھی کی تو باپ کے حکم کی تعمیل میں ورنہ دل نہ چاہتا تھا۔ آخر اس سے بھی منہ موڑا اور باپ کو لکھا کہ اب بقیہ عمر یاد الٰہی میں بسر کرنا چاہتا ہوں ؎

عمر بگذشت و نماندست جز ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

یہ بھی ..... عرض کیا کہ دن رات میں دو درود ٹی اور سال بھر میں دو

جوڑے پکڑے چاہتا ہوں اور بس اب انصاف کیجئے صاحبان عقل وہوش! اسی شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کا طالب اور بندۂ نفس تھا۔ اگر یہ شخص بندۂ نفس اور دنیا کا طالب ہے تو بتائیے وہ لوگ کون ہوتے ہیں جو دنیا پر لات مارتے اور نفس کو محبوب حقیقی کے رستہ میں پامال کر دیتے ہیں۔ تم کہتے ہو وہ اشتہار بازی سے شہرت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اُف کس قدر ناپاک خیال ہے۔ سنئے وہ کہتا ہے ؎

کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
وہ ہو گر ذلت پہ راضی اس پہ سو عزت نثار

دشمنانِ دین کے مقابلہ میں مدافعت اسلام۔

اسے دنیا کی شہرت سے کچھ غرض نہ تھی البتہ اس کا سینہ دشمنان دین کے حملوں سے چھلنی ہو گیا تھا۔ وہ دین حنیف کے غم میں مُرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا۔ وہ برداشت نہ کر سکا کہ محمد رسول اللہ صلعم پر حملے ہوں اور وہ خاموش بیٹھا رہے۔ اس کی غیرت نے قبول نہ کیا کہ سیّد المطہرین کی ذات والا صفات پر دشمن تیر چلائے اور وہ عزت کے حجرہ میں بیٹھا رہے وہ ایک پُرجوش دل لیکر اُٹھا اور دشمنوں پر بجلی کی طرح گرا۔ کیا آریہ اور کیا عیسائی اس نے اُن پر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے کہ ان کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ ان کو ہوش نہ آ گئی کہ بفضلہ اسلام میں ابھی ایسے پہلوان موجود ہیں جو ان کو

میدان مبارزت میں ایسا پچھاڑیں گے کہ پھر اُٹھنے کی تاب نہ رہے گی۔ آریوں نے تو اسلام کے گلے پر ہاتھ ڈال رکھا تھا۔ یہ مرزا غلام احمد تھا جس نے اُن کے سر پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ اُن کے ہوش و حواس خطا ہو گئے۔ شیخ الجامعہ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے آریوں کے خلاف اشتہار بازی سے شہرت حاصل کرنی چاہی۔ اجی حضرت! مرزا صاحب نے تو اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچالیا اور آپ اسکو اشتہار بازی کہہ رہے ہیں؟

مولانا عبداللہ عمادی کی شہادت سنئے جیسا کہ پہلے ہم بتا چکے ہیں مولنا عبداللہ العمادی تحریر فرماتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے... ...... اس لٹریچر کی قدر و منزلت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے"

پھر اس سے آگے فرماتے ہیں :-

"آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی خاص خدمت سر انجام دی ہے ...... ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں"

سنیئے پھر ایک دوسرے عالم فرماتے ہیں :-

"ہم اسے بے چین پاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہے ...... اسلام اپنے گہرے رنگ میں اس پر چھایا ہوا ہے، کبھی وہ آریوں سے مباحثہ کرتا ہے، کبھی حمایت و حقیت اسلام میں بسیط کتابیں لکھتا ہے، ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور جو مباحثات انہوں نے کئے ان کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا، غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی ہیں اُن کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ آجتک نہیں اُترا"

(اخبار وکیل - ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

یہ دونوں بیانات کسی احمدی کے نہیں ہیں بلکہ ایسے لوگوں کے ہیں جو جماعت احمدیہ سے کچھ تعلق ہی نہ رکھتے تھے آزادانہ رائے کے مالک تھے۔ دل رکھتے تھے۔ دماغ رکھتے تھے۔ شیخ الجامعہ صاحب مکرم! کیا کہیں خدا نے آپ کو نہ دل دیا ہے نہ دماغ۔ آپ سے سوائے دشنام کے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے مدافعت اسلام میں وہ کمال کر دکھایا کہ دشمن نے بھی آپ کا لوہا مان لیا مگر آپ کے نزدیک وہ محض اشتہار بازی ہے۔ دیکھئے آپ کے بزرگ کہہ گئے ہیں کہ مرزا صاحب نے قوم وملت کی اس وقت دستگیری کی جب کہ مسلمان پڑے سسک رہے تھے اور دشمنانِ اسلام کے خلاف کچھ نہ کرتے تھے یا کچھ نہ کر سکتے تھے۔ یہ تو مرزا صاحب کا بہت بڑا احسان ہے اسلام پر کہ ان مصائب کے وقت ان کی نصرت وتائید کے لئے آپ مردانہ وار کھڑے ہو گئے اور دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ مگر رنگون کا شیخ الجامعہ حضرت مرزا صاحب کی زرین خدمات کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے۔ اور خیال نہیں کرتا کہ جھوٹ بولنا کس قدر بڑا اور گندہ گناہ ہے۔

براہین احمدیہ کا اثر براہین احمدیہ کے متعلق لکھا ہے کہ گویا یہ چندہ لینے کا بہانہ تھا۔ مگر براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جس نے مسلمانوں کے اندر ایک انقلاب پیدا کر دیا اور

شیخ الجامعہ کا اس کے متعلق یہ فیصلہ : دیکھئے آپ کے بزرگ اس کے متعلق کیا فرما گئے ہیں :۔

" ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے۔ اور مذہب کی پیاری تصویر ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کی جو مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے غرضیکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد میں دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آ رہی ہے۔"

(وکیل ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء)

دیکھا جناب عالی ! کیا براہین پر آپ معترض ہو رہے ہیں کہ اس کے بہانے سے مرزا صاحب نے ہزاروں روپیہ حاصل کیا۔ میں کہتا ہوں کہ ہزاروں کیا چیز ہیں براہین احمدیہ تو وہ چیز تھی کہ اس نے غیر مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے ایسی نعمت غیر مترقبہ کے لئے اگر لاکھوں روپیہ بھی حضرت مرزا صاحب کے قدموں پر نثار کیا جاتا تو بھی تھوڑا تھا۔ ......

....

اسلام کی خاطر تو انسان جان بھی دے ......

دیتا ہے روپیہ کیا چیز ہے۔

دولت کی ریل پیل کا ثبوت کیا ہے؟ لیکن شیخ الجامعہ صاحب! یہ تو بتائیے کہ آپ نے جو لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے پاس ہزاروں روپیہ آیا کیا آپ کے پاس اس کا کوئی حساب کتاب ہے؟ یا یونہی حسب عادت ایک گپ ہانک دی ہے جس کا سر ہے نہ پیر۔ آج ستّر سال کے بعد آپ کے کان میں کس نے پھونکا کہ ہزاروں روپیہ آتا تھا۔ آپ نے محض فرض کر لیا کہ حضرت کے پاس اس قدر روپیہ آیا کہ دولت کی ریل پیل ہو گئی۔ دولت آئی چھپی نہیں رہتی۔ اگر مرزا صاحب کے پاس دولت کی ریل پیل ہو گئی تھی تو وہ کسی نہ کسی صورت میں ظاہر ہو جاتی کیا اس دولت سے مرزا صاحب نے کوئی عالی شان مکان بنوالیا؟ کیا آپ نے کوئی زمین خریدلی؟.... یا کوئی تجارت کا سلسلہ قائم کر لیا؟ یا آپ کے لباس یا کھانے میں کوئی غیر معمولی تغیّر واقع ہو گیا۔ نہ انہوں نے کوئی مکان بنوایا، نہ کوئی زمین خریدی اور نہ انہوں نے کوئی تجارت کا سلسلہ شروع کیا۔ نہ آپ کے لباس میں کوئی تغیّر آیا نہ آپ کے کھانے میں کوئی تبدیلی ہوئی۔ یہ محض افسانے ہیں جو مفتری لوگوں نے بنا رکھے ہیں کہ براہین کے ذریعہ مرزا صاحب کے پاس خدا جانے کتنے ہزار روپیہ آیا جس سے دولت کی ریل پیل ہو گئی۔ کہاں سے روپیہ آیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو چند پیسے آئے تھے

وہ براہین پر ہی صرف ہو گئے۔ اس سے آپ کا مقصد کوئی ذاتی منفعت نہ تھا۔ آپ کا مقصد تو یہ تھا کہ دین اسلام جو پاؤں تلے روندا جا رہا ہے اس کا بول بالا ہو۔ محمد رسول اللہ کا نام بلند ہو

اسلام کے لئے جائداد وقف کردی

براہین احمدیہ کے چندے کا ذکر تو ہمارے مخالفین کرتے ہیں مگر حضور کے اس ایثار کا ذکر نہیں کرتے کہ کس جسارت سے آپ نے اپنی دس ہزار کی جائداد اسلام کے نام پر وقف کر دی اور دنیا میں اعلان کر دیا کہ جو شخص براہین کے پیشکردہ دلائل کو توڑ کر دکھائے گا اس کو میں اپنی دس ہزار کی جائداد پر حقیقی دخل دیدوں گا۔ اور بھی مولوی ملا موجود تھے کسی اور کو تو یہ ہمت نہ پڑی کہ اس طرح سے اپنی جائداد کی بازی لگا دے۔ بایں ہمہ مرزا جھوٹا، اسلام کا دشمن اور آپ لوگ سچے اور اسلام کے دوست۔ العجب ثم العجب۔

حضرت مرزا صاحب صحابہ کرامؓ کا نفس رکھتے تھے

پھر شیخ الجامعہ نے ایک ناپاک فقرہ لکھا ہے:۔

" جب دولت کی ریل پیل ہونے لگی تو انسان نفسِ امّارہ کے ہاتھوں کھیلنے لگتا ہے اسی قاعدے کے مطابق مرزا نے جو پہلے ایک مبلّغ اسلام تھا اب مجدد ہونے کا پھر مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔" (صفحہ ۸۸)

اگر یہی قاعدہ کلیہ ہے تو دولت صحابہ کرامؓ کے پاس بھی آئی اور اس قدر دولت کہ جھولیاں بھر بھر کر لے جاتے تھے اور اُٹھا نہیں سکتے تھے۔ کیا وہ بھی نعوذ باللہ نفس امارہ کے ہاتھوں کھیلنے لگ گئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ ان کو خدا نے نفس مطمئنہ دیا تھا۔ اول تو یہ بات ہی غلط ہے کہ مرزا صاحب کے پاس دولت کی ریل پیل ہو گئی تھی۔ اگر ہو بھی گئی ہو تو یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ صحابہ کرام کا نفس رکھتے تھے۔ آپ کو خدا نے نفس مطمئنہ دیا تھا۔ نفس امّارہ کا کیا ذکر؟ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الجامعہ نے اپنے نفس پر قیاس کر کے یہ قاعدہ وضع کیا ہے۔

مثیل مسیح کا دعویٰ کس لئے؟ پھر آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"اسی قاعدہ کے مطابق مرزا صاحب نے مجدّد اور مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا"

مگر آپ کا قاعدہ بھی غلط ہے پھر اس کے مطابق مرزا صاحب کے دعاوی کرنے کا کیا مطلب! بناء فاسد علی الفاسد اسی کو کہتے ہیں۔ بقول آپ کے حضرت مرزا صاحب کے پاس دولت کی ریل پیل ہو گئی تھی اصل مقصد تو حاصل ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے مسیح اور مجدّد ہونے کے دعاوی کیوں کئے؟ کیا اس خیال سے کہ دولت کی مزید ریل پیل ہو؟ مگر مکرم شیخ الجامعہ! آپ نے تو لکھا ہے کہ نعوذ باللہ

مرزا صاحب فطرتاً چالاک آدمی تھے کیا وہ اس قدر بھی سمجھ نہیں سکتے تھے کہ مسیح موعود کا دعوے کر کے وہ دنیا کو اپنا مخالف بنا لیں گے۔ دنیائے اسلام عام طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتی ہے، اگر یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور ان کی جگہ میں آیا ہوں تو لازماً بھڑک جائیں گے۔ اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ اموال دنیا کا تو ذکر ہی کیا لوگ قتل کے درپے ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ مکرم شیخ الجامعہ! اگر مرزا صاحب کو دنیا مطلوب ہوتی تو وہ مسیح موعود ہونے کا دعوے ہی نہ کرتے۔ جو لوگ دنیا کمانا چاہتے ہیں وہ دنیا کے لوگوں کو ناراض نہیں کرتے۔ وہ دنیا کے لوگوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ دعوے کر کے تو مرزا صاحب نے اپنے آپ پر مصائب کا دروازہ کھول لیا۔ اپنے بیگانے سب دشمن ہو گئے۔ کیا دولت کمانے کے یہی ڈھنگ ہوتے ہیں؟ کیا لوگوں سے اموال حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ لوگوں کو اپنے طریق عمل سے متنفر کر دیا جائے۔ سنو! جو لوگ لوگوں کا مال کھانا چاہتے ہیں وہ ان کی خوشامد کرتے ہیں، وہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، وہ ان کی مدح سرائی کرتے ہیں مگر یہاں تو معاملہ ہی جدا ہے، آپ نے تو دعوے کر کے دنیا کو دشمن بنا لیا مگر شیخ الجامعہ فرماتے ہیں کہ آپ نے دولت کمانے کے لئے یہ ڈھونگ بنایا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ الجامعہ خدا نے آپکو

غور کرنے والا دماغ نہیں دیا۔

پاک اور بے غرض انسان اچھا اگر دولت حاصل کرنے کیلئے دعوے کیا تھا تو بتاؤ آپ کے حالات میں کوئی تغیر واقع ہوا؟ ہرگز نہیں۔ نہ ایک انچ بھر زمین خریدی، نہ ہی کوئی جائداد بنائی، نہ ایک پیسہ بنک میں جمع کیا۔ وفات ہوتے تو ۵۰۰ روپے سر پر قرض تھا جو آپ کی کتب کی فروخت سے ادا ہوا نہ کھانے میں کوئی تکلف نہ پہننے میں کوئی تبدیلی۔ جو ملا کھا لیا اور جو ملا پہن لیا۔ آپ دہلی تشریف لے گئے۔ وہاں کی جماعت کے آپ مہمان تھے۔ مہمان کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ پلاؤ کی رکابی آپ کے سامنے آئی فرمایا کیا یہ میرے لئے ہی آپ نے تیار کیا ہے؟ یا دوسرے مہمانوں کے لئے بھی؟ غرض کیا کہ صرف آپ کے لئے ہی۔ فرمایا ایسا نہ کیا کرو، جو دوسرے مہمانوں کو دیتے ہو وہی مجھے دو۔ اور جو چیز مجھے مرغوب ہے وہ گوشت کے شوربے کی تلچھٹ ہے۔ نصف روٹی تنور کی دوپہر کو اور نصف روٹی شام کو تناول فرماتے تھے۔ سنو! مرزا غلام احمد نفس کا بندہ نہ تھا۔ تم نے اس کے متعلق غلط اندازہ لگایا ہے۔ اس کو دنیا سے دنیا کے مال و دولت سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔

کیرکٹر پر ایک دھبہ بھی نہیں حالات بتا رہے ہیں۔ واقعات

سے ثابت ہے کہ وہ ایک پاک اور بے غرض انسان تھا۔ اور بقول آپ کے ہی ایک بزرگ کے:۔

"کیرکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر ایک
چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز جینا
جیا۔ اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرضیکہ مرزا
صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے کیا بلحاظ
اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار اور کیا بلحاظ
خدمات اور حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو
ممتاز برگزیدہ اور قابلِ رشک مرتبہ پر پہنچا دیا"
(وکیل ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء)

شیخ الجامعہ صاحب! یہ ہیں حضرت مرزا صاحب کے حالات زندگی جو افسوس ہے کہ آپ کو ٹھیک نظر نہیں آتے مگر اس میں مرزا صاحب کا کیا قصور ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مصنّف دونبی کی

ناجائز عیب شماری

جماعت لاہور کی عیب شماری کتاب کے آخری دس بارہ صفحات خصوصیت کے ساتھ لاہوری جماعت کی برائیوں کے شمار کرنے میں وقف کئے گئے ہیں، مصنف کے نزدیک یہ جماعت سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس جماعت کے دو بڑے لیڈروں حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی عیب شماری کر کے عالم اسلام میں جو عزت و شہرت انہیں حاصل ہے اس کو زائل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور پھر جماعت کے کفر کی وجوہ بیان کی گئی ہیں، اگرچہ اس سے پہلے بھی ایک مفتی صاحب کا فتوے انہی اوراق میں شائع کیا جا چکا ہے تاہم یہاں ایک دوسرے ڈھنگ سے اس جماعت کے کفر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مولانا محمد علی اور خواجہ کمال الدین کی خدمات اسلام یہ امر یقینی ہے کہ عصر حاضر میں مولانا محمد علی اور خواجہ کمال الدین ایسی باکمال ہستیاں گذری ہیں کہ

کہ زمانہ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، وہ اپنے علم و فضل، خدمات دین، اپنے کارہائے نمایاں کی وجہ سے امت محمدیہ میں ایسی ممتاز اور بلند جگہ لے چکے ہیں کہ کسی دوسرے کو وہاں تک رسائی نہیں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی انگریزی تفسیر قرآن مجید یورپ اور امریکہ کے علمی حلقوں میں قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکی ہے۔ اور اس کو ایک معیاری تصنیف تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح آپ کی دوسری تصانیف سیرت نبوی اور تاریخ خلفائے راشدین بھی بے مثل و بے نظیر ہیں آپ کی کتاب ریلیجن آف اسلام کی تصنیف پر مشہور و معروف مستشرق مارماڈیوک پکتھال مترجم قرآن مجید نے کیا خوب لکھا تھا کہ تجدید دین کا جو کام مولانا صاحب نے اس زمانہ میں کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور اس میں کچھ کلام نہیں کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں ان دو بزرگوں کا بہت بڑا حصہ ہے مسلمانوں کو چاہیے تھا کہ وہ ان کو آنکھوں پر جگہ دیتے اور ان کی دل سے قدر کرتے، یہ لوگ ابتدائی زمانہ کے تعلیم یافتہ تھے اگر چاہتے تو بہتر سے بہتر دنیوی جاہ و منصب حاصل کر سکتے تھے۔ اور دنیوی مال و منال سمیٹ سکتے تھے۔ مگر ان صاحبوں نے دنیا پر لات ماری اور دین کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا، دنیا پہ دین کو مقدم رکھا اور اپنی بہتری کی

اُمیّدوں اور خواہشوں کو دین پر قربان کر دینا خدا کے خاص خاص بندوں کا ہی کام ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایسی گراں قدر ہستیاں، خدا کے ایسے ولی۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے ایسے جانثار خادم کیا اس قابل ہیں کہ ان کا استخفاف کیا جائے .... ہرگز نہیں۔ ایسی قیمتی ہستیوں کا استخفاف گرانقدر موتیوں کو پاؤں تلے روندنے کے مترادف ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے متعلق مولانا محمد علی صاحب کا عقیدہ

پھر متعصب مصنّف نے صفحہ ۔۔ اپر لکھا ہے:-

"مرزا غلام احمد کے تمام اندوختہ خزانوں پر مرزا بشیر الدین خلیفہ ثانی کے قبضہ کر لینے کے بعد غیر قادیانیوں کو پھانسنے کے لئے مسٹر محمد علی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نبی ہونے کا انکار کر کے مجدد - محدث مہدی و مسیح موعود وغیرہ ہونے کا اعلان کیا اور مرزا غلام احمد کے ناقابل تردید صاحب شریعت دعوے ختم رسالت کے متعلق بروزی اور ظلی نبی جیسی تاویل باطل کر کے مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش

کرتے رہے"

اس کے بعد علمائے کرام کا ذکر خیر فرمایا ہے:۔

"اپنی تصانیف سے لاہوری مرزائیوں کی خوب
قلعی کھولتے رہے ہیں۔ مثلاً مولانا انور شاہ
مولانا مرتضیٰ احسن۔ مفتی اعظم محمد شفیع اور شیخ الاسلام
مولانا شبیر احمد"

اور پھر لکھا ہے کہ:۔

"انہی حضرات کی تصانیف سے اخذ کر کے موجودہ
کتاب کو معرض وجود میں لایا گیا ہے"

حیرت ہوتی ہے کہ خلاف واقعہ باتیں بیان کرنے میں مصنف کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ وہ کونسے خزانے تھے جو حضرت مرزا صاحب اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے ...... خزانے وغیرہ تو کچھ نہ تھے، البتہ ..۵ روپیہ قرض چھوڑ گئے تھے جو آپ کی کتب کی فروخت سے ادا کیا گیا۔ پھر یہ بیان کس قدر غلط ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود کی خلافت قائم ہوتے پر مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کر دیا اور ان کے مجدد و محدث و مسیح و مہدی ہونے کا اعلان کر دیا۔ نعوذ باللہ گویا حضرت مولوی صاحب اس خیال کے بزرگ تھے کہ جس طرف ہوا کا رخ دیکھتے اسی طرف چل دیتے اور لوگوں کو اپنی جماعت میں پھانسنے اور

اپنی نمبرداری قائم کرنے کے لیۓ اپنے عقائد بدل ڈالتے استغفر اللہ ثم استغفراللہ جو عقائد آپ کے شروع میں تھے وہی اخیر تک رہے جس طرح شروع میں آپ حضرت کی نبوت کو ظلی بروزی مانتے تھے۔ اسی طرح بعد میں مانتے تھے۔ نہ پہلے کوئی غلط تاویل کی اور نہ بعد میں۔ بلکہ وہی تاویل کی جو آپ سے پہلے آئمہ دین و اولیائے امت ان الفاظ کی کرتی رہے۔ اگر یہ تاویل غلط تھی تو آپ کو چاہیئے کہ آپ اپنے علمائے دین سے پوچھیں کہ وہ کیوں ایسی تاویل کرتے رہے۔ اس تاویل میں حضرت مرزا صاحب یا مولوی صاحب ہی منفرد نہیں بلکہ آپ کے بزرگ اولیاء بھی شامل ہیں جیسا کہ قبل ازیں ہم اپنی تحریرات میں ذکر کر آئے ہیں۔ آپ کو واضح ہونا چاہیئے کہ حضرت مولانا نے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش نہیں کی۔ آپ نے مسئلہ نبوت پر ایک مبسوط کتاب النبوۃ فی الاسلام تصنیف فرما کر اہل اسلام پر بہت بڑا احسان کیا ہے جماعت قادیان سے علیحدگی کی وجوہات اس کتاب سے واضح ہو سکتی ہیں، اگر آپ لوگوں میں شکر گذاری کا مادہ ہوتا تو آپ اس کتاب سے فائدہ اٹھاتے اور صحیح طور پر ختم نبوت پر ایمان لاتے اور ختم نبوت سے انکار کا وبال آپ کی گردن سے دور ہو جاتا۔ آپ کہتے ہیں حضرت مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا

دعوٰے کیا۔ اس کے متعلق ہم مفصل لکھ چکے ہیں اور آپ سے مطالبہ کر چکے ہیں کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے وہ الفاظ دکھائیں جن سے حضور کا صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ ثابت ہوتا ہو۔ لیکن یاد رکھیں کہ الیٰ یوم القیامۃ آپ ایسے الفاظ نہیں دکھا سکتے۔ اور یہ تو آپ نے خود ہی اعتراف کر لیا کہ آپ کی یہ تصنیف پہلے بزرگوں کی تصانیف کی کاسہ لیسی ہے لیکن جب ہم نے یہی بات کہی تو آپ نے اس کو بُرا منایا اور اس کی تردید کی۔

الیاس برنی کی مزخرافات کتاب زیر بحث کے صفحہ ۱۳۷ سے ۱۴۷ تک اور پھر ۱۵۷ سے آخر تک یعنے ۱۸۲ صفحہ تک فاضل مصنف نے الیاس برنی کی بعض مزخرافات کو نقل کر کے اپنی کتاب کی زینت کو بڑھانا چاہا ہے کیوں نہ ہو ایسی "بلند پایہ" کتاب کے لئے ایسے ہی "بلند پایہ" مصنفین کی ضرورت تھی۔

یادش بخیر جناب برنی صاحب عالم جاودانی کو سدھار چکے ہیں۔ ان کا معاملہ براہ راست خدا سے جا پڑا ہے اب ہم ان کے حق میں سوائے کلمۂ خیر کے اور کیا کہیں۔ تاہم اظہاراً للحق ان ... کی تالیف لطیف "قادیانی مذہب" سے ناظرین کرام کا مختصر سا تعارف کرا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سو واضح ہو

کہ یہ رسوائے عالم کتاب جس کا نام "قادیانی مذہب" ہے دماغی اعوجاج اور نگاہ غلط انداز کے کرشموں کا ایک عجیب و غریب مرقع ہے جس کا ہر صفحہ ہمیں شعر ذیل کی یاد تازہ کرا دیتا ہے ؎

خرد کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

اس تالیف میں ان معاندین اسلام کے نقشِ پا پر قدم مارنے کو ہی کامیابی کا بڑا راز سمجھا گیا ہے۔ جنہوں نے قرآن کریم جیسی بے نظیر و بے مثل کلام کو اپنے اعتراضات واہیہ لغویہ کا نشانہ بنانے سے احتراز نہ کیا۔ یہ خیال نہ فرمائیے کہ "قادیانی مذہب" میں مسائل متنازعہ فیہا پر کوئی علمی بحث کی گئی ہے یا قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت حجۃ اللہ علی الارض کے دعاوی صادقہ کی تردید کی گئی ہے۔ ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا تو ہمیں ناگوار نہ تھا۔ کیونکہ تحقیق حق ہمارے نزدیک ایک قابل قدر چیز ہے، اور علمی رنگ میں مسائل پر بحث کرنا ہماری عین خواہش ہے۔ مگر اللہ اللہ! یہ کس کو جرأت ہے؟ کہ حضرت سلطان القلم کے مقابلہ میں قلم کو جنبش دے سکے یہاں اور ہی رنگ ہے یہاں کسی قرآن و حدیث کی ضرورت نہیں یہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے اور وہ کیا ہے؟ کبھی ادھر سے دو چار لفظ <u>پھیلنے پھیلنے</u> اور کبھی ادھر سے کتر بیونت کر کے اپنے ڈھونگ کا ایک حوالہ

طیار کیا اور اس پر اشتہاری حکیموں کی طرح ایک پھڑکتا ہوا عنوان جما دیا۔ اور بس مسئلہ حل ہو گیا۔ واہ وا کا غل مچ گیا۔ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی رنگ چوکھا آئے۔ یہ ہے جناب ساری کائنات برنی صاحب کی ضخیم و جسیم تصنیف قادیانی مذہب کی ہے

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

آؤ ذرا مقابلہ کر کے دیکھیں۔ کیا اس تالیف کا وہی اسلوب اور وہی رنگ ڈھنگ تو نہیں؟ جو کسی زمانہ میں آریہ لوگ اسلام کے خلاف اختیار کر کے اپنی فتح کا جھوٹا ڈھول پیٹا کرتے تھے مثلاً کبھی وہ یہ عنوان قائم کرتے۔

"مسلمانوں کا خدا مسخرا ہے" (نعوذ باللہ من ذالک)

اس کے نیچے وہ قرآن شریف کی آیت اللّٰہ یستہزئ بھم نقل کر کے خوب مذاق کرتے اور کبھی یہ عنوان قائم کرتے کہ۔

"مسلمانوں کا خدا مکار ہے" (نعوذ باللہ من ذالک) اور الفاظ قرآنی واللّٰہ خیر الماکرین پر زبان طعن کھولتے اور اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرتے۔ ان لوگوں کو کچھ پروا نہیں کہ حقیقت حال کیا ہے۔ اور الفاظ قرآنی یستہزئ بھم۔ اور خیر الماکرین کے حقیقی معنی کیا ہیں۔ لیکن

انہیں حقیقت حال اور اصل مسئلے سے کیا سروکار؟ ان کا مقصد تو اسلام کو بدنام کرنا اور لوگوں کو دین حنیف کے خلاف بھڑکا کر اپنی دکان کو فروغ دینا تھا، یہی جذبہ اس کتاب بنام قادیانی مذہب کی تالیف کے پیچھے کارفرما نظر آتا ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ انہی صفحات میں آپ کو نظر آجائے گا کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ صحیح ہے یا غلط۔

حضرت مرزا صاحب کے امراض | موجودہ کتاب کے صفحہ ۱۳۷ پر آپ کو ایک عنوان نظر آئے گا:-

"مرزائے قادیانی اور اس کے امراض"

"بیماری ضعف نامردی۔ امراض خبیثہ کا شکار"

امراض خبیثہ" کے الفاظ سے اس عنوان کو پڑھنے والے کا تصور کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ امراض خبیثہ کیا ہیں۔ وہ جیسا کہ خود مؤلف کتاب عنوان بالا کے نیچے حضرت مرزا صاحب کی کتاب نسیم دعوت کے حوالہ سے لکھتے ہیں، دو بیماریاں ہیں ایک تو دوران سر کی اور دوسری ذیابیطس جنکے حضرت مرزا صاحب کو کبھی دوران سر کا دورہ ہوتا تھا اور کبھی کثرت پیشاب کا۔ جو ذیابیطس کا خاصہ ہے، یہ تھیں وہ "امراض خبیثہ" جن کا ذکر حقیقتاً مؤلف نے اپنے عنوان میں کیا ہے۔ کیونکہ

صاحب! ان امراض کو امراض خبیثہ قرار دینا آنجناب نے کس کتاب میں پڑھا ہے، کیا طب قدیم میں ان کو امراض خبیثہ کہا گیا ہے یا جدید میں؟ یا کیا حیدرآباد یونیورسٹی میں کوئی ایسی کتاب شائع ہوئی تھی جس میں ان امراض کو امراض خبیثہ قرار دیا گیا تھا یا کسی دوسرے ملک سے آپ نے اہل اطبا کا فتویٰ لے حاصل کیا تھا کہ یہ امراض خبیثہ ہیں، ایسی کتاب کا حوالہ ضرور دینا چاہیئے تھا۔ ورنہ آپ کے نام پر بڑا حرف آئے گا اور آپ کے مخالف یعنی "مرزائی فرقہ" کے لوگ کہیں گے کہ اس شخص نے محض حضرت مرزا صاحب کو بدنام کرنے اور اپنی واہ واہ کے لئے ایک گپ ہانک دی ہے۔ ورنہ بات کچھ بھی نہیں۔

اگر یہ امراض اور اسی طرح کسی عضو رئیسہ یا جسمانی طاقت میں ضعف آجانا آپ کے نزدیک امراض خبیثہ میں داخل ہے تو یاد رکھیئے کہ دنیا کے بڑے بڑے صالح اور نیکوکار اور با خدا انسان آپ کو ان امراض میں مبتلا نظر آئیں گے۔ ماشاء اللہ حضرت مرزا صاحب کو بدنام کرتے کرتے آپ دوسروں پر بھی ہاتھ صاف کر گئے۔ اگرچہ آپ کا مقصد حضرت مرزا صاحب کو بدنام اور ذلیل کرنا ہے مگر آپ ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جس کی تائید میں آسمان ہو زمین اس کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ ونعم ما قال المسیح الموعودؑ ؎

ہر دم فلک شہادت صدقم ہمی دہد
زینم کدام عمز کہ زمین گشت منکرم

یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ مخالف جس بات کو بہت بڑا اعتراض سمجھتا ہے اور وہ اس کے ذریعے بڑے زور و شور سے حملہ آور ہوتا ہے اس کے نیچے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان نظر آجاتا ہے۔ یہاں بھی آپ کو یہی نظر آئے گا۔

حضرت نبی کریم صلعم کی حضرت مرزا صاحب پر شفقت

خوب یاد رکھیئے سرکارِ دوجہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت مرزا صاحب بڑے پیارے تھے اُمت میں اور بھی بڑے بڑے انسان پیدا ہونے والے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام جس کو بھیجا وہ میرزا غلام احمدؑ ہی تھا۔ گروہ خلفاء میں سے نبی کا اعزازی نام پانے کے لئے جس کو مخصوص کیا وہ مرزا غلام احمدؑ ہی تھا۔ اپنے بعد جس پر اعتماد کُلّی ظاہر فرمایا وہ مرزا غلام احمدؑ ہی تھا، چنانچہ فرمایا اس امت کو کیا ڈر جس کے شروع میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح موعود بڑی محبت تھی حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت مرزا صاحب سے اور بڑی شفقت تھی حضور کو اپنے اس

غلام پر اور غلام بھی دل وجان سے حضورؐ پر نثار تھا، چنانچہ ارشاد فرمایا ؎

ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو یہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

یہ الگ بات ہے کہ اُمّت پہچانے یا نہ پہچانے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم آنے والے کی سب نشانیاں بتا کر گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے حلیہ بھی بتا دیا اور فرمایا کہ وہ خوبصورت گندمی رنگ کا ہوگا۔ اس کے بال سیدھے اور لمبے ہوں گے اور ایسا معلوم ہوگا کہ ابھی حمام کر کے آیا ہے ان میں سے ایک ایک بات مرزا غلام احمد صاحب پر صادق آئی۔ فالحمد علیٰ ذالک۔

دو زرد چادریں حضور صلعم کو خدا نے یہ بھی علم دیا تھا کہ بوجہ کثرت عبادات و کثرت کار اس کو جسمانی عوارض بھی لاحق ہوں گے اور دنیا کے کوتاہ بین ان عوارض کو "امراض خبیثہ" سے تعبیر کریں گے۔ اس لئے حضور صلعم نے اپنے پیارے مسیح کے متعلق آج سے تیرہ سو سال پہلے یہ بھی فرما دیا کہ

"میری امت میں جو مسیح آنے والا ہے
وہ دو زرد چادروں میں نازل ہوگا"

وہ دو زرد چادریں کیا ہیں؟ کتب تعبیر کو اٹھا کر دیکھ لو۔ زرد

کپڑے سے مراد بیماری ہوتی ہے اور دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں جو ہمارے حضرت کو لاحق تھیں ایک جسم کے اُوپر کے حصّہ میں اور دوسری جسم کے نچلے حصّہ میں۔ خصم ان دو بیماریوں کو "امراض خبیثہ" ظاہر کر کے حضرت مرزا کو ذلیل کرنا چاہتا ہے مگر یہ آپ کی صداقت کے دو سرٹیفکیٹ ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دربار سے آپ کو مل چکے ہیں، اور کسی کی کیا تاب کہ صداقت کے ان سرٹیفکیٹوں کو باطل کر سکے۔ یہاں کسی بڑے سے بڑے دشمن کا ہاتھ بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اگر پہنچ سکتا ہے تو احادیث میں سے دو زرد چادروں والے الفاظ کاٹ کر دکھا دیجئے۔

ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

حضرت مسیح موعودؑ نے یہاں ان عوارض کا ذکر فرمایا ہے وہ زرد چادروں والی حدیث کا بھی ذکر فرمایا ہے لیکن "حقیقت نگار" مؤلف نے حدیث والے حصہ کا ذکر دانستہ چھوڑ دیا ہے اور اس کا اشارہ تک بھی نہیں کیا، یہ کہاں کی عدالت اور نصفت شعاری ہے۔ یہ تو صریح خیانت ہے یہ تو حق پر پردہ ڈالنا اور لوگوں کو دھوکا دینا ہے، یہ تو صریح اخفائے حق ہے یا بالفاظ دیگر کتمِ شہادت، استغفر اللہ۔

مصنف دوبتی کی بیماری | اور کتمِ شہادت وہ مرض ہے

جو قلب انسانی سے تعلق رکھتی ہے۔ ومن یکتمها فانه
آثم قلبه اور اس سے بڑھ کر غیبت مرض اور کیا ہوگی؟
کہ انسان کا قلب بیمار ہو جائے انوار الٰہیہ کا مورد اور مہبط ہے
فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا۔ کس قدر
زجر و توبیخ کے الفاظ ہیں، اور مولانا روم علیہ الرحمۃ بھی
فرما گئے ہیں ع

نیست بیماری چو بیماری دل

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے:۔

"ان فی الجسد مضغة فان صلح صلح
الجسد کله وان فسد فسد الجسد کله
الا انه قلب"

جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر
وہ درست ہو تو تمام جسم درست ہوتا ہے اور
اگر وہ بیمار ہو تو تمام جسم بیمار ہو جاتا ہے یاد
رکھو یہ قلب ہے۔

آپ خود ہی غور فرمائیے اور انصاف کیجئے کہ "امراض خبیثہ"
کا شکار کون ہے؟ کیا وہ جسے دوران سر اور اسہال کا دورہ
ہوتا تھا یا وہ جو فانه آثم قلبه کا مصداق ہے؟

گر گنی تف سوئے روئے خود کنی ❊ ور زنی بر آئینہ بر خود کنی

ورنہ بلیٔ روئے زشت آتھم توئی
ورنہ یقینِ عیسیٰ مریم توئی

غرض یہ ہے مصنف "دو نبی" کا علم و عقل اور نیز سے حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الرحمتہ کے متعلق ان کا تبصرہ جس کی حقیقت بحمد اللہ ہم اس کتاب میں شرح و بسط کے ساتھ کھول چکے ہیں۔ اب قارئین کرام خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی کاذب کہنا (حالانکہ آپ کا دعوے محض مجدد اور مثیل مسیح ہونے کا تھا نہ کہ نبوت کا) کس قدر کور باطنی اور علمی فرومائگی کا نتیجہ ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
خاکسار:۔ محمد مرتضےٰ خان حسن
مورخہ ۳/۹/ ۱۳ یوم جمعہ